6539

وذکر فان الذکری تنفع المومنین

تاریخ الامت

حصہ پنجم

عباسیہ بغداد

مصنفہ

مولانا حافظ محمد اسلم صاحب جیراجپوری

استاذ تاریخ اسلام جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ، قرولباغ، دہلی

اکادمی نمبر ۱ (۵)

بار سوم

135827

تصانیف وتراجم

جناب ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب ایم اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی

تلاش حق جلد اول ودوم - مہاتما گاندھی کی آپ بیتی یعنی .My Expeiments with Truth کا بامحاورہ اردو ترجمہ۔ کتاب پر اردو کے تقریباً تمام رسائل واخبارات نے نہایت اچھے ریویو کئے ہیں گاندھی جی کی صحیح زندگی سے واقفیت کے لئے ضروری ہے کہ ان کے تجربات زندگی کا مطالعہ کیا جائے دونوں جلدوں کی ضخامت ۷۰۰ صفحات سے زیادہ ہے۔ قیمت صرف دو روپے۔

نفسیات شباب - ڈاکٹر صاحب کی یہ کتاب نومبر ۳۰ء کے آخری ہفتہ میں شائع ہوئی اور روز اشاعت سے تین دن کے اندر چار سو فروخت ہو گئی۔ یہ برلن یونیورسٹی کے پروفیسر اور فلسفہ تعلیم وتمدن کے بے مثل ماہر پروفیسر ایڈورڈ اشپرانگر کی تازہ تصنیف .Psychologies des Jugendalters کا براہ راست جرمن زبان سے اردو ترجمہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب جرمن اور اردو دونوں زبانوں میں اس قدر دستگاہ رکھتے ہیں کہ پیچیدہ سے پیچیدہ مقامات بھی ترجمے میں اصل سے زیادہ صاف ہو جاتے ہیں۔

نوجوانوں کی مجموعی نفسی سیرت، ان کی تخیلی زندگی۔ ان کے عشق، ان کے تصور کائنات اور اخلاقی نشو ونما پر "نفسیات شباب،، سے بہتر کوئی کتاب نہیں۔ پھر زبان اتنی صاف اور عام طرز تحریر اس قدر دلکش ہے کہ شروع کرنے کے بعد اس کے مطالب میں بالکل محویت ہو جاتی ہے

کتاب کی ضخامت بڑے سائز کے ۴۲۰ صفحے اور قیمت اردو کی بلند پایہ علمی ادبی کتابوں کے مقابلے میں نسبتاً کم یعنی صرف تین روپے (۳/)

تاریخ فلسفۂ اسلام - اس موضوع پر یہ اردو میں پہلی کتاب ہے۔ ایک جرمن تصنیف کا ترجمہ ہے۔ عا؍

پردۂ غفلت - ایک معاشرتی ڈراما جو ڈاکٹر صاحب نے قیام جرمنی میں لکھ کر دہلی میں چھپوایا تھا۔ عہ؍

مسلمانوں کی تعلیم اور جامعہ ملیہ - ایک دلچسپ اور مفید تعلیمی رسالہ۔ ہر شخص پڑھ کر فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ۴ر

Marfat.com

فہرست مضامین

تاریخ الامت حصۂ پنجم

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
متوکل	ا	وزارت	۲۳
وزارت	۲	علویہ	۲۵
علویہ	۷	دولت زیدیہ	۲۵
فوج	۸	فوج	۲۸
ابن البعیث	۱۱	**معتز**	۳۰
شورش آرمینیہ	۱۲	وزارت	۳۱
دولت یعفریہ	۱۴	علویہ	۳۲
احوال خارجیہ	۱۴	فوج	۳۳
صفات متوکل	۱۶	قتل مستعین	۳۵
ولایت عہد	۱۷	خلع معتز	۳۶
قتل متوکل	۱۸	**مہتدی**	۳۸
منتصر	۱۹	وزارت	۳۸
وزارت	۱۹	احوال داخلیہ	۳۹
فوج	۲۰	**معتمد**	۴۱
صفات منتصر	۲۱	احوال داخلیہ	۴۲
وفات	۲۲	وزارت	۴۲
مستعین	۲۲	علویہ	۴۴

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
اسماعیلیہ	۴۵	قرامطہ	۷۹
باطنیہ	۴۶	مشرق	۸۲
قرامطہ	۴۹	مغرب	۸۳
فتنۂ حبشیان	۵۰	روم	۸۳
مشرق	۵۳	وفات	۸۳
دولت صفاریہ	۵۳	مقتدر	۸۴
دولت سامانیہ	۵۸	وزارت	۸۶
احمد بن طولون	۶۰	ابن خاقان	۸۸
احوال خارجیہ	۶۲	علی بن عیسیٰ	۸۸
ولیعہدی	۶۳	حامد بن عباس	۹۰
وفات	۶۳	ابو العباس	۹۲
معتضد	۶۳	ابن مقلہ	۹۳
وزارت	۶۴	سلیمان بن حسن	۹۳
شورش جزیرہ	۶۷	ابوالقاسم کلواذی	۹۳
قرامطہ	۶۸	حسین بن قاسم	۹۴
مشرق	۷۰	قرامطہ	۹۵
مغرب	۷۲	احوال خارجیہ	۹۹
صفات معتضد	۷۴	قتل مقتدر	۱۰۱
وفات	۷۷	صفات مقتدر	۱۰۳
مکتفی	۷۷	قاہر	۱۰۳
وزارت	۷۸	احوال داخلیہ	۱۰۴
احوال داخلیہ	۷۸	راضی	۱۰۶

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
وزارت	۱۰۷	دولت غزنویہ	۱۴۴
ابوجعفر	۱۰۷	دولت زیاریہ	۱۴۷
امیرالامراء	۱۰۸	قائم	۱۴۹
مذہبی تنازعات	۱۱۱	بنی بویہ	۱۵۰
قرامطہ	۱۱۲	آل سلجوق	۱۵۲
احوال خارجیہ	۱۱۳	سلاجقۂ عظمیٰ	۱۵۷
صفات راضی	۱۱۴	سلاجقۂ کرمان	۱۵۸
متقی	۱۱۵	سلاجقۂ کردستان	۱۵۹
احوال داخلیہ	۱۱۵	سلاجقۂ شام	۱۵۹
مستکفی	۱۱۷	سلاجقۂ روم	۱۶۰
دیالمہ	۱۱۸	حادثۂ بساسیری	۱۶۲
خلع مستکفی	۱۲۶	الپ ارسلان	۱۶۳
مطیع	۱۲۶	مقتدی	۱۶۶
معزالدولہ	۱۲۷	ملک شاہ	۱۶۷
عزالدولہ بختیار	۱۲۹	نظام الملک	۱۶۷
احوال خارجیہ	۱۳۰	مستظہر	۱۷۰
خلع مطیع	۱۳۴	برکیارق	۱۷۰
طائع	۱۳۴	ملک شاہ ثانی اور سلطان محمد	۱۷۲
معاصرین	۱۳۵	باطنیہ	۱۷۲
قادر	۱۳۸	جنگ صلیبی	۱۷۹
معاصرین	۱۳۹	اوقات مستظہر	۱۸۲
مشرق	۱۴۲	مسترشد	۱۸۲

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
سلطان محمود و سنجر	۱۸۲	وفات مقتفی	۲۰۰
باطنیہ	۱۸۳	مستنجد	۲۰۰
سلطان مسعود طغرل ثانی	۱۸۴	مستضی	۲۰۱
راشد	۱۸۵	ناصر	۲۰۲
مقتفی	۱۸۵	معاصرین	۲۰۳
شاہان خوارزم	۱۸۶	سیل تاتار	۲۰۴
دولت ارتقیہ	۱۸۸	چنگیز خاں	۲۰۴
اتابکیۂ دمشق	۱۸۹	یورش کا سبب	۲۰۵
اتابکیۂ موصل	۱۹۰	وفات ناصر	۲۱۱
اتابکیۂ اربل	۱۹۲	ظاہر	۲۱۲
اتابکیۂ آذربیجان	۱۹۳	مستنصر	۲۱۳
اتابکیۂ فارس	۱۹۴	مستعصم	۲۱۴
اتابکیۂ لورستان	۱۹۵	خلافت عباسیہ پر ایک نظر	۲۱۹
شاہان ارمن	۱۹۶	پانچ دور	۲۲۱
دولت غوریہ	۱۹۷	اسباب زوال	۲۲۳
جنگ صلیبی	۱۹۸	عصبیت دولت	۲۲۳
سلطان ملک شاہ ثانی و محمد	۱۹۹	علویہ	۲۲۸
سلیمان شاہ و ارسلان شاہ	۲۰۰	بدعہدی	۲۳۳

Marfat.com

تاریخ الامّت

حصہ پنجم (۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

متوکل (۱۰)

خلافت ۲۴ ذی الحجہ ۲۳۲ھ سے ۴ شوال ۲۴۷ھ تک ۱۴ سال ۹ ماہ ۱۰ روز

جعفر متوکل علی اللہ بن معتصم بن ہارون الرشید۔ اسکی ولادت مقام فم الصلح میں ایک خوارزمی اُم ولد شجاع نامی کے شکم سے شوال ۲۰۶ھ میں ہوئی۔ اس کا بھائی واثق اپنے عہد خلافت میں اس سے خوش نہیں تھا اسلئے اس نے عمر بن فرج کاتب اور محمد بن علاء خادم کو اس کی نگرانی پر متعیّن کر رکھا تھا وہ اس کے تمام حالات سے اس کو آگاہ رکھتے تھے۔

واثق کی ناراضی کی وجہ سے اسکا وزیر محمد بن عبد الملک بن زیّات بھی متوکل سے برگشتہ تھا۔ اور اس کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں رکھتا تھا۔ یہانتک کہ جب اس کے ماہانہ وظیفہ کی برآورد آتی تھی تو اس پر مشکل سے دستخط کرتا تھا۔

وزیر کے علاوہ دیگر امراء بھی منحرف تھے۔ صرف قاضی احمد بن دؤاد خیر خواہ

تھا۔ وہی واثق کے سامنے اس کے حق میں کلماتِ خیر کہتا رہتا تھا۔

واثق نے جب ۲۴ ذی الحجہ ۲۳۲ھ مطابق ۱۱ اگست ۸۴۷ء میں وفات پائی تو چونکہ اس نے کسی کو اپنا ولیعہد نہیں بنایا تھا اس وجہ سے اعیان دولت مثلاً وزیر ابن زیّات۔ احمد بن دؤاد۔ عمر بن فرج۔ احمد بن خالد میر منشی۔ ایتاخ اور وصیف ترکی امراء وغیرہ مجتمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے کہ کس کو خلیفہ بنائیں وزیر نے واثق کے بیٹے محمد کے متعلق رائے دی۔ لیکن جب وہ دربار میں آیا تو اسکی صورت دیکھ کر وصیف نے کہا کہ صاحبو! اللہ کا خوف کرو۔ اس کو تم لوگ مسلمانوں کا خلیفہ بنا رہے ہو جس کے پیچھے نماز تک جائز نہیں۔ لوگوں نے اس کے قول سے اتفاق کیا اور محمد کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔ قاضی احمد بن دؤاد نے جعفر بن واثق کو طلب کیا اور اس کے سر پر تاج رکھدیا۔ حاضرین نے بیعت کی۔ اس کے بعد بیعت عام ہوئی۔ اس کا لقب متوکل علی اللہ رکھا گیا۔

وزارت

ابن زیّات نے چونکہ متوکل کے ساتھ بے رُخی برتی تھی نیز واثق کی وفات پر محمد بن واثق کی خلافت کا مشورہ دیا تھا اس وجہ سے متوکل نے ۷ صفر ۲۳۳ھ میں اس کو اور اس کے سارے خاندان والوں کو پکڑ کر قید کر دیا اور انکی منقولہ اور غیر منقولہ ہر قسم کی جائدادوں کو ضبط کر لیا۔ ابن زیّات وزیر پر ناگفتہ بہ سختیاں کیں۔ یہانتک کہ ۴۱ دن وہ اس عذاب میں رہ کر ہلاک ہو گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس وزیر نے اپنے بعض دشمنوں کو سزا دینے کیلئے ایک آہنی تنور بنوایا تھا جس کے اندر تیز نوک کے کانٹے لگوائے تھے لیکن شومی بخت سے پہلا شخص جو

Marfat.com

اس تنور کے عذاب میں پڑا خود وہی تھا۔

چند ماہ کے بعد متوکل نے عمر بن فرج کاتب کو گرفتار کرلیا۔ اس کا قصور یہ تھا کہ متوکل کی شاہزادگی کے زمانہ میں اس نے ایک بار غصہ میں آکر اس کی تنخواہ کے کاغذ کو مسجد کے صحن میں پھینکدیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کا بھائی محمد بن فرج بھی پکڑا گیا۔ ان دونوں سے ۲۷۰۰۰ دینار اور ۱۵۰۰۰ درہم وصول کئے گئے۔ اور انکی ساری ملکیت بھی ضبط کی گئی۔ آخر میں ایک کروڑ درہم لے کر متوکل نے صرف انکی اہواز کی جاگیر واگذار کی۔ اور ان کو قید سے رہا کیا۔

ابن زیّات کے بعد احمد بن خالد میر منشی وزیر اعظم مقرر ہوا۔ ذی حجہ ۲۳۲ھ میں اس پر بھی عتاب نازل ہوا۔ اس کی کل ملکیت ضبط کرلی گئی اور ساڑھے ہزار دینار نقد وصول کئے گئے۔ اس کے ساتھ اور کاتب بھی گرفتار ہوئے تھے سب سے جرمانے لئے گئے۔

پھر محمد بن فضل جرجرائی جو واسط اور بغداد کے مابین نہروان کے متصل مقام جرجرایا کا باشندہ تھا وزارت پر آیا۔ یہ شخص عالم و فاضل اور ادیب شاعر تھا۔ موسیقی میں بھی مہارت رکھتا تھا۔ متوکل نے ۲۳۶ھ میں اس کو صرف اس وجہ سے برطرف کردیا کہ وہ وزارت کے لئے بڈھے آدمی کو پسند نہیں کرتا بلکہ کسی نوجوان کو چاہتا ہے چنانچہ عبید اللہ بن یحیٰے ابن خاقان کو منتخب کیا۔ یہ متوکل کے آخر عہد تک وزیر رہا۔

ابن خاقان خوشنویس اور حساب و کتاب میں ماہر تھا۔ اس میں چند عیوب بھی تھے لیکن اس کے حسن خلق اور کرم نے ان پر پردہ ڈال رکھا تھا اپنی داد و دہش کی بدولت اہل فوج میں نہایت ہر دلعزیز تھا۔

Marfat.com

اس زمانہ میں محکمۂ مال جیسی خراب حالت میں تھا۔ اور عمال جیسے خیانت پیشہ اور باہم دشمن تھے اس کی کیفیت کے اظہار کیلئے مندرجہ ذیل واقعہ کافی ہے۔

نجاح بن سلمہ میر منشی اور عمال کا نگران عام تھا۔ اس وجہ سے وہ بڑا صاحب اثر اور پُرہیبت امیر تھا۔ اس میں اور وزیر ابن خاقان میں باہم سخت منافست تھی حسن بن مخلد وزیر املاک اور موسےٰ بن عبدالملک وزیر خراج ابن خاقان کے طرفداروں میں سے تھے۔

۲۴۵ھ میں متوکل نے سامرا میں اپنے لئے ایک محل بنوانا چاہا جس کے واسطے اس کو روپے کی ضرورت پڑی۔ نجاح نے تقریباً بیس امیروں کے نام لیکر جن میں وزیر اعظم اور اس کا بھائی موسےٰ بن عبدالملک اور اس کا نائب اور حسن بن مخلد وغیرہ سب شامل تھے کہا کہ انکو میرے سپرد کردیجئے میں ان سے اس قدر رقم وصول کرکے دے دوں گا جو قصر خلافت کی تعمیر کے لئے کافی ہوگی۔ متوکل یہ سنکر خوش ہوا۔ اور کہا کہ کل آؤ تو اس کا انتظام کردوں۔

وزیر اعظم کو جب اسکی اطلاع پہونچی تو وہ خلیفہ کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ نجاح کی خواہش یہ ہے کہ جس قدر امراء اور کُتّاب ہیں ان سے تاوان وصول کرکے ایک عام خلفشار پیدا کردے میں صاف کہتا ہوں کہ اگر ایسا ہوا تو تمام سرکاری کام درہم برہم ہو جائیں گے۔ یہ کہکر وہاں سے چلا آیا۔ اور موسےٰ بن عبدالملک اور حسن بن مخلد کو بُلا کر کہا کہ خلیفہ تیار ہے کہ وہ کل تم کو نجاح کے ہاتھ میں دیدے اگر ایسا ہوا تو وہ صرف تمہارے اموال ہی کو ضبط نہیں کرے گا بلکہ سختیاں کرکے تم کو ہلاک بھی کر ڈالے گا۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ تم اسی وقت امیر المؤمنین کو لکھو کہ ہم تعمیر محل کے واسطے بیس لاکھ دینار دینے

Marfat.com

کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ نجاح ہمارے سپرد کر دیا جائے۔ ان دونوں نے یہ تحریر لکھدی۔ وہ اس کو لے کر خلیفہ کے پاس گیا۔ اس نے منظور کر کے نجاح کو ان کے حوالہ کر دیا۔

ان لوگوں نے نجاح اور اس کے بیٹے سے ۱۴۰۰۰ دینار نقد وصول کئے نیز اس کے کارندوں سے بڑی بڑی رقمیں لیں اور اس کے دیہات اور مکانات کے علاوہ اس کی سامرا اور بغداد کی کل ملکیت ضبط کر لی۔

نجاح کا کاتب خاص اسحاق بن سعد تھا۔ اس نے متوکل کی شاہزادگی کے زمانہ میں ایک بار اس کی تنخواہ کے اجرا میں پچاس دینار رشوت میں لئے تھے متوکل نے حکم دیا کہ اس سے ہر دینار کے عوض میں ایک ہزار دینار وصول کرو۔ اور ایک ہزار دینار جرمانہ لو۔ چنانچہ انھوں نے اس سے ۵۱۰۰۰ دینار کا مطالبہ کیا۔ اور جب وہ نہیں دے سکا تو اس کو قید کر دیا۔ مجبور ہو کر ۱۷۰۰۰ ہزار دینار اس نے ادا کئے۔ باقی کے لئے ضمانت دی تب رہائی پائی لیکن نجاح عذاب کی سختیوں سے مر گیا۔

کس قدر حیرت ہے کہ ان کاتبوں کی دست درازی یہاں تک بڑھ گئی تھی کہ خود خلیفہ کے بھائی سے وظیفہ جاری کرانے کے لئے رشوت لیتے تھے اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ دوسرے لوگوں سے کیا کچھ وصول نہ کرتے ہوں گے یہی وجہ تھی کہ ان لوگوں کے پاس بہت جلد دولت جمع ہو جاتی تھی۔ اور چونکہ خود یہ ایک دوسرے کی مالی حالت سے اچھی طرح واقف ہوتے تھے اس لئے ازراہ حسد و عداوت جب موقع پاتے تھے خلیفہ کو اس کے مصادرہ کے لئے آمادہ

Marfat.com

کردیتے تھے۔ دینی اثر اور تقویٰ چونکہ دلوں میں کم تھا اس لئے خلیفہ بھی بلا خوف وخطر جو کچھ چاہتا تھا کر گذرتا تھا نہ کوئی قانون تھا کہ اس کو اموال کی ضبطی سے روکے نہ کوئی زبان تھی جو اس کی ناروا تعذیب اور تعزیر کی مخالفت کرے۔ علماء صرف مسائل نظریہ میں بحث کرتے تھے جن کا کوئی اثر عملی زندگی پر نہیں تھا۔ اور اس قسم کے مظالم کے خلاف جن سے لوگوں کی جان ومال وعزت تلف اور برباد ہوتی تھی ایک لفظ بھی مُنہ سے نہیں نکالتے تھے۔

اس زمانہ کا اگر خلافت راشدہ سے مقابلہ کرکے دیکھا جائے جبکہ امت خلیفہ کے ہر امر پر اس سے محاسبہ کر سکتی تھی تو ظلمت اور نور کا فرق نظر آجائے گا چنانچہ اِن بدنظمیوں کا یہ نتیجہ تھا کہ امور خلافت فاسد تھے۔ نظام ملک ابتر تھا اور شیرازہ ملت پراگندہ۔

احمد بن ابی دؤد خلیفہ مامون معتصم اور واثق کے زمانہ سے قاضی القضاۃ معتمد علیہ اور بزرگان دولت میں تھا۔ چونکہ اس نے متوکل کی حمایت کی تھی اور اسکے سر پر تاج رکھا تھا اس وجہ سے اس کے عہد میں بھی اپنے درجہ پر بحال رہا۔ ۲۳۳ھ میں اس پر فالج گرا اور وہ بیکار ہو گیا۔ متوکل نے اس کی جگہ پر اسکے بیٹے ابوالولید کو مقرر کیا۔ لیکن ۲۳۷ھ میں ناراض ہو کر برطرف کر دیا اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کو مع اس کے تمام بھائیوں کے گرفتار کر کے عبیداللہ بن سری نائب شحنہ کے سپرد کیا کہ ان سے جرمانے وصول کرو اس نے ۲۰۰۰۰۰ دینار نقد اور ۲۰۰۰۰ دینار کے جواہرات ان سے لئے۔ ان کی کل جائداد ایک کروڑ ساٹھ لاکھ درہم پر فروخت کر دی۔ اور ان کے مفلوج بڈھے باپ احمد بن دؤاد کی

Marfat.com

بھی ساری ملکیت ضبط کرلی ۔ ۲۳۹ھ میں ابوالولید۔ اور اس کے ۲۰ روز کے بعد اس کا باپ دونوں بے مائگی کی حالت میں مر گئے۔

علویّہ

تمام بنی عباس میں متوکل حضرت علی اور ان کی اولاد کی دشمنی میں بدنام ہے جس شخص کے متعلق اس کو خبر ملتی کہ علویّہ میں سے کسی کے ساتھ تولّا رکھتا ہے اس کا خون اور مال سب حلال سمجھتا۔ خلفاء عباسیہ میں سے مامون معتصم اور واثق کو وہ محض اسی وجہ سے بُرا کہتا تھا کہ یہ لوگ حضرت علیؓ اور ان کی اولاد سے محبّت رکھتے تھے۔

اس کے ندیم و جلیس بھی زیادہ تر اسی عقیدہ کے لوگ تھے جو اسکو ہمیشہ علویّہ کی طرف سے بدظن رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ ان کے اسلاف سے بھی جو دین و تقوے کے لحاظ سے امت میں مقبول تھے بغض رکھنے لگا۔ ۲۳۷ھ میں حکم دیا کہ کربلا میں امام حسینؑ کی قبر منہدم کردی جائے اور اسپر کاشت ہو کوئی زیارت کے لئے نہ جانے پائے۔ اس حکم کے مطابق امام حسین کی قبر کے تمام مجاور نکال دئے گئے۔ اور وہاں کی ساری عمارتیں گرا کر ان پر کھیتی ہونے لگی۔ زائرین کا آنا جانا قطعاً بند کردیا گیا۔

اس کے عہد میں فرقہ اثنا عشریہ کے امام علی ہادی بن محمد جواد تھے متوکل نے ان کو سامرا میں خاص اپنی نگرانی میں رکھا تھا۔ وہاں بیس سال رہکر انھوں نے انتقال کیا اسی وجہ سے ان کا لقب عسکری ہے۔ کیونکہ سامرا لشکرگاہ ہونے کی وجہ سے عسکر کہا جاتا تھا۔

Marfat.com

ایک بار متوکل کو یہ خبر پہونچی کہ امام موصوف کے پاس انکے شیعوں کی آمد ورفت رہتی ہے اور انھوں نے اپنے گھر میں بہت سے آدمی اور اسلحہ فراہم کئے ہیں۔ اس لئے رات کو ان کی خانہ تلاشی کے لئے سپاہی بھیجے! امام موصوف ایک گلیمی قمیص پہنے اور ایک اونی رومال سر پر باندھے ہوئے تلاوت قرآن اور دعا میں مصروف تھے۔ ان کے گھر میں کوئی چیز نہ نکلی۔ یہاں تک کہ بستر بھی بجز فرش ریگ کے نہ تھا۔ اسی حالت میں لوگ انکو متوکل کے پاس لائے۔ اس نے اپنے قریب بٹھلایا۔ اور حکمت اور نصیحت کی باتیں سنیں۔ پھر قرض ادا کرنے کے لئے چار ہزار درہم دیئے اور اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کیا۔

بنی اُمیہ کے زمانہ میں امام زید اور پھر اُن کے بیٹے یحییٰ نے خروج کیا تھا متوکل کے عہد میں یحییٰ کے پوتے یحییٰ بن عمر نے مخالفت کا سامان کیا لیکن گرفتار ہو گئے۔ دربار میں لاکر عمر بن فرج کاتب نے ان کو ۱۸ کوڑے مارے۔ اور بغداد میں قید کر دیا۔

فوج

معتصم اور واثق کے زمانہ سے فوج میں ترکی عنصر غالب تھا۔ ان کا نفوذ اور اقتدار دن بدن بڑھتا جاتا تھا۔ اور ان کے استبداد سے نہ صرف وزراء اور اُمراء مغلوب تھے۔ بلکہ خود متوکل تنگ آگیا تھا۔ اس لئے چاہا کہ ان کی قوت کو توڑ دے۔

اس زمانہ میں ترکی امیر ایتاخ سپہ سالاری کے علاوہ برید حجابت اور دار الخلافہ کی امارت کے بھی عہدے رکھتا تھا متوکل نے ارادہ کیا کہ اسی سے

Marfat.com

ابتدا کرے۔ لیکن اس نے دیکھا کہ سامرا میں جو فوجی چھاؤنی اور ترکوں کا مرکز ہے وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ایسے آدمی اس کے پاس بھیجے جنہوں نے حج کے لئے اس کو آمادہ کیا۔ اس نے اجازت مانگی متوکل نے خلعت دیکر رخصت کیا۔ اور یہ بھی حکم لکھد یا کہ راستہ میں جس جس شہر میں یہ داخل ہو گا تا قیام وہاں کی حکومت اس کے ہاتھ میں ہو گی۔

اس کے ساتھ علاوہ اس کے غلاموں کے فوجی امرا اور سپاہیوں کی بھی ایک کثیر تعداد حج کے لئے روانہ ہوئی۔ واپسی میں جب وہ عراق میں آیا تو متوکل نے اس کے استقبال کے لئے ایک معتمد کو مع خلعت اور تحفوں کے کوفہ میں بھیجا۔ اور ایک قاصد کو خاص پیغام دے کر بغداد کے شحنہ اسحاق بن ابراہیم مصعبی کے پاس روانہ کیا۔

ایتاخ جب کوفہ میں داخل ہوا تو اسحاق مذکور اس کی پیشوائی کے لئے وہاں گیا۔ اور اس سے کہا کہ امیر المؤمنین کا حکم ہے کہ آپ بغداد میں خزیمہ کے محل میں دربار کریں جس میں عراق کے شرفار اور اعیانِ بنی ہاشم جمع ہونگے۔ ایتاخ بغداد میں آیا۔ جب اس محل میں داخل ہونے لگا تو اس کے غلام باہر روک لئے گئے۔ اور اندر اسحاق کے سپاہیوں نے اس کو پکڑ کر ہاتھ پاؤں میں زنجیریں اور بیڑیاں ڈال دیں۔ اس کے دونوں بیٹوں منصور و مظفر اور اس کے دونوں کاتبوں سلیمان بن وہب اور قدامہ بن زیاد کو بھی گرفتار کر لیا۔

ایتاخ ان تکلیفوں سے جو اس کو پہونچائی گئیں ۲۳۵ھ میں قید خانہ ہی

میں مرگیا۔ لیکن اس کے بیٹوں کو متوکل کے بعد مستعین نے رہائی بخشی۔

متوکل ترکوں سے اس قدر بیزار تھا کہ چاہتا تھا کہ سامرا چھوڑ کر دوسرے شہر کو دارالخلافہ بنالے۔ چنانچہ ۲۴۳ھ میں دمشق میں چلا بھی گیا۔ اور وہیں سرکاری دفتروں کو منتقل کرنے کا حکم دیا۔ ترکوں نے خیال کیا کہ خلیفہ اپنی قوم سے مدد لے کر ہم کو مغلوب کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ متوکل نے دیکھا کہ فتنہ بہت بڑھ جائے گا اس لئے یہ بہانہ کر کے کہ دمشق کی آب و ہوا مرطوب ہے پھر سامرا میں آگیا۔

۲۴۵ھ میں ملحوزہ کو جو دارالخلافہ سے چند میل کے فاصلہ پر تھا آباد کیا اور اس کا نام جعفریہ رکھا۔ اس کی تعمیر میں بیس لاکھ دینار نقد صرف کئے۔ اپنے لئے ایک ایسا بلند محل تیار کرایا کہ اس وقت تک اتنی اونچی کوئی عمارت نہیں بنی تھی۔ اس کا نام قصر لولو رکھا۔ دو لاکھ دینار کے صرفہ سے مقام کرمی سے جو پانچ میل کے فاصلہ پر تھا ایک نہر بھی اس میں لانی چاہی لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے خود اس کی زندگی کا چشمہ خشک ہو گیا۔ کیونکہ ترکوں میں یہ شہرت ہو گئی کہ خلیفہ اس جدید عمارت میں منتقل ہونے کے بعد وصیف اور بغا دونوں ترکی امیروں کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس لئے قبل اسکے کہ وہ ان کو قتل کرے انھوں نے خود اس کو قتل کر ڈالا۔

متوکل کے بعد جعفریہ کی تمام عمارتیں جو متوکلیہ کے نام سے مشہور ہو گئی تھیں ویران ہو گئیں۔

ابن البعیث

آذربیجان کے نواح میں ایک قصبہ مرند تھا جس کا رئیس حلبس نامی ایک عرب تھا۔ اس کے بیٹے بعیث نے اس قصبہ کے اردگرد فصیل بنائی۔ اور ایک قلعہ تعمیر کیا۔ محمد بن بعیث بغداد میں رہتا تھا۔ اسحاق بن ابراہیم شحنۂ بغداد نے اس کو خلیفہ کا مخالف دیکھ کر قید کر دیا۔ لیکن بغا شرابی نے سفارش کی۔ اور اس کی طرف سے چند ضامن پیش کئے۔ جس کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ وہ بغداد سے مرند میں گیا۔ وہاں فصیل اور قلعہ کی مرمت کی اور اپنے قبیلہ کے دو ہزار افراد سے زائد جمع کر کے بغاوت کا اعلان کر دیا۔ والی آذربیجان محمد بن حاتم بن ہرثمہ اس کے مقابلہ سے عاجز رہا۔ متوکل نے اس کو برطرف کر کے حمدویہ بن علی بن فضل کو وہاں کا والی مقرر کیا۔ وہ شاکریہ اور رضا کاروں کی دس ہزار کی جمعیت لے کر اس طرف گیا اور مرند کا محاصرہ کیا۔ جب ایک عرصہ گذر گیا اور قلعہ فتح نہیں ہوا تو متوکل نے زیرک سپہ سالار کے ساتھ ترکوں کی کثیر فوج روانہ کی۔ لیکن اس سے بھی کچھ نہ ہو سکا۔ اس لے عمرو بن سیل بھیجا گیا۔ ان تمام امراء نے ملکر مرند پر حملہ کیا اور منجنیقوں سے اس پر سنگباری شروع کی۔ اسی درمیان میں خلیفہ کی طرف سے بغا شرابی چار ہزار فوج لے کر آ گیا۔ اس نے عیسٰی بن شیخ شیبانی کے ہاتھ ابن بعیث کے ساتھیوں اور رفیقوں کے نام خلیفہ کی طرف سے امان نامے بھیجے۔ چونکہ وہ لوگ محاصرہ سے تنگ آ گئے تھے اس لئے امان ملنے کے بعد انھوں نے ابن بعیث کا ساتھ چھوڑ دیا بعضوں نے قلعہ کے دروازے بھی کھولدئے۔ ترکی فوج اندر داخل ہو گئی۔ ابن بعیث مع اپنے دو سو اہل خاندان

Marfat.com

اور حسرم کے گرفتار ہوا۔

بغا شرابی نے خلیفہ کو فتح نامہ لکھا۔ پھر ان قیدیوں کو لے کر سامرا میں گیا متوکل نے ابن بعیث کے قتل کا حکم دیا۔ لیکن جس وقت دربار میں جلاد نے اس کو قتل کرنا چاہا اس وقت اس نے خلیفہ سے معافی کی درخواست کی اور چند رقت انگیز اشعار پڑھے۔ متوکل نے اس کی جان بخشی کی۔ نیز اس کے تینوں بیٹوں حلبس، بعیث اور جعفر کو بھی چھوڑ دیا۔ وہ شاکریہ فوج میں داخل ہو گئے۔ ابن بعیث ایک مہینہ کے بعد مر گیا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ وہ بڑا ادیب اور شجاع تھا۔ خاصکر فارسی میں اچھے اشعار کہتا تھا۔

شورش آرمینیہ

آرمینیہ اور آذربیجان کی ولایت بغا شرابی کو ملی۔ اس نے ابوسعید محمد مروزی کو نائب بنا کر وہاں بھیجدیا۔ شوال ۲۳۶ھ میں وہ اچانک فوت ہو گیا اس کے بعد اس کے بیٹے یوسف کو اس کی جگہ پر مقرر کیا۔ آرمینیہ کے بطریق اعظم بقراط بن اشوط نے بغاوت کی۔ یوسف نے اس کو گرفتار کر کے دربار خلافت میں بھیجدیا۔ اس وجہ سے وہاں کے تمام بطریق برہم ہو گئے۔ انھوں نے باشندوں کو یوسف کے مقابلہ کے لئے اُبھارا۔ وہ اس زمانہ میں شہر طرون میں تھا۔ آرمینیوں نے جاکر چاروں طرف سے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے نکلکر جنگ کی جس میں وہ اور اس کے تمام ساتھی مارے گئے۔

متوکل نے اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے خود بغا کو بھیجا۔ اس نے جزیرہ کی طرف سے پہونچکر پہلے ارزن کا محاصرہ کیا۔ وہاں کا امیر موسیٰ بن زرارہ تھا جس نے

یوسف کے قتل میں آرمینیوں کے ساتھ شرکت کی تھی۔ اس کو گرفتار کر کے دربار خلافت میں روانہ کیا۔ اور خود کوہ خویثیہ کی طرف بڑھا جس کے دامن میں وہ تمام باغی مجتمع تھے جنہوں نے طردن پر حملہ کیا تھا ان کے ساتھ سخت جنگ پیش آئی۔ تیس ہزار ارمن میدان جنگ میں مارے گئے۔ اور بیشمار قید ہوئے۔

اس فتحیابی کے بعد باغیوں کو ڈرانے کے لئے وہ وسط آرمینیہ سے گذرتا ہوا دیبل اور تفلیس تک گیا۔

۲۳۸ھ میں موالی بنی امیہ میں سے اسحاق بن اسماعیل نے صغدبیل میں جو دریائے کر پر واقع ہے بغاوت کی۔ دربار خلافت سے زیرک اس مہم پر بھیجا گیا۔ بغا بھی تفلیس سے واپس ہو کر وہاں آ گیا۔

اسحاق نے امیر سریر کی بیٹی کے ساتھ شادی کی تھی۔ اور صغدبیل کو بہت محفوظ بنا رکھا تھا۔ کوہ خوثیہ کے بقیۃ السیف باغی وہیں آ کر فراہم ہو گئے تھے بغا نے انکو لکھا کہ اگر تم لوگ ہتھیار ڈال دو تو تم کو امان ہے۔ لیکن وہ مقابلہ میں آئے۔ عین جنگ کے وقت بغا نے نفاطین کی جماعت کو شہر کی طرف بھیجدیا کہ آگ لگا دیں جب شعلے بلند ہوئے تو اسحاق میدان سے دوڑا ہوا اس طرف گیا۔ وہاں ترکوں نے اسکو اور اس کے بیٹے عمر کو پکڑ لیا۔ اور بغا کے سامنے لائے۔ اس نے ان کے قتل کا حکم دیا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ اس آگ سے صغدبیل میں تقریباً پچاس ہزار آدمی تباہ ہوئے تھے۔

اس کے بعد بغا نے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر آرمینیہ کے باغیوں کو گرفتار کیا۔ نیز آذربیجان اور اران کے بہت سے مفسد بطریقوں کو بھی پکڑ کر اپنے ساتھ لایا۔

Marfat.com

دولت یعفریہ

معتصم کے عہد میں صنعاء کی ولایت جعفر بن سلیمان کو ملی تھی. اس نے اپنی طرف سے عبدالرحیم بن ابراہیم حوالی کو وہاں کا نائب کر دیا تھا. عبدالرحیم کے بعد اس کے بیٹے یعفر نے ۲۴۷ھ میں وہاں خود مختاری کا علم بلند کر دیا. یہ ریاست ۳۸۷ھ تک اس کے خاندان میں رہی. رئیسوں کی فہرست حسب ذیل ہے۔

(۱) یعفر بن عبدالرحیم	۲۴۷-۲۵۹
(۲) محمد بن یعفر	۲۷۹-
(۳) عبدالقادر بن احمد بن یعفر	۲۷۹-
(۴) ابراہیم بن محمد	۲۸۵-
(۵) اسعد بن ابراہیم	۲۸۸-
فتنۂ قرامطہ	۳۰۳-
(۵) اسعد بن ابراہیم (دوبارہ)	۳۳۲-
(۶) محمد بن ابراہیم	۳۵۲-
(۷) عبداللہ بن قحطان	۳۸۷-

احوال خارجیہ

مسلمانوں اور رومیوں میں بری اور بحری لڑائیاں سلسلہ وار جاری تھیں ۲۳۸ھ میں رومیوں نے تین سو جنگی کشتیاں لے کر دمیاط کی طرف سے مصر پر حملہ کیا. بدقسمتی سے اسی زمانہ میں امیر مصر نے فسطاط میں ایک دربار کیا تھا

Marfat.com

جس میں تمام بحری محافظ شریک تھے۔ اس وجہ سے رومی بلا کسی مقابلہ کے مصر میں داخل ہو گئے۔ سارے شہر کو لوٹ لیا۔ جامع مسجد میں آگ لگا دی۔ مسلمان عورتوں کو پکڑا۔ اور ان کو لے کر اپنے ملک کو واپس چلے گئے۔

اس کے جواب میں اسلامی صائفہ فوجوں نے ہم سرحد رومی شہروں کو جاکر اسی طرح غارت کیا۔

۱۲ شوال ۲۴۱ھ میں نہر لامس پر اسیران جنگ کا تبادلہ ہوا متوکل نے اپنے خاص خادم شنیف نیز قاضی جعفر بن عبدالواحد ہاشمی اور علی بن یحیٰی ارمنی سرحد شام کے امیر افواج کو بھیجا تھا۔ ان لوگوں نے ۲۱۰۰ مسلمان مردوں اور عورتوں کو جو رومیوں کے پاس تھے واپس لیا۔ ایک سو سے زیادہ ذمّی عیسائی بھی ان کی قید میں تھے۔ فدیہ دے کر ان کو بھی رہا کرایا۔

۲۴۲ھ میں رومی سمیساط کی طرف سے آمد تک بڑھ آئے۔ وہاں انھوں نے کئی بستیوں کو ویران کر ڈالا۔ اور بہت سے مسلمانوں کو پکڑ لے گئے رضا کاروں کی ایک جماعت نے قربیاس اور عمر بن عبداللہ اقطع کے ساتھ ان کا پیچھا کیا لیکن وہ ہاتھ نہ آئے۔

علی بن یحییٰ ارمنی امیر افواج سرحد جس کی دھاک رومیوں پر بندھی ہوئی تھی اس زمانہ میں صائفہ فوج لے کر گیا ہوا تھا۔ خلیفہ نے اس کو حکم دیا کہ شاتیہ کو لے کر وہ رومیوں پر حملہ کرے۔ اس نے انتقام لیا۔

ربیع الثانی ۲۴۴ھ میں متوکل نے بغا کو بھی دمشق سے رومی سرحد کی طرف بھیجا۔ اس نے شہر صملہ کو فتح کیا۔

Marfat.com

۲۴۵ھ میں رومیوں نے پھر سمیساط کی طرف سے یورش کی۔ تقریباً پانچسو مسلمانوں کو قتل کیا اور متعدد بستیاں لوٹ لیں۔ علی بن یحیےٰ نے صائفہ فوج لے کر ان پر دھاوا کیا۔ اور مار کر بھگا دیا۔

صفر ۲۴۶ھ میں علی بن یحیےٰ نے پھر اسیروں کا تبادلہ کیا۔ اور ۲۳۶۷ قیدیوں کو رومیوں سے واپس لیا۔

صفات متوکل

مامون اور واثق کی طرح متوکل فلسفی نہیں تھا بلکہ سلف کی تقلید کو پسند کرتا تھا چنانچہ اس نے تمام مباحثوں اور مناظروں کو خاص کر خلق قرآن کے متعلق حکماً بند کرا دیا اور محدثین سے کہا کہ وہ حدیث کا درس دیں۔ اور اس کی اشاعت کریں۔

جود و کرم میں بھی اس کو خلفاء سابقین سے کوئی نسبت نہیں تھی۔ لیکن منصور کی طرح منتظم بھی نہیں تھا۔

خلفاء عباسیہ کے درباروں میں متانت اور تمکنت کا بڑا لحاظ رکھا جاتا تھا مگر متوکل کے عہد میں ہنسی اور مذاق نے بھی اس میں دخل پا لیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ اس کے وزراء اور امراء کی محفلوں میں ہزل عام ہو گیا۔

ابو عبادہ بحتری عرب کے مشہور شاعر نے متوکل کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا ختم کے بعد ایک درباری ابو العنبس اٹھا۔ اور اس نے بحتری کی نقل اتاری اس پر متوکل بہت ہنسا اور خوش ہو کر اس کو دس ہزار درہم انعام دیا۔ جب فتح بن خاقان نے کہا کہ اس مسخرے نے دس ہزار صلہ پایا کچھ بحتری کو بھی تو ملنا چاہیئے۔

Marfat.com

تو متوکل نے اس کے لئے بھی دس ہزار کا حکم دیا۔

متوکل کو ذمیوں سے سخت نفرت تھی۔ شوال ۲۳۵ھ میں اس نے ابراہیم بن عباس صولی کاتب سے یہ حکم لکھوا کر تمام صوبوں میں بھیجا کہ اہل ذمہ مسلمانوں کے لباس پہنکر راستوں میں نہ نکلیں۔ بلکہ زنّار باندھیں اور اپنے خاص ملبوس پہنیں۔ نیز ان کے گھوڑوں کے زین بھی اہل اسلام سے مختلف ہوں۔ اور انکو اُن دفاتر میں ملازمت نہ دی جائے جن کے احکام مسلمانوں پر نافذ ہوتے ہیں۔ نہ اسلامی مکاتب میں ان کے بچے داخل کئے جائیں نہ کوئی مسلمان انکو تعلیم دے۔

متوکل کے عہد میں اُمنیّت۔ خوشحالی اور رفاہیّت عام تھی سامان معیشت ارزاں تھا۔ اور لوگ آرام اور فارغ البالی سے زندگی بسر کرتے تھے۔

محدثین اس کی عداوتِ اہل بیت اور ہدم قبر حسینؑ سے جسقدر ناراض ہیں اسی قدر خلق قرآن کے فتنہ کو دبا دینے پر اس سے خوش ہیں۔ گویا ان کے نزدیک اس کی نیکی اور بدی کے دونوں پلّے قریب قریب آجاتے ہیں رہی کاتبوں کی تعزیر۔ اور ان کا مصادرہ۔ یہ اس عہد میں کوئی اہم بات نہ تھی۔ نہ اس کی کسی نے پرواہ کی۔

ولایت عہد

متوکل نے بھی اپنے دادا ہارون الرشید کی طرح اپنے تین بیٹوں کو ۲۷ ذیحجہ سنہ ۲۳۵ھ میں ولیعہد بنا کر کل ممالک اسلامیہ کو ان میں تقسیم کر دیا۔

منتصر کو۔ افریقہ۔ مصر۔ شام۔ جزیرہ۔ عرب۔ عراقین۔ اہواز۔ اصفہان۔ سندھ۔

Marfat.com

معتز کو۔ طبرستان۔ رے۔ آرمینیہ۔ آذربیجان اور فارس ۲۴۰ھ میں کل ممالک محروسہ کے خزانوں کی تحویلداری کا عہدہ بھی اس کو دیا گیا۔ اور ٹکسالوں میں اس کے نام سے درہم و دینار مضروب ہونے لگے۔

موید کو۔ جند دمشق۔ جند حمص جند اردن۔ جند فلسطین۔

ان تینوں میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے حدود میں خود مختار بنا دیا۔ اور عہد نامہ میں لکھ دیا کہ خلیفہ ہو جانے پر منتصر معتز کے اور معتز موید کے کاموں میں دخل نہ دے اور اختیارات میں خلل نہ ڈالے

عہد نامہ کا مضمون تقریباً وہی تھا جو ہارون نے اپنے بیٹوں کیلئے لکھا تھا اس کی ایک ایک نقل ولیعہدوں کو دیدی گئی اور ایک دفتر خلافت میں محفوظ رکھی گئی۔

قتل متوکل

ترکی امراء کے دل متوکّل کی طرف سے مطمئن نہیں تھے۔ ایتاخ کے واقعہ کی وجہ سے وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ اس فکر میں لگا ہوا ہے کہ ہماری قوت کو توڑے اور ہمکو ایک ایک کرکے پکڑے اور ہلاک کر ڈالے۔

متوکل کا وزیر عبید اللہ بن خاقان تھا اور ندیم خاص فتح بن خاقان۔ یہ دونوں بھائی منتصر کے خلاف تھے۔ اور چاہتے تھے کہ وہ خلیفہ نہ ہو بلکہ معتز ہو۔ متوکل کے دل میں بھی انھوں نے منتصر کی طرف سے بدگمانی پیدا کردی۔ اس نے چاہا کہ میں اس کو ولی عہدی سے نکال دوں۔ منتصر اس کا دشمن ہو گیا۔ اور ترکوں کے ساتھ ساز باز کرنے لگا۔

متوکل نے فتح بن خاقان کے مشورہ سے ارادہ کیا کہ منتصر۔ بغا اور وصیف تینوں کو

Marfat.com

قتل کرادے۔ لیکن جس کی محفل میں نبیذ کا دور چلتا ہو اس کا راز کیسے مخفی رہ سکتا ہے۔ بغا شرابی کو اس کا علم ہو گیا۔ وہ باغر ترکی کو جو متوکل کا پاسبان خاص تھا اپنے ساتھ متفق کر کے ۴ شوال ۲۴۷ھ کو رات کے وقت دس سپاہیوں کو اپنے ساتھ لے کر قصر خلافت میں داخل ہوا۔ وہاں متوکل اور اس کے ساتھ فتح بن خاقان دونوں کا کام تمام کر دیا۔

معتصم کے لگائے ہوئے درخت کا پہلا ثمر یہ تھا۔ کیونکہ وہ خلافت اسلامیہ ایسی قوم کے ہاتھ میں دے گیا تھا جن میں نہ علم تھا نہ دین نہ تقویٰ۔

عجیب بات یہ تھی کہ خود ولیعہد بھی شریک تھا۔ یہ بھی اسلام میں اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ تھا۔

منتصر (۱۱)

خلافت ۴ شوال ۲۴۷ھ سے ۵ ربیع الثانی ۲۴۸ھ تک چھ ماہ

محمد منتصر بن متوکل بن معتصم بن ہارون الرشید۔ یہ ایک رومی کنیز حبشیہ نامی کے شکم سے ۲۲۲ھ میں پیدا ہوا تھا۔ ۲۳۵ھ میں متوکل نے اس کی ولیعہدی کا فرمان لکھا۔ اس کے قتل کے دن ۴ شوال ۲۴۷ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۸۶۱ء کو خلیفہ ہوا۔ پہلے ترکوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر عام لوگوں نے۔

وزارت

منتصر نے عبید اللہ بن خاقان کو معزول کر دیا۔ اور احمد بن خصیب کو جو اس کا کاتب تھا وزارت کا عہدہ دیا۔ یہ شخص کم سواد۔ اور کوتاہ نظر تھا۔ اور نہایت تند

مزاج۔ ایک بار گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔ راستہ میں ایک فریادی نے عرضی پیش کی۔ رکاب سے پاؤں نکال کر اس زور سے اس کے سینہ پر مارا کہ وہ فوراً مر گیا۔ منتصر ابن خاقان کے نکالنے اور اس کے مقرر کرنے پر ہمیشہ افسوس کیا کرتا تھا۔

فوج

ترکوں نے متوکل کو قتل اور منتصر کو اپنے اختیار سے تخت نشین کیا تھا۔ اس لئے ان کا زور بڑھ گیا۔ اب ان کی ہیبت خود خلیفہ پر مستولی ہو گئی۔ اور وہ مجبوراً ان کی رعایت کرنے لگا۔ یہانتک کہ ان کے کہنے سے اپنے دونوں بھائیوں کو ولیعہدی سے معزول کر دیا۔ موئد نے تو تسلیم کر لیا۔ لیکن معتز عہد نامہ پیش کرنے لگا۔ موئد نے اس سے کہا کہ ابھی کل کی بات ہے کہ ان ترکوں نے ہمارے باپ کو قتل کر ڈالا۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ان کی منشار کے خلاف خلیفہ ہو جاؤ گے۔ مجبوراً اسے بھی دست بردار ہونا پڑا۔ منتصر نے کہا کہ میں نے اس طمع سے تمکو ولیعہدی سے خارج نہیں کیا کہ میرا کوئی بیٹا ہے جو جوان ہو کر تخت خلافت پر بیٹھے گا بلکہ ترکوں نے مجھ سے اس کے لئے اصرار کیا اسلئے کوئی چارہ کار نہیں رہا۔ کیونکہ اگر میں ایسا نہ کرتا تو انھیں میں سے کوئی تمہارے سینوں میں خنجر بھونک دیتا میں بہت کرتا تو اس کے قتل کا حکم دیتا۔ لیکن اس سے کیا حاصل ہوتا۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خلیفہ ترکوں کی قوت سے کس قدر بے بس تھا کہ ان کی خواہش کی بھی مخالفت نہیں کر سکتا تھا جو خلیفۂ سابق کے عہد و میثاق کے بالکل خلاف تھی۔

Marfat.com

صفات منتصر

منتصر حلیم، عفیف، با مروت اور حسن خلق میں تمام خلفاء عباسیہ میں ممتاز تھا متوکل نے شیعہ پر جو سختیاں عائد کر رکھی تھیں ان کو یک قلم اٹھا دیا۔ تمام علویہ کے وظائف جاری کر دئے۔ اور اوقاف کو واگذار کیا۔ کربلا میں زیارت کی عام اجازت دیدی۔ اور اعلان کر دیا کہ شیعہ سے کچھہ تعرض نہ کیا جائے۔

جوش غضب میں اگرچہ وہ اپنے باپ کے خون میں شریک ہو گیا تھا لیکن اس کے بعد اس ندامت سے اس کی روح بے چین رہتی تھی۔ اکثر نیند اور نیز بیداری میں اس کو غیبی خطرات محسوس ہوتے تھے جن سے کانپ اٹھتا تھا۔

ایک بار بیٹھا ہوا رو رہا تھا عبداللہ بن عمر بازیار درباری آ گیا۔ رونے کا سبب پوچھا۔ کہا کہ ابھی خواب میں میں نے متوکل کو دیکھا جو مجھہ سے کہتا ہے کہ منتصر! تو نے میرے اوپر ظلم کیا۔ اب تیری زندگی کے صرف چند روز باقی ہیں۔ اس کے بعد تیرا ٹھکانا جہنم ہے۔

اس رنج سے میری آنکھہ کھل گئی۔ اور میں مُضطرب ہوں۔ عبداللہ نے اس کو تشفی دلائی۔

اکثر کہا کرتا تھا کہ میں نے اپنی دنیا اور آخرت دونوں بگاڑیں۔

اس کو ایک خطرہ یہ بھی رہتا تھا کہ ترکوں نے جو جراُت متوکل کے ساتھہ کی ہے وہی کہیں میرے ساتھہ نہ کریں۔ اس لئے چاہتا تھا کہ انکی جمعیت کو منتشر کر دے نیز باپ کے قاتلوں سے بدلہ لینے کی بھی خواہش رکھتا تھا۔ لیکن ان کی قوت اس سے کہیں زیادہ تھی کہ اس غمگین نوجوان کی تدبیریں اس کے مقابلہ میں کارآمد

Marfat.com

ہوسکتیں۔

آخر اسی پشیمانی اور حسرت کی آگ سے جو ہر وقت اس کے پہلو میں بھڑکتی تھی گھل گھل کر لاغر اور بیمار ہو گیا۔ اور بہت جلد اس دولت کو جس کے لئے باپ کا خون کیا تھا۔ چھوڑ کر دنیا سے گذر گیا۔

وفات

بعض دانشمندوں نے لکھا ہے کہ باپ کا قاتل نصف سال سے زیادہ نہیں جیتا۔ شیرویہ اپنے باپ خسرو پرویز کو قتل کرکے صرف چھ مہینے زندہ رہا۔ منتصر بھی متوکل کے چھ ماہ کے بعد ۵ ربیع الثانی ۲۴۸ھ مطابق ۷ جون ۸۶۲ء کو انتقال کر گیا۔

مستعین (۱۲)

خلافت ۵ ربیع الثانی ۲۴۸ھ سے محرم ۲۵۲ھ تک تین برس ۸ مہینے ۲۸ دن۔

ابو العباس احمد بن محمد بن معتصم بن ہارون الرشید۔ اسکی ولادت ۲۲۰ھ میں جزیرہ صقلیہ کی ایک کنیز مخارق نامی کے شکم سے ہوئی تھی۔

منتصر کی وفات کے بعد موالی جمع ہوئے انہیں سے تین شخص ممتاز تھے۔ بغا کبیر۔ بغا صغیر۔ اور اتامش۔ انھوں نے اتراک مغاربہ اور اشروسنیہ وغیرہ امراء سے اس بات کا عہد لیا کہ ہم جس کو خلیفہ بنائیں اسکو سب تسلیم کریں۔ پھر تینوں رائے زنی کرنے کے لئے بیٹھے۔ اس بات پر ان کا اتفاق ہو گیا کہ متوکل کی اولاد میں سے کسی کو خلیفہ نہ بنائیں۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ وہ اپنے باپ کے خون کا انتقام

13582

Marfat.com

لینے کی کوشش کرے۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ اپنے آقائے اعظم معتصم کی اولاد میں سے خلافت کو نکالدیں۔ اس لئے احمد بن معتصم کو خلیفہ بنانیکا ارادہ کیا۔ محمد بن موسےٰ بن شاکر منجم نے ان سے کہا کہ احمد متوکل سے بھی پہلے سے اپنے آپ کو سب سے زیادہ خلافت کا حقدار سمجھتا ہے۔ تمہیں لوگ اس کو محروم کرتے چلے آتے ہو۔ اب اگر وہ خلیفہ ہو جائے گا تو اس کے نزدیک تمہاری کیا قدر ہو گی بہتر یہ ہے کہ ایسے شخص کو منتخب کرو جو تمہارا زیر بارِ احسان رہے۔

بغا کبیر نے کہا کہ اگر خلیفہ ایسا شخص ہو جس کا رعب ہمارے اوپر غالب رہے تو ہم متحد رہیں گے۔ اور جو وہ خود ہمیں سے ڈرے گا تو ہم آپس میں حسد اور دشمنی سے کٹ مریں گے۔ لیکن بغا صغیر اور اتامش نے منجم کی رائے سے اتفاق کیا۔ اور کہا کہ بے شک ہم کو ایسا ہی شخص منتخب کرنا چاہیئے جو ہمارا ممنون ہو۔ چنانچہ انھوں نے احمد بن محمد بن معتصم کا نام پیش کیا۔ بغا کبیر کو بھی راضی کر کے اسی کی خلافت پر بیعت کی۔ اور اس کا لقب مستعین باللہ رکھا۔

وزارت

موالی خود خلافت پر اقتدار پا چکے تھے۔ اس وجہ سے وزارت بھی اُنھیں کے زیر اثر تھی۔ وزیر اگر ان کی خواہشوں کے مطابق عمل کرتا تھا تو اپنے منصب پر رہتا تھا نہیں تو معزول کر دیا جاتا تھا۔

مستعین کے زمانہ میں بھی احمد بن خصیب وزیر برقرار رہا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ترکی امراء اس سے ناراض ہو گئے۔ جمادی الثانی ۲۴۸ھ میں اسکو پکڑ کر جزیرۂ اقریطش میں بھیجدیا۔ اور اس کا اور اسکے بیٹے کا سارا مال ومنال ضبط کر لیا۔

Marfat.com

اس کی جگہ پر اتامش کو وزیر اعظم بنایا۔ اور شجاع کو اس کا کاتب مقرر کیا۔ اب اتامش امور سلطنت پر قابض ہو گیا۔ مستعین کی والدہ جس کا کاتب ایک نصرانی سعید بن سلمہ تھا اور شاہک خادم جو قصر خلافت کا داروغہ اور خلیفہ کا خزانچی تھا دونوں اتامش سے مل گئے۔ بیت المال میں جو رقم آتی تھی اس کا بڑا حصہ انھیں تینوں میں تقسیم ہو جاتا تھا۔ مستعین نے اپنے بیٹے عباس کو تربیت کیلئے اتامش کے سپرد کیا تھا۔ اس نے ایک نصرانی دلیل بن یعقوب کو اس کا اتالیق مقرر کر دیا۔ جو مال ان تینوں سے بچ جاتا تھا۔ اس کو ابن یعقوب شاہزادہ کے لئے لے لیتا تھا۔

وصیف او بغا نے جو کسی زمانہ میں سیاہ و سپید کے مالک تھے۔ جب یہ حالت دیکھی تو ترکوں کو اتامش کے خلاف کھڑا کر دیا۔ انھوں نے پنجشنبہ ۱۲ ربیع الثانی ۲۴۹ھ میں جمع ہو کر اس پر یورش کی۔ وہ بھاگ کر قصر خلافت میں پناہ لینے کے لئے پہونچا۔ مستعین نے پناہ دینے سے انکار کیا۔ موالی دو دن تک محاصرہ کئے ہوئے پڑے رہے۔ شنبہ کے روز محل میں گھسکر اس کو ایک حجرے سے جس میں وہ چھپا ہوا تھا نکال کر قتل کر ڈالا۔ پھر جا کر اس کا گھر لوٹ لیا۔ بے شمار مال و متاع اور آلات و فروش ملے۔

اس کے بعد مستعین نے مامون کے وزیر محمد بن یزداد کے بیٹے ابوصالح عبداللہ کو وزارت دی۔ اس نے چاہا کہ محاصل کے حسابات منضبط کر کے سلطنت کے مالیہ کو درست کرے۔ بغا صغیر کو اس کا یہ انتظام پسند نہ آیا۔ اور وہ اس سے برہم ہو گیا۔ ابوصالح اپنی جان کے خوف سے شعبان ۲۴۹ھ میں بھاگ کر بغداد میں چلا گیا۔ اس کی وزارت صرف تین ماہ رہی۔ اب محمد بن فضل جرجرائی متوکل کا وزیر

Marfat.com

اس منصب پر مامور رہا۔ لیکن اس نے بجائے وزیر کے اپنا نام صرف کاتب رکھا۔

علویہ

زیدیہ میں سے یحییٰ بن عمر جو بغداد میں قید تھے اپنی جماعت کو لے کر پھر اُٹھے۔ اور کوفہ پر قبضہ کر لیا۔

امیر بغداد نے ان کے مقابلہ کے لئے حسن بن ابراہیم بن مصعب کو فوج دیکر بھیجا۔ وہ کوفہ سے چند میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا۔ زیدیہ نے جو اصول جنگ سے ناواقف تھے۔ یحییٰ کو مشورہ دیا کہ کوفہ سے نکل کر حملہ آور ہوں۔ وہ روانہ ہوئے۔ رات بھر چل کر ۱۳ رجب ۲۵۰ھ کی صبح کو حسینؑ کے قریب پہونچے۔ اسکی فوج تازہ دم تھی اور یہ لوگ درماندہ۔ پہلے ہی حملہ میں شکست کھا گئے۔ یحییٰ اپنے گھوڑے سے گر کر مقتول ہوئے۔ ان کا سر محمد بن عبداللہ کے یہاں بھیجا گیا۔ اس نے خلیفہ کے پاس سامرا میں بھیجدیا۔ وہاں باب عامہ پر لٹکا دیا گیا۔ لیکن عوام نے اس کے خلاف شورش کی اس وجہ سے پھر بغداد واپس کیا گیا کہ وہاں لٹکا دیا جائے۔ اہل بغداد نے بھی مخالفت کی۔ اس لئے دفن کرا دیا گیا۔

دولت زیدیہ

یحییٰ کی مہم سر کرنے کے صلہ میں مستعین نے محمد بن عبداللہ بن طاہر کو دیلم کے متصل حدود طبرستان میں کلار اور سالوس دو مقامات جاگیر میں دئے اس نے اپنے کاتب کے بھائی جابر بن ہارون کو ان کے انتظام کے لئے بھیجا۔

طبرستان کا عامل اس زمانہ میں سلیمان بن عبداللہ بن طاہر تھا۔ لیکن سارا کام اس نے محمد بن اَوس بلخی کے سپرد کر رکھا تھا۔ اس نے کل عہدہ نیز

Marfat.com

اپنے بیٹوں کو جو نا قابل تھے مقرر کر دیا۔ اہل طبرستان ان کے مظالم سے تنگ تھے اس وجہ سے مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔

سلیمان نے اہل دیلم سے عہد مصالحت کر لیا تھا۔ لیکن محمد بن اوس نے انکے ملک کے حدود کو بھی تاخت و تاراج کیا۔ اس لئے وہ بھی دشمن ہو گئے۔

جابر جب وہاں پہونچا تو اس نے کلار اور سالوس کے علاوہ ارد گرد کی اُن زمینوں پر بھی قبضہ کر لیا جن میں اس حوالی کے باشندوں کے مویشی چرا کرتے تھے۔ محمد اور جعفر پسران رستم وہاں کے بہادر اور نامی رئیس تھے۔ انھوں نے جابر کو اس سے منع کیا۔ لیکن وہ باز نہ آیا۔ آخر وہ مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔ جابر اپنی جان کے خوف سے بھاگ کر سلیمان کے پاس چلا گیا۔ اب انھوں نے یہ خیال کیا کہ سلیمان ہمارے اوپر لشکر کشی کرے گا۔ اس لئے اس دیار کے باشندوں نے اہل دیلم کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ کلار اور سالوس کے لوگ بھی شریک ہو گئے۔ اور ان سب کا ایک بہت بڑا جتھا ہو گیا۔

اس زمانہ میں حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب رَے میں مقیم تھے۔ محمد اور جعفر نے ان کو بلا لیا اور انکے ہاتھ پر بیعت کی حسن نے سلیمان کے تمام کارندوں کو وہاں سے نکالکر کل صوبہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر آمل کی طرف بڑھے محمد بن اوس مقابلہ کے لئے آیا لیکن ہزیمت اٹھا کر بھاگا اب حسن کی قوت بڑھ گئی اور عوام کی ایک کثیر جماعت انکے ساتھ مل گئی۔ انہوں نے شہر ساریہ پر جہاں سلیمان رہتا تھا چڑھائی کی۔ وہ اپنی جان بچا کر نکل گیا۔ حسن شہر میں داخل ہوئے۔ اور سواروں کا ایک دستہ بھیجکر رَے پر بھی قبضہ کر لیا۔

Marfat.com

مستعین نے وصیف ترکی کو بھیجا کہ وہ ہمدان میں پہونچکر اس فتنہ کو روکے اور حدود خلافت میں نہ بڑھنے دے. کیونکہ وہاں تک دولت طاہریہ کی سرحد تھی جس کی حکومت بالاستقلال آل طاہر کے ہاتھ میں تھی۔

اس طرح پر حسن بن زید نے ایک قطعہ دولت طاہریہ کا اور ایک قطعہ خلافت عباسیہ کا فتح کرکے اپنی حکومت قائم کرلی جس میں دیلم اور طبرستان کے کوہستانی سلسلے شامل تھے. یہ حکومت سو سال تک ان کے خاندان میں رہی۔

حسب ذیل امراء ہوئے۔

(۱) حسن بن زید داعی ۲۵۰۔ ۲۷۰

(۲) محمد بن زید قائم بالحق ۲۷۹۔

بنی ساماں ۳۰۱۔

(۳) حسن اطروش بن علی بن حسین بن علی بن عمر بن زین العابدین ۳۰۴۔

(۴) حسن بن قاسم ۳۵۵۔

لیکن اس دولت کا نہ نظم و نسق باقاعدہ تھا. نہ دشمنوں سے محفوظ تھی۔

چنانچہ بنی سامان نے جس کا ذکر آگے آئے گا. محمد بن زید کو قتل کرکے ۲ ۳ سال تک اسپر قبضہ رکھا. حسن اطروش نے لڑکر ان سے واپس لے لیا. لیکن پھر وہ ایک لڑائی میں مارے گئے. اس کے بعد حسن قاسم نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی مگر اطروش کی اولاد برابر ان سے لڑتی رہی. ان باہمی نزاعوں کی بدولت زیدیوں کے ہاتھ سے ۳۵۵ھ میں نکل گئی۔

Marfat.com

فوج

بغا کبیر کا جو یہ خیال تھا کہ اگر خلیفہ کا رعب ہمارے اوپر رہے گا تو ہم متفق رہیں گے ورنہ حسد سے ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے آخرکار صحیح نکلا مستعین کو خلیفہ بنانے کے بعد ترکوں میں باہم رشک پیدا ہو گیا۔ سب سے پہلے انھوں نے اتامش وزیر کو جو سلطنت پر قابض ہو گیا تھا قتل کیا۔ اسکے بعد متوکل کے قاتل باغر ترکی نے جب دیکھا کہ بغا کبیر اور وصیف امور خلافت پر حاوی ہو گئے اور میں کسی شمار میں نہیں تو اس نے ایک جماعت کے ساتھ مستعین اور ان دونوں کے قتل کا ارادہ کیا اور چاہا کہ علی بن معتصم کو خلیفہ بنائے۔

مستعین کو اس سازش کی خبر ہو گئی۔ اس نے بغا اور وصیف کو بلا کر مطلع کیا۔ انھوں نے جا کر باغر کو قتل کر دیا۔ اس کے ساتھیوں نے بغاوت کر دی جس سے سامرا میں ایک شورش برپا ہو گئی۔

بغا اور وصیف خلیفہ کو حفاظت کی غرض سے بغداد میں لے گئے۔ اور محمد بن عبداللہ بن طاہر کے محل میں رکھا۔

سامرا میں ترکوں نے معتز کو قید خانہ سے نکال کر خلیفہ اور اس کے بھائی موئد کو ولی عہد بنا دیا۔ مستعین سامرا کے امراء فوج کو اور معتز بغداد کے رؤسا کو خطوط لکھ لکھ کر اپنی اپنی طرف مائل کرنے لگے۔ لیکن نتیجہ کچھ نہ ہوا۔ اور فریقین میں جنگ کی تیاری شروع ہوئی۔

محمد بن عبداللہ نے بغداد کی فصیل پر فوجیں متعین کر دیں۔ اور سامرا کے راستے روک دیے تاکہ وہاں سامان رسد نہ پہونچ سکے۔ معتز نے اپنے بھائی

Marfat.com

ابواحمد بن متوکل اور کلباتکین ترکی امیر کی قیادت میں فوجیں روانہ کیں عقام عکبرا میں پہونچکر محرم ۲۵۱ھ میں مقابلہ ہوا۔ کلباتکین ۷ رصفر کو بغداد کی فصیل تک پہونچگیا۔ وہاں سخت خونریز لڑائی ہوئی۔

محمد بن عبداللہ مدافعت میں پوری کوشش کررہا تھا۔ مگر عبیداللہ بن یحیٰے بن خاقان نے جو پہلے متوکل کا وزیر تھا اس سے کہا کہ تم کس کے لئے جان لڑاتے ہو مستعین سخت منافق اور بددین شخص ہے۔ وصیف اور بغا کو اس نے خود تمہارے قتل کا حکم دیا تھا۔ لیکن وہ اسپر راضی نہیں ہوئے! اسکی منافقت کی ایک علامت یہی ہے کہ جب تک سامرا میں تھا نماز میں بسم اللہ آہستہ کہتا تھا۔ لیکن جب سے یہاں آیا ہے محض تمہاری خاطر سے بالجہر پڑہتا ہے۔

یہ سنکر محمد بن عبداللہ مستعین سے برگشتہ ہوگیا۔ اور اس کی امداد چھوڑدی اہل بغداد میں جب یہ خبر مشہور ہوئی تو انھوں نے بھی اسکی حمایت سے دست کشی کرلی۔ مجبوراً مستعین خلافت چھوڑنے پر رضامند ہوگیا۔ ۱۰ ر ذی حجہ ۲۵۱ھ میں محمد بن عبداللہ قاضیوں اور فقیہوں کو لے کر اس کے پاس گیا۔ اس نے سب کے سامنے کہہ دیا کہ میں اپنے معاملہ کو محمد بن عبداللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ اس نے معتز کے پاس مستعین کی جاں بخشی کے لئے خط لکھا۔ جسکو اس نے منظور کرلیا۔ ۴ محرم کو بغداد میں معتز کی خلافت کی بیعت ہوئی۔ مستعین نے رداء۔ عصا اور مہر خلافت حوالہ کردی۔ اس کے بعد واسط میں بھیجدیا گیا۔

احوال خارجیہ

اندرون ملک میں ادھر یہ فتنے تھے۔ ادھر رومی سرحد کی حالت اس سے بھی

زیادہ نازک تھی. وہاں عمر بن عبداللہ اقطع اور علی بن یحییٰ ارمنی دو امیر تھے جن کا خوف رومیوں پر غالب تھا. عمر نے ملطیہ پر چڑھائی کی وہاں شہید ہو گیا. رومی جزیرہ کے حدود تک بڑھ آئے. یہ دیکھ کر علی بن یحییٰ ان کے مقابلہ میں پہونچا وہ بھی چار سو مسلمانوں کے ساتھ شہید ہو گیا. رومیوں نے اب بے خوف ہو کر تاخت و تاراج شروع کر دی.

اہل بغداد ان خبروں سے بہت مضطرب ہوئے. انھوں نے رضا کار مجاہدین کی ایک فوج مرتب کی. اطراف کے لوگ بھی اس میں آکر شامل ہوئے. دولتمندوں نے اپنے اموال اور اسلحہ سے مدد دی. سامان رسد وغیرہ فراہم کئے اور اس کو سرحد کی طرف روانہ کیا.

خلیفۂ اسلام ترکوں کے استبدادی پنجہ میں گرفتار تھا. جن کو نہ اُمت کی حمایت کا خیال تھا. نہ رومیوں کی غارتگری کی پرواہ. بلکہ اپنے ذاتی اغراض کے لئے لڑتے تھے. اس وجہ سے خلافت سے کوئی امداد نہیں پہونچ سکی. اور عام مسلمانوں کی یہ کوشش کسی تجربہ کار سپہ سالار کے نہ ہونے کے باعث رومیوں کے مقابلہ میں رائگاں گئی.

معتز (۱۳)

خلافت ۴ر محرم ۲۵۲ھ سے ۲۷ر رجب ۲۵۵ھ تک تین سال چھ مہینے تیئیس دن.

ابو عبداللہ بن متوکل. اس کی ولادت ایک کنیز کے بطن سے ۲۳۱ھ میں ہوئی تھی. متوکل نے اپنے بڑے بیٹے منتصر کے بعد اس کو ولی عہد بنایا تھا.

Marfat.com

لیکن منتصر نے اس عہد کو منسوخ کر دیا تھا مستعین نے اپنے زمانۂ خلافت میں اس کو اور اس کے بھائی مؤید دونوں کو قید کر دیا تھا۔ جب ترکوں کے خوف سے وہ بغداد میں چلا گیا تو انھوں نے معتز کو قید سے نکال کر خلیفہ بنا دیا اور مؤید کو ولی عہد۔

وزارت

ترکوں کے غلبہ کی وجہ سے خود خلیفہ کی کوئی عظمت باقی نہیں رہ گئی تھی وزیر کس شمار میں تھا۔ وہ صرف مالیہ کا نگران اور کاتب تھا۔ جب تک ترکوں کے حسب دلخواہ کام کرتا تھا۔ بحال رہتا تھا۔ ورنہ ذلیل وخوار کر کے نکالدیا جاتا تھا۔

معتز کا پہلا وزیر ابوالفضل جعفر بن محمود اسکافی تھا۔ جو علم وادب سے ناآشنا تھا۔ مگر اپنی زرپاشی کی بدولت امراء کو خوش رکھتا تھا۔ معتز اسکو پسند نہیں کرتا تھا۔ چند ترکی امراء بھی اس کے خلاف ہو گئے جس کی وجہ سے فتنہ برپا ہوا۔ اس لئے اس کو برطرف کر کے عیسےٰ بن فرخانشاہ کو وزارت دی یہ بھی ترکوں کی کش مکش سے زیادہ عرصہ تک نہیں رہ سکا۔ اس کی جگہ پر احمد بن اسرائیل انباری جو علم وکتابت میں ممتاز اور معتز کا قدیمی کارپرداز تھا مقرر کیا گیا۔

اس عہد میں خلیفہ اور اس کے وزیر کی جو حالت تھی اس کا اندازہ کرنے کے لئے مندرجہ ذیل واقعہ کافی ہے۔

ایک دن امیر صالح بن وصیف معتز کے دربار میں آیا۔ وہاں وزیر احمد بن اسرائیل بھی موجود تھا۔ صالح نے خلیفہ سے شکایت کی کہ سلطنت کی ساری

Marfat.com

آمدنی احمد اور اس کے کاتبوں کے پاس چلی جاتی ہے۔ اور ترکوں کو تنخواہ تک نہیں ملتی۔ احمد نے غصہ کے لہجے میں اس کا جواب دیا۔ اس نے بھی سخت کلامی کی اور خلیفہ کے روبرو دونوں میں گرم گفتگو ہونے لگی۔ جس کو سنکر صالح کے چند سپاہی جو دروازہ پر تھے تلواریں کھینچکر اندر آ گئے۔ معتز یہ دیکھ حرم میں چلا گیا۔ صالح نے وزیر اور اس کے کاتبوں نیز معتز کی والدہ کے کاتب حسن بن مخلد کو بھی پکڑ لیا۔ اور اپنے پاس لاکر قید کیا۔ اور مال کا طالب ہوا معتز نے خود صالح سے درخواست کی کہ میرے وزیر کو جس نے بچپن سے میری خدمت کی ہے چھوڑ دو۔ اس کی والدہ نے بھی کہلا بھیجا کہ میرے کاتب کو رہا کردو ورنہ اس کے چھڑانے کے لئے میں خود آؤں گی۔ لیکن اس نے کسی کی سفارش نہیں سنی۔ اور جعفر بن محمود اسکافی کو جس سے معتز ناخوش تھا بلا کر وزارت کا قلمدان حوالہ کر دیا۔

عَلَوِیّہ

معتز کے عہد میں علی ہادی بن محمد جواد نے جو شیعہ اثنا عشریہ کے دسویں امام تھے سامرا میں وفات پائی۔ ان کے بعد ان کے بیٹے حسن عسکری امام ہوئے۔

زیدیہ نے طبرستان میں حکومت قائم کر لی تھی۔ اب بغداد اور عراق کے شیعوں کو خطوط لکھ کر ان کے ساتھ سازو باز کرنا شروع کیا۔ معتز کو اس کا علم ہو گیا۔ بعضوں کے پاس سے زیدیوں کے خطوط بھی برآمد ہوئے۔ اس لئے ایسے لوگوں کو سامرا میں لاکر زیر نگرانی رکھا۔ اس کے علاوہ کوئی سزا ان کو

Marfat.com

نہیں دی۔

فوج

ترکوں کی قوت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ خلیفہ ان سے مجبور تھا۔ ناچار جیسا کہ عاجزوں کا قاعدہ ہے کبھی ان کی مدارات کرتا۔ اور کبھی حیلہ اور فریب سے کام لیتا۔

اپنے آغاز عہد میں اس نے بعض امیروں کے مشورہ سے وصیف اور بغا کو مستعین کی امداد کے جرم میں برطرف کر دیا۔ ان دونوں نے سامرا کے ترکوں کو لکھا کہ خلیفہ کو ہم سے راضی کرا دو۔ ان کی سفارش سے معتز نے انکے قصور کو معاف کر دیا۔ اس کے بعد دونوں بغداد سے سامرا میں آ گئے۔ وہاں اپنے اپنے مناصب پر بحال ہوئے۔ اور انکی جاگیریں جو ضبط کر لی گئی تھیں واپس کی گئیں۔

معتصم کے عہد سے مغاربہ کی بھی ایک فوج باقی رکھی گئی تھی جسمیں یمنی اور مصری تھے۔ ان کو ترکوں کا اقتدار سخت ناگوار تھا۔ جب ترکوں نے وزیر عیسیٰ بن فرخان شاہ پر دست درازی کی تو مغاربہ کے رؤسا محمد بن راشد اور نصر بن سعید جو اسکے ہواخواہ تھے اپنی جمعیت کو لے کر کوشک خلافت میں داخل ہو گئے۔ وہاں سے ترکوں کو مار کر نکال دیا۔ اور کہا کہ اب تمہاری دست درازی یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ خلفاء اور وزراء کو قتل اور ذلیل و خوار کرنے میں تم کو باک نہیں رہا۔ انھوں نے ترکوں کے پچاس گھوڑے بھی جو وہاں تھے لے لئے اور بیت المال پر قبضہ کر لیا۔

مغاربہ کے ساتھ چونکہ جماعت شاکریہ اور عوام الناس بھی شریک تھے اس وجہ سے ترک ان سے دب گئے جعفر بن عبد الواحد نے فریقین کو بلوا کر صلح کرا دی۔

Marfat.com

لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد ایک ترکی امیر بایکباک نے محمد بن راشد اور نصر بن سعید امراء مغاربہ کو قتل کر دیا۔ معتز ان کا قصاص نہیں لے سکا۔ اس لئے پھر ترکوں کا غلبہ ہو گیا۔

سنہ ۲۵۳ھ میں ترکوں اور فرغانیوں کو ۴ مہینہ تک تنخواہ نہیں ملی۔ انھوں نے ایک دن جمع ہو کر وصیف اور بغا کو گھیر لیا۔ اور کہا کہ جبتک ہمارا روزینہ نہیں ملیگا ہم نہیں ٹلیں گے۔ وصیف نے جواب دیا کہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ خلیفہ سے ملکر کوئی سامان کریں گے۔ ان لوگوں نے کہا کہ جو کچھ کرنا ہے ابھی کرو۔ بغا خلیفہ کے پاس گیا۔ اور وصیف اِن سے باتیں کرتا رہا۔ اسی اثنا میں ان میں سے ایک شخص نے بڑھ کر وصیف پر تلوار کا وار کیا۔ وہ گر گیا۔ دوسرے نے چھرے سے کام تمام کر دیا۔ یہ جھگڑا زیادہ بڑھ گیا۔ آخر میں مشکل سے فرو ہوا۔

معتز نے وصیف کا عہدہ بھی بغا کو دیدیا۔ بغا کے دل میں فوج کی طرف سے یہ خطرہ تھا کہ کہیں مجھ کو بھی یہ لوگ وصیف کی طرح ہلاک نہ کر ڈالیں۔ اس لئے اس نے یہ کوشش شروع کی کہ دارالخلافہ کو بغداد میں منتقل کر دے۔ مگر معتز اس پر راضی نہ ہوا کیونکہ وہ ڈرتا تھا کہ ترک سامرا میں پھر کسی دوسرے کو خلیفہ بنالیں گے۔

بایکباک اور بغا میں سخت عداوت تھی۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے کی صورت سے بیزار تھے۔ معتز بھی چونکہ بغا سے تنگ آگیا تھا اس لئے بایکباک سے مل گیا۔ اس نے جا کر بغا کو قتل کر ڈالا۔ بغداد میں اس کے جو رشتہ دار تھے خلیفہ کے حکم سے ان میں سے ۲۵ ممتاز شخصوں کو عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر امیر بغداد نے پکڑ کر قید کر دیا۔ اب بایکباک اور وصیف کا بیٹا صالح تمام امراء میں ممتاز تر

Marfat.com

ہو گئے۔

ترکوں کی یہ شورشیں سامرا میں رہیں۔ بغداد ان سے محفوظ تھا۔ کیونکہ وہاں ان کا اثر بہت کم تھا۔ علاوہ بریں اسکی امارت محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے ہاتھ میں تھی جو نہایت مدبر، دانشمند اور بارعب تھا۔ ۱۴ ذی قعدہ ۲۵۳ھ میں اس نے وفات پائی۔ اسکی جگہ اس کے بھائی عبید اللہ نے لی۔ جو ۲۵۵ھ تک امیر رہا۔

قتل مستعین

مستعین نے جس وقت خلافت سے دست برداری کی تھی اسوقت معتز نے نہایت مؤکد امان نامہ لکھدیا تھا کہ اس کی جان محفوظ رہے گی۔ اور محمد بن مظفر اور ابو حفصہ کی نگرانی میں چار سو سواروں کے ساتھ اسکو واسط میں بھیجدیا تھا۔ کہ وہاں آرام کے ساتھ رہے لیکن پورا ایک سال بھی نہیں گذرنے پایا کہ اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ احمد بن طولون کو بھیجا کہ اسکو لائے۔ وہ ۲۴ رمضان کو واسط سے لے کر چلا بمقام قاطول میں ۳ شوال ۲۵۲ھ کو سعید بن صالح نے خلیفہ کے حکم کے مطابق اسکو قتل کر کے اس کا سر دربار میں بھیجدیا۔ معتز اس وقت شطرنج میں مشغول تھا۔ حکم دیا کہ ابھی رکھو۔ جب فارغ ہوا تو منگا کر دیکھا۔ سعید بن صالح کو پچاس ہزار درہم انعام دیا۔ میر بصرہ کا نائب مقرر کر دیا۔ معتز نے جس طرح مستعین کے بارے میں اپنے امان نامہ کا لحاظ نہیں کیا۔ اسی طرح مؤید کی ولی عہدی کا بھی پیمان توڑ ڈالا اور قید کر کے ہلاک کرا دیا۔

واقعہ یہ ہوا کہ عامل آرمینیہ علاء بن احمد نے مؤید کے پاس پانچ ہزار اشرفیاں بھیجیں کہ ان کو اپنے کام میں لائے۔ وزیر بن فرخانشاہ نے ان اشرفیوں کو

Marfat.com

ضبط کر لیا۔ موئید کی حمایت میں ترک کھڑے ہو گئے۔ انھوں نے جا کر وزیر بذکو رکو مارا جب ان میں اور مغاربہ میں فتنہ برپا ہو گیا۔ معتز نے موئید اور اس کے ساتھ اپنے بھائی ابو احمد کو بھی جس نے بغداد پر لشکر کشی کی تھی اور جس کی کوشش سے وہ خلیفہ ہوا تھا قید کر دیا۔ پھر ۷ رجب ۲۵۲ھ میں جمعہ کے دن موئید کو ولی عہدی سے نکال دیا۔

ایک روز اس کو خبر ملی کہ ترک موئید کی حمایت کی تیاری کر رہے ہیں۔ اس نے موسیٰ بن بغا کو بلا کر اصلیت پوچھی۔ اس نے کہا کہ ترکوں کو موئید سے زیادہ ابو احمد کا خیال ہے۔ کیونکہ جنگ بغداد میں وہ ان کا سپہ سالار تھا۔ اس لئے اس کے ہمدرد اور ہواخواہ ہیں۔ معتز نے مخفی طور پر موئید کا خاتمہ کرا دیا۔ اور ابو احمد کو ۲۵۲ھ میں سامرا سے واسط میں بھیج دیا۔ پھر بغداد میں دینار بن عبداللہ کے مکان میں مقید کیا۔

خلع معتز

جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں صالح بن وصیف نے وزیر احمد بن اسرائیل اور چند کاتبوں کو پکڑ کر قید کر رکھا تھا۔ اور ان سے مال کا مطالبہ کرتا تھا لیکن کوئی ایسی رقم نہیں مل سکی جس سے فوج کی تنخواہ ادا کی جاتی۔ اس لئے اہل فوج معتز کے پاس گئے۔ اور کہا کہ اگر آپ ہماری تنخواہیں دلا دیں تو ہم صالح بن وصیف کو جس نے وزیر کو پکڑ رکھا ہے قتل کر دیں۔ معتز نے جا کر اپنی والدہ سے کہا۔ جس کے پاس بے شمار دولت تھی۔ لیکن وہ ایک پیسہ دینے پر بھی راضی نہ ہوئی۔ اور بولی کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اب فوج مایوس ہو کر اس بات پر

Marfat.com

متفق ہوگئی کہ معتز کو تخت سے اتار دے۔ چنانچہ ۲۷ رجب ۲۵۵ھ مطابق
۱۱ جولائی ۸۶۹ء کو قصر خلافت کو جا کر گھیر لیا۔ معتز اس وقت حرم سرا میں تھا کہلا
بھیجا کہ میں بیمار ہوں باہر آنے کے قابل نہیں۔ اگر کوئی ضروری کام ہو تو تم میں سے
دو ایک آدمی مجھ سے مل جائیں۔ وہ لوگ اندر گھسے۔ اور پاؤں پکڑ کر کھینچتے اور
پیٹتے ہوئے اس کو باہر گھسیٹ لائے۔ اس کا پیرہن پھٹ گیا تھا اور مونڈھوں
پر خون کے نشانات تھے۔ گرمی کا موسم۔ دوپہر کا وقت۔ اور دھوپ میں تمازت
تھی۔ اسی حالت میں اس کو ننگے پاؤں صحن میں پتھر کے فرش پر کھڑا کر دیا۔ وہ
جلن سے جلد جلد ایک پاؤں اٹھاتا تھا اور دوسرا رکھتا تھا۔

قاضی القضاۃ بلایا گیا۔ اس نے معتز کو خلافت سے دستبرداری کا حکم
دیا۔ جب اس نے دستخط کر دیا تو اس کو وہاں سے ترکوں نے قید خانہ میں لیجا کر بند
کر دیا۔ اور تین دن تک بھوکھا اور پیاسا رکھا۔ آخری وقت میں ایک گھونٹ پانی
مانگتا تھا لیکن کسی نے نہیں دیا اور وہ تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

اس طرح پر اس ناکام خلیفہ کی زندگی کا خاتمہ ہوا جس نے اپنی سلطنت کی
حفاظت کے لئے عہد و پیمان توڑے تھے۔ اور پہلے مستعین کو پھر اپنے بھائی مؤید کو
قتل کرایا تھا۔ اس کے بعد ابو احمد کو شہر بدر کر کے بغداد میں قید کیا تھا۔ یہ سب
صرف اس لئے کہ وہ بلا مزاحمت حکومت کرے۔ لیکن اسی کی فوج نے اُسے ایسی
دردناک سزا دی جو وہ کسی کو نہیں دے سکا تھا۔

خلفاء عباسیہ کی سواریوں کے ساز بالعموم سادے ہوتے تھے یا چاندی کا
خفیف ملمع ان پر کیا جاتا تھا۔ لیکن معتز نے سونا لگایا۔ جس کا استعمال آرائش

Marfat.com

کی غرض سے مسلمان مردوں پر شرعاً حرام ہے۔ اس کی تقلید میں امرا بھی زین ملگا نیز تلواروں کے قبضوں اور پرتلوں پر سونا استعمال کرنے لگے۔

مہتدی (۱۴)

خلافت ۲۹ر رجب ۲۵۵ھ سے ۱۴ر رجب ۲۵۶ھ تک ۱۱ ماہ ۱۶ روز۔

محمد مہتدی باللہ بن واثق بن معتصم ایک رومی اُم ولد کے شکم سے ۲۱۸ھ میں پیدا ہوا تھا۔ ترکوں نے جب معتز کو تخت سے اتارا تو اسی کو خلافت کے لئے منتخب کیا۔ اور ایک رات دن میں بغداد سے سامرا میں لائے۔

کوشک میں پہونچنے کے ساتھ ہی چاہا کہ اس کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ لیکن اس نے کہا کہ جب تک میں معتز سے ملاقات نہ کروں بیعت نہیں لوں گا اس وجہ سے معتز کو اس کے پاس لائے۔ بدن مجروح جس پر ایک میلا کرتا تھا۔ اور سر پر رومال بندھا ہوا۔ محمد اُٹھ کر اس سے لپٹ گیا۔ تخت پر بٹھا اور دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اس نے کہا کہ ان کے خیال میں میں خلافت کے قابل نہیں ہوں۔ محمد نے چاہا کہ ترکوں کو اس سے راضی کرادے لیکن معتز نے کہا کہ یہ لوگ کسی طرح نہیں مانیں گے۔ اس لئے تم اس بیچ میں نہ پڑو۔ اس کے بعد معتز قید خانہ میں پہونچا دیا گیا اور محمد کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ اس کا لقب مہتدی رکھا گیا۔

وزارت

محمود بن جعفر اسکافی وزیر تھا۔ مہتدی نے تھوڑے دنوں کے بعد اس کو

Marfat.com

طرف کر کے سلیمان بن وہب بن سعید کو وزارت دی۔ اس کا خاندان
امیر معاویہ کے عہد سے کتابت میں نامور چلا آتا تھا۔ سعید آل برمک کا کاتب تھا
وہب بھی پہلے جعفر بن یحییٰ اور پھر ذوالریاستین کے دفتر میں رہا۔ خود سلیمان
۱۴ سال کے سن میں مامون کے دفتر میں ملازم ہوا تھا۔ اس کے بعد
ایتاخ اور اشناس کا کاتب رہا۔ یہ شخص انشاپردازی اور ادب
میں بے مثل اور علم و فضل میں یگانۂ عصر تھا۔

احوال داخلیہ

مہتدی نیک۔ عادل۔ پابند شرع اور دیندار تھا۔ غنا اور شراب کو
قطعاً بند کر دیا۔ جمعہ خود پڑھاتا تھا۔ اس کا دربار ہر شخص کے لئے عام تھا۔ اور
نہایت انصاف کے ساتھ معاملات کو طے کرتا تھا۔ اس کے اثر سے عوام اور فوج
کے سپاہیوں میں بھی دینداری پیدا ہو گئی۔ لیکن سلطنت کی خرابیاں اس درجہ
پر پہونچ چکی تھیں کہ ان کی اصلاح مہتدی جیسے لوگوں سے باوجود زہد و عبادت
کے بھی نہیں ہو سکتی تھی۔

موسیٰ بن بغا نے جو حسن بن زید داعی سے لڑنے کے لئے رَے کا
والی مقرر کر کے بھیجا گیا تھا۔ جب سنا کہ ترکوں نے معتز کو قتل کر کے مہتدی کو
خلیفہ بنا لیا ہے تو انتقام کے لئے وہاں سے چلا۔ دربار خلافت سے متعدد فرمان
بھیجے گئے۔ کہ تم اپنی ولایت پر رہو۔ یہاں نہ آؤ لیکن اس نے واپسی سے انکار کیا
صالح بن وصیف موسیٰ کی آمد سے خوف زدہ تھا۔ اور بار بار خلیفہ سے کہتا تھا کہ
وہ باغی ہے۔ اس سے جنگ کرنیکا حکم فوج کے نام صادر فرمایئے۔

Marfat.com

موسے جب سامرا میں آگیا تو صالح کسی کے گھر میں چھپ رہا۔ مہت
اس وقت دربار میں تھا۔ موسے جاکر اس کو اپنی فوج میں لایا اور اس بات
پختہ عہد لے کہ وہ صالح کی حمایت نہیں کریگا ۱۲ محرم ۲۵۶ھ میں اس کے ہاتھ
بیعت کرلی۔ اس کے بعد صالح کو تلاش کرکے ۲۲ صفر کو قتل کر ڈالا۔

فوج کی تنخواہ ایک عرصہ سے رکی ہوئی تھی انھوں نے خلیفہ کے پاس ایک
متفقہ درخواست بھیجی کہ ہمارے گزاروں کے لئے جو جاگیریں امراء کو دی گئی ہیں۔ و
انھیں کے تصرف میں آتی ہیں اور ہم فاقے کرتے ہیں۔ لہٰذا ان سے حساب لیا
جائے اور خود خاندان خلافت کا کوئی شخص ہمارا امیر بنا دیا جائے جو ان جاگیروں
کا بھی انتظام کرے تاکہ ہم کو حسب دستور سابق دوسرے مہینے وظائف ملا
جایا کریں۔ اگر امراء فوج اس معاملہ میں امیر المؤمنین کی مخالفت کریں گے تو ہم
ان کو قتل کردیں گے۔

اسی مضمون کی تحریریں اپنے امراء کے پاس بھی بھیجدیں۔ اور صاف
صاف لکھدیا کہ اگر تم خلیفہ کے اختیار اور فوجی انتظام میں مخل یا معترض ہوگے
تو ہم تمہارے سروں کو کاٹ کر دربار خلافت میں بھیجدیں گے۔

ترکی امراء کے استبداد سے رہائی اور خلافت کو ان کے آہنی پنجوں سے
نکال لینے کا یہ زریں موقع تھا۔ کیونکہ خود فوج ان کے خلاف تھی۔ مگر مہتدی نے
اس سے کچھہ فائدہ نہ اٹھایا۔ باطن میں فوج کے ساتھ رہا۔ اور ظاہر میں امراء کے
ساتھ۔ اور چاہا کہ حیلہ سے ان کو قتل کرادے۔ چنانچہ اسی اثنا میں ایک باغی
کے مقابلہ میں فوجیں بھیجیں جن کا امیر موسے بن بغا یکباک اور مفلح ترکی کو

Marfat.com

بنایا۔ پھر بایکباک کو لکھا کہ تم موسےٰ اور مفلح کو قتل کرکے ان کی فوجونکو اپنے ساتھ ملالو۔ اس نے یہ خط موسےٰ کو دکھلایا اور کہا کہ خلیفہ فریب دے کر ہمکو خود ہمارے ہاتھوں سے قتل کرانا چاہتا ہے۔ یہ صرف تمہارے ہی قتل کا حکم نہیں ہے۔ بلکہ کل میرے ساتھ بھی یہی سلوک ہوگا۔ اب بتاؤ کہ ہم کو کیا کرنا چاہئیے موسےٰ نے کہا کہ تم سامرا میں جاکر اپنی اطاعت اور وفاداری کا اظہار کرو۔ جب وہ تمہاری طرف سے مطمئن ہو جائے تو اس کو قتل کرڈالو۔ وہ اپنی فوج لے کر واپس آیا۔ مہتدی نے عدم تعمیل حکم کی وجہ سے اس کے ہتھیار چھین لئے اور محل میں قید کر دیا۔ اس کی فوج قصر کے گرد جمع ہو گئی۔ مہتدی نے اسکا سر کٹوا کر نیچے پھنکوا دیا۔ ترکوں نے یہ دیکھ کر چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ مغربی اور فرغانی ان سے لڑنے لگے۔ اسی درمیان میں ترکوں کی ایک کثیر تعداد وہاں آگئی۔ خلیفہ گردن میں قرآن ڈالے ہوئے باہر نکلا۔ مگر اس کے حامی شکست کھا گئے۔ اس لئے محمد بن یزداد کے گھر میں جس میں احمد بن جمیل صاحب شرطہ کی سکونت تھی۔ جاکر چھپ رہا۔ ترکوں نے پتہ لگا کر پکڑ لیا۔ اور ذلّت کے ساتھ کھینچتے ہوئے قصر خلافت میں لے گئے۔ وہاں ۱۴ رجب ۲۵۶ھ میں تخت سے اتار دیا۔ چار روز کے بعد وہ انتقال کر گیا۔

معتمد (۱۵)

خلافت ۱۶ رجب ۲۵۶ھ سے ۱۹ رجب ۲۷۹ھ تک ۲۳ سال تین روز۔

احمد معتمد علی اللہ بن متوکل۔ اس کی ولادت فتیان نامی کوفہ

Marfat.com

کی ایک کنیز کے شکم سے ۲۳۱ھ میں ہوئی تھی۔ مہتدی کے بعد خلافت کے لئے اس کا انتخاب ہوا۔ اور ۱۶ رجب یوم چہار شنبہ ۲۵۶ھ مطابق ۱۹ جون ۸۷۰ء کو اس کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔

احوال داخلیہ

مہتدی کے زمانہ میں تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے ترکی فوج اپنے امرا کے خلاف ہو گئی تھی۔ اور خلیفہ سے اس بات کی خواہاں تھی کہ وہ امیر افواج خود اپنے کسی بھائی کو مقرر کر دے۔ معتمد نے ان کی منشا کے مطابق ابواحمد طلحہ موفق بن متوکل کو صفر ۲۵۷ھ میں وزیر فوج مقرر کر دیا۔ اور کوفہ۔ حرمین اور یمن کی ولایات اس کو دیں۔ پھر رمضان کے مہینہ میں بغداد۔ کور دجلہ۔ بصرہ اہواز اور فارس کی امارت بھی عطا فرمائی۔ ربیع الاول ۲۵۸ھ میں دیار مضر قنسرین اور عواصم کو بھی اس کے سپرد کر دیا۔

موفق کے تقرر سے ترکی امرا کا غلبہ کم ہوا۔ لیکن اب وہ خود خلافت کے تمام امور پر حاوی ہو گیا۔ معتمد کے نام کا صرف سکہ اور خطبہ رہ گیا اور ساری سلطنت اس کے ہاتھ میں آگئی۔ وزرا کا تقرر بھی وہی کرتا تھا۔ خلیفہ اسقدر کس مپرسی کی حالت میں تھا کہ ایکبار اس کو اپنی خانگی ضرورت کے لئے تین سو دینار بھی باوجود کوشش کے نہیں حاصل ہو سکے۔

وزارت

عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان جو پہلے متوکل کا وزیر تھا وزارت پر بلایا گیا۔ اس نے اس عہدہ کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ لیکن موفق کے اصرار سے

Marfat.com

راضی ہو گیا۔ یہ شخص اصول سیاست۔ ملک اور رعایا کی حالت اور مالیہ سلطنت سے خوب واقف تھا۔ اپنی وفات تک اس منصب پر رہا۔ ۲۶۳ھ میں میدان میں گھوڑے سے گر کر ہلاک ہوا۔ موفق نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

۱۱ ذی قعدہ ۲۶۳ھ میں موفق نے اپنے کاتب حسن بن مخلد کو جو اس عہد کا بے نظیر انشاپرداز تھا۔ اپنی کتابت کے ساتھ وزارت خلافت کا بھی عہدہ عطا کیا۔ یہ شخص تمام ضوابط کو از بر رکھتا تھا۔ لیکن ۱۶ دن سے زائد وزارت نہیں کر سکا۔ کیونکہ موسےٰ بن بغا اس کا دشمن تھا۔ جب وہ سامرا میں آیا تو یہ اس کے ڈر سے بھاگ کر بغداد میں چلا گیا۔ اس وجہ سے سلیمان بن وہب جو مہتدی کا وزیر تھا۔ پھر وزارت پر مقرر کیا گیا۔ اور اس کا بیٹا عبداللہ جو موسیٰ بن بغا کا کاتب تھا موفق کا میر منشی ہوا۔

۲۶۴ھ میں معتمد سلیمان سے ناراض ہو گیا۔ اس کو قید کر کے اسکے دونوں بیٹوں وہب اور ابراہیم کے گھر لٹوا دیئے۔ اور حسن بن مخلد کو بغداد سے طلب کر کے وزارت کا قلمدان دیا۔ موفق اس پر غضبناک ہو کر سامرا میں آیا سلیمان کو قید سے نکال کر وزارت پر بحال کیا۔ اور حسن بن مخلد اور اس کے کاتب احمد بن صالح بن شیرزاد کو برطرف کر کے اسکے اموال پر قبضہ کر لیا۔ یہ دونوں خوف سے بھاگ گئے۔

لیکن موفق سلیمان سے بھی زیادہ عرصہ تک خوش نہیں رہ سکا۔ دوسرے ہی سال ۲۶۵ھ میں اس کو مع اس کے بیٹے عبداللہ کے قید کر دیا۔ اور ساری ملکیت ضبط کر لی۔ پھر نو لاکھ دینار لیکر صرف اتنی آزادی دی کہ وہ جس سی حیا ہیں

Marfat.com

مل سکیں۔ اسی نظر بندی میں ۲۷۲ھ میں سلیمان نے وفات پائی۔ اس کی جگہ پر ابو صقر اسماعیل بن بلبل وزیر ہوا۔ یہ اپنے آپ کو عربی قبیلہ بنی شیبان کی طرف منسوب کرتا تھا۔ لیکن لوگ اس کے نسب کو مشتبہ سمجھتے تھے۔ نہایت سخی و فیاض اور جامہ زیبی میں ممتاز تھا۔ اس نے ملکی اور فوجی دونوں صیغوں کا کام اچھا کیا۔ اور وزارت کی شان و شوکت بڑھا دی۔ لیکن ۲۷۸ھ میں عتاب میں آگیا۔ گرفتار ہو کر قید ہوا۔ اور اس کا اور اس کے سارے ماتحتوں کا مال و منال ضبط کر لیا گیا۔

ابن بلبل کے بعد **عبید اللہ** بن سلیمان وزیر ہوا۔ اس نے اپنی لیاقت کی وجہ سے نہایت ناموری حاصل کی۔

علویہ

معتمد کے عہد میں اثنا عشریہ کے گیارہویں امام **ابو محمد حسن عسکری** نے ۲۶۰ھ میں سامرا میں وفات پائی۔ اور وہیں اپنے باپ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

ان کی وفات پر شیعہ میں اختلاف پیدا ہوا۔ بعضوں نے کہا کہ امامت کا سلسلہ ان کی ذات پر منقطع ہو گیا۔ اب کوئی امام نہیں۔ بعضوں نے ان کے بھائی جعفر کو امام بنا لیا۔ لیکن زیادہ تر لوگ ان کے بیٹے **محمد عسکری** کو امام تسلیم کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ وہ اپنی والدہ کی نگاہ کے سامنے ایک سرداب یعنی تہ خانہ میں داخل ہوئے اور پھر اس میں سے نہیں نکلے۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہی امام مہدی امام منتظر اور امام قائم ہیں۔ آخری زمانہ میں جب

Marfat.com

دنیا ظلم وستم سے تاریک ہوجائے گی تو سامرا کے اسی سرداب میں سے نکل کر پھر اسکو عدل وانصاف سے منور کردیں گے۔

اسماعیلیہ

جماعت شیعہ میں امام جعفر صادق کے بعد سے ہی اختلاف شروع ہوگیا تھا۔ کیونکہ ان کے سات بیٹے تھے۔ عبداللہ قطع۔ محمد۔ موسےٰ اور اسماعیل وغیرہ۔ بعض نے عبداللہ اقطع کو جو ان کے بیٹوں میں سب سے بڑے تھے۔ امام مانا تھا۔ لیکن وہ باپ کے انتقال کے بعد ۷۰ دن سے زیادہ زندہ نہیں رہے۔ اور کوئی اولاد نرینہ نہیں چھوڑ گئے۔ کسی نے محمد کو امام قرار دیا۔ اس بنیاد پر کہ امام جعفر نے فرمایا تھا کہ تمہارے امام کا وہی نام ہے جو تمہارے نبی کا تھا۔ ایک فرقہ اسماعیل کی امامت کا قائل ہوا۔ یہ لوگ اسماعیلی کہے جانے لگے۔

امامیہ اور اسماعیلیہ مبدأ تشیع میں باہم متحد ہیں کہ دین میں رائے کو دخل نہیں ہے۔ بلکہ تحفظ شرع کے لئے ایک امام معصوم کا وجود لازمی ہے۔ حضرت علی سے لیکر امام جعفر تک چھ اماموں کی امامت پر دونوں فرقے متفق ہیں۔ ان کے بعد امامیہ موسےٰ کاظم کی شاخ کی طرف جاتے ہیں۔ اور اسماعیلیہ اسماعیل اور ان کی اولاد کی طرف۔ لیکن شیعہ کے عقیدہ کے مطابق امام وقت اللہ کی طرف سے مخلوق پر حجت ہوتا ہے۔ اور اس کا وجود تبلیغ شریعت کے لئے ضروری ہے۔ اور اسماعیل کی اولاد میں سے اس قسم کے کسی امام کا ظہور نہیں ہوا۔ اسلئے اسماعیلیہ نے کہا کہ امام کا ظہور ضروری نہیں ہے۔ بلکہ کبھی کبھی وہ مستور ہوا کرتا ہے۔ اور لوگوں کو اس کے حال سے آگاہی نہیں ہوتی۔ مگر ایسی حالت میں یہ لازم ہے کہ اسکا کوئی نائب

Marfat.com

ظاہر ہو۔ جو خلق اللہ پر حجت اور دعوت و تبلیغ کے منصب پر قائم ہو۔

باطنیہ

معتمد کے زمانہ میں امام حسن عسکری کے بعد اسماعیلی داعیوں نے اپنی تعلیمات کو جن کا زیادہ حصہ عوام سے مخفی رکھا جاتا تھا پھیلانا شروع کیا۔ اور نہایت صبر استقلال اور نرمی کے ساتھ خفیہ طور پر خاص خاص لوگوں میں اس کی تبلیغ کرنے لگے۔ اسی وجہ سے یہ جماعت **باطنیہ** کے نام سے مشہور ہوئی۔

بعض اہل علم باطنیہ کے عقائد کا سلسلہ مجوسیوں کے دیصانیہ اور مانیہ فرقوں سے ملاتے ہیں۔ جو ایران میں اسلام سے قبل تھے۔ اور دو اصل یعنی نور اور ظلمت کے قائل تھے۔ نور کو زندہ حساس۔ خالق عالم اور ازلی الصفات مانتے تھے۔ اور ظلمت کو غیر حساس۔ ان کے علاوہ بہت سی تعلیمات اور عبادات تھیں جو ان کے پیشواؤں کی کتابوں میں مندرج تھیں۔

عہد خلافت عباسیہ میں بہت سے مجوسی ظاہر میں اسلام لاتے تھے اور باطن میں اپنے قدیمی عقائد کے قائل رہتے تھے۔ اور کوشش کرتے تھے کہ اسلام کے پردہ میں مسلمانوں کو اپنے عقائد کی تلقین کر کے گمراہ کر دیں۔ یہی لوگ **زندیق** کہے جاتے تھے۔

خلیفہ مہدی اور ہادی اس جماعت کے فتنہ کو بڑھتا ہوا دیکھ کر انکے مٹانے پر مستعد ہوئے اور بہت سے زندیقوں کو قتل کر ڈالا۔ فلاسفۂ بغداد اور وزراء اور امراء میں سے ایک جماعت زندقیت میں بدنام ہوئی۔ ابن ندیم نے لکھا ہے کہ بعض لوگ لکھتے ہیں کہ کل برامکہ بجز محمد بن خالد کے زندیق تھے۔ نیز مامون

Marfat.com

کے دونوں وزیر **فضل** اور **حسن** بھی اس قسم کے تھے۔ **محمد بن عبید اللہ** کاتب مہدی بھی زندیق تھا۔ جس کا خود اس نے اعتراف کیا۔ چنانچہ مہدی نے اس کو قتل کرایا۔ **ابن زیّات** وزیر کو بھی لوگ زندیق سمجھتے تھے۔

خود خلیفۂ مامون کی نسبت بعضوں نے اس کی بدگمانی کی ہے۔ حالانکہ واقعہ صرف اس قدر ہے کہ اس کے دربار میں ایک مجوسی رئیس **یزدان بخت** متکلمین سے مناظرہ کرنے کے لئے رَے سے بلایا گیا تھا۔ جب وہ گفتگو میں بند ہو گیا تو مامون نے اس سے کہا کہ اب تو مسلمان ہو جا۔ اس نے کہا کہ امیر المومنین کا حکم سر آنکھوں پر لیکن ترک مذہب پر مجبور کرنا اسلام میں روا نہیں ہے۔ مامون نے کہا۔ کہ بے شک۔ پھر اس کو عزت کے ساتھ رخصت کیا۔

مامون کا یہ فعل بالکل شرع کے مطابق تھا۔ اس کی وجہ سے اس کے اوپر زندیقیت کی تہمت لگانا سراسر نامعقولیت ہے۔

جو لوگ باطنیہ کا تعلق مجوسیوں کے ساتھ قائم کرتے ہیں انکی دلیل یہ ہے کہ اس فرقہ کے بانی **عبد اللہ** بن میمون بن قداح کا سارا خاندان اور وہ خود بھی دیصانی تھا۔ اسلام لانے کے بعد ایک مدّت تک نبوت کا مدعی رہا۔ مختلف قسم کے شعبدے دکھاتا اور دور دراز شہروں کے واقعات لوگوں کو سنا دیتا تھا۔ اس نے اپنے مددگاروں کی ایک جماعت جا بجا بھیجدی تھی۔ جن کے پاس نامہ بر کبوتر تھے۔ وہ ہر جگہ کے حالات لکھ کر ان کبوتروں کے ذریعہ سے اسکے پاس بھیجا کرتے تھے۔ وہ ان کو سنا کر اپنی غیب دانی اور کرامت کا سکہ جماتا تھا۔

پہلے مقام عسکر مکرم میں آکر ٹھہرا۔ وہاں سے نکالا گیا۔ پھر بصرہ میں بنی عقیل کے

پاس رہا۔ اس کے بعد ملک شام میں حمص کے متصل ایک موضع سلمیہ کو اپنا مرکز بنایا۔ وہیں سے باطنیہ کا ظہور ہوا۔

ان لوگوں کا یہ بھی بیان ہے کہ دولت فاطمیہ کا بانی عبیداللہ مہدی اسی شخص کی نسل سے تھا۔ اس کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ سعید بن حسین بن عبداللہ بن میمون بن قداح۔ مصر میں پہونچنے کے بعد اس نے اپنا نام بجائے سعید کے عبیداللہ رکھ لیا۔

لیکن ابن خلدون کی تحقیق یہ ہے کہ یہ روایت موضوع ہے۔ اور محض بنی عباس کو خوش کرنے کے لئے جو فاطمیوں کے مقابلہ سے عاجز تھے تراشی گئی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ فرقہ شیعہ اسماعیلیہ کا ایک گروہ تھا جس نے اپنی تعلیمات کو مخفی رکھ کر ان پر مذہبی رنگ چڑھا دیا۔ تاکہ حکام وقت کی گرفت سے محفوظ رہ کر دین کے پردہ میں اپنے سیاسی مقاصد کی تبلیغ کرے۔

اس فرقہ نے دولت عباسیہ کے خلاف دو نہایت قوی جماعتیں تیار کیں۔

(۱) باطنیہ۔ ان کا مرکز سلمیہ تھا جہاں دولت فاطمیہ کا قالب تیار کیا گیا۔ بعینہ اسی طرح جس طرح کہ حمیمہ دولت عباسیہ کا گہوارہ اور اس کے اسرار کا مرکز تھا۔ یہ جماعت نہایت مرتب اور منتظم تھی۔

(۲) قرامطہ۔ اس کا ظہور عراق میں ہوا۔ یہ بے ترتیب اور بے نظام تھی لیکن سخت بے باک اور خونریز۔ اس جماعت کا آغاز معتمد ہی کے عہد میں ہو گیا تھا۔ اس لئے اس کی ابتدائی کیفیت ہم یہاں لکھتے ہیں۔

Marfat.com

قرامطہ

خلیفہ معتمد کے آخری عہد میں ایک داعی امامت نواحی خوزستان سے آکر کوفہ کے متصل ایک موضع میں قیام پذیر ہوا. اس کے زہد و عبادت کو دیکھ کر وہاں کے باشندے اس کے گرویدہ ہو گئے۔

اس موضع میں ایک شخص رہتا تھا. جس کی آنکھوں میں سرخی تھی. اس کی وجہ سے لوگ اس کو کرمیتہ کہتے تھے. کیونکہ نبطی زبان میں اس لفظ کے معنی سرخ آنکھوں والے کے ہیں. وہ بھی خوزستانی کا مرید ہو گیا. اور اس کی خدمت کرنے لگا۔ ایک بار وہ بیمار ہو گیا تو اس کو اپنے گھر میں لیجا کر رکھا. اور تیمارداری کی. اس احسانمندی کی وجہ سے خوزستانی جب اچھا ہوا تو اسی کے ساتھ رہنے لگا۔

کرمیتہ دیہاتیوں کو اس کی طرف مائل کرتا تھا اور اس کی تبلیغ میں بڑی مدد دیتا تھا. جس شخص کو لا کر اس کے ہاتھ پر بیعت کراتا اس سے ایک دینار امام کے لئے وصول کر لیتا۔

خوزستانی نے کاشتکاروں کو بہت سی نمازیں سکھلائیں. اور کہا کہ یہ سب فرض ہیں. کثرت عبادات کی وجہ سے ان کے کاموں میں خلل پڑ گیا. یہانتک کہ وہ اپنی زمینوں کے سالانہ لگان ادا کرنے سے قاصر رہے۔

امیر ہیصم نے جب خوزستانی داعی کا حال سنا تو اس کو گرفتار کر کے ایک حجرہ میں مقفل کر دیا. مقصد یہ تھا کہ صبح کو قتل کرے. لیکن رات کو اس کی لجاجت پر ایک لونڈی کو ترس آ گیا. اس نے چپکے سے ہیصم کے سرہانے سے

کنجی لے کر اس کو گھر میں سے نکال دیا۔ اور حجرے کو مقفل کر کے کنجی اپنی جگہ پر رکھدی۔ صبح کو جب امیر نے قفل کھولا تو وہ نہیں ملا۔

یہ واقعہ اطراف میں مشہور ہو گیا۔ اور لوگوں نے اس کو اس کی کرامت پر محمول کیا۔ اب عوام میں اس کی مقبولیت بہت بڑھ گئی۔ لوگ ہر طرف سے جوق در جوق آ آ کر اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔ اور یہ شہرت ہو گئی کہ اسکو ایذا پہنچانے کی قدرت کسی کو نہیں ہے۔ لیکن خود اس کو چونکہ اپنی جان کا خوف ہو گیا تھا اس لئے عراق سے ملک شام میں چلا گیا۔ وہاں کرمیتہ کے نام سے جسکے گھر میں وہ رہا تھا مشہور ہوا۔ یہی لفظ قرمط بن گیا جس کی طرف یہ فرقہ منسوب ہے۔

سواد کوفہ میں جو تخم وہ بو گیا تھا خوب برگ و بار لایا۔ اور قرمطی تحریک یہاں اس قدر پھیلی کہ خلافت اور امت اسلامیہ کے لئے بڑی بڑی مصیبتوں کا سامان بن گئی۔ اور اس کے خوف سے حاجیوں کے قافلے بند اور راستے مسدود ہو گئے۔

فتنہ حبشیان

سنہ ۲۴۹ھ میں بحرین میں ایک مجہول النسب شخص نے سر اٹھایا۔ اور دعوا کیا کہ میں امام زید کی اولاد میں سے ہوں۔ عوام نے اس کی ایسی تعظیم کی۔ کہ نبی سمجھنے لگے۔ اس کے واسطے مال جمع کیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی لیکن کچھ لوگ مخالف بھی ہو گئے۔ فریقین میں جنگ ہوئی اس وجہ سے وہ بحرین سے دیار بنی تمیم کی طرف چلا گیا۔ اس کے ساتھ مریدین کا ایک گروہ بھی تھا جس کا سردار اس نے بنی حنظلہ کے ایک حبشی غلام سلیمان بن جامع کو مقرر کیا تھا۔

Marfat.com

بنی تمیم نے اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ اس لئے ۲۵۴ھ میں بصرہ کیطرف آیا۔ اور قبیلہ بنی ضبیعہ میں ٹھہرا۔ یہاں ایک جماعت اس کے تابع ہوگئی۔ جس میں علی بن ابان مہلبی اور اس کے دونوں بھائی محمد اور خلیل بھی تھے۔

بصرہ کا عامل اس زمانہ میں محمد بن رجاء حضاری تھا۔ اس نے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا۔ اس کے خوف سے یہ رات کو وہاں سے نکل کر دوسرے گاؤں میں جس کا نام قصر قرشی تھا چلا گیا۔ اس کے بعض ساتھیوں کو جن میں اس کا بیٹا بھی شامل تھا ابن رجاء نے پکڑ لیا۔ اور قید کر دیا۔

اس اطراف میں رؤسا بصرہ کے حبشی غلام شورہ کا کام کیا کرتے تھے۔ ان کی تعداد قریب پندرہ ہزار کے تھی۔ اس نے بلا بلا کر ان سے گفتگو شروع کی۔ اور کہا کہ اگر تم لوگ متفق ہو کر میرا ساتھ دو تو میں تم کو صرف آزادی ہی نہیں بلکہ تمہارے آقاؤں کا مالک بنا دوں گا۔ ان غلاموں میں سے ایک شخص ریحان بن صالح نامی عقل میں ممتاز تھا۔ اس سے وعدہ کیا۔ کہ میں تجھ کو ان سب کا سردار بنا دوں گا۔ وہ اس امید پر ان غلاموں کو لا لا کر اس کے ہاتھ پر بیعت کرانے لگا۔

۲۵۵ھ میں اس نے ان غلاموں کی جماعت کو ساتھ لیکر عید الفطر کی نماز پڑھی۔ خطبہ میں انکو جنگ کے لئے ابھارا۔ اور سخت سے سخت قسمیں کھا کر کہا کہ میں نہ کبھی تمہارا ساتھ چھوڑوں گا نہ بیوفائی کرونگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ میرے حکم پر چلو۔ ان غلاموں میں سے بیشتر اس کے ساتھ ہوگئے۔ اس نے انکا جتھا بنا کر اردگرد کے دیہات کو لوٹنا شروع کر دیا۔ بصرہ سے فوجیں بھیجی گئیں لیکن شکست

Marfat.com

کھا گئیں۔ جس کی وجہ سے اہل بصرہ پر خوف چھا گیا۔ انھوں نے خلیفہ کو مدد کے لئے لکھا۔

ادھر اس نے نہر ابو خصیب کے کنارہ پر پہونچکر تجارتی کشتیاں لوٹ لیں۔ جس سے بہت سامان و ذخیرہ اس کے پاس ہو گیا۔ وہاں سے ایلہ کی طرف بڑھا اس کو غارت کر کے آگ لگا دی۔ عبادان والوں نے یہ دیکھ کر خوف سے اسکے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس نے وہاں کے حبشی غلاموں کو بھی مسلح کر کے اپنے ساتھ لیا۔ اور ۱۷ رمضان ۲۵۶ھ میں اہواز میں پہونچکر وہاں کے عامل ابراہیم بن مدبر کو گرفتار کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اطراف کے باشندے خوف سے اپنے اپنے گھروں کو چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ سلطنت کی طرف سے جو فوجیں جاتی تھیں ہزیمت اٹھا کر واپس آتی تھیں۔

شوال ۲۵۷ھ میں بصرہ پر حملہ آور ہوا۔ سخت خونریزی کی اور بہت سے محلوں کو ویران کر دیا۔

ان سلسلہ وار فتوحات سے اس کی قوت اور شوکت بہت بڑھ گئی۔ اور حبشی غلاموں کا ایسا عظیم الشان لشکر اس کے پاس جمع ہو گیا جس سے مرکز خلافت پر خطرہ چھا گیا۔ اس وجہ سے **موفق** خود ایک فوج لیکر ان کے استیصال کے لئے آیا۔ سالہا سال تک جنگ ہوتی رہی جس میں بعض بعض معرکے نہایت سخت پیش آئے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے فوج کو فتح اور نصرت عطا فرمائی اور ۲۷۰ھ میں یہ کذاب مارا گیا۔

موفق نے عراق کے شہروں میں اعلان کرا دیا کہ جو لوگ اپنے گھروں کو

چھوڑ کر چلے گئے ہیں واپس آجائیں۔ ایک شہر بھی آباد کیا۔ اور موفقیہ نام رکھا وہاں عرصہ تک رہا۔ تاکہ پورا امن وامان ہوجائے۔ اور خطرہ جاتا رہے۔

اس فتنہ کا زمانہ ۱۴ سال ۴ ماہ ۶ روز رہا۔ اُمت اسلامیہ ترکوں کی مصیبت میں پہلے ہی گرفتار تھی۔ اگر یہ بہائم سیرت حبشی غالب آجاتے تو نہ معلوم کیا ہوتا۔ اللہ کا شکر ہے جس نے اس بلا سے نجات بخشی۔

مشرق

مامون کے عہد سے ماوراء النہر۔ خراسان۔ رَے۔ طبرستان۔ جرجان اور کرمان کی ولایت بالاستقلال آل طاہر کے ہاتھ میں تھی۔ یہ خاندان ملکی انتظام اور بنی عباس کی وفاداری میں نہایت نامور تھا۔

جب ترکوں کے غلبہ سے خلافت کا مرکز کمزور ہوگیا اور دور افتادہ ممالک کی حفاظت کی طاقت اس میں نہیں رہی تو مشرق میں تین جدید قوتیں پیدا ہوگئیں جنھوں نے آل طاہر کو گھیر لیا۔ اور اپنی سلطنتیں قایم کرنے کے لئے ان کے مقابلہ آگئیں۔ پہلی قوت زیدیہ کی تھی جنہوں نے طبرستان پر قبضہ کرلیا۔ ان کا حال گذرچکا۔ دوسری صفاریہ۔ اور تیسری سامانیہ۔

دولت صفاریہ

یہ سلطنت یعقوب بن لیث اور اس کے بھائی عمرو بن لیث نے سیستان میں قائم کی۔

یہ دونوں بچپن میں پیتل کا کام کرتے تھے۔ اس وجہ سے صفار کے لقب سے مشہور تھے۔ اس زمانہ میں سیستان میں ایک شخص صالح بن نصر کنانی

Marfat.com

نہایت عابد اور بزرگ تھا۔ اور اس جماعت کا سردار تھا جو جہاد میں مصروف رہتی تھی۔ یہ دونوں اس کی صحبت میں رہنے لگے۔ اس کے اثر سے ان میں بھی زہد و تقویٰ پیدا ہو گیا۔ صالح ان کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ خاصکر یعقوب کو بجائے فرزند کے سمجھتا تھا۔

اس کی وفات کے بعد مجاہدین کا رئیس درہم بن حسین قرار پایا۔ اس نے یعقوب کو امیر حرب مقرر کر دیا۔

درہم بن حسین چونکہ بے تدبیر اور غیر منتظم تھا اور اس کے برعکس یعقوب میں دانشمندی اور ریاست کی شان تھی۔ اس وجہ سے اس جماعت نے درہم کو معزول کر کے یعقوب ہی کو اپنا سردار بنا لیا۔ اس نے ان کو لے کر خارجیوں سے جنگ کی اور ان پر غلبہ حاصل کیا۔ ۲۵۳ھ میں سیستان اور ہرات پر قبضہ کر لیا۔ سرحدی ترک بھی اس سے لڑنے کے لئے آئے لیکن شکست کھا کر واپس گئے۔ ان فتوحات سے اس کا رعب چھا گیا۔ رخج۔ طبسین۔ زابلستان اور ملتان اور سندھ کے والیوں نے اطاعت نامے لکھ کر بھیجے۔ اور اس کی ماتحتی میں آ گئے۔

یعقوب کی خواہش یہ نہیں تھی کہ مطلقاً آزاد رہے۔ بلکہ چاہتا تھا کہ آل طاہر کی طرح خلیفہ کی طرف سے اس کو مستقل امارت کا فرمان ملجائے۔ اس لئے معتز کے دربار میں قاصدوں کے ہاتھ قیمتی تحائف بھیجے۔ جن میں سے ایک چاندی کی مسجد تھی جس میں پندرہ نمازیوں کی مورتیں تھیں۔ اور یہ درخواست کی کہ مجھ کو فارس کی ولایت کا فرمان دیا جائے۔ میں وہاں سے علی بن حسین کو جس نے غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے نکال دوں گا۔ اور ڈیڑھ کروڑ درہم سالانہ خراج بھیجا کروں گا۔

Marfat.com

سفیروں کو بھیجنے کے بعد ہی یعقوب فارس کی طرف روانہ ہو گیا علی بن حسین نے مدافعت کی تیاری کی اور شیراز کے ارد گرد خندق کھودی۔ اٹھارہ ربیع الثانی ۲۵۵ھ کو یعقوب وہاں پہونچا۔ شیرازی شکست کھا گئے اور علی گرفتار ہوا۔ یعقوب نے جمعہ کے دن شیراز میں معتز کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اور جابجا اپنے عمال مقرر کر کے کرمان ہوتا ہوا سیستان واپس آیا۔

اس فتح سے اس نے شاہانہ عظمت حاصل کرلی۔ اور دولت طاہریہ پر لشکر کشی کا سامان کرنے لگا۔ ۲۵۹ھ میں نیشاپور کی طرف بڑھا جہاں آل طاھر کا آخری فرمانروا محمد بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر تھا۔ وہ مدافعت نہیں کر سکتا تھا یعقوب نے اس کو اور اس کے سارے خاندان کو گرفتار کرلیا۔ جس سے دولت طاہریہ کا وہ علَم جس کو مامون نے اپنے نامور سپہ سالار طاہر بن حسین کو ۲۰۵ھ میں خراسان کی ولایت کے فرمان کے ساتھ عطا کیا تھا سرنگوں ہو گیا۔

یعقوب نے پھر دربار خلافت میں سفیر بھیجے اور لکھا کہ خراسان میں جابجا باغیوں نے سر اٹھا رکھا تھا جن کی وجہ سے باشندے سخت مصیبت میں مبتلا تھے۔ آل طاہر میں ان شورشوں کے انسداد کی طاقت نہیں تھی اس وجہ سے میں نے جاکر فرو کیا۔ اہل خراسان نے مجھی کو امارت سپرد کر دی۔

خلافت کے مہمات اس وقت موفق کے ہاتھ میں تھے۔ اس نے جواب میں لکھا کہ تم نے امیر المؤمنین کے بلاحکم یہ کام کیا۔ لہٰذا خراسان کی حکومت آل طاہر کے حوالے کر کے اپنے مقام پر واپس چلے جاؤ۔ ورنہ تمہارے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو مخالفین کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

یعقوب پر اس دھمکی کا مطلق اثر نہ ہوا۔ وہ خراسان پر قابض رہا۔ وہاں سے ۲۶۰ھ میں طبرستان پر چڑھائی کی۔ اور حسن بن زید کو شکست دیکر ساریہ اور آمل پر قبضہ کر لیا۔ حسن کا تعاقب کیا۔ وہ اپنی فوجیں لئے ہوئے پہاڑوں میں بھاگ گیا وہاں سلسلہ وار چالیس دن تک بارش ہوتی رہی جس کی وجہ سے واپسی دشوار ہو گئی حسن خود مشکلوں سے جانبر ہو سکا۔ مگر اس کی فوج کا بڑا حصہ تباہ ہو گیا۔

یعقوب نے اپنے اس کارنامہ کو تقرب کا ذریعہ بنا کر پھر خلیفہ کے پاس وفد بھیجا۔ لیکن مدبرین خلافت اس سے خوش نہیں ہوئے۔ کیونکہ ان کو اس کی بڑھتی ہوئی طاقت دیکھ کر یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ یہ اپنے استقلال کا دعوے کریگا اس وجہ سے موفق نے عبید اللہ بن طاہر امیر بغداد کو حکم بھیجا کہ وہاں جس قدر مشرقی اور خراسانی حجاج ہوں ان کو جمع کر کے یہ اعلان کر دو کہ یعقوب نے امیر المؤمنین کے منشا کے خلاف خراسان پر تغلب حاصل کر کے وہاں کے امیر کو گرفتار کر لیا ہے۔ اس لئے وہ اطاعت سے خارج ہے۔

یہ دراصل خلافت کی روحانی قوت کا استعمال تھا۔ آخر جب اس کا کوئی اثر نہیں دیکھا تو مجبوراً امیر المؤمنین نے یعقوب کو خراسان۔ طبرستان۔ جرجان۔ رے اور فارس کا والی مقرر کیا۔ اور بغداد کی شحنگی کا عہدہ بھی عطا فرمایا۔ اس طرح پر وہ آل طاہر کا قائم مقام ہو گیا۔

اس کے بعد یعقوب خلیفہ کی ملاقات کا ارادہ ظاہر کر کے فوجیں لیکر سامرا کی طرف چلا۔ لیکن منشا یہ تھا کہ عراق اور بغداد پر قبضہ کر لے۔ اس لئے اہل دربار نے مناسب یہ سمجھا کہ اس کے مقابلہ میں خلیفہ خود لشکر لے کر جائے۔ چنانچہ معتمد

Marfat.com

سامرا سے بغداد میں آیا۔ اور وہاں سے فوج لے کر واسط میں یعقوب کے مقابلے میں پہونچ گیا۔ سیب بنی کوما اور دیر عاقول کے درمیان فریقین میں معرکہ آرائی ہوئی۔ پہلے یعقوب کی فوج غالب آگئی۔ لیکن پھر خلیفہ وقت کو مقابلہ میں دیکھکر اس کے بہت سے امراء جنگ سے کنارہ کش ہو گئے۔ اس لئے اسکو ہزیمت ہوئی اور وہ مشرق کی طرف چلا گیا۔

اس فتح سے محمد بن طاہر نے جو یعقوب کے پاس قید تھا رہائی پائی۔ معتمد نے اس کو خلعت عطا فرمایا۔ اور ایک اعلان عام شائع کیا جو منبروں پر پڑھا گیا اس میں یعقوب کو باغی قرار دے کر اس پر نفرین کی۔

یعقوب ۲۶۶ھ میں اہواز میں انتقال کر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بھائی عمرو بن لیث فرمانروا ہوا۔ یہ اس سے بھی زیادہ دانشمند۔ بہادر۔ مدبّر اور عالی حوصلہ تھا۔ ملکی اور فوجی انتظامات میں اپنا نظیر نہیں رکھتا تھا۔ خود اپنا نام سواروں میں لکھوا رکھا تھا۔ جس دن تنخواہ تقسیم ہوتی اس دن معمولی سپاہی کی طرح اہل فوج کے ساتھ بخشی کے سامنے حاضر ہوتا۔ اپنے اسلحہ اور گھوڑے کا سازوسامان درست دکھلا دینے کے بعد ماہانہ تنخواہ تین سو درہم لیکر اسکو بوسہ دیتا۔ پھر اپنے موزہ میں رکھ کر واپس جاتا۔ وہ اس خادم کا حق تھا۔ جو اس کے پاؤں سے موزے نکالتا تھا۔

فوج کو اور اس کے سازوسامان کو ہمیشہ دیکھتا رہتا تھا۔ اور خلیفہ اور اس کے درباریوں کو اس قدر اموال و تحائف بھیجتا تھا کہ وہ سب اس سے خوش رہتے تھے۔

Marfat.com

۲۷۰ھ میں اس نے بھی اپنے بھائی کی طرح عراق پر تسلط حاصل کرنیکا ارادہ کیا۔ اسوقت خلیفہ ناراض ہو گیا۔ اور محمد بن طاہر کے نام خراسان کی ولایت کا فرمان لکھا۔ لیکن عمرو نے بہت بڑی رقم دربار خلافت میں بھیجدی۔ جس کی وجہ سے امیر المومنین نے پھر اپنی خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

دولتِ سامانیہ

سامانی خاندان ایران میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ کیونکہ مشہور بادشاہ بہرام گور کی نسل سے تھا۔ اسلامی خلفاء بھی بوجہ قدامت کے ان کا بہت خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ ماموں نے ولایت ماوراالنہر کے چار حصے کرکے ان پر اسد بن سامان کے چار بیٹوں کو عامل مقرر کردیا تھا سمرقند کا نوح بن اسد۔ فرغانہ کا احمد بن اسد۔ شاس اور اشروسنہ کا یحییٰ بن اسد اور ہرات کا الیاس بن اسد۔

احمد بن اسد متقی۔ پاک سیرت اور ہر دلعزیز امیر تھا۔ اس نے اپنے صوبہ سے رشوت کو بالکل مٹادیا تھا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کا بیٹا نصر اس کی جگہ پر مقرر ہوا۔ اس نے اپنے بھائی اسماعیل کو ۲۶۱ھ میں بخارا میں اپنا نائب بنا کر بھیجا۔ بعض لوگوں کی فتنہ اندازی سے ان دونوں بھائیوں میں عداوت پیدا ہو گئی۔ اور لڑائیاں ہوئیں ۲۷۵ھ میں اسماعیل نے نصر کو شکست دے دی۔ نصر گرفتار ہوکر اس کے سامنے آیا۔ اس وقت اسماعیل کے خون میں محبت نے جوش مارا۔ بھائی کو اس حال میں دیکھکر گھوڑے سے اتر پڑا۔ اور روتا ہوا جا کر لپٹ گیا۔ پھر نہایت عزت کے ساتھ اس کو سمرقند کی طرف

Marfat.com

رخصت کیا۔ اور خود نیابت پر بخارا میں رہا۔

بنی سامان نے جب دیکھا کہ صفاریہ نے ہرات سے لیکر فارس تک خود مختار سلطنت قائم کرلی۔ تو انھوں نے بھی ماوراء النہر میں اپنی خودمختاری کا اعلان کردیا۔ انھیں کے ہاتھوں عمرو لیث کا بھی خاتمہ ہوا۔ انھوں نے فارس تک قبضہ کرکے ایک عظیم الشان سلطنت قائم کرلی۔ جو ۲۶۱ھ سے ۳۸۹ھ تک ان کی نسل میں چلی آئی۔ اس کے بعد ایک طرف سے خاقانی ترکوں اور دوسری طرف سے آل سبکتگین نے اس پر قبضہ کرلیا۔

ملوک سامانیہ کے نام یہ ہیں۔

نصر بن احمد بن اسد بن سامان۔	۲۶۱،۲۷۹
اسماعیل بن احمد	۲۹۵۔
احمد بن اسماعیل	۳۰۱۔
نصر بن احمد	۳۳۱۔
نوح بن نصر	۳۴۳۔
عبدالملک بن نوح	۳۵۰۔
منصور بن نوح	۳۶۶۔
نوح بن منصور	۳۸۷۔
منصور بن نوح	۳۸۹۔
عبدالملک بن نوح	۳۸۹۔

سامانی اور صفاری دولتوں کے قائم ہو جانے کے بعد مشرق سے عملاً خلافت

Marfat.com

کا نفوذ اٹھ گیا۔ صرف خطبوں میں خلیفہ کا نام لیا جاتا تھا۔

ادھر مغرب میں بھی طولونی طاقت ہو گئی جس نے خلافت عباسیہ سے شام۔ مصر اور برقہ کو نکال لیا۔

احمد بن طولون

طولون ایک ترکی غلام تھا جس کو نوح بن اسد سامانی نے سنہ ۲۰۰ھ میں خلیفہ مامون کے پاس جبکہ وہ مرو میں تھا ہدیۃً بھیجا تھا۔ مامون نے اس کو ترکی فوج میں داخل کر لیا۔ اور جب بغداد آیا تو ساتھ لایا۔

سامرا میں سنہ ۲۲۰ھ میں احمد بن طولون کی ولادت ہوئی۔ اس نے فوج ہی میں تربیت پائی۔ عربی زبان سیکھی۔ قرآن حفظ کیا۔ اور علم و ادب کی تکمیل کی۔ جب اس کا سن بیس سال کا ہوا تو اس کا باپ انتقال کر گیا۔ اس وقت یہ امیر بایکباک کی فوج میں داخل کر دیا گیا۔

مصر کی ولایت کا عہدہ امیر بایکباک کے پاس تھا۔ وہ اپنی طرف سے کسی کو نائب بنا کر بھیجا کرتا تھا۔ احمد کی لیاقت دیکھ کر اسی کو ۲۵۴ھ میں شہر مصر کا والی بنا کر بھیجدیا۔ اور اپنے کاتب احمد بن محمد واسطی کو ساتھ کر دیا۔

۲۵۵ھ میں معتز کی وفات کے بعد مہتدی خلیفہ ہوا۔ اس نے بایکباک کو قتل کر دیا۔ اور اس کی جگہ امیر آماجور کو دیدی۔ جس کی بیٹی احمد بن طولون کے ساتھ بیاہی تھی۔ اس نے احمد کو کل مصر کا والی کر دیا۔ اب وہاں مساجد میں منبروں پر خلیفہ اور آماجور کے بعد احمد بن طولون کا نام بھی خطبوں میں شامل کیا گیا۔

۲۵۸ھ میں آماجور نے بھی وفات پائی۔ اس وقت احمد مصر کا مستقل والی

بن گیا۔ وہاں کے لوگ اس کے حسن انتظام اور پسندیدہ اخلاق کی وجہ سے بہت خوش تھے۔

سنہ ۲٦۲ھ میں موفق ابن طولون کے خلاف ہو گیا اور اسکو معزول کرنے کی دھمکی دی۔ اسپر ابن طولون نے سخت جواب دیا۔ موفق نے موسیٰ بن بغا کی ماتحتی میں فوج بھیجی۔ لیکن رقہ میں پہونچکر سامان رسد کی کمی سے اسکو رُک جانا پڑا۔ اور وہیں دس ماہ گذر گئے۔ فوج نے تنخواہ کا مطالبہ کیا۔ وہ نہیں دے سکا۔ اس لئے اہل فوج بگڑ گئے۔ مجبوراً موسےٰ ان کو لے کر واپس آ گیا۔ اور ابن طولون جنگ سے محفوظ رہا۔

سنہ ۲٦۳ھ میں خلیفہ نے ابن طولون کو طرسوس کی ولایت کا فرمان لکھا کیونکہ وہاں آئے دن رومی حملے کرتے تھے۔ اس نے جا کر سرحد کو محفوظ کر دیا۔ اور سنہ ۲٦۴ھ میں سارے ملک شام پر قابض ہو گیا۔ اب اس کی سلطنت برقہ سے لیکر فرات تک پہونچ گئی۔ اور خلیفہ عباسی کے پاس صرف عراق۔ جزیرہ کے صوبے رہ گئے۔ ان میں بھی ہمیشہ شورشیں برپا رہتی تھیں۔

موفق اس زمانہ میں حبشیوں کی مہم میں مشغول تھا۔ ابن طولون نے موقع کو غنیمت سمجھ کر جہاں تک ہو سکا اپنی فوج اور سلطنت کو قوی کیا۔ اس کو یہ بھی معلوم تھا کہ خلیفہ موفق کے استبداد سے تنگ ہے۔ اس لئے تحفے اور ہدیے بھیجکر لکھا کہ آپ مصر میں آ جائیے۔ معتمد سامرا سے روانہ ہوا۔ لیکن موفق کو اس کا علم ہو گیا۔ اس نے ناقہ سوار کے ہاتھ موصل کے امیر کو حکم بھیجا کہ خلیفہ کو سرحد سے باہر نہ جانے دے۔ اس نے معتمد کو روک کر سامرا کی طرف واپس کیا۔ ورنہ

Marfat.com

اسی وقت خلافت عباسیہ مصر میں منتقل ہو گئی ہوتی۔

موفق اب ابن طولون کے اور بھی زیادہ خلاف ہو گیا۔ اور معتمد سے اسپر لعنت بھیجنے کا حکم لکھوایا۔ اس نے بادل ناخواستہ لکھا۔ کیونکہ دل سے اس کا طرفدار تھا۔

ابن طولوں نے ۲۷۰ھ میں وفات پائی۔ اس کے خاندان میں ۲۹۲ھ تک یہ سلطنت رہی۔ پانچ امیر ہوئے۔

(۱) احمد بن طولون	۲۵۴۔ ۲۷۰
(۲) خمارویہ بن احمد	۲۸۲۔
(۳) جیش بن خمارویہ	۲۸۳۔
(۴) ہارون بن خمارویہ	۲۹۲۔
(۵) شیبان بن احمد بن طولون	۲۹۲۔

احوال خارجیہ

اندرونی اضطرابات کی وجہ سے سرحدوں کی حفاظت کی طرف توجہ نہیں ہوسکی۔ اور رومی برابر لوٹ مار کرتے رہے۔ ۲۶۳ھ میں انھوں نے قلعہ لولوپر بھی جوان کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ تھی قبضہ کرلیا۔ اور اسلامی لشکر پر غالب آگئے۔ اسی وجہ سے خلیفہ نے ابن طولون کو یہاں کا والی بنایا۔ اس نے طرسوس پر قبضہ کرکے رومیوں کو روک دیا۔ پھر فوجیں تیار کرکے ۲۷۰ھ میں ان کے ملک میں بڑھ کر شہروں کو تاخت وتاراج کیا۔

رومی جب اس طرف سے عاجز ہو گئے تو انھوں نے دیار ربیعہ کے سرحد پہ

غارت گری شروع کی۔ اور بہت سے مسلمانوں کو پکڑ لے گئے۔ اگر رضا کاروں کی جمعیت نہ ہوتی تو اور بھی بدتر حالت ہو جاتی۔

ولیعہدی

معتمد کے بعد موفق ولی عہد تھا۔ وہ ۲۷۸ھ میں انتقال کر گیا۔ اس لئے معتمد نے اپنے بیٹے **مفوض** اور اس کے بعد موفق کے بیٹے **ابو العباس** کی ولیعہدی کا فرمان لکھا۔ لیکن ابو العباس صاحب اثر تھا اس نے اپنے آپ کو مفوض پر مقدم کر لیا۔

وفات

امور خلافت پر چونکہ موفق حاوی تھا۔ اور معتمد کو ان میں کوئی دخل نہیں تھا اس لئے وہ لہو و لعب غنا و شراب اور رقص و سرود کی محفلوں میں اپنا وقت، گذارتا تھا۔ بزم آرائی کے عجیب و غریب آئین نکالے تھے۔ اسی میں وفات بھی پائی۔ ایک بار شراب زیادہ پی لی۔ اس پر کھانا کھا لیا جس سے تخمہ ہو گیا اور ۱۹ ار رجب شب دوشنبہ ۲۷۹ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۸۹۲ء میں انتقال کر گیا۔

معتضد (۱۶)

خلافت ۱۹ ر رجب ۲۷۹ھ سے ۲۲ ربیع الثانی ۲۸۹ھ تک ۹ سال ۹ ماہ ۳ دن۔

ابو العباس احمد بن ابو احمد موفق بن متوکل۔ اس کی والدہ صرار نامی ایک ام ولد تھی۔ مہمات میں یہ اپنے باپ کا مددگار اور دست و بازو تھا معتمد کی وفات کے بعد ۱۹ ر رجب ۲۷۹ھ میں اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی۔

Marfat.com

وزارت

معتضد کا پہلا وزیر عبیداللہ بن سلیمان بن وہب تھا۔ ۲۲۸ھ میں اس نے انتقال کیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالحسین قاسم وزیر ہوا۔ اس وقت بیت المال خالی تھا۔ معتضد نے اس سے کہا کہ ہم ایسی ویران دنیا میں اُترے ہیں جس میں نہ مال ہے نہ خزانہ ہے۔ اور آئے دن فتنے کھڑے رہتے ہیں۔ مجھے دارالخلافہ کے خرچ کے لئے روزانہ کم سے کم ۷ ہزار دینار کی ضرورت ہے جس طرح ممکن ہو اس کا بندوبست کرو۔ اس نے کہا کہ محمد بن موسیٰ بن فرات کے دونوں بیٹے ابوالحسن علی اور ابوالعباس احمد جو آپ کے قیدخانہ میں ہیں اگر ان کو رہا کر دیجئے تو ان کے ذریعہ سے انتظام ہو سکتا ہے۔ معتضد نے فوراً انکو چھوڑ دیا۔ انھوں نے احمد بن محمد طائی کو بلا کر دجلہ اور فرات کے سواحل کا سارا علاقہ۔ جوخ۔ جواسط اور کسکر وغیرہ حوالہ کر دیا۔ اس شرط پر کہ وہ خلیفہ کو روزانہ سات ہزار دینار۔ اور اسکے علاوہ چھ ہزار دینار ماہانہ دیا کرے۔

ہلال بن محسن صابی نے اپنی کتاب تحفۃ الامراء میں ان یومیہ اخراجات کی تفصیل لکھی ہے جس کا یہاں نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

حاجیوں اور ان کے نائبوں کی تنخواہیں	۱۰۰۰ دینار
سپاہیوں۔ دربانوں اور نوبت زنوں کے روزینے	۱۰۰۰ "
سواران خاص	۵۰۰ "
ملازمین شرطہ	۵۰ "
فوج ممالیک	۱۵۰۰ "

Marfat.com

کدخدا غلاموں کے گذارے	۶۰۰ دینار
قصر خلافت کے ۱۷ قسم کے خدام	۱۱۰ 〃
مطبخ خاص و عام	۲۵۳ ۱/۳ 〃
غلاموں کی خوراک	۳۰۰ 〃
شراب. شربت. توشہ خانہ. لباس. خوشبو. صرفہ غسل و وضو وغیرہ	۱۰۰ 〃
سقاؤں کے روزینے	۴ 〃
خدام خاص	۱۶۷ 〃
خواجہ سراؤں اور کنیزان حرم کی تنخواہیں	۱۰۰ 〃
حرم کے بالائی مصارف	۱۰۰ 〃
پانچ اصطبلوں کے اخراجات	۴۰۰ 〃
جدید گھوڑوں اور جانوروں کی خریداری	۶۶ ۲/۳ 〃
باورچیوں اور فراشوں وغیرہ کی تنخواہیں	۶ 〃
شمع اور زیتون	۶ ۲/۳ 〃
سائیسوں اور غاشیہ برداروں کے روزینے	۵ 〃
ہم نشینوں اور ندیموں کے صرفے اور انعامات	۴۴ ۱/۳ 〃
دواؤں اور طبیبوں کے اخراجات مع ان کے شاگردوں کے۔	۲۳ ۱/۳ 〃

شکاریوں اور شکاری جانوروں کا صرفہ جس میں

ان کی خوراک اور دوا بھی شامل ہے	۷۰ دینار
ملاحوں کے وظائف	۶۱ ۲/۳ 〃
نفط	۴ 〃
روزانہ خیرات	۱۵ 〃
متوکل کی اولاد کے وظائف	۳۳ ۱/۳ 〃
واثق. مہتدی. مستعین. اور دیگر خلفار کی اولاد کا گذارہ	۱۶ ۲/۳ 〃
الناصر کی اولاد	۱۶ ۲/۳ 〃
سادات ہاشمیہ و خطبار مساجد	۲۰ 〃
دیگر بنی ہاشم	۳۳ ۱/۳ 〃
وزیر اور اس کا بیٹا	۳۳ ۱/۳ 〃
اہل دفاتر۔ اور کاغذ و قلم وغیرہ	۱۵۶ ۲/۳ 〃
قاضی. نائب قاضی اور دس فقہاء	۱۶ ۲/۳ 〃
مسجدوں کے مؤذّنوں. فراشوں۔ اور جاروب کشوں کی تنخواہیں	۳ ۱/۳ 〃
صرفہ قید خانہ	۵۰ 〃
پلوں کی تعمیر اور ان کی مرمت	۱۰ 〃
شفاخانہ صاعدیہ کا صرفہ	۱۵ 〃

اس طرح پر ان مدّات میں روزانہ صرفہ تقریباً سات ہزار. ماہانہ ۲۱۰۰۰۰۔

Marfat.com

اور سالانہ ....۲۵۲۰۰ دینار تھا۔ اور یہ بمقابلہ اس کے بہت کم ہے جو مامون اور معتصم کے زمانوں میں ہوا کرتا تھا۔ کیونکہ خلافت کے اکثر صوبے خودمختار ہو گئے تھے۔ جو باقی تھے وہ بھی بدنظمیوں اور شورشوں سے ویران تھے۔ جس کی وجہ سے آمدنی گھٹ گئی تھی۔ اسی کے مطابق اخراجات میں بھی کمی آگئی تھی۔

شورش جزیرہ

دیارمصر اور دیار ربیعہ کے عربی رؤساء اس وقت سے جب سے کہ فوجی دفاتر سے ان کے نام خارج کردیے گئے تھے بنی عباس کی اطاعت سے منحرف تھے۔ خلافت پر ترکوں کا غلبہ دیکھ کر وہ اور بھی مخالف ہو گئے۔ اور یکے بعد دیگرے خروج کرنے لگے۔

ان میں سب سے زیادہ نافرمان بنی شیبان کا قبیلہ تھا جو ربیعہ کی ایک شاخ ہے معتضد نے ان پر لشکرکشی کی۔ انھوں نے جمع ہو کر مقابلہ کیا لیکن شکست کھا گئے اور کثرت سے مارے گئے۔ ان کا سارا مال اور سامان بھی فوج نے لوٹ لیا۔ مجبور ہو کر انھوں نے معافی کی درخواست کی اور اپنے چند سرداروں کو بطور رہن کے پیش کیا۔ معتضد نے منظور فرمایا

۲۸۱ھ میں حمدان بن حمدون نے ماردین کے قلعہ پر قبضہ کرلیا معتضد نے اس پر چڑھائی کی جب قریب پہونچا تو وہ خوف کی وجہ سے قلعہ میں اپنے بیٹے کو چھوڑ کر بھاگ گیا معتضد خود دروازہ پر جا کر بیٹھ گیا۔ اور اس کے بیٹے کو پکارا۔ اس نے آکر دروازہ کھولدیا۔ فوج نے اندر جاکر پہلے سارا سامان نکالا پھر قلعہ کو منہدم کر دیا حمدان کے تعاقب میں بھی سوار بھیجے گئے۔ وہ گرفتار ہو کر آیا۔ اور بغداد میں قید

Marfat.com

کیا گیا۔

اسی اثنا میں ہارون شاری نے بغاوت کی. اہل جزیرہ کی ایک کثیر تعداد اس کے ساتھ تھی. سرداران فوج جو اس سے لڑنے کیلئے جاتے تھے. ہزیمت اٹھا کر واپس ہوتے تھے معتضد نے چاہا کہ سنگ خارا کو فولاد سے توڑے۔ اس لئے حمدان کے بیٹے حسین کو اس مہم کے لئے منتخب کیا۔ اس نے کہا کہ میں جاؤنگا لیکن میرے باپ اور بھائی آزاد کر دئے جائیں معتضد نے ان کو رہا کر دیا. حسین نے جا کر ہارون کو شکست دی اور گرفتار کر کے بغداد میں لایا۔

قرامطہ

قرمطی تحریک سوادِ کوفہ میں پھیلی ہوئی تھی. اسی درمیان میں ایک شخص ابو سعید حسن جنابی کا ظہور ہوا. جنابہ بحرِ فارس کے سواحل پر ایک قصبہ ہے. اس کے سامنے سمندر میں ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے جس کو خارک کہتے ہیں. ابو سعید وہیں پیدا ہوا تھا. جنابہ میں اس نے آٹے کی دکان کی. لیکن وہاں سے نکال دیا گیا. اس وجہ سے بحرین میں جا کر تجارت شروع کی اور لوگوں میں امامت کی تبلیغ کرنے لگا عوام اسکے تابع ہو گئے. اس نے ایک جماعت بنا کر غلبہ حاصل کرنا شروع کیا. پھر ارد گرد کے دیہات کو لوٹنے لگا. قطیف پر بھی حملہ کیا اور وہاں کے بہت سے باشندوں کو قتل کر کے ان کے اموال لوٹ لئے. اب اس کا حوصلہ اس قدر بڑھ گیا کہ بصرہ پر یورش کا سامان کرنے لگا. والی بصرہ نے معتضد کو لکھا. اس نے حکم دیا کہ شہر کے ارد گرد حصار کھنچوالو. چنانچہ فصیل تیار کی گئی. ۲۸۷ھ میں جنابی اپنی جمعیت کو لے کر اس طرف آیا. معتضد کا سپہ سالار عباس غنوی مدافعت کے لئے موجود تھا. جنابی نے

اس کو گرفتار کرلیا۔ اس لئے اس کی فوج بصرہ کی طرف بھاگی۔ اس شکست سے اہل بصرہ پر خوف چھا گیا۔ اور وہ بھاگنے کی تیاریاں کرنے لگے لیکن والی نے ڈھارس دے کر روکا۔

سواد کوفہ میں جہاں اس تحریک کا چشمہ ابل رہا تھا۔ معتضد نے **شبل** کو جو احمد بن محمد طائی کا غلام تھا۔ فوج دے کر بھیجا۔ اس نے ان کی گوشمالی کی۔ اور ان کی جماعت کے ایک بزرگ شیخ کو جس کا نام **ابوالفوارس** تھا پکڑ لایا۔ معتضد نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہارا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ یا اس کے انبیاء کی روح تمہارے جسم میں داخل ہو کر تم کو عمل خیر کی ہدایت کرتی ہے۔ اور خطا اور غلطی سے روکتی ہے۔ اس نے کہا کہ ہمارے جسموں میں اللہ تعالیٰ کی روح داخل ہو یا ابلیس کی۔ اس سے تم کو کیا غرض۔ تم وہ بات پوچھو جو تم سے تعلق رکھتی ہے۔ اس نے کہا کہ وہ کونسی بات ہے۔ ابوالفوارس نے جواب دیا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس وقت تمہارے باپ حضرت عبّاس موجود تھے۔ لیکن نہ وہ خلافت کے لئے نامزد کئے گئے نہ کسی نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر ابوبکرؓ کی وفات کے وقت بھی وہ زندہ تھے مگر خلافت حضرت عمرؓ کو ملی۔ ان کے بعد اصحاب شوریٰ میں آئی۔ اس وقت بھی ان کو کسی نے نہیں پوچھا۔ پھر تم کس طرح خلافت کے مستحق ہو گئے۔ معتضد نے اس کو قتل کرا دیا۔ اور قرامطہ پر سلسلہ وار فوجیں بھیجنی شروع کیں تاکہ ان کا استیصال کردے۔

یہ دیکھ کر رئیس قرامطہ زکرویہ بن مہرویہ نے اپنے بیٹے **ابوالقاسم یحییٰ** کو عراق سے قبیلہ بنی کلب کی طرف بھیجا کہ ان میں امامت کی تبلیغ کرے اس نے

وہاں جاکر اپنے آپ کو امام جعفر کی اولاد میں سے بتلایا۔ اور کہا کہ ایک لاکھ آدمی میرے تابع ہیں جو بر وقت میرے ساتھ جان دینے کو تیار ہیں۔ بنی کلب نے بھی ۲۸۹ھ میں اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اسنے اپنے مریدوں کا فاطمئین لقب رکھا۔

معتضد نے پھر شبل کو بھیجا۔ فاطمئین نے بے خبری میں اس کو قتل کر ڈالا۔ اور اس کی فوج کو شکست دیتے ہوئے رصافہ تک آ گئے۔ وہاں کی جامع مسجد کو جلا کر خاک سیاہ کردیا۔ پھر بستیوں کو لوٹتے اور جلاتے ہوئے ملک شام کی طرف چلے گئے۔

یہ فرقہ معتضد کے عہد میں تین مقامات میں پھیل گیا۔ عراق۔ بحرین اور شام اور اس کی چیرہ دستیوں سے عالم اسلامی پر ایک بلائے عام نازل ہو گئی۔

اسی زمانہ میں فاطمی دُعاۃ یمن اور افریقہ میں بھی اسماعیلی امامت کی تبلیغ میں مشغول تھے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ تمام اسلامی ممالک میں ایک ساتھ امامت کا جھنڈا بلند کیا جائے۔ تاکہ بنی عباس مقابلہ سے عاجز رہ جائیں۔

مشرق

عمرو بن لیث کی قوت خراسان میں بہت بڑھ گئی۔ ۲۸۱ھ میں وہ نیشاپور میں داخل ہوا۔ لیکن جب واپس آیا تو وہاں رافع بن ہرثمہ نے اپنا عمل قائم کرکے محمد بن زید علوی متغلب طبرستان کے نام کا خطبہ جاری کردیا۔ عمرو یہ سنکر پھر پہونچا اور نیشاپور کو فتح کیا۔ رافع طوس کی طرف نکل گیا۔ اس کے تعاقب میں سواروں کا ایک دستہ روانہ ہوا۔ راستہ میں مقابلہ پیش آیا۔ رافع نے شکست کھائی اور خوارزم کی طرف بھاگا۔ وہیں پہونچکر ان سواروں نے اس کو قتل کیا۔

عمرو بن لیث نے رافع کا سر دربار خلافت میں بھیجا۔ معتضد نے اس صلہ میں

Marfat.com

ولایت رے کا فرمان اور خلعت اس کو عطا کیا۔ اس کے بعد عمرو نے معتضد سے درخواست کی کہ ماوراء النہر کی ولایت بھی مجھکو دی جائے۔ اس نے فرمان لکھدیا عمرو نے شکریہ میں خلیفہ کے لئے چالیس لاکھ درہم۔ بیس گھوڑے مع زین وساز مطلّا۔ ۱۵۰ اونٹ۔ ریشمی پارچہ جات۔ مشک اور شکاری باز وغیرہ بھیجے۔

یہی ولایت اس کے لئے مصیبت ہو گئی۔ کیونکہ اس فرمان کے بعد اس پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ اسماعیل سامانی نے لکھا کہ تمہارے قبضہ میں ایک لمبی چوڑی دنیا ہے اور میرے پاس صرف یہی صوبہ ہے۔ لہذا اس طرف رُخ نہ کرو۔

عمرو کب ماننے والا تھا وہ ساز و سامان کے ساتھ فوجیں لیکر چلا۔ لوگوں نے کہا اس وقت دریائے جیحوں جوش پر ہے اترنا مشکل ہوگا۔ اس نے کہا کہ میں چاہوں تو اس کو اشرفیوں سے پاٹ کر عبور کر سکتا ہوں۔

اسماعیل نے بھی ایک جمعیت مدافعت کے لئے تیار کی۔ اور پیش قدمی کر کے دریا سے اتر کر آگے بڑھ آیا۔ عمرو اپنی فوجیں لئے ہوئے بلخ میں پڑا تھا اسمعیل نے پہونچکر اس کو گھیر لیا اور بہت قلیل عرصہ میں شکست دیدی۔ خراسانی بھاگے۔ عمرو لیث کا گھوڑا دلدل میں پھنس گیا۔ جس کی وجہ سے وہ گرفتار ہو گیا اسماعیل نے اس کو معتضد کے دربار میں بھیجدیا۔ اس نے قید کر دیا۔ پھر قتل کا حکم دیا۔ جس کی تعمیل مکتفی کے آغاز عہد میں ہوئی۔

محمد بن زید متغلب طبرستان نے خراسان کو خالی دیکھ کر چڑھائی کر دی کیونکہ اس کو یہ خیال تھا کہ اسماعیل دریا سے آگے نہیں بڑھے گا۔ جب جرجان میں پہونچا تو اسماعیل نے لکھا کہ تم اپنے حدود میں رہو۔ اور آگے نہ بڑھو۔ لیکن

Marfat.com

وہ برابر بڑھتا ہوا چلا آتا تھا۔ اس لئے فوج لے کر مقابلہ میں پہونچا۔ جرجان کے متصل جنگ ہوئی۔ طبرستانیوں نے شکست کھائی۔ خود محمد بھی زخمی ہوا۔ جس کی وجہ سے تھوڑے دنوں کے بعد مر گیا۔ اس کا بیٹا زید گرفتار ہو کر قید ہوا۔

اب دولت صفاریہ اور زیدیہ دونوں سامانیوں کے ہاتھ میں آگئیں۔ اور ماوراء النہر سے لے کر طبرستان تک انکی حکومت قائم ہو گئی۔

خلیفہ معتضد نے اسماعیل کے لئے خلعت امارت۔ تاج۔ شمشیر طلائی مرصع بجواہر اور مختلف قسم کے ہدئے بھیجے۔ نیز تیس لاکھ دینار بھی عطا کئے۔ کہ اس سے ایک لشکر مرتب کر کے طاہر بن محمد بن عمرو لیث کی مہم پر بھیجے۔ جس نے سیستان میں بغاوت کر رکھی ہے۔

مغرب

معتضد کے تعلقات طولونیہ خاندان کے ساتھ نہایت اچھے تھے۔ جس وقت یہ خلیفہ ہوا تھا خمارویہ بن احمد بن طولون والی مصر نے بیس خچر سونے سے لدے ہوئے۔ دس خادم۔ دو صندوق زیورات۔ ۷ اراس اسپ مع طلائی ساز ۳۷ شتر جن کے جھول زربفت کے تھے۔ سواری کے پانچ خچر۔ ایک زرافہ۔ بیس سواروں کے ساتھ جن کی قبائیں ریشمی اور کمریں مرصع بجواہر تھیں بھیجے تھے۔

مزید تقرب کے لئے خمارویہ نے یہ بھی کوشش شروع کی کہ خاندان خلافت کے ساتھ رشتہ پیدا کرے۔ اور اپنی بیٹی قطر الندے کو معتضد کے بیٹے علی کے ساتھ بیاہے۔ معتضد نے خود اپنے ساتھ شادی منظور کی۔ چنانچہ بڑی شان و شوکت سے یہ تقریب انجام پائی۔ خمارویہ نے اپنی بیٹی کو جو جہیز دیا تھا اسکی نظیر تاریخ میں نہیں۔

Marfat.com

ملتی. اس کے بیٹھنے کے لئے سونے کا تخت بنوایا تھا جسکے چاروں گوشوں پر مرصع ستون تھے۔ ان پر جالی دار طلائی قبہ تھا جس کے ہر ایک حلقہ میں ایک انمول موتی سونے کے تار میں لٹکتا تھا۔ جوڑوں کی قیمت کا اندازہ کچھ اس سے ہو سکتا ہے کہ صرف ازار بند ایک ہزار ایسے دئے تھے کہ ہر ایک کا صرفہ ۱۲ ہزار دینار تھا۔

رخصتی کے وقت مصر سے بغداد تک ہر ہر منزل پر اپنے محل کے مشابہ ایک ایک قصر تعمیر کرا کے ساز و سامان سے آراستہ کر دیا۔ اور ہر قسم کی ضروریات ان میں مہیا کر دیں۔ عروس کی سواری کے ساتھ اس کا چچا شہاب بن احمد تھا۔ نہایت نرم رفتار سے اسکو لاتے تھے۔ منزل پر پہونچکر قصر میں اتار دیتے تھے اس طرح پر مصر سے بغداد تک گویا وہ برابر اپنے باپ ہی کے گھر میں قیام کرتی ہوئی چلی آئی آغاز محرم ۲۸۲ھ میں بڑی شان سے بغداد میں داخل ہوئی۔

خمارویہ مصر اور شام کا والی اور طرسوس کا قلعہ دار تھا۔ رومی اس کے رعب سے اسلامی سرحد میں قدم نہیں رکھتے تھے۔ ۲۸۳ھ میں جب وہ مقتول ہو گیا تو اس کا بڑا بیٹا جانشین ہوا۔ لیکن فوج اس سے ناراض ہو گئی بڑی بڑی لڑائیوں کے بعد وہ بھی قتل ہوا۔ اور ہارون بن خمارویہ تخت پر آیا۔ خلیفہ نے طرسوس اس کی ولایت سے نکال کر دوسرے والی کے سپرد کیا۔ پھر قنسرین اور عواصم بھی لے کر اس کی ولایت شام اور مصر پر محدود کر دی۔ وہ بھی اس شرط پر کہ ساڑھے چار لاکھ دینار سالانہ دار الخلافہ میں بھیجتا رہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خانہ جنگیوں سے بنی طولون کی قوت کم ہو گئی تھی جسکی وجہ سے خلیفہ کا نفوذ بڑھ گیا تھا۔

Marfat.com

صفات معتضد

معتضد شجاع اور قوی دل آدمی تھا۔ اس میں عقل اور جفاکشی بھی تھی۔ اس وجہ سے اس کے عہد میں خلافت کا رُعب قائم ہو گیا۔ لیکن اس سے دولت عباسیہ کو کوئی فائدہ نہیں پہونچا۔ کیونکہ اس کے پیچھے ایک ایسا سفاک اور خوں ریز دشمن لگا ہوا تھا۔ جو فتنے اور شورشیں پیدا کر کے دن رات اسکے مٹانے کی فکر میں تھا۔ خواہ اس میں سارا ملک ہی کیوں نہ برباد ہو جائے۔ یہ فرقۂ باطنیہ تھا۔ جو سازشوں کے ایسے خطرناک جال تیار کر رہا تھا جس سے دولت عباسیہ کا بچنا محال تھا۔

معتضد نے چند اصلاحات بھی کیں منجملہ ان کے ایک یہ تھی کہ اس نے دیوان مواریث کو توڑ دیا۔ اور حکم دیا کہ مورث کا جو ترکہ بچے وہ ذوی الارحام کو ملا کرے بیت المال میں نہ داخل کیا جائے اس سے لوگوں کو بہت راحت ہوگئی کیونکہ دیوان مواریث کی شرکت کی حالت میں ورثہ کو بڑی مشکلات پیش آتی تھیں۔

دجلہ کی ایک نہر دجیل تھی جس کا دہانہ مدتہائے دراز سے بند تھا۔ اس کے اطراف کی زمینیں پانی نہ ملنے کی وجہ سے بنجر ہو گئی تھیں۔ معتضد نے اس کو درست کرا دیا۔ جس سے ایک بڑا علاقہ سیراب ہونے لگا۔

اس کی اہم ترین اصلاح **تقویم معتضدی** ہے۔ جس کی تشریح کیلئے ایک تمہید کی ضرورت ہے۔

یہ تو معلوم ہے کہ دین اسلام میں سنہ قمری مستعمل ہے اور فرائض اسلامی مثلاً روزہ۔ نماز۔ حج و زکوٰۃ وغیرہ اسی حساب سے ادا کئے جاتے ہیں۔ لہٰذا

Marfat.com

جہاں تک امور دین کا تعلق ہے۔ مسلمانوں کو سنہ قمری کافی ہے جو سنہ شمسی سے گیارہ دن کم ہوتا ہے۔

لیکن سلطنت کے مالیہ کے لئے جس کا مدار فصل اور موسم پر ہے سنہ شمسی کا اعتبار ناگزیر ہے۔ کیونکہ پیداوار وقت معینہ پر ہوتی ہے۔ بلا اس کا لحاظ رکھے ہوئے خراج کی وصولی نہیں ہو سکتی۔

اہل فارس اپنی حکومت کے زمانہ میں نوروز سے تحصیل کا آغاز کرتے تھے سنہ شمسی کو عام طور پر انھوں نے ۳۶۵ دن کا رکھا تھا اور ہر مہینہ ۳۰ دن کا۔ پانچ روز آٹھویں اور نویں مہینے یعنے آبان اور آذر کے درمیان رکھتے تھے۔ چھ گھنٹے جو رہ جاتے ہیں اُن سے ایک سو بیس سال میں پورا ایک مہینہ ہو جاتا ہے ان چھ گھنٹوں کے ساتھ بارہ ثانیہ اور رہتے تھے جن سے اسی مدت یعنی ۱۲۰ سال میں ایک دن بنتا ہے۔ اس لئے بجائے ۱۲۰ کے وہ ۱۱۶ سال میں ایک مہینہ بڑھا دیتے تھے جس سے ان کا حساب ٹھیک رہتا تھا۔

خلیفہ متوکل کے عہد میں اس حساب میں بڑا فرق پڑ گیا تھا۔ وہ ایک بار نوروز کے دن اپنے باغ کی طرف گیا۔ دیکھا کہ غلوں کے کھیت سرسبز کھڑے ہیں۔ علی بن یحیٰے المنجم سے کہا کہ وزیر عبید اللہ نے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ تحصیل خراج کب سے شروع ہو۔ میں نے جواب دیدیا کہ نوروز سے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک زراعت تیار نہیں ہوئی۔ اہل فارس کس طرح نوروز سے تحصیل شروع کر دیتے تھے؟

علی نے جواب دیا کہ وہ ہر ۱۱۶ سال میں ایک مہینہ نوروز کو مؤخر کیا کرتے تھے۔ اس وجہ سے ان کا حساب فصل کے مطابق رہتا تھا۔ ولید کے زمانہ میں خالد

Marfat.com

قسری امیر عراق نے اس کبیسہ کو روک دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نوروز اب نیسان کے مہینہ میں آگیا جس میں غلوں کے خوشے بھی نہیں نکلتے۔

متوکل نے اس کو حکم دیا کہ تقویم کو درست کر کے پھر نوروز کو اپنے وقت پر کردو تاکہ مالی سال اسی سے شروع کیا جائے۔ مگر اسی درمیان میں متوکل قتل کر دیا گیا۔ اور یہ کام تعویق میں پڑ گیا۔

معتضد نے اپنے عہد میں اس کو ٹھیک کرایا۔ حساب کرنے سے معلوم ہوا کہ نوروز پورے ساٹھ دن مقدم ہو گیا ہے۔ اس لئے اسی قدر اس کو مؤخر کر دیا۔ اور حکم دیا کہ آئندہ سے حساب رومی تقویم کے مطابق رکھا جائے تاکہ نوروز ہمیشہ ایک ہی موسم میں واقع ہو۔

ابوریحان بیرونی لکھتا ہے کہ ہر چند کہ معتضد کے عہد میں بہت تحقیق اور تدقیق سے تقویم درست کی گئی لیکن پھر بھی نوروز سنہ فصلی کی اس تاریخ میں نہیں پڑا جس میں وہ ساسانیوں کے عہد میں پڑتا تھا۔ کیونکہ خود ایرانیوں نے یزدگرد کے بعد اس کا خیال نہیں رکھا تھا آخری کبیسہ پسر شاپور کے عہد میں ہوا تھا اس کے بعد سے یزدگرد تک تقریباً ۷۰ سال ہوتے ہیں۔ اس حساب سے ۱۷ دن اور ہوئے۔ یعنی بجائے ساٹھ دن کے ۷۷ دن نوروز کو مؤخر کرتے تو قدیم اہل فارس کے حساب کے مطابق ہو جاتا۔

سنہ خراجی اور سنہ قمری کی مطابقت اس طرح پر رکھی گئی کہ ہر ۳۳ سال میں ایک سال قمری غیر خراجی کر دیا جاتا تھا۔ کیونکہ ۳۳ سال قمری تقریباً ۳۲ سال شمسی کے برابر ہوتے ہیں۔ مثلاً یکم محرم ۲۰۹ھ مطابق تھا ۱۴ مئی ۸۲۴ء کے۔

۳۴ سال گذرنے پر یکم محرم ۲۴۲ھ مطابق ہوا ۱۰ مئی ۸۵۶ء کے۔ انکے درمیان میں ۳۴ سال قمری اور ۳۲ سال شمسی ہوئے۔ اس لئے ۲۴۱ھ کو خراجی حساب سے ساقط کر کے اس کی جگہ پر ۲۴۲ھ کو رکھا۔

عراق اور مشرق میں اسی تقویم کے مطابق حساب رکھا گیا۔ مصر میں قبطی تقویم تھی۔ اور شام میں رومی۔ اور یہ دونوں فصلی سنہ کے مطابق تھیں۔ اس لئے ان ممالک میں تقویم معتضدی کی ضرورت نہیں تھی۔

معتضد نے سامرا کو جو رونق تجارت اور کثرت عمارت میں بغداد سے بھی فوقیت لے گیا تھا چھوڑ کر پھر بغداد کو دارالخلافہ بنایا۔ امراء اور وزراء وغیرہ بھی وہیں منتقل ہو گئے۔ سامرا ویران ہو گیا۔ اور اس کی عمارتوں کا سارا ملبہ مردہ ہاتھی کی ہڈیوں کی طرح بغداد میں لا کر فروخت کیا گیا۔

سامرا میں چھ خلفاء واثق۔ متوکل۔ منتصر۔ معتز۔ مہتدی اور معتمد کی قبریں ہیں۔ ائمہ شیعہ میں سے علی بن محمد اور حسن بن علی عسکری بھی وہیں مدفون ہیں۔ اسی ویرانہ میں وہ تہ خانہ بھی ہے جس کی بابت شیعہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس میں سے امام غائب مہدی منتظر برآمد ہوں گے۔

وفات

معتضد نے ۲۲ ربیع الثانی ۲۸۹ھ مطابق ۵ اپریل ۹۰۲ء میں وفات پائی۔

مکتفی (۱۷)

(خلافت ۲۲ ربیع الثانی ۲۸۹ھ سے ۱۲ ذی قعدہ ۲۹۵ھ تک ۶ سال ۶ ماہ ۱۹ یوم۔)

علی مکتفی بن معتضد بن موفق بن متوکل جیجک نامی ایک ترکی کنیز کے شکم سے ۲۳۶ھ میں پیدا ہوا تھا معتضد اس کو ولی عہد بنا گیا تھا۔ اسکی وفات کے دن اس کی خلافت کی بیعت ہوئی۔

وزارت

مکتفی کے زمانہ میں بھی وزیر قاسم بن عبیداللہ اپنے منصب پر بحال رہا۔ یہ نہایت محترم اور بارعب تھا ۲۹۱ھ میں انتقال کر گیا۔ اس کے بعد عباس بن حسن وزارت پر آیا۔

احوال داخلیہ

موفق اور معتضد نے خلافت عباسیہ کی زائل شدہ قوت میں جو ایک روح پھونکی تھی وہ مکتفی کے عہد میں فنا ہو گئی۔ کیونکہ امرار باہمی منافست کی وجہ سے ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے اور امت کی مصلحتوں سے بے خبر ہو کر اپنے ذاتی اغراض کے لئے لڑنے اور سازشیں کرنے لگے۔

معتضد کا غلام بدر اقلیم فارس کی فوج کا سپہ سالار تھا۔ وزیر قاسم کو اس سے نہانی عداوت تھی۔ اس نے مکتفی سے اسکی شکایتیں کیں۔ اور ڈرایا کہ وہ بغاوت کی فکر میں ہے۔ مکتفی نے ان امرار کو جو اس کے ساتھ تھے حکم بھیجا کہ دارالخلافہ میں آئیں ان امرار کے آجانے کے بعد خلیفہ نے بدر کا نام فوجی دفتر سے خارج کر دیا۔ اور اس کی ساری ملکیت جو بغداد میں تھی ضبط کر لی۔

وزیر نے اس کی گرفتاری کے لئے یہ حیلہ کیا کہ قاضی بغداد ابوعمر محمد بن یوسف کو امیرالمومنین کی طرف سے امان نامہ دیکر اس کے پاس بھیجا۔ اور لکھا کہ اگر تم دربار

میں حاضر ہو جاؤ۔ تمہارا قصور معاف کر دیا جائے گا۔ اور ملکیت بھی مسترد کر دی جائے گی۔ وہ امان نامہ کو دیکھ کر چلا آیا۔ دجلہ میں جب کشتی پر سوار ہو کر دربار کی طرف چلا تو راستہ میں چند سپاہیوں نے ایک تیز رو کشتی پر پہونچکر اس کو پکڑ لیا۔ اور جزیرہ صافیہ میں لے جا کر قتل کر ڈالا۔

عوام اس بدعہدی کو دیکھ کر خلیفہ۔ وزیر اور قاضی شہر تینوں سے برگشتہ ہو گئے۔ خاص کر قاضی کی جو حامل شرع ہے۔ اس فریب میں حصّہ لینے پر شعراء نے بدترین ہجویں لکھیں۔

قرامطہ

عراق اور بحرین میں قرامطہ کا زور بہت بڑھ گیا تھا۔ قافلوں کو لوٹ لیتے تھے۔ بلکہ کا راستہ بھی پرخطر ہو گیا تھا۔ ملک شام میں حالت اس سے بہت زیادہ خوفناک تھی۔ وہاں یحییٰ قرمطی جب اپنی جماعت کو لیکر پہونچا تو بنی طولون کے عامل طغج بن جف نے سلسلہ وار فوجیں بھیجیں۔ لیکن وہ شکست کھاتی رہیں۔ آخر میں قرامطہ نے خود اس کو دمشق میں محصور کر لیا۔ احمد بن طولون کا غلام بدر کبیر طغج کی حمایت کے لئے آیا۔ یحییٰ مارا گیا۔ لیکن پھر بھی فاطمیین نے مصریوں کو شکست دے دی۔

یحییٰ کی جگہ اس کے بھائی حسین نے لی۔ اس کے چہرہ پر ایک داغ تھا اسے لوگوں کو دکھلا کر کہا کہ یہ امامت حقہ کی مہر ہے۔ اور میں امام برحق ہوں چنانچہ فاطمیین اس کو امیر المومنین کہنے لگے۔ یہ لوگ جس بستی میں داخل ہوتے وہاں کے باشندوں کو سفاکی کے ساتھ قتل کرتے اور لوٹتے۔ عورتوں اور مکتب کے بچوں کو بھی تہ تیغ کرتے تھے۔ اس ڈر سے لوگ انکی اطاعت قبول

Marfat.com

کر لیتے تھے اور ان کے مذہب میں داخل ہو جاتے تھے۔

اہل شام کی سلسلہ وار فریادیں دربار خلافت میں پہونچیں مکتفی نے اپنے غلام **ابو الاغر** کو دس ہزار سواروں کے ساتھ بھیجا۔ وہ حلب کے متصل پہونچکر خیمہ زن ہوا۔ فاطمئین نے شبخون کر کے اس کے بیشتر سواروں کو قتل کر ڈالا۔ ابو الاغر بقیہ کو لے کر شہر میں بھاگ گیا۔ وہاں کے لوگوں نے حمایت کی۔ اور تعاقب کرنے والوں کو روک دیا۔

اب خود مکتفی ایک فوج عظیم لے کر چلا جب رقہ میں پہونچا تو اپنے کاتب محمد بن سلیمان کی قیادت میں فوج کو فاطمئین کے مقابلہ کے لئے بڑھا۔ فریقین میں سخت جنگ ہوئی۔ آخر میں فاطمئین نے ہزیمت اٹھائی۔ بیشمار مقتول ہوئے۔ بقیہ ادہر ادھر منتشر ہو گئے۔ سپاہیوں نے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر انکو قتل کیا۔

ان کا امیر المؤمنین حسن تین سو آدمیوں کے ساتھ کوفہ کی طرف بھاگا راستہ میں توشہ اور علف ختم ہو گیا۔ اس وجہ سے ایک موضع والیہ نامی میں لباس بدلکر داخل ہوا۔ لیکن وہاں کے باشندوں نے اس کو پہچان لیا اور پکڑ کر رقہ میں لے گئے۔ مکتفی اس کو اپنے ساتھ بغداد میں لایا اور وہاں ان فاطمی قیدیوں کے ساتھ جن کو محمد بن سلیمان گرفتار کر کے لایا تھا قتل کرا دیا۔

شام میں اب انکی شورش دب گئی۔ مگر قرمطی فرقہ ابھی تک فنا نہیں ہوا کیونکہ دعاۃ کا سرغنہ زکرویہ موجود تھا۔ اس نے ایک معلم قرآن عبداللہ بن سعید نامی کو مبلّغ بنا کر شام کی طرف بھیجا۔ اس نے وہاں اپنا نام بدلکر نصر یعنی رکھا اور قبیلہ بنی کلب میں تبلیغ شروع کی۔ اس کے ایک رئیس مقدام

Marfat.com

نے اس کا ساتھ دیا۔ اور بدوؤں کی ایک جماعت کو بھی متفق کر لیا۔ نصر سب کو لیکر شام کی طرف بڑھا۔ اور بصرے اور اذرعات کو لوٹ لیا۔ پھر دمشق پر حملہ کیا لیکن وہاں مدافعت قوی تھی اس لئے کچھ نہیں کر سکا۔ اور اردن کی طرف چلا گیا۔ وہاں سخت خونریزی کی۔ خلیفہ نے حسین بن حمدان کو سرکوبی کے لئے بھیجا۔ نصر نے اطلاع پاکر طبریہ کی راہ لی۔ وہاں سے سادہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ حسین نے تعاقب کیا۔ لیکن وہ بیابان میں غائب ہو گیا۔ اور دیہات کو لوٹنے لگا۔ دربار خلافت سے ایک دوسرا لشکر محمد بن اسحاق کی سرکردگی میں بھیجا گیا اور حسین کو حکم دیا گیا کہ وہ بنی کلب پر چڑھائی کرے جہاں سے اس قسم کے فتنے برپا ہوتے رہتے ہیں۔

نصر اس وقت بنی کلب میں تھا۔ انھوں نے سلطانی لشکر کے خوف سے اس کا سر خود کاٹ کر دربار خلافت میں بھیجدیا۔ اور معافی کے طالب ہوئے۔ خلیفہ نے ان کو امان دی۔

سرچشمۂ فتنہ زکرویہ نے ایک دوسرے داعی قاسم بن احمد کو وہاں بھیجدیا۔ اور اس سے کہہ دیا کہ تم اپنی جماعت کو لے کر ۱۰ ذی حجہ یعنی عید کے دن کوفے کے متصل پہونچنا۔ میں بھی وہاں آکر تمہارے ساتھ شامل ہو جاؤنگا۔ اور پھر کوفہ کو لوٹ لیں گے۔

اس قرارداد کے مطابق یوم نحر کو دونوں جماعتیں کوفہ کے دروازے پر پہونچ گئیں۔ لوگ نماز پڑھ کر واپس آرہے تھے۔ انھوں نے جس کو پایا قتل کرنا شروع کیا۔ والی شہر فوج کو لیکر مقابلہ میں آیا۔ عام باشندے بھی مسلح ہو کر مدافعت کے لئے تیار ہوئے۔ قرامطہ نے شکست کھائی اور قادسیہ کی طرف نکل گئے۔

Marfat.com

والی کوفہ نے بغداد سے کمک طلب کی۔ لیکن وہاں سے جو فوج روانہ ہوئی اس نے اپنے خط والپسی کی حفاظت کا سامان نہیں کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قرمطی پیچھے سے اسپر آپڑے۔ اور مغلوب کرکے سارا ساز وسامان چھین لے گئے۔ اس سے ان کو قوت حاصل ہو گئی۔ زکرویہ جس کو وہ مخفی رکھتے تھے اور قاسم اس کی نیابت کرتا تھا نمایاں ہو کر پھر اس جمعیت میں شریک ہو گیا۔

انھوں نے اپنا مرکز بادیہ میں بنایا۔ اور چاروں طرف غارتگری شروع کی۔ ۲۹۴ھ میں مشرقی قافلہ حج سے واپس آرہا تھا۔ اس کو لوٹ لیا۔ اور خبر دینے کے لئے بھی ایک آدمی کو اس میں سے زندہ نہیں چھوڑا۔ بغداد میں جب یہ اطلاع پہونچی تو کہرام مچ گیا۔ وزیر خود لشکر لے کر آیا۔ مکہ کے راستہ میں قرمطیوں سے مقابلہ ہوا۔ زکرویہ اور قاسم دونوں پکڑے گئے۔ اور انکی جماعت کے بہت سے لوگ مارے گئے۔ بقیہ بھاگے۔ راستہ میں حسین بن حمدان مل گیا۔ اس نے ان کا خاتمہ کر دیا۔

زکرویہ گرفتاری کے پانچ روز کے بعد مر گیا۔ اس کے بعد عراق میں یہ تحریک کمزور ہو گئی۔ مگر سانپ کی دم ابھی تک زندہ تھی یعنے جنابی بحرین میں موجود تھا۔ مکتفی کے زمانہ میں وہ خاموش رہا۔ لیکن مقتدر کے عہد میں اس کی آتش فتنہ شعلہ زن ہوئی۔ جس کا ذکر موقع پر آئے گا۔

مشرق

بلاد مشرق کی مستقل حکومت اسمٰعیل بن احمد سامانی کے ہاتھ میں تھی۔ یہ نہایت مدبر۔ فرزانہ اور بہادر تھا۔ مکتفی اس سے ہمیشہ خوش رہا۔ ۲۹۵ھ میں اس نے

Marfat.com

وفات پائی۔ اس کا جانشین اس کا بیٹا احمد ہوا۔ مکتفی نے اس کے لئے لوار ولایت بھیجا۔

مغرب

مکتفی کے زمانہ میں ۲۹۲ھ میں شیبان بن احمد بن طولون کے بعد دولتِ طولونیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ اور شام و مصر پھر بنی عباس کے قبضہ میں آگئے۔

افریقہ میں ہارون رشید کے زمانہ سے دولت اغالبہ قائم تھی۔ اس پر ابوعبداللہ شیعی داعی فاطمیین نے اپنا تسلّط جمالیا۔

روم

مکتفی کے آغاز عہد میں رومیوں کے ساتھ تعلقات اچھے تھے۔ اور دونوں طرف سے تحفے اور ہدیئے آتے جاتے تھے۔ لیکن زیادہ عرصہ تک یہ حالت قائم نہیں رہ سکی۔ ۲۹۱ھ میں رومیوں نے اسلامی سرحد کو لوٹا۔ اس وجہ سے مسلمان ان پر حملہ آور ہوئے۔ پانچہزار رومی قتل اور اسی قدر گرفتار ہوئے۔ اور ان کے پاس جس قدر قیدی تھے چھڑالے گئے۔ مال غنیمت اس قدر ہاتھ آیا کہ فی کس ایک ہزار دینار حصہ ملا۔

مکتفی کے عہد میں دو بار اسیران جنگ فدیہ اور تبادلہ سے رومیوں کے ہاتھ سے آزاد کرائے گئے۔ ۲۹۲ھ میں ۱۲ سو اور ۲۹۵ھ میں تین ہزار مسلمان مرد و زن۔

وفات

مکتفی نے ۱۲ ذی قعدہ ۲۹۵ھ مطابق ۱۳ اگست ۹۰۸ء کو انتقال کیا۔

Marfat.com

مقتدر (۱۸)

(خلافت ۱۲ ذیقعدہ ۲۹۵ھ سے ۲۸ شوال ۳۲۰ھ تک ۲۴ سال ۱۱ ماہ ۱۶ روز۔)

جعفر مقتدر باللہ بن معتضد بن موفق بن متوکل۔ یہ مکتفی کا بھائی تھا۔ اسکی والدہ بھی ایک ام ولد تھی جس کا نام شغب تھا۔ ولادت ۲۸۲ھ میں ہوئی تھی۔

مکتفی کسی کو ولیعہد نہیں بنا گیا تھا۔ اس کے انتقال کے بعد وزیر عباس بن حسن نے اراکین سے مشورہ لیا۔ انھوں نے ابن معتز کو خلیفہ بنانے کی رائے دی۔ کیونکہ وہ صاحب علم وفضل اور عاقل و مدبر تھا۔ پھر اس نے اپنے کاتب ابوالحسن بن فرات کو تنہائی میں بلا کر کہا کہ تم میرے خیر خواہ ہو مجھے صحیح مشورہ دو کہ میں کس کو خلیفہ بناؤں۔ اس نے کہا کہ ایسے شخص کو اپنے اوپر مسلط کرنے سے کیا فائدہ جو حساب کتاب کے جزئی امور سے باخبر اور وزراء کی آمدنی کے ذرائع سے واقف ہو۔ بہتر یہ ہے کہ کسی نادان بچہ کو تخت خلافت پر بٹھا دو۔ اور اس کی طرف سے خود حکومت کرو۔ جبتک وہ بڑا ہو گا تمہارا کام ہو جائیگا اور حق تربیت الگ اس پر قائم رہے گا۔

عباس کی رائے ابن معتز کو خلیفہ بنانے پر مستقل ہو چکی تھی۔ مگر ابن فرات کا یہ مشورہ سنکر اس کی نیت پلٹ گئی۔ چنانچہ اس نے جعفر بن معتضد کی خلافت کا اعلان کیا جس کا سن تیرہ سال کا تھا۔ اسی کے ہاتھ پر بیعت ہوئی لیکن دیگر وزراء۔ امراء فوج اور قضاۃ وغیرہ نے اس کو ناپسند کیا اور وزیر سے کہا کہ بڑے حیرت کی بات ہے۔ کہ ابن معتز جیسے لائق شخص کے موجود ہوئے ایک کم سن بچہ خلیفہ بنایا جائے۔ اسنے ان کے دباؤ سے ابن معتز کو لکھا کہ آپ خلافت پر راضی ہوں تو مقتدر کی بیعت

Marfat.com

فسخ کر کے آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ اس نے جواب دیا کہ اگر اس میں فتنہ و شر برپا نہ ہو اور باہمی جنگ پیش نہ آئے تو میں راضی ہوں۔ ادھر سے لکھا گیا کہ تمام امراء متفق ہیں کسی قسم کے فساد کا اندیشہ نہیں ہے۔

یہ معاملہ وزیر عباس بن حسن۔ محمد بن داؤد صاحب دیوان۔ قاضی احمد بن یعقوب۔ حسین بن حمدان۔ بدر العجمی۔ اور وصیف بن صوار تکین کے مشورہ سے طے پایا تھا۔ لیکن وزیر اعظم چونکہ مقتدر کی خلافت کو اپنے حق میں زیادہ بہتر سمجھتا تھا اس وجہ سے اس میں پہلو تہی کرنے لگا۔ اور کئی مہینے گذار دیئے۔ حسین بن حمدان چند امراء کو ساتھ لے کر اس کے پاس گیا۔ اور ۲۰ ربیع الاول ۲۹۶ھ میں اس کو قتل کر ڈالا۔ پھر مقتدر کو تخت سے اتار کر ابن معتز کی خلافت کا اعلان کیا۔ اس کے ہاتھ پر سب لوگوں نے بجز ابو الحسن بن فرات اور خاصان مقتدر کے بیعت کر لی۔

ابن معتز نے مقتدر کو حکم دیا کہ تم دار الخلافہ سے دوسرے شہر میں منتقل ہو جاؤ۔ اس نے ایک دن کی مہلت مانگی۔ اس کے ساتھ صرف مونس خادم اور چند غلام تھے۔ ان لوگوں نے یہ طے کیا کہ ہم اپنے آقا کی حمایت کریں گے اور اس کو اس کے حق سے محروم نہیں ہونے دیں گے۔ چنانچہ رات کو ابن معتز کے قصر میں گھس گئے۔ وہ یہ سمجھا کہ مقتدر کے آدمیوں نے سارے محل پر قبضہ کر لیا۔ اس وجہ سے نکلکر گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا۔ اس کے ساتھ محمد بن داؤد تھا جسکو اسنے وزارت کے لئے منتخب کیا تھا۔ اور ایک غلام جو شہر میں پکارتا جاتا تھا کہ لوگو! اپنے سنی بربہاری خلیفہ کے لئے دعا کرو۔

Marfat.com

اس زمانہ میں حسین بن قاسم بن عبید اللہ بربہاری حنابلہ کے نہایت مقبول پیشوا تھے۔ اور بالعموم لوگ ان کے معتقد تھے۔ بغداد میں چونکہ اس جماعت کی کثرت تھی۔ اس لئے ان کی استمالت کے لئے غلام یہ نعرہ لگاتا تھا۔ تاکہ لوگ مذہبی محبت سے خلیفہ کی مدد کے لئے آمادہ ہو جائیں۔

ابن معتز شہر سے باہر بیابان میں پہونچا۔ اس کا خیال تھا کہ فوج اور رعایا میری حمایت کے لئے جمع ہو کر آجائے گی۔ لیکن کوئی نہیں گیا۔ محمد بن داؤد اپنے گھر میں چھپ رہا اور ابن معتز نے ابو عبید اللہ بن جصّاص کے گھر میں پناہ لی جو امراء اس کے حامی تھے وہ بھی سب کے سب مقتدر کے خوف سے مخفی ہو گئے۔ حسین بن حمدان اس واقعہ سے پہلے ہی بغداد چھوڑ کر جا چکا تھا۔

صبح کو مقتدر فوج لے کر نکلا۔ اور ان سب لوگوں کو جنھوں نے ابن معتز کی بیعت میں شرکت کی تھی قتل کر ڈالا۔ ابن معتز کو بھی پکڑا۔ اور قید کر کے سزاؤں سے اسی دن اس کا خاتمہ کرا دیا۔ محمد بن داؤد بھی مارا گیا۔ حسین بن حمدان کے پیچھے سوار دوڑائے گئے۔ لیکن اس کا پتہ نہیں لگا۔ کچھ دنوں کے بعد مقتدر اس سے راضی ہو گیا۔ اور اس کو بغداد میں بلا لیا۔

وزارت

پہلا وزیر ابو الحسن بن فرات ہوا۔ یہ نہایت لائق اور مدبر تھا۔ اسنے انتظامات بھی درست کئے۔ لیکن خلافت اس وقت مقتدر کی والدہ اور اسکی قہرمانہ کے ہاتھ میں تھی۔ جن کو نہ سیاست کی خبر تھی نہ امت کی بہتری سے غرض۔ ان کے سامنے جو زیادہ مال پیش کرتا تھا وہی منصب حاصل کر لیتا تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسے لوگ جو رشوت دیکر

Marfat.com

عہدہ خریدیں گے وہ اس کے لینے سے کب پرہیز کریں گے چنانچہ نہ صرف عمال اور امراء رشوت خوار ہوگئے۔ بلکہ خلیفہ اور وزیر بھی اس کو شیر مادر سمجھنے لگے۔

ابن فرات نے قاضی ابو عمر و محمد بن یوسف کو اس الزام میں پکڑا کہ یہ بھی ابن معتز کے حامیوں میں تھے۔ اور سزا دینی چاہی۔ ان کے بوڑھے باپ کو بہت قلق ہوا۔ وہ ابن فرات کے سامنے جا کر روئے اور کہا کہ جس طرح ہو سکے میرے بیٹے کو بچاؤ۔ اس نے کہا کہ جرم بہت بڑا ہے۔ اس لئے اگر کوئی بڑی رقم ہو تو خلیفہ کو رضامند کرنے کی کوشش کی جائے۔ انھوں نے کہا کہ بلا سے میں فقیر ہو جاؤں۔ میرے پاس جو کچھ ہے وہ سب لے لو لیکن محمد کو چھوڑ دو۔ ابن فرات نے خلیفہ سے کہا۔ اس نے ایک لاکھ دینار پر رضامندی ظاہر کی جس میں سے یوسف نے ۹۰ ہزار ادا کئے۔ اس پر بھی ان دونوں کو حکم دیا گیا کہ اپنے گھر سے باہر نہ نکلیں ورنہ پھر گرفتار کر لئے جائیں گے۔

ابن فرات چند سال عزت کے ساتھ اپنے عہدہ پر رہا ۲۹۹ھ میں خلیفہ نے عید قربان کے مراسم ادا کرنے کے لئے اس سے ضروری اخراجات طلب کئے۔ اس نے کہا کہ بیت المال میں ایک حبّہ بھی نہیں ہے۔ اس وجہ سے خلیفہ اس سے ناراض ہو گیا ایک دن جب کہ وہ دربار میں آکر اپنی جگہ پر بیٹھا خلیفہ کے حکم سے گرفتار کر لیا گیا۔ امیر بلیق اس کے مکان پر بھیجا گیا کہ مال و اسباب پر قبضہ کر لے۔ سرہنگوں اور اوباشوں نے وہاں پہلے ہی سے غارتگری شروع کر دی تھی وہ اس کے اور اس کی اولاد کے گھروں کو یہاں تک کہ چھتوں کی کڑیوں کو بھی لوٹ لے گئے۔ عصر کے وقت امیر ابو القاسم جب فوج لے کر پہونچا تو یہ ہنگامہ منتشر ہوا۔

Marfat.com

ابن خاقان

ابن فرات کے بعد محمد بن عبید اللہ بن یحییٰ ابن خاقان وزیر ہوا۔ اس نے ابن فرات کے تمام اموال۔ املاک اور اقطاع پر قبضہ کر لیا۔ دس لاکھ دینار کا سونا چھ لاکھ دینار نقد علاوہ مال و اسباب کے ملے۔

ابن خاقان نہایت متلون مزاج آدمی تھا۔ کبھی دفتر میں جو کاغذات آتے تھے ان کو روزانہ نکال دیا کرتا تھا۔ کبھی ہفتوں اور مہینوں گذر جاتے تھے دیکھتا بھی نہ تھا آج ایک شخص کو کسی ناحیہ کا عامل مقرر کر کے بھیجتا تھا کل دوسرے کو وہیں کا فرمان دیکر روانہ کرتا تھا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ ایکبار خان حلوان میں بیس دن کے اندر پے درپے سات آدمی ایسے آکر جمع ہو گئے کہ ان میں سے ہر ایک کے پاس سواحل فرات کی ولایت کا موجود تھا۔ اسی طرح موصل میں سلسلہ وار پانچ عامل پہونچے۔ ان لوگوں کو چونکہ ولایت یا عمل حاصل کرنے کے لئے ایک کثیر رقم دینی پڑتی تھی۔ اس لئے واپس گئے اور شکایت کر کے اپنے اموال کا مطالبہ کیا۔

اس سے جب کسی امر کی درخواست کی جاتی تھی تو ہاتھ سینہ پر مار کر کہتا تھا کہ ضرور بسر وچشم۔ لیکن کرتا کچھ نہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سارا نظام مختل ہو گیا اور تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے فوج بگڑ گئی۔ آخر مقتدر نے اس کو مع اس کے بیٹے کے قید کر دیا۔ اسکی وزارت صرف ۱۳ ماہ رہی۔

علی بن عیسےٰ

یہ شخص امراء بغداد میں سے تھا۔ لیکن وہاں کی ابتر حالت دیکھ کر مکہ میں جاکر سکونت اختیار کر لی تھی۔ نہایت نیک۔ با اخلاق۔ عاقل۔ مدبّر۔ دیانتدار آدمی

Marfat.com

بارعب تھا. اہل مکہ کو پانی کی سخت تکلیف تھی. اس نے اپنی طرف سے سینکڑوں اونٹ خچر اور گدھے خریدے. جو جدہ سے روزانہ پانی لاتے تھے. پھر ایک بہت بڑا کنواں کھدوایا. اس میں سے شیریں پانی نکلا وہ جراحیہ کے نام سے مشہور ہوا. اس کے علاوہ ایک چشمہ بھی وہاں تک پہونچایا. جس سے قلت آب کی شکایت جاتی رہی.

ابن خاقان کی معزولی کے بعد مونس خادم نے مقتدر کو اسی کے وزیر بنانے کا مشورہ دیا. اس نے اس کو مکہ سے بلا کر عاشورہ محرم ۳۰۱ھ میں وزارت کا منصب عطا فرمایا.

علی نے نہایت اچھا انتظام کیا. چونکہ جزرس آدمی تھا اس لئے مالی حالت اس نے بہت جلد درست کر لی. لیکن مقتدر کے اوپر اسکی ماں اور قہرمانہ کا بڑا اثر تھا. اور وہی دراصل حکومت کرتی تھیں. علی چونکہ ان کے غیر واجبی مطالبات پورے نہیں کرتا تھا اس لئے وہ اس کی دشمن ہو گئیں.

علی نے ام مقتدر کو بڑے بڑے خطوط لکھے. اس کو خلافت کی مالی دشواریوں سے آگاہ کیا. لیکن وہ ان باتوں کو کیا سمجھتی تھی. اسے صرف اپنے مطلب سے غرض تھی.

ذی حجہ ۳۰۴ھ میں اس نے قہرمانہ کو وزیر کے پاس بھیجا کہ عید کی تقریبات کیلئے جو رقم ہر سال آیا کرتی تھی وہ بھیجدے. وزیر نے لطائف الحیل سے معذرت کر کے قہرمانہ کو ٹالدیا. اسپر ام مقتدر بگڑ گئی. اور جھوٹی جھوٹی شکایتیں جوڑ کر خلیفہ کو اس کی گرفتاری پر مجبور کر دیا. چنانچہ ۱۸ ذی حجہ ۳۰۴ھ میں وہ قید خانہ میں بھیجدیا گیا اور اس کی جگہ پر پہلا وزیر یعنی ابن فرات قید سے رہا کر کے مقرر کیا گیا. اس سے یہ پہلے طے کر لیا گیا تھا کہ وہ ایک ہزار دینار خلیفہ کو اور ۵۰۰ دینار

Marfat.com

اس کی والدہ اور قہرمانہ کو روزانہ دیا کرے گا۔

اس زمانہ میں ایک شخص حامد بن عباس سواد واسط کا مستاجر تھا۔ یہ اجارہ اس کو علی بن عیسےٰ نے دیا تھا۔ ابن فرات کو یہ معلوم تھا کہ حامد وہاں سے کثیر منافع حاصل کرتا ہے۔ اس لئے اس نے چاہا کہ بعد اختتام مدت اس ٹھیکہ کو اس کے ہاتھ سے نکال لے۔

قیسم جوہری جو واسط کے متصل ام مقتدر کی جاگیر کا منتظم تھا حامد کا بڑا دوست تھا۔ اسنے ام مقتدر سے اس کی فیاضی اور لیاقت کی بڑی تعریف کی۔ اور کہا کہ اگر وہ وزیر ہو جائے تو آستانہ عالیہ میں بہت بڑی رقم بھیجے گا۔

ام مقتدر کا حاجب نصر جو ابن فرات کا مخالف تھا اور حامد کے تحائف اور ہدایا کی وجہ سے اس کا خیر خواہ ہو گیا تھا اس نے بھی اس کی مدح و توصیف کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ام مقتدر نے حامد کو بلایا۔ ۲۷ ر جمادی الاول ۳۰۷ھ کو وہ حاضر ہوا۔ اسی دن ابن فرات کو قید کرا کے حامد کو وزارت دلوائی۔

حامد بن عباس

حامد میں وزارت کی اہلیت مطلق نہیں تھی۔ اس کے خلاف شکایتیں پیدا ہوئیں۔ مقتدر نے علی بن عیسےٰ کو قید سے نکالکر حامد کا مددگار مقرر کر دیا۔ اس نے حامد کو بیکار کر کے سارا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ حامد نے دیکھا کہ نہ میری عزت ہے نہ میرے ہاتھ میں اختیار ہے اس لئے اجازت لے کر واسط کی طرف چلا گیا۔

مفلح حبشی مقتدر کا خاص غلام تھا۔ اس نے حامد سے سخت کلامی کی۔ اسپر حامد نے کہا کہ میں چاہوں تو سو حبشی غلاموں کو خرید کر ہر ایک کا نام مفلح رکھدوں۔ یہ

Marfat.com

بات اس کو ناگوار گذری۔ اس نے ابن فرات کے ساتھ ملکر اسکے خلاف سازش شروع کی۔ اور اس سے خلیفہ کے نام ایک رقعہ لکھوایا کہ اگر حامد اور علی بن عیسےٰ دونوں میرے سپرد کر دیئے جائیں تو میں دربار میں سات لاکھ دینار نذرانہ پیش کرونگا۔ یہ رشوت کچھ کم نہ تھی۔ خلیفہ نے ۲ ربیع الثانی ۳۱۱ھ کو قیدخانہ سے اسکو نکال کر تیسری بار وزیر بنایا۔ اس نے علی بن عیسےٰ کو قید کیا۔ حامد نے جب سنا تو روپوش ہو گیا۔ آخر میں اپنے پرانے دوست نصر حاجب سے رات کو جا کر ملا۔ اور یہ درخواست کی کہ خلیفہ سے مجھ کو معافی دلوا دے۔ نصر نے مفلح کو بلایا۔ اس نے جب حامد کو دیکھا تو کہا السلام علیک یا مولٰنا وزیر۔ ان سو غلاموں میں سے میں اس وقت ایک کو بھی حضور کے ساتھ نہیں دیکھتا جن کو خرید کر ان کے نام مفلح رکھتے تھے۔

مقتدر نے کوئی سفارش نہیں سنی۔ حامد کو ابن فرات کے حوالہ کر دیا۔ ابن فرات کے بیٹے محسن نے جو لوگوں میں خبیث کے نام سے مشہور تھا سختیاں کر کے اس کو زہر دے کر مار ڈالا۔

محسن نے بڑے بڑے امرا اور ارکین دولت پر ناگفتہ بہ مظالم کئے۔ اور سینکڑوں کو ہلاک کیا۔ جب اس کے خلاف بہت شکایتیں ہوئیں تو مقتدر نے اسکے باپ کو وزارت سے معزول کر کے پھر قیدخانہ میں بھیجدیا۔ اور ابن خاقان کو دوبارہ وزارت عطا کی۔ اس نے محسن کو پکڑ کر ۲۰ لاکھ دینار تاوان وصول کرنے کی غرض سے اس پر طرح طرح کی سختیاں کیں۔ محسن نے کہا کہ میں ایک پیسہ بھی ادا نہیں کروں گا اور کھانا پینا سب ترک کر دیا۔ جب مقتدر کو خبر ہوئی تو اس نے اس کو وزیر سے لیکر اس کے باپ کے پاس قیدخانہ میں بھیجدیا۔ ارکین دولت نے مجلس

میں جاکر ان دونوں باپ بیٹوں کو بھیڑوں کی طرح ذبح کر دیا۔ ابن فرات کی عمر اس وقت ۷۱ سال کی تھی۔ اور محسن کی ۳۳ سال۔

ابن فرات نہایت لائق منتظم۔ فیاض اور شریف تھا۔ لیکن محسن کی سختیوں کی وجہ سے اس کو بھی یہ روز بد دیکھنا نصیب ہوا۔

ابن خاقان بھی وزارت سے کوئی حظ نہیں اٹھا۔ **ابوالعباس** خصیبی نے اس کی شکایتیں مقتدر کے یہاں شروع کیں۔ یہانتک کہ رمضان ۳۱۳ھ میں وہ برطرف کر دیا گیا۔

ابوالعبّاس

اب ابوالعباس خصیبی وزیر ہوا۔ یہ شخص شرابخوار تھا۔ ہر وقت نشہ میں رہتا تھا اس وجہ سے تمام کام ابتر ہوگئے۔ ذی قعدہ ۳۱۴ھ میں مقتدر نے اس کو مع اس کے بیٹے کے قید کر دیا اور پھر علی بن عیسےٰ کو وزارت پر بلایا۔

اس نے ہر شعبہ میں اصلاح کی۔ لائق اور جفاکش کاتبوں کو دفاتر میں مقرر کیا۔ اور کفایت شعاری اور محنت سے کسی قدر مالی حالت درست کی لیکن مقتدر کی والدہ اور قہرمانہ ان اصلاحات کی خواہاں نہیں تھیں۔ کیونکہ ان سے ان کی اس عظیم الشان رقم میں جو وہ بیت المال سے لیا کرتی تھیں خلل پڑتا تھا اس لئے انھوں نے پھر علی کی مخالفت کی۔ اس نے جب یہ صورت دیکھی۔ تو اپنی پیرانہ سالی کے عذر پر وزارت سے استعفا دیا۔ مقتدر نے کہا کہ میں آپکو بجائے اپنے باپ کے سمجھتا ہوں۔ اس وجہ سے اس کو استعفا واپس لینا پڑا لیکن تھوڑے ہی دن کے بعد اپنی والدہ۔ حرم اور خواجہ سراؤں کے اثر میں آکر ربیع الاول ۳۱۶ھ

میں اس کو مع اس کے بیٹے کے قید کر دیا۔

ابن مقلہ

مونس مظفر سپہ سالار تھا۔ اس نے مقتدر سے سفارش کر کے اپنے دوست ابو علی ابن مقلہ کو وزارت دلوائی۔ یہ شخص کتابت میں بڑا نامی اور نہایت مشہور خطاط تھا۔ اس وقت تک دفاتر میں خط کوفی مستعمل تھا اس نے خط نسخ کو ایسا درست کیا کہ اسی کو لوگ استعمال کرنے لگے۔ اور خطِ کوفی ہر جگہ سے اُٹھ گیا۔

جس قدر یہ کتابت میں نامور تھا اسی قدر رشوت ستانی میں بھی شہرت رکھتا تھا۔ دربار میں شکایتیں پہونچتی تھیں لیکن وہاں مونس مظفر اسکی حمایت کر دیتا تھا۔

۳۱۸ھ میں مقتدر مونس سے ناراض ہو گیا۔ اب ابن مقلہ کا کوئی طرفدار نہیں رہا۔ اس لئے جمادی الاوّل ۳۱۸ھ میں خلیفہ نے اس کو گرفتار کر کے دو لاکھ دینار وصول کئے اور قید خانہ میں بھیجدیا۔

سلیمان بن حسن

اراکین دولت کے مشورہ سے سلیمان وزیر مقرر ہوا۔ مقتدر اسکو پسند نہیں کرتا تھا۔ اس لئے اس نے علی بن عیسےٰ کو اس کا مددگار بنایا۔ خزانہ اس قدر خالی تھا کہ لوگوں کے روزینے کم کرنے پڑے۔ حرم میں شورش برپا ہو گئی۔ خاص کر ام مقتدر نہایت برہم ہوئی۔ آخر کار رجب ۳۱۹ھ میں سلیمان کو بھی قید خانہ میں جانا پڑا۔

ابوالقاسم کلواذی

یہ شخص سلیمان کی جگہ وزیر ہوا۔ لیکن نظام سلطنت اسقدر بگڑ گیا تھا کہ اسکو

Marfat.com

ٹھیک کرنا آسان نہ تھا۔ اس لئے یہ بھی مقتدر کی نظر سے گر گیا۔

اس زمانہ میں بغداد میں دانیال نامی ایک نہایت چالاک شخص تھا جو پیشینگوئیاں کیا کرتا تھا۔ اس نے ایک کتاب میں گذشتہ اور آئندہ حالات لکھکر اس کو زمین میں گاڑ دیا۔ جب وہ اس قدر کہنہ اور بوسیدہ ہو گئی کہ معلوم ہو کہ نہایت قدیمی ہے تو اس کو مفلح اسود کے پاس لے گیا۔ اس میں ایک جگہ یہ لکھا ہوا تھا کہ اٹھارہویں عباسی خلیفہ کے عہد میں ایک ایسا وزیر ہو گا جسکی بدولت خزانے معمور اور صوبے آباد ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اس کی علامتیں لکھی تھیں. جو اس کے سرپرست امیر حسین بن قاسم کو مخصوص کر دیتی تھیں۔

مفلح نے جب اسکو پڑھا تو فوراً مقتدر کو لیجا کر دکھایا۔ اسنے عقیدتمندی سے اسپر یقین کر لیا۔ اور مفلح سے پوچھا کہ تمہارے خیال میں وہ کون شخص ہو سکتا ہے۔ اس نے کہا کہ اس میں جو علامتیں لکھی ہیں ان کے لحاظ سے سوائے حسین بن قاسم کے کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ مقتدر نے کہا کہ بے شک میرا دل بھی یہی کہتا ہے۔ اسنے ابو القاسم کو برطرف کر کے رمضان ۳۱۹ھ میں حسین کو وزیر بنایا۔

حسین بن قاسم

حسین میں مطلق لیاقت نہ تھی۔ ہر طرف سے شور و شغب ہوا۔ آخر کار ربیع الثانی ۳۲۰ھ میں وہ معزول کیا گیا۔ اس کے بعد ابو الفتح فضل بن جعفر کو وزارت دی گئی۔ یہی مقتدر کا آخری وزیر تھا۔

مقتدر کے وزراء کے حالات میں ہم نے زیادہ تفصیل سے کام لیا۔ صرف اس وجہ سے کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ خلافت کی انتظامی حالت کس قدر ادنیٰ اور پست ہو گئی تھی

Marfat.com

اور حرم کی مداخلت کی وجہ سے سلطنت میں کیسی خرابیاں پڑ گئی تھیں۔ جو لوگ انکو بڑی بڑی رشوتیں دیتے تھے وہ وزارت خریدتے تھے۔ اور جب ان کے مطالبات نہیں پورے کر سکتے تھے تو قید کر دئے جاتے تھے۔ نتیجہ یہ تھا کہ کاروبار میں ابتری پھیل گئی تھی سازشوں اور رشوتوں کا بازار گرم تھا۔ نہ فاہیت تھی نہ خوشحالی تھی۔ عدل و انصاف مفقود، خزانہ خالی۔ اور ملک ویران۔ جس کی وجہ سے نہ عوام کی نظروں میں خلافت کی کوئی حرمت تھی نہ ہمسایوں کی نگاہ میں کوئی وقعت۔

قرامطہ

رئیس قرامطہ ابوسعید جنابی بحرین کے تمام شہروں مجر۔ احسار اور قطیف وغیرہ پر قابض ہو جانے کے بعد مقتول ہو گیا۔ اس کا جانشین اس کا بیٹا ابو طاہر ہوا۔ اس نے بصرہ پر متعدد حملے کئے۔ ۳۱۱ھ میں ۷۰۰ قرمطیوں کے ساتھ وہاں داخل ہو گیا۔ دو ہفتہ سے زائد رہا۔ بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور جسقدر مال و متاع، عورتیں اور بچے ملے ان کو اپنے ساتھ لایا۔ اس کے بعد اس نے حاجیوں کے قافلہ کو جو مکہ کو جا رہا تھا اور جس میں زیادہ تر لوگ بغداد کے تھے لوٹ لیا۔ یہ خبر پا کر بقیہ حاجیوں نے اس راستہ کو چھوڑ کر کوفہ کی طرف رخ کیا۔ ان کے توشے ختم ہو گئے۔ قرمطیوں نے ان پر بھی حملہ کیا۔ ان کی سواریوں۔ عورتوں اور بچوں کو لوٹ لے گئے۔ اہل قافلہ بھوک اور پیاس کی شدت سے ہلاک ہو گئے۔

بغداد میں یہ خبریں اس زمانہ میں پہونچیں جبکہ محسن بن فرات نے وہاں کے امراء کو عذاب میں ڈال رکھا تھا۔ اس لئے دوگنی مصیبت ہو گئی۔ محسن چونکہ شیعیت کی طرف میلان رکھتا تھا۔ لوگ اسکو بھی قرمطی کہنے لگے۔

Marfat.com

مقتدر نے مجبور ہو کر ابو طاہر جنابی کو لکھا کہ مسلمانوں کی عورتوں اور بچوں کو رہا کردو۔ اس نے چھوڑ دیا۔ اور درخواست کی کہ مجھے بصرہ اور اہواز کی ولایت دی جائے۔ مقتدر نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ ابو طاہر ہجر سے نکل کر پھر حاجیوں کے قافلہ کو لوٹنے کے لئے بڑھا۔ والی کوفہ جعفر بن ورقا شیبانی ایک ہزار آدمی لے کر خود قافلہ کے ساتھ چلا۔ شاہی فوج بھی چھ ہزار تھی جو پیچھے آرہی تھی۔ قرمطیوں نے جعفر کو شکست دے دی۔ وہ کوفہ کی طرف پلٹا قرمطی اس کے تعاقب میں آئے۔ شہر کے متصل پھر جنگ ہوئی۔ ابو طاہر اندر داخل ہو گیا۔ چھ دن تک لوٹتا رہا۔ اس کے بعد واپس چلا گیا۔ اس سے اہل بغداد پر بھی خوف چھا گیا کہ یہاں بھی قرامطہ نہ حملہ کریں۔

سنہ ۳۱۵ھ میں ابو طاہر پھر کوفہ کی طرف چلا۔ مقتدر نے یوسف بن ابی الساج کو فوج کے ساتھ مدافعت کے لئے بھیجا۔ لیکن قرامطہ اس سے ایک روز پہلے وہاں پہونچ گئے اور فوج کے لئے رسد کی کثیر مقدار جو جمع کی گئی تھی اس پر قابض ہو گئے۔ یوسف نے دوسرے روز پہونچکر انکو لکھا کہ ایک روز کی مہلت دیتا ہوں خلیفہ کی اطاعت قبول کرلو ورنہ کل تم کو قتل کردوں گا۔ ابو طاہر نے لکھا کہ ہم سوائے اللہ کے کسی کی اطاعت نہیں کرتے۔ کل صبح کو ہمارے اور تمہارے درمیان جنگ ہے۔ دوسرے دن صف آرائی ہوئی۔ یوسف نے انکی تھوڑی تعداد دیکھکر پہلے سے فتحنامہ لکھ کر بھیجدیا۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو قرامطہ غالب آگئے۔ یوسف کو گرفتار کر لیا۔ اور اس کی فوج میں سے ایک کثیر تعداد کو قتل کر ڈالا۔

بغداد میں فتحنامہ کے بعد جب شکست کی اطلاع پہونچی تو نہایت اضطراب پیدا ہو گیا

بہت سے لوگ گھروں کو چھوڑ کر حلوان اور ہمدان کی طرف چلے گئے۔

قرامطہ کوفہ سے عین التمر کی جانب بڑھے۔ وہاں سے انبار پر چڑھائی کی۔ چونکہ اہل انبار نے فرات کا پل توڑ دیا تھا۔ اس لئے وہ مغربی کنارہ پر رُک گئے۔ ابوطاہر نے کشتیاں فراہم کیں اور اپنے تین سو آدمی پار اُتارے انھوں نے سلطانی لشکر کو شکست دے کر شہر پر قبضہ کرلیا۔ پھر ابوطاہر پل بند ہوا کر اپنی تمام جماعت کو لے کر آیا۔ بغداد سے **نصر** حاجب اور **مونس** مظفر ۴۰ ہزار فوج لے کر پہونچے۔ مگر قرامطہ کی اس درجہ ہیبت ان کے اوپر غالب تھی کہ مقابلہ سے ڈر گئے۔ آخر میں ہزیمت اٹھا کر بھاگے۔ حالانکہ ان کی تعداد تین ہزار سے زیادہ نہ تھی۔

ابوطاہر نے انبار میں یوسف اور اس کے ساتھ دوسرے قیدیوں کو بھی قتل کر ڈالا۔

بغداد میں **علی** بن عیسےٰ وزیر تھا۔ اس کو خبر ملی کہ اس کے ہمسایہ میں ایک شیرازی رہتا ہے جو قرمطی ہے۔ اور یہاں کی خبریں ابوطاہر کو لکھا کرتا ہے۔ اس کو گرفتار کرایا۔ اور پوچھا کہ کیا تم قرمطی ہو۔ شیرازی نے اقرار کیا۔ اور کہا کہ میں نے ابوطاہر کی پیروی اس وقت اختیار کی جب مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ حق پر ہے۔ اور تم لوگ کافر ہو اور ناحق خلق اللہ پر ظلم کرتے ہو۔ ہمارا امام فلاں بن فلاں بن محمد بن اسماعیل دیار مغرب میں ہے۔ ہم روافض کی طرح نہیں ہیں جو ایک ایسے امام کے منتظر ہیں۔ جس کو مدتوں سے غائب مانتے ہیں۔ اور جہالت کی وجہ سے اتنا نہیں سمجھتے کہ اتنے زمانہ تک معمولاً کسی انسان کا زندہ

Marfat.com

رہنا محال ہے۔ جھوٹے اس قدر کہ جب آپس میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے امام منتظر کو دیکھا یا قرآن پڑھتے سنا۔

وزیر نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ یہاں اور کون کونسے لوگ تمہاری جماعت کے ہیں۔ اس نے کہا سبحان اللہ۔ اسی عقل پر تم وزارت کرتے ہو۔ کیا سمجھتے ہو کہ میں ان مومنین کو تم جیسے کافروں کے حوالہ کر دوں گا۔ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔

علی بن عیسٰے نے اس کو پٹوایا۔ اور کھانا پانی بند کر دیا۔ تیسرے دن وہ مر گیا۔

ادھر ابوطاہر نے جزیرہ کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ اور پھر کوفہ میں آگیا۔ سلطانی فوج اس سے خوف زدہ تھی۔ اور مقابلہ میں نہیں آتی تھی۔ اس وجہ سے وہ بلا رکاوٹ ہر طرف بستیاں لوٹتا تھا۔

ابوطاہر کی ان چیرہ دستیوں سے قرمطی تحریک زور پکڑ گئی۔ سواد کوفہ میں اس کی جماعت کے دس ہزار آدمیوں نے حریث بن مسعود کو اپنا رئیس بنایا۔ اسی طرح ان کی ایک جمعیت عین التمر میں تھی جس کا سرغنہ عیسٰے بن موسیٰ تھا۔ ان لوگوں نے سلطنت کے عمال کو نکال کر حکومت اور تحصیل خراج کا کام اپنے ہاتھ میں لیا مقتدر نے ہارون بن غریب کو حریث بن مسعود اور صافیا بصری کو عیسٰے ابن موسیٰ کے مقابلہ میں بھیجا۔ ان دونوں نے قرمطیوں کی ان دونوں جماعتوں کو فنا کر دیا۔ اور مخلوق کو ان کی مصیبت سے رہائی بخشی۔

۳۱۷ھ میں ابوطاہر اپنی جماعت کو لئے ہوئے مکہ کی طرف گیا۔ اور یوم ترویہ کو وہاں داخل ہوا۔ باشندوں کے مکانات اور حاجیوں کے اموال لوٹ

لئے. جو ملا اس کو مار ڈالا۔ سینکڑوں آدمیوں کو خاص مسجد حرم میں قتل کیا۔ اور بلا غسل و کفن کے دفن کر دیا۔ بہت سی لاشیں چاہ زمزم میں ڈالدیں۔ غلاف کعبہ کو پارہ پارہ کرکے اپنے آدمیوں میں تقسیم کیا۔ کعبہ کا دروازہ اکھاڑ لیا اور حجر اسود کو نکال کر اپنے ساتھ لایا۔

بیت اللہ کی اس ہتکِ حرمت سے دنیائے اسلام میں ایک شورش برپا ہو گئی۔ یہانتک کہ خود عبید اللہ مہدی امام قرامطہ نے ابو طاہر کو نہایت سخت لہجہ میں فرمان بھیجا کہ غلاف کعبہ۔ حجر اسود۔ حاجیوں اور اہل مکہ کے اموال فوراً جا کر واپس کرو۔ اس نے حجر اسود کو لا کر اپنی جگہ پر لگا دیا۔ اور دوسری چیزوں کی بابت لکھدیا کہ چونکہ وہ لوگوں میں تقسیم کی جا چکیں اس لئے انکی واپسی ناممکن ہے۔

احوال خارجیہ

مقتدر کے زمانہ میں خارجی حالات نہایت بدتر ہو گئے اور یہ اندرونی خرابی کا طبعی نتیجہ تھا۔

اندلس میں اس زمانہ میں عبدالرحمن ناصر فرمانروا تھا جو عقل و تدبیر میں نہایت ممتاز تھا۔ اور جس کی شوکت اور قوت سے فرنگستان کے بادشاہوں پر ہیبت طاری تھی۔ اس نے جب دیکھا کہ خلافت عباسیہ خلیفہ کی نا اہلی اور وزراء کی خیانت کاریوں سے بالکل کمزور ہو گئی ہے تو خود خلافت کا دعوے کر دیا اور اپنا لقب امیر المومنین رکھا۔ اس سے پہلے وہاں کے امراء امام کہے جاتے تھے۔ افریقہ میں عبید اللہ مہدی نے دولت ادارسہ و اغالبہ پر قبضہ کرکے فاطمی حکومت قائم کرلی۔ اور اپنا مستقر شہر مہدیہ کو بنایا جو قیروان کے متصل تھا۔ وہ بار بار کوشش کرتا تھا کہ

Marfat.com

مصر کو فتح کر لے لیکن مقتدر کے عہد تک نہیں لے سکا۔

بحرین اور اس کے اطراف میں قرامطہ پھیلے ہوئے تھے۔ اور خراسان اور ماوراء النہر میں آل سامان کی حکومت تھی۔ جن کے مقابلہ میں ایک جدید طاقت دیلمیوں کی سر اٹھا رہی تھی۔

موصل پر آل حمدان اگرچہ مقتدر کے عہد تک پوری طرح مسلط نہیں ہوئے تھے لیکن انکی حکومت کی بنیاد پڑ چکی تھی۔

رومیوں نے بغداد کی کمزوری کو محسوس کر کے ۳۰۳ھ میں جزیرہ کے حدود پر حملہ کیا۔ چونکہ کوئی فوج ان کے مقابلہ کے لئے موجود نہیں تھی اس لئے انھوں نے قلعہ مصور کو فتح کر لیا اور وہاں سے بہت سے مسلمانوں کو پکڑ لے گئے۔

۳۰۵ھ قیصر کی طرف سے سفیر آئے۔ مقتدر نے انکا نہایت اکرام کیا۔ اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ دربار کو آراستہ کر کے ان سے ملا۔ باہم مصالحت اور اسیران جنگ کے تبادلہ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ مقتدر نے مونس کو ایک لاکھ بیس ہزار دینار فدیہ کے لئے دیکر بھیجا۔ اس نے جا کر مسلمان قیدیوں کو آزاد کرایا۔ لیکن یہ مصالحت زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہی۔ اور پھر دونوں طرف سے جنگ شروع ہو گئی۔

۳۱۳ھ میں قیصر نے سرحد کے مسلمانوں کو لکھا کہ تم لوگ خراج ہم کو ادا کرو۔ انھوں نے انکار کیا۔ رومی فوج نے حملہ کر کے ملطیہ کو ویران کر ڈالا۔ اور بہت سے مسلمانوں کو قتل کیا۔ اہل ملطیہ دربار خلافت میں فریاد لیکر آئے۔ لیکن یہاں کسی نے ان کی فریاد نہیں سنی۔

Marfat.com

۳۱۵ھ میں طرطوس کے مسلمانوں کی ایک جماعت رومی سرحد میں بڑھی مگر ان میں سے چار سو آدمی گرفتار ہو کر مقتول ہو گئے۔ اسی سال دمستق رومی نے ایک عظیم الشان فوج لے کر آرمینیہ کے سب سے بڑے شہر دبیل پر چڑھائی کی۔ اس کے ساتھ منجنیق وغیرہ قلعہ شکن آلات کے علاوہ آتش بازی کے بڑے بڑے برج تھے۔ مسلمانوں پر اس سے بڑی مصیبت آئی۔ لیکن انھوں نے ثابت قدمی سے مقابلہ کیا۔ اور غالب آکر دس ہزار رومیوں کو تہ تیغ کر ڈالا۔ اس فتح سے مٹا ہوا رعب پھر کسی قدر قائم ہوا۔

۳۱۹ھ میں مقتدر کے غلام ثمل نے جو نہایت شجاع سپہ سالار تھا رومیوں پر چڑھائی کی۔ اور معتصم کی طرح انگورہ اور عموریہ تک پہونچ کر ان کو مارا۔

قتل مقتدر

مقتدر کے عہد میں دو امیروں کا درجہ سب سے بالاتر تھا مونس مظفر اور محمد بن یاقوت۔ پہلا سپہ سالار تھا اور دوسرا امیر امن۔ ان دونوں میں باہم سخت دشمنی تھی۔

۳۱۹ھ میں محمد بن یاقوت کو محتسب کا عہدہ بھی مل گیا۔ مونس کو رشک آیا اس نے کہا کہ یہ منصب سوائے قاضیوں کے اور کسی کا حق نہیں ہے۔ خلیفہ نے اس کی خاطر سے محمد بن یاقوت کو بغداد سے باہر مدائن کی امارت پر بھیج دیا۔

وزیر حسین بن قاسم بھی مونس کا مخالف تھا۔ اس نے محمد بن یاقوت اور اس کے بیٹے کو مدائن سے۔ ہارون بن غریب کو دیر عاقول سے بغداد میں بلایا اور مونس کے خلاف سازش کرنے لگا۔ مونس کو یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ بھی وزیر کے ساتھ

شریک ہے اور جو کچھ وہ کر رہا ہے اس کے اشارہ سے کر رہا ہے۔ اس لئے غضبناک ہو کر اپنی فوج کو لے کر موصل کی طرف نکلگیا۔ وزیر نے اسکی ساری ملکیت پر قبضہ کر لیا۔ جس سے بہت بڑی رقم حاصل ہوئی اور مقتدر خوش ہوگیا۔

مونس نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ اطراف و دیار سے لوگ اسکے پاس مجتمع ہوئے۔ ناصر الدولہ بن حمدان بھی اس کے ساتھ ہوگیا۔ اس جمعیت کو لیکر اس نے بغداد پر چڑھائی کی۔ مقتدر خوف کی وجہ سے بھاگنا چاہتا تھا لیکن محمد بن یاقوت نے اس کی ہمت بڑھائی اور کہا کہ جب مونس کے ساتھی آپکو دیکھینگے تو فوراً اس کا ساتھ چھوڑ دیں گے اور آپکی اطاعت کریں گے۔

مونس جب قریب پہونچا تو محمد بن یاقوت مقابلہ کے لئے فوج لیکر چلا مقتدر نہیں جانا چاہتا تھا۔ لیکن اس کو بھی ساتھ لیا۔ اس کے دائیں بائیں فقہا اور قرا ہاتھوں میں مصاحف لئے ہوئے تھے۔

مونس نے محمد بن یاقوت کو شکست دیدی۔ اس کے سرداروں میں سے علی بن بلیق مقتدر کے پاس آیا۔ اس کے پاؤں چومے۔ اور کہا کہ آپ کیوں یہاں تشریف لائے۔ جس نے یہ رائے دی نہایت احمق تھا۔ اسی اثنا میں چند مغربی اور بربری جو مونس کی فوج میں تھے برہنہ تلواریں لئے ادھر سے گذرے۔ ان میں سے ایک نے خلیفہ پر وار کیا۔ وہ زمین پر گر گیا۔ دوسرے نے اس کا سر کاٹ کر نیزہ پر رکھ لیا۔ اور اسپر نفرین و لعنت کے آوازے بلند کئے۔

بربریوں نے خلیفہ کے تمام کپڑے یہانتک کہ پاجامہ بھی اتار لیا کسی شخص نے برہنہ دیکھکر ستر پوشی کے لئے اوپر سے گھاس ڈالدی۔ پھر وہیں ایک گڈھا کھود کر

اس کو دفن کر دیا۔

یہ واقعہ ۲۸ شوال سنہ ۳۲۰ھ مطابق یکم نومبر سنہ ۹۳۲ء کا ہے۔ مقتدر کی عمر اس وقت ۳۸ سال کی تھی۔

مونس نے اپنے سپاہیوں کو دوڑایا کہ وہ قصر خلافت کی حفاظت کریں۔ کوئی اس کو لوٹنے نہ پائے۔

صفات مقتدر

مقتدر سایہ پروردہ تھا۔ ہمیشہ حرم اور خواجہ سراؤں کی صحبت میں رہا۔ عقل و فہم۔ اور علم و معرفت سے بے بہرہ۔ بلید الطبع اور امور خلافت سے بیخبر تھا۔ اس کے تمام عہد میں عورتوں کا غلبہ اور انھیں کی حکومت رہی جو اپنی فضول خرچیوں کو پورا کرنے کے لئے وزارتوں اور امارتوں کو بڑی بڑی قیمتوں پر بیچتی رہیں۔ اسی وجہ سے سلطنت میں نہایت خرابیاں پڑگئی تھیں اور کوئی صیغہ ابتری سے خالی نہیں تھا۔

قاھر (۱۹)

(خلافت ۲۹ شوال سنہ ۳۲۰ھ سے ۵ جمادی الاول سنہ ۳۲۲ھ تک ایک سال چھ ماہ چھ دن)

ابو منصور محمد بن معتضد۔ یہ ایک بربریہ ام ولد **قتول** نامی کے بطن سے تھا۔ مقتدر نے چونکہ کسی کو ولی عہد نہیں بنایا تھا۔ اس لئے امرا نے جمع ہو کر مشورہ کیا کہ کس کو خلیفہ بنائیں۔ مونس نے کہا کہ مقتدر کا بیٹا **ابو العباس احمد** نہایت نیک اور عاقل ہے۔ بہتر ہے کہ اس کے ہاتھ پر بیعت کیجائے۔ اس سے سیدہ ام المقتدر بھی خوش

Marfat.com

ہو جائیں گی اور کوئی نزاع برپا نہیں ہو گی۔ ابو یعقوب بن اسماعیل نوبختی نے کہا کہ ایک مدت کے بعد ایسے خلیفہ سے رہائی ملی ہے جس کی ماں اور خالہ وغیرہ کی امور سلطنت میں خود غرضانہ مداخلتوں سے ہم تنگ آگئے تھے۔ لہذا اب پھر اسی حالت کو گوارہ نہیں کر سکتے۔ ہمارا خلیفہ ایک جوان عاقل و مدبر ہونا چاہیئے جو خود سلطنت کے معاملات کو طے کرے نہ کہ نادان عورتوں پر چھوڑ دے خلیفہ مکتفی کا بھائی محمد موجود ہے کیوں نہ اس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے۔ مونس کا خیال تھا کہ وہ بد باطن اور حریص ہے۔ لیکن ابو یعقوب نے اس کو راضی کر لیا۔

مونس نے محمد کو بلا کر پہلے اپنے اور اپنے چند ساتھیوں کے لئے عہد نامہ لکھوایا۔ اس کے بعد بیعت کی۔ محمد کا لقب **قاھر** رکھا گیا۔ اس نے ابن مقلہ کو وزیر اور ابن بلیق کو حاجب مقرر کیا۔

احوال داخلیہ

قاہر جیسا کہ مونس کا خیال تھا بد باطن نکلا سب سے پہلے اس نے مقتدر کی اولاد اور اس کے متعلقین کے تمام اموال چھین لئے۔ سیدہ ام مقتدر اس زمانہ میں مرض استسقاء میں مبتلا تھی۔ اس پر بیٹے کے قتل اور خاصکر اس خبر سے کہ لوگوں نے اس کو ذبح کر کے برہنہ خاک و خون میں ڈال دیا۔ اسکو اس قدر صدمہ پہونچا تھا کہ کھانا پینا ترک کر دیا تھا بڑی مشکلوں سے عورتوں کے سمجھانے سے تیسرے دن وہ ایک لقمہ روٹی نمک کے ساتھ کھائی۔

اسی حالت میں قاہر نے اس سے کہا کہ سلطنت کی ساری دولت تم نے جمع کر رکھی ہے۔ وہ ہمارے حوالہ کر دو۔ بولی کہ میرے پاس بجز سامان وغیرہ کے کچھ نہیں ہے۔

Marfat.com

قاہر نے اس کو پٹوایا سخت بے حرمتی کی۔ اور ایسی بدترین سزائیں دیں جو لکھنے کے قابل نہیں ہیں۔ لیکن اس کے پاس کچھ نقدی برآمد نہیں ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مُسرف عورت جس کی دست درازیوں سے سلطنت کا خزانہ خالی رہتا تھا جو کچھ لیتی تھی اس کو فضول خرچیوں میں اُڑا دیتی تھی۔

قاہر نے کہا کہ تم نے جس قدر اوقاف کئے ہیں ان کو مسترد کرو۔ اس نے انکار کیا۔ اس پر اس نے خود قاضیوں کو بلاکر کہا کہ میں اس کے تمام اوقاف منسوخ کرتا ہوں۔ پھر ان کو فروخت کرڈالا۔

مقتدر کے قتل کے بعد اس کا بیٹا عبدالواحد۔ محمد بن یاقوت اور ہارون بن غریب وغیرہ چند امراء کے ساتھ واسط کی طرف نکل گیا تھا۔ وہاں سے اہواز میں پہونچا۔ اور سلطنت کے عمال کو نکال کر اپنا عمل دخل قائم کیا۔ مونس نے ایک فوج بھیجی۔ ان لوگوں نے مغلوب ہو کر امان طلب کی اور بغداد میں آگئے۔ قاہر محمد بن یاقوت سے راضی ہو گیا۔ اور اس کو اپنے مقربین میں شامل کرلیا۔

مونس کو یہ معلوم ہوا کہ محمد بن یاقوت پھر میرے خلاف سازش کر رہا ہے۔ اور خلیفہ کو بھی اس نے متفق کرلیا ہے اس لئے اس نے اپنے آدمی قصر خلافت پر متعین کردئے۔ کہ کسی کو بلا تفتیش اندر نہ جانے دیں۔ قاہر پر یہ امر نہایت گراں گذرا۔ اس نے مونس کے خلاف تدبیر شروع کی۔ ابن مقلہ وزیر کے کاتب کو وزارت کی امید دلاکر اپنے ساتھ ملالیا۔ اور اس کو اپنا رازدار بنایا۔

ابن مقلہ مونس۔ ابن بلیق۔ علی بن احمد زیرک صاحب شرطہ وغیرہ نے باہم ملکر یہ طے کیا کہ قاہر کو گرفتار کرلیں۔ لیکن وزیر کے کاتب نے اسکو اطلاع

ویدی۔ اس نے مونس کی فوج کو جو ساجیہ کہی جاتی تھی اپنے ساتھ ملاکر ان سب لوگوں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ صرف ابن مقلہ روپوش ہو کر بچ رہا۔

عجیب غریب بات یہ ہوئی کہ طریف سبکری جو مونس کا ماتحت امیر تھا لیکن قاہرہ کے ساتھ مل گیا تھا۔ اور اسی کی کوشش سے یہ سب لوگ پکڑے گئے تھے اس کو بھی قاہر نے قید کر دیا۔

ابن مقلہ راتوں کو بھیس بدل بدل کر ساجیہ فوج کے امراء سے ملتا تھا۔ اور ان کو قاہر کے خلاف بھڑکاتا تھا۔ چنانچہ انھوں نے ۵ جمادی الاول ۳۲۲ھ کو قصر خلافت پر یورش کی۔ قاہر مخمور تھا۔ بھاگنے کے لئے دروازہ ہی ڈھونڈھتا رہ گیا۔ سپاہیوں نے پکڑ کر اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائی پھیر دی۔

قاہر جامع عیوب تھا۔ ظالم۔ بے وفا۔ مکّار۔ اور اپنا سارا وقت غناء اور شراب میں برباد کرتا تھا۔

راضی (۲۰)

خلافت ۵ جمادی الاول ۳۲۲ھ سے ۱۵ ربیع الاول ۳۲۹ھ ہجری تک

چھ سال دس مہینے دس روز

ابو العباس احمد بن مقتدر۔ ظلوم نامی ایک کنیز کے شکم سے ۲۹۷ھ میں پیدا ہوا تھا۔ قاہر کے قید ہونے پر ۵ جمادی الاول ۳۲۲ھ مطابق ۲۳ اپریل ۹۳۴ء کو امراء نے اس کو اور اسکی والدہ کو محبس سے نکالا۔ اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی۔ اور راضی باللہ لقب رکھا۔

Marfat.com

وزارت

راضی کے آغاز عہد میں تمام امور وزیر ابن مقلہ اور محمد بن یاقوت کے اختیار میں تھے لیکن انمیں باہم عداوت ہوگئی۔ کیونکہ محمد بن یاقوت اپنے استبدادی سلطنت پر چھا دی ہوگیا۔ ابن مقلہ کے ہاتھ میں کوئی اختیار باقی نہیں رہا۔ اس نے خلیفہ سے ابن یاقوت کی شکایت شروع کی۔ خلیفہ نے ۳۲۳ھ میں محمد بن یاقوت اور اس کے بھائی مظفر کو جبکہ وہ دونوں دربار میں حاضر تھے۔ گرفتار کر کے قید خانہ میں بھیجدیا۔ محمد قید ہی میں مر گیا۔ لیکن مظفر کو ابن مقلہ نے اس بات کا عہد لیکر کہ وہ اسکی حمایت کریگا آزاد کرا دیا۔

مظفر کو اس بات کا یقین تھا کہ ابن مقلہ نے میرے بھائی کو قید خانہ میں زہر دیکر ہلاک کرایا ہے۔ اس لئے اس نے رہائی پاکر فوج کو اس کے خلاف بھڑکایا۔ انھوں نے ابن مقلہ کو پکڑ لیا۔ اور خلیفہ کو مطلع کیا۔ مجبوراً اس نے بھی اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا اور وزارت علی بن عیسےٰ کے سپرد کرنی چاہی۔ اس نے پیرانہ سالی کی وجہ سے انکار کیا۔ اس لئے اس کے بھائی عبدالرحمٰن کو اس منصب پر مقرر کیا۔ اس نے ابن مقلہ سے تاوان وصول کیا۔

عبدالرحمٰن نے خزانہ خالی۔ ملک ویران اور سلطنت کے ہر شعبہ کو ابتر پایا۔ اس کو اصلاح سے سخت مایوسی ہوئی اس لئے استعفار دیا لیکن خلیفہ نے منظور نہیں کیا بلکہ اس کی گرفتاری کا حکم دیا۔ اور اس سے ۷۰ ہزار اور اس کے بھائی علی بن عیسےٰ سے جس کے مشورہ سے اس کو وزیر بنایا تھا ایک لاکھ دینار جرمانہ وصول کیا۔

ابوجعفر

عبدالرحمٰن کے بعد ابوجعفر کرخی وزارت پر آیا۔ بیت المال کی ادھر یہ حالت تھی

Marfat.com

کہ ایک پیسہ اس میں نہیں تھا۔ ادھر محمد بن رائق والی بصرہ اور ابو عبداللہ بریدی والی اہواز دونوں نے اپنے اپنے یہاں کے خراج روک دئے اور ابن بویہ نے صوبۂ فارس لے لیا۔ مطالبات کی کثرت اور بے مائگی سے ابو جعفر تنگ آکر تین مہینہ کے بعد روپوش ہو گیا۔ اس کی جگہ پر ابوالقاسم سلیمان بن حسن بلایا گیا۔ لیکن وہ بھی ایسی حالت میں کیا کر سکتا تھا۔

امیر الامراء

مجبور ہو کر خلیفہ نے ابن رائق سے خط و کتابت کی۔ اسکو بغداد میں بلایا۔ اور خلافت کے کل صوبوں کا دفتر خراج سپرد کر کے اس کا لقب امیر الامراء رکھا۔ اب وزارت کا دفتر ٹوٹ گیا اور کل اختیارات ابن رائق کے ہاتھ میں آگئے۔ سارا مالیہ اسی کے پاس تھا۔ وہ جس طرح چاہتا صرف کرتا۔ خلیفہ کو بقدر گزارہ کے دیدیتا تھا۔

ابوالفتح جعفر بن فرات اس زمانہ میں شام اور مصر کے خراج کا والی تھا۔ ابن رائق نے اس امید پر کہ وہ اگر بغداد میں وزارت پر آجائے تو ان صوبوں کا خراج بھی یہاں آنے لگے گا۔ خلیفہ کی طرف سے لکھا کہ تم آکر وزارت کا عہدہ اپنے ہاتھ میں لو۔ اس نے منظور کر لیا۔ خلیفہ نے ہیت میں اس کے استقبال کے لئے امراء کو بھیجا۔ اور بغداد پہونچنے پر وزارت کا خلعت عطا کیا۔ وہ برائے نام خلیفہ کا اور حقیقت میں ابن رائق کا وزیر تھا۔

بریدی کو قابو میں لانے کے لئے ابن رائق خلیفہ کو اپنے ساتھ لیکر واسط کی طرف گیا۔ وہاں سے اس کے ساتھ خط و کتابت شروع کی۔ پھر اہواز کی طرف پیش قدمی کا اعلان کیا۔ بریدی نے یہ سنکر لکھا کہ اس طرف آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں سالانہ

تین لاکھ ساٹھ ہزار دینار تیس ہزار ماہوار کے حساب سے بارہ قسطوں میں بھیجتا رہوں گا۔ خلیفہ نے منظور کر لیا۔ اور بغداد میں واپس آگیا۔ لیکن بریدی نے ایک دینار بھی نہیں بھیجا۔ ابن رائق نے اس کو لکھا کہ تم وزارت پر آجاؤ۔ اگر خود نہیں آسکتے ہو تو کسی کو اپنا نائب بنا کر بھیجدو۔ اس نے احمد بن علی کوفی کو اپنی طرف سے بھیجدیا۔ ابن رائق نے اس کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا اور از راہ تالیف قلب بریدی کے بھائی **ابو یوسف** کو بصرہ کا والی مقرر کر دیا۔

ابو عبداللہ بریدی نے اس حکم کے مطابق اپنے بھائی کو ایک فوج دیکر بھیجا۔ اس نے آکر بصرہ پر قبضہ کیا۔ اب اہواز سے بصرہ تک بریدیوں کی حکومت قائم ہوگئی اور انھوں نے اور بھی خودسری اختیار کی۔ ابن رائق نے مجبوراً بجکم دیلمی اور بدر خرشنی کو فوج کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ بجکم نے پہونچکر سوس پر قبضہ کیا۔ پھر تستر پر بڑھا۔ ابو عبداللہ بریدی مع اپنے بھائی کے تین لاکھ درہم اور ساز و سامان لے کر کشتی میں سوا ہو کر بھاگا۔ راستہ میں کشتی ڈوب گئی۔ اور بڑی مشکلوں سے یہ دونوں بھائی اپنی جانیں بچا سکے۔ ابلہ میں پہونچے۔ وہاں سے اعیان اہل بصرہ کو ابن رائق کے پاس بھیجا۔ کہ ہم معافی کے طالب ہیں۔ ہمارے ساتھ مہربانی کا سلوک کیا جائے اور فوجیں واپس بلالی جائیں۔ لیکن اس نے منظور نہیں کیا۔ اس لئے یہ دونوں اہل بصرہ کو اپنے ساتھ ملا کر مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے اور ابن رائق کی فوج کو شکست دیدی۔ آخر میں ابن رائق خود فوج لے کر آیا اور بجکم کو بھی جو اہواز پر قابض تھا بلالیا۔ لیکن بریدیوں سے ہزیمت اٹھا کر واپس گیا۔

بریدی نے عماد الدولہ بن بویہ کو عراق کی طمع دلا کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس نے

Marfat.com

اپنے بھائی معز الدولہ کے ہمراہ فوج بھیجی۔ جس نے بجکم کو اہواز سے نکالدیا وہ واسط میں آگیا۔

لیکن بریدی اور معز الدولہ میں زیادہ عرصہ تک صفائی نہیں رہ سکی۔ کیونکہ دونوں کے اغراض مختلف تھے۔ ان کی باہمی منافست کا نتیجہ یہ ہوا کہ بجکم نے سوس اور جندیساپور پر قبضہ کرلیا۔ اہواز بریدیوں نے لیا اور صرف عسکر مکرم معز الدولہ کے ہاتھ آیا۔ اس نے بریدیوں سے جنگ کی اور آخر کار انکو اہواز سے نکال دیا۔

ابن رائق کا حال بغداد میں نہایت ابتر ہو گیا۔ کیونکہ مال کی سخت قلت تھی۔ ادھر اس کے خاص معتمد بجکم نے بھی واسط کا خراج بند کر دیا۔ اور ابن مقلہ کے توسط سے دربار خلافت میں اپنی امیر الامرائی کی کوشش کرنے لگا خلیفہ نے منظور کرلیا۔ چنانچہ بجکم بغداد کی طرف آیا۔ ابن رائق نے مقابلہ میں صف آرائی کی لیکن شکست کھائی اور ۱۳ ذیقعدہ ۳۲۶ھ میں بجکم بغداد میں داخل ہو گیا۔ خلیفہ نے امیر الامرائی کا منصب اس کو عطا کیا۔ ابن رائق روپوش ہو گیا۔

۳۲۷ھ میں ناصر الدولہ بن حمدان نے موصل کا خراج روکدیا۔ بجکم خلیفہ کو ساتھ لے کر اس طرف گیا اور اس کو مغلوب کر کے رقم وصول کی۔ ادھر ابن رائق بغداد کو خالی پا کر ظاہر ہوا اور اسپر قبضہ کرلیا۔ خلیفہ نے یہ سنکر ابن حمدان کے ساتھ ۵ لاکھ درہم پر صلح کرلی۔ اور بغداد کی طرف پلٹا۔ ابن رائق نے خط بھیجکر صلح کی سلسلہ جنبانی کی۔ سفیروں کی آمد و رفت کے بعد خلیفہ نے اس کو دیار مضر، حران، جند قنسرین اور عواصم کی ولایت پر بھیجدیا۔ اور خود بغداد میں داخل ہوا۔

بجکم نے کوشش شروع کی کہ ابن بویہ سے اہواز اور جبل چھین لے۔ بریدی کو اپنے

ساتھ متفق کیا۔ ایک فوج اس کی امداد کے لئے بھیجی۔ اور لکھا کہ تم اہواز کی طرف بڑھو۔ میں بلاد جبل پر حملہ کرتا ہوں۔ لیکن چونکہ دلوں میں باہم صفائی نہیں تھی اس وجہ سے بجکم کو یہ خطرہ ہوا کہ اگر میں اسطرف گیا تو بریدی بغداد میں آ کر امیر الامرائی حاصل کر لیگا۔ چنانچہ بجائے جبل کے واسط کی طرف گیا۔ اور وہاں سے بریدی کو نکال دیا۔

مذہبی تنازعات

راضی کے عہد میں ادھر امراء میں یہ سیاسی لڑائیاں سلسلہ وار جاری تھیں ادھر خود پایہ تخت میں بربہاری جنابلہ کی قوت اس قدر بڑھ گئی کہ احتساب انھوں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ جہاں کسی مطرب کو دیکھتے دُرّے سے اس کی خبر لیتے۔ غنا کے آلات اور مزامیر توڑتے۔ کسی مرد کو اگر عورت کے ساتھ گذرتا ہوا دیکھتے تو اس سے قسم لیتے کہ محرم ہے۔ ورنہ مجرم قرار دے کر کوڑے مارتے۔ بیع و شرا میں دست اندازی کرتے شرابیوں کو سزائیں دیتے۔ اور شراب کے برتن توڑ ڈالتے۔ غرض بغداد والے ان کی سخت گیریوں سے تنگ آ گئے۔

بدر خرشنی نے ان شکایات کو سُنکر شہر میں اعلان کرایا کہ دو حنبلی ایک ساتھ مل کر راستہ میں نہ چلیں۔ مذہبی بحثیں نہ کریں۔ ان کے پیش نماز رات کی نمازوں میں شافعی مذہب کے مطابق۔ اگر بسم اللہ جہر سے نہ کہیں تو امامت نہ کرنے پائیں۔

حنابلہ اس پر بہت برافروختہ ہو گئے۔ اور مخالفت کی۔ شافعیوں کا مسجدوں میں آنا بند کر دیا۔ اگر اتفاقیہ ان میں سے کوئی آ جاتا تو اندھوں کو اس کے مقابلہ میں کھڑا کر دیتے جو اپنی لاٹھیوں سے مار کر اس کو گرا دیتے۔ کبھی کبھی ہلاک بھی کر ڈالتے۔ خلیفہ راضی باللہ نے ایک فرمان ان کے نام جاری کیا۔ جو انکو

Marfat.com

سنایا گیا۔ اس کا خلاصہ یہ تھا۔

تم دین کے نام سے جو حرکات کر رہے ہو نہایت ناشائستہ ہیں۔ تمہارا یہ اعتقاد کس قدر غلط ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو اپنی منحوس اور ذلیل صورتوں کے مشابہ مانتے ہو۔ اس کے ہاتھ۔ پاؤں۔ انگلیاں اور ہتیلی وغیرہ نیز اس کے آسمان پر صعود اور نزول کے قائل ہو بہترین آئمہ پر طعنہ زنی کرتے ہو۔ اور اپنی خرافات بدعات کی طرف جن پر نہ قرآن شاہد ہے۔ نہ حدیث لوگوں کو بلاتے ہو۔ زیارت قبور سے تم کو انکار ہے مگر خود محض ایک معمولی شخص (بربہاری) کی قبر پر مجتمع ہوتے ہو۔ اور اس کی طرف رسولوں کے معجزے اور اولیار کی کرامات منسوب کرتے ہو۔ حالانکہ نہ وہ شرفار میں سے تھا نہ آل رسول میں سے۔

حقیقت یہ ہے کہ شیطان نے تمہارے اعمال کو تمہاری نگاہوں میں پسندیدہ بنا رکھا ہے۔ اب امیر المؤمنینؑ نے اس بات پر پختہ قسم کھائی ہے جس کا پورا کرنا لازم ہے کہ اگر تم اپنے اس غلط مذہب اور بُرے طریقہ سے باز نہ آؤ گے۔ تو وہ تمہارے مقابلہ میں تلوار سے کام لیگا۔ اور تم کو قتل۔ منتشر اور متفرق کر کے تمہارے گھروں میں آگ لگا دے گا۔

اس اعلان سے جو حنابلہ کی حرکات سے کچھ کم احمقانہ نہیں ہے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ تنازعہ کس حد تک پہونچ گیا تھا۔ اور جہاں فرقوں میں اس قسم کے مذہبی جھگڑے برپا ہو جائیں وہاں بجز ذلت اور خواری کے کسی فلاح اور بہبودی کی امید نہیں رکھنی چاہیئے۔

قرامطہ

یہ جماعت بدستور ملک میں فساد اور غارتگری میں مصروف تھی۔ حاجیوں کا قافلہ

Marfat.com

ان کا عزیز ترین شکار تھا۔

۳۲۲ھ میں محمد بن یاقوت نے ابوطاہر کے پاس لکھا کہ اگر تم خلیفہ کی اطاعت کرو تو جس قدر حصہ ملک تمہارے قبضہ میں ہے اس کی ولایت کا فرمان تمہارے نام لکھوا دیا جائے۔ اس سے یہ بھی درخواست کی کہ قافلہ حجاج کو نہ لوٹے اور حجر اسود کو خانہ کعبہ میں واپس کر دے۔

ابوطاہر نے لکھا کہ حاجیوں کے قافلہ کو میں نہیں لوٹوں گا لیکن حجر اسود بلا حکم امام مہدی عبیداللہ فاطمی کے واپس نہیں کیا جا سکتا۔ اگر تم بصرہ سے میرے لئے سامان رسد بھیجو تو میں ہجر میں تمہارے خلیفہ کا خطبہ جاری کر دوں۔

چنانچہ اس سال اس نے حاجیوں کو نہیں چھیڑا۔ مگر ۳۲۳ھ میں پھر لوٹ لیا اور اس سال اس کے خوف سے کوئی حج کو نہیں جا سکا۔

۳۲۶ھ میں قرمطیوں میں خود باہمی فتنہ پڑ گیا جس کی وجہ سے ان کی قوت ٹوٹ گئی اور غارت گری اور فتنہ انگیزی میں کمی واقع ہو گئی۔

احوال خارجیہ

افریقہ میں عبیداللہ مہدی فاطمی کی طاقت بڑھ رہی تھی۔ مصر پر کئی بار اس نے چڑھائی کی۔ لیکن وہاں محمد اخشید بن طغج نے جو آل طولون کے موالی میں سے تھا۔ ۳۲۳ھ میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ جو ۳۵۸ھ تک اس کے اعقاب میں رہی۔ اس کے بعد فاطمیوں نے لے لی۔

اخشیدی خاندان میں سے حسب ذیل ملوک ہوئے۔

(۱) محمد اخشید بن طغج ۳۲۳-۳۳۴

Marfat.com

(۲) ابوالقاسم انوجور بن اخشید ۳۴۶۰
(۳) ابوالحسن علی بن اخشید ۳۵۵۰
(۴) ابوالمسک کافور مولیٰ اخشید ۳۵۷۰
(۵) ابوالفوارس احمد بن علی بن اخشید ۳۵۸۰

رومیوں کی تاخت وتاراج بھی اسلامی سرحدوں پر سلسلہ وار جاری تھی۔

صفات راضی

راضی نیک سیرت۔ فیاض اور صاحب علم تھا۔ علماء وفضلاء کی صحبت کو پسند کرتا تھا۔ ادب سے ذوق رکھتا تھا۔ اور شعر بھی کہتا تھا۔ اس کے اشعار کا ایک مجموعہ بھی مدوّن کیا گیا ہے۔

بغداد کی خلافت اگرچہ صرف نام کی رہ گئی تھی۔ لیکن اس کے عہد تک دربار کے آئین ورسوم پرانے دستور کے مطابق تھے اور حشم وخدم وحجاب وغیرہ اپنے اپنے عہدوں پر تھے۔ یہی آخری عباسی خلیفہ ہے۔ جس کے دربار میں خلافت کی شان کی جھلک کچھ باقی تھی۔ اور انتظام ملک میں بھی کسی قدر دخل رکھتا تھا۔ جمعہ کے دن منبر پر خطبہ بھی پڑھتا تھا۔ اس کے بعد سے یہ سارے سلسلے ختم ہو گئے۔ کیونکہ امیر الامرائی کا عہدہ اس کے زمانہ میں ایسا قائم ہو گیا کہ جملہ امور کا حل وعقد اسی کے اختیار میں چلا گیا۔ اور خلیفہ کا کوئی نفوذ و اقتدار باقی نہیں رہا۔

۱۵ ربیع الاول ۳۲۹ھ مطابق ۱۸ دسمبر ۹۴۰ء کو راضی نے وفات پائی۔

متقی (۲۱)

خلافت ۲۰ ربیع الاول ۳۲۹ھ سے ۲ صفر ۳۳۳ھ تک ۳ سال ۱۱ ماہ۔

راضی کی وفات کے وقت بجکم واسط میں تھا۔ وہاں سے اس نے اپنے وزیر ابو عبداللہ کوفی کو بغداد میں بھیجا کہ وزیر ابوالقاسم بن حسین اور دیگر امراء سے مشورہ کرکے کسی کو خلیفہ بنائے۔ ان سب لوگوں نے ابراہیم بن مقتدر کو منتخب کیا چنانچہ ۲۰ ربیع الاول ۳۲۹ھ کو اس کی خلافت کی بیعت ہوئی۔ اس کا لقب متقی للہ رکھا گیا۔ یہ مقتدر کی کنیز خلوب کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔

احوال داخلیہ

بجکم امیر الامراء تھا۔ اس کی نیابت میں ابو عبداللہ کوفی جملہ امور خلافت انجام دیتا تھا۔ خلیفہ اور اس کے وزیر سلیمان کو کسی قسم کا اختیار حاصل نہیں تھا۔

بریدی جو بجکم کا حریف تھا امیر الامرائی کی آرزو میں بصرہ سے ایک لشکر لیکر روانہ ہوا کہ بغداد پر قابض ہو جائے۔ بجکم نے اپنے سپہ سالار توزون کے ساتھ اسکی مدافعت کے لئے فوج بھیجی۔ بریدی نے شکست دیدی۔ اب بجکم خود روانہ ہوا۔ لیکن راستہ میں اس کو ایک کرد نے اچانک مار ڈالا۔ یہ قتل خلیفہ کے لئے بہت مفید ثابت ہوا کیونکہ بجکم کے گھر پر جب اس نے قبضہ کیا تو وہاں نقد اور سامان تقریباً دس لاکھ دینار کا ملا۔ بجکم کی امارت کا کل زمانہ دو سال آٹھ ماہ تھا۔ اس کی ہلاکت کے بعد دیالمہ بھی آکر بریدی سے مل گئے جس سے اس کی شوکت بڑھ گئی۔ وہ انکو ساتھ لئے ہوئے بغداد میں داخل ہوا۔ خلیفہ مقابلہ سے عاجز تھا۔ اس لئے خیر مقدم کیا۔ اور سلامتی کی مبارکباد دی۔

Marfat.com

لیکن بریدی امیر الامرائی نہیں حاصل کر سکا۔ کیونکہ اس کے ساتھی اس سے منحرف ہو گئے۔ اس لئے مجبوراً اس کو واپس جانا پڑا۔ اور امیر کورتکین رئیس دیالمہ امیر الامراء ہو گیا۔

اس کی حکومت میں دیلمی بغداد میں ظلم و ستم کرنے لگے۔ باشندے ان کے ساتھ لڑنے کو تیار ہوئے۔ کورتکین ان جھگڑوں کو روک نہیں سکا اور عام خلفشار برپا ہو گیا خلیفہ نے ابن رائق کو طلب کیا۔ کورتکین نے اس کے مقابلہ میں صف آرائی کی۔ لیکن مقام عکبرا میں شکست کھائی۔ ابن رائق نے تقریباً چار سو دیلمیوں کو قتل کیا بقیہ کو امان دیدی۔ کورتکین بھاگ گیا۔ بریدی نے پھر بغداد پر ایک لشکر بھیجا جس نے آکر قبضہ کر لیا خلیفہ اور ابن رائق دونوں بھاگ موصل کی طرف چلے گئے۔ بریدی کو فوج نے قصر خلافت حرم اور امراء کے مکانات لوٹ لئے۔ درباریوں کو قتل کیا۔ اور ظلم و ستم سے قیامت برپا کر دی۔ یہاں تک کہ بہت سے لوگ اپنے گھروں کو چھوڑ کر نکل گئے۔

متقی نے ناصر الدولہ بن حمدان والی موصل سے امداد چاہی۔ وہ راضی ہوا لیکن اس خیال سے کہ ابن رائق کی موجودگی میں امیر الامرائی اس کو نہیں مل سکیگی اسکا خاتمہ کر دیا۔ پھر خود مع اپنے بھائی کے فوج لیکر بغداد کی طرف چلا۔ جب قریب پہونچا تو ابو الحسین بریدی وہاں سے نکل گیا خلیفہ بغداد میں داخل ہوا۔ اور ناصر الدولہ کو امیر الامرائی کا خلعت اور اس کے بھائی کو سیف الدولہ کا خطاب عطا فرمایا۔

بغداد سے سیف الدولہ بریدی کے تعاقب میں واسط کی طرف بڑھا۔ دو ہی فرسخ پر مقابلہ ہو گیا سخت جنگ کے بعد شکست کھائی۔ اور مدائن میں چلا گیا۔ وہاں اسکے بھائی ناصر الدولہ نے تازہ دم فوج اس کے ساتھ کر دی۔ اس نے جا کر بریدی کو شکست دی۔

Marfat.com

اور واسط پر قبضہ کر لیا۔ بریدی بصرہ کی طرف چلا سیف الدولہ نے اس کا پیچھا کرنے کیلئے ناصر الدولہ سے مزید فوج کی درخواست کی۔ اس نے دینے سے انکار کیا جس کی وجہ سے دونوں بھائیوں میں کشیدگی واقع ہو گئی۔ ناصر الدولہ امیر الامرائی کو چھوڑ کر موصل میں چلا گیا۔ متقی نے اس کی جگہ پر دیلمی سپہ سالار **توزون** کو بلایا۔ لیکن اس کی جہالت اور سختی سے خود اس کو اپنی جان کا خطرہ ہو گیا چنانچہ بغداد کو چھوڑ کر پھر موصل میں ناصر الدولہ کے پاس چلا گیا۔ توزون نے اس کا پیچھا کیا۔ تکریت میں سیف الدولہ نے خلیفہ کے حکم سے اس کو روکا اور ہزیمت دی۔ اسکے بعد موصل کی طرف گیا۔ وہاں سے خلیفہ کو لئے ہوئے نصیبین کی طرف آیا۔ اور توزون سے صلح کی مراسلت کی اس نے ۳۶ لاکھ درہم لے کر مصالحت کی اور خلیفہ کو امان دیکر بغداد میں بلایا اسکی زمیں بوسی کی اور اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کا یقین دلایا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد اسکو اپنے آدمیوں کے سپرد کر دیا جنہوں نے ۲۰ صفر ۳۳۳ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۹۴۴ء کو اسکی آنکھوں میں نیل کی سلائی پھیر کر اندھا کر دیا۔ اور تخت سے اُتار دیا۔

مستکفی (۲۲)

خلافت ۲۰ صفر ۳۳۳ھ سے ۱۲ جمادی الثانی ۳۳۴ھ تک

ایک سال تین ماہ اکیس روز

ابو القاسم عبد اللہ مستکفی باللہ بن مکتفی بن معتضد متقی کے بعد ۲۰ صفر ۳۳۳ھ کو توزون نے اس کو خلیفہ بنایا۔ اس کے عہد میں عباسی خلافت دیلمیوں کی ماتحتی میں آگئی۔ اس لئے ان کا مختصر حال بیان کر دینا ضروری ہے۔

Marfat.com

دیالمہ

بلادِ دیلم جس کو جیلان بھی کہتے ہیں اور جس کا شہ نشین شہر رودبار تھا بحر خزر کے جنوبی غربی ساحل پر واقع ہے۔ زمانہ قدیم میں یہ ایران کا ایک صوبہ تھا لیکن یہاں کے باشندے دیالمہ کہے جاتے تھے جو نسل میں فارسی عنصر سے بالکل جداگانہ تھے۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں یہ خطہ اسلامی مفتوحات میں شامل ہوا۔ دیالمہ نے جزیہ پہ صلح کرلی۔ اور اپنی بُت پرستی پر قائم رہے۔ اسلامی فتح سے ان کی شجاعت اور بسالت میں کوئی فرق نہیں آیا۔

انھیں کے متصل بلاد طبرستان تھا۔ وہاں کے اکثر باشندوں نے اسلام کو قبول کرلیا۔ دیالمہ ان کے ساتھ مصالحت رکھتے تھے اور باہم کسی قسم کی منازعت نہیں تھی۔ ابتدا سے عباسیوں کے عہد تک یہی حالت قائم رہی۔

خلیفہ مستعین عباسی نے جیسا کہ ہم اس کے عہد کے بیان میں لکھ چکے ہیں۔ جب محمد بن طاہر کو حدود طبرستان کے قریب کلار اور سالوس جاگیریں دئے اور اس کے کارندہ جابر بن ہارون نے وہاں جاکر اُن کے ساتھ ان زمینوں اور چراگاہوں پر بھی قبضہ کرلیا۔ جن میں طبرستانیوں کے مویشی چرا کرتے تھے تو وہ لوگ مخالفت پر آمادہ ہوئے۔ حسن بن زید کو جو رے میں مقیم تھا بلا کر اپنا امیر بنایا۔ اور ویلمیوں کو بھی اپنے ساتھ ملالیا۔

اس قوت سے حسن نے آل طاہر کے عمال کو وہاں سے نکالدیا ۲۷۱ھ میں اس نے انتقال کیا۔ اس کی جگہ اس کا بھائی محمد بن زید امیر ہوا لیکن اسکا عہد اضطراب میں گذرا یہانتک کہ ۲۸۷ھ میں وہ قتل کردیا گیا۔

Marfat.com

حسن اور محمد کی وجہ سے بلاد دیلم میں اسلام پھیل گیا۔ اس کے بعد ایک شخص حسن بن علی اطروش اس ملک میں پہونچا۔ اس نے متواتر تیرہ سال تک اسلام کی تبلیغ کی۔ جس سے دیالمہ کثرت کے ساتھ اس دین میں داخل ہو گئے۔ اور جا بجا مسجدیں تعمیر ہونے لگیں۔

حدود دیلم پر آل سامان کے متعدد حصار تھے۔ خاصکر سالوس میں نہایت مضبوط قلعہ تھا دیلمیوں کے اسلام لانے کے بعد انکی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ اور وہ ڈھا دیئے گئے۔

طبرستان میں آل سامان کے عمال ظلم و ستم کرتے تھے۔ اطروش نے دیالمہ کو اُبھارا کہ ان کو نکالدیں لیکن وہ اس وجہ سے راضی نہیں ہوئے کہ عبداللہ بن محمد بن نوح امیر طبرستان نے ان کے ساتھ سلوک کئے تھے۔ عبداللہ کی موت کے بعد وہاں ایک دوسرا والی آیا جس نے دیالمہ کے ساتھ بدسلوکی کی۔ اور ان سے تعلقات منقطع کر لئے۔ اطروش نے موقع پاکر انکو اکسایا۔ لیلے بن نعمان اور ماکان بن کالی دیلمیوں کے دو امیر اپنی قوم کو لے کر طبرستان کی طرف بڑھے اور اسپر اطروش کے نام سے قبضہ کر لیا۔

اطروش ۳۰۴ھ میں انتقال کر گیا۔ اس کے بعد طبرستان اس کے دونوں بیٹوں حسن اور ابوالقاسم کے ہاتھ میں رہا۔ لیکن اصلی فرمانروا اطروش کا داماد حسن بن قاسم داعی تھا۔ اس نے ۳۰۹ھ میں لیلے بن نعمان کو نیشاپور کی طرف بھیجا کہ آل سامان کے ہاتھوں سے اس کو چھین لے۔ وہاں سخت جنگ ہوئی۔ جس میں لیلے مقتول ہوا اور اس کی فوج ہزیمت اٹھا کر بھاگی۔ سامانیوں نے بڑھ کر جرجان پر بھی قبضہ کر لیا۔ ماکان بن کالی جو لیلے کے بعد دیالمہ کا سب سے بڑا سردار ہو گیا تھا۔ اپنی جماعت کو لے کر آیا۔ سامانی جرجان چھوڑ کر چلے گئے۔ اس نے وہاں اپنے بھائی ابوالحسن

Marfat.com

کو والی مقرر کردیا۔

ماکان کی جمعیت میں ایک شخص اسفار بن شیرویہ نہایت تندمزاج اور بدسیرت تھا۔ اس وجہ سے نکالدیا گیا۔ وہ آل سامان کے نائب بکر بن محمد والی نیشاپور کے پاس چلا گیا۔ اس نے فوج دے کر اس کو جرجان کی طرف بھیجا۔ وہاں اس نے قبضہ کرلیا۔ ماکان کا بھائی ابوالحسن خود اپنے ہی آدمیوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوا۔

اسفار نے جرجان میں قدم جما کر **مرداویج** بن زیار جیلی کو جو ایک نامی دیلمی رئیس تھا بلاکر اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کیا۔ اس نے طبرستان پر قبضہ کیا۔ حسن بن قاسم داعی اس وقت رَے میں تھا۔ وہاں سے فوج لیکر آیا۔ ساریہ کے متصل فریقین کا مقابلہ ہوا۔ حسن مارا گیا۔ اور اس کی فوج نے شکست کھائی۔ اب طبرستان۔ رَے۔ جرجان۔ قزوین زنجان ابہر قم۔ اور کرج وغیرہ سب اسفار کے قبضہ میں آ گئے۔ لیکن چونکہ وہ آل سامان سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اس وجہ سے ان کا ماتحت رہا۔ ساریہ کو اپنا مرکز بنایا۔ تھوڑے دنوں کے بعد حدود دیلم کے سب سے نامی قلعہ الموت پر بھی قبضہ کرلیا۔

اس وسیع حکومت کے قائم ہوجانے کے بعد اس کے دل میں خود مختاری کی خواہش پیدا ہوئی۔ اور چاہا کہ مقام رَے میں سونے کا تخت اور تاج بنوا کر اپنی استقلال کا دعویٰ کرے۔ سعید بن نصر والی بخارا نے یہ سنکر اسپر چڑھائی کی۔ اسفار نے دب کر صلح کرلی۔ اور اپنے مقبوضات میں سامانی خطبہ اور سکہ بحال رکھا۔

اسفار کی سخت مزاجی کی وجہ سے اس کے تمام امرا اس سے بیزار ہوگئے۔ آخر کے مشورہ سے مرداویج سپہ سالار نے ۳۱۶ھ میں اسکو قتل کر ڈالا۔ اور خود امیر بن گیا۔ اس کے حسن خلق کی وجہ سے دیالمہ اس کے گرد پروانوں کی طرح جمع ہو گئے

Marfat.com

اور اس کی شوکت اور قوت بہت بڑھ گئی۔ رعب اس قدر تھا کہ بجز حاجوں کے اس کے دربار میں کسی کو لب کشائی کی طاقت نہیں تھی۔ شاہانہ مرصع تاج سر پہ رکھتا تھا اور سونے کے تخت پر جلوس کرتا تھا۔ فوجیں دورویہ صف بستہ کھڑی رہتی تھیں۔

اس نے ہمدان پر بھی قبضہ کرلیا۔ پھر اصفہان اور اہواز بھی لے لیا۔ اور خلیفہ مقتدر کو لکھا کہ ان کا خراج دو لاکھ درہم سالانہ بھیجا کروں گا۔ اس کے لئے سوائے منظوری کے کیا چارہ تھا۔

سنہ ۳۲۰ھ میں بلاد جیلان سے اپنے بھائی وشمگیر کو بھی بلا لیا۔ اسی اثناء میں اعیان دیلم میں سے بویہ دیلمی کے تین بیٹے علی۔ حسن اور احمد جو ماکان بن کالی کی فوج میں تھے مرداویج کے پاس آ گئے۔ اس نے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔ اور علی بن بویہ کو کرج کا عامل مقرر کر کے بھیجدیا۔ یہی شخص دولت دیالمہ کا بانی ہے۔

ابن ہلال صابی نے کتاب التاج میں بویہ کے نسب کو بہرام گور تک پہونچایا ہے۔ اس پر ابوریحان بیرونی لکھتا ہے کہ سلطنت حاصل کرنے کے بعد حاشیہ نشین بادشاہوں کے شجرۂ نسب کو اسی طرح مرتب کر لیتے ہیں۔ ورنہ دیالمہ میں سلسلۂ نسب یاد رکھنے کا مطلق دستور نہ تھا۔ لیکن خود اسنے اپنی کتاب آثار الباقیہ میں جس کو شمس المعالی قاموس بن وشمگیر کے نام پر لکھا ہے۔ وشمگیر دیلمی کے نسب کو ایک طرف سے اسپہبد طبرستان اور دوسری طرف سے نوشیرواں کے باپ قباد سے لے جاکر ملایا ہے۔

علی بن بویہ نے اپنے جود و کرم سے اہل کرج کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ مرداویج اسکی طرف سے بدگمان ہوا۔ اور چاہا کہ اس کو کسی بہانہ سے بلا کر قید کر دے۔ لیکن وہ نہیں

Marfat.com

آیا اور شیرزاد کو جو دیالمہ کا ایک نامی سردار تھا اپنے ساتھ ملاکر اصفہان کی طرف بڑھا۔ اور اسپر قبضہ کر لیا۔

مرداویج نے اس کے مقابلہ کے لئے اپنے بھائی وشمگیر کو فوج کے ساتھ بھیجا۔ علی بن بویہ اصفہان چھوڑ کر ارجان کی طرف چلا۔ وہاں کا امیر **ابوبکر** بن یاقوت تھا وہ رامہرمز کی طرف بھاگ گیا۔ اس لئے اس نے ذی حجہ ۳۲۰ھ میں بلامزاحمت اسپر قبضہ کیا۔ اور سامان رسد وغیرہ حاصل کر کے اپنی فوج کو قوی بنالیا۔

شیراز سے **ابوطالب** زید بن علی نے اس کو بلایا کہ یہاں بھی آکر قبضہ کر لو امیر یاقوت تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ علی ارجان سے کوچ کر کے ربیع الثانی ۳۲۱ھ کو نوبندجان میں آیا۔ وہاں یاقوت کے مقدمۂ فوج سے مقابلہ ہوا علی نے اسکو شکست دی۔ اس کے چھوٹے بھائی **احمد** نے جس کا سن اس وقت ۱۹ سال سے زائد نہ تھا۔ اس معرکہ میں بے نظیر شجاعت کا اظہار کیا جس سے اس کا نام روشن ہو گیا۔ اس کے بعد شیراز پر جاکر قبضہ کیا۔

علی کے عدل و انصاف حسن خلق۔ اور برتاؤ کی وجہ سے ہر جگہ کے لوگ اس سے خوش ہوئے خلیفہ راضی کو وزیر ابن مقلہ کے توسط سے اس نے دس لاکھ درہم بھیجے۔ اور لکھا کہ آستانہ خلافت کا میں خادم اور مطیع ہوں خلیفہ نے ان تمام ممالک کی ولایت کا فرمان اس کے نام لکھدیا جو اس کے قبضہ میں تھے اور خلعت و لوا امارت بھی بھیجدیا۔

مرداویج کو اس سے سخت قلق ہوا۔ اس نے اپنے بھائی وشمگیر کو جو اصفہان میں پڑا ہوا تھا لکھا کہ تم اس طرف سے علی پر حملہ کرو۔ میں اس طرف سے آتا ہوں وشمگیر نے شوال ۳۲۲ھ میں رامہرمز اور اہواز پر قبضہ کر لیا۔ علی نے اس کے پاس

Marfat.com

تحفے اور ہدیے بھیجکر صلح کرلی۔

مرداویج اپنے ہم قوموں کو ترکی امراء پر ترجیح دیتا تھا۔ اس وجہ سے انھیں رشک پیدا ہوا۔ اور انھوں نے ۳۲۳ھ میں اس کو قتل کرڈالا۔ اس میں **بجکم** اور **توزون** جن کے تذکرے بغداد کی امیرالامرائی کے ذیل میں ہم لکھ چکے ہیں۔ نیز **باروق۔ ابن لبغرا۔ محمد بن نیال ترجمان** وغیرہ شریک تھے۔

اس کے قتل کے بعد ترکوں کی ایک جماعت بجکم کے ساتھ بلاد جبل میں رہی۔ اور دوسری ابن بویہ کے پاس آگئی۔ دیالمہ رے میں جاکر دشمگیر کی فوج میں شامل ہو گئے۔

اب بلادعجم میں تین قوتیں جو ایک دوسری کی حریف تھیں قائم ہوگئیں۔

(۱) **علی بن بویہ**۔ فارس میں۔

(۲) **دشمگیر**۔ رے میں۔

(۳) **آل سامان**۔ ماوراءالنہر وخراسان میں۔

ان تینوں میں سے ابن بویہ کی قوت میں نشوونما کا مادہ زیادہ تھا۔ اور وہ روزافزوں ترقی پر تھی۔ اس نے اپنے بھائی حسن کو بھیجکر اصفہان پر بھی قبضہ کرلیا پھر وشمگیر کے ساتھ متعدد لڑائیاں کرکے ہمدان۔ قم۔ کاشان۔ رے۔ کرج اور قزوین وغیرہ پر تسلط حاصل کرلیا۔

عراق میں خلیفہ کی قوت سخت کمزور تھی علی نے اپنے بھائی احمد کو فوج دیکر بھیجا۔ اس نے بجکم کو شکست دیکر وہاں قبضہ کرلیا۔ وہ واسط کی طرف چلا گیا۔ احمد چاہتا تھا کہ اس کا تعاقب کرے۔ لیکن اسی درمیان میں امراء بغداد کے خطوط اس کو ملے کہ یہاں

Marfat.com

آکر قبضہ کرو۔ چنانچہ جمادی الثانی ۳۳۴ھ کو وہ بغداد میں داخل ہوا خلیفہ مستکفی نے اس کا استقبال کیا۔ اس نے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کی خلیفہ نے اس کی سلطنت کو تسلیم کرلیا۔ اور علی کو عماد الدولہ حسن کو رکن الدولہ اور احمد کو معز الدولہ کے خطابات عطا کئے۔ اور سکوں پر ان کے نام نقش کرنے کا حکم دیا۔

اس دن سے خلافت عباسیہ کا نیا دور شروع ہوا جس میں سلطنت خلیفہ کے ہاتھ سے بالکل نکل گئی۔ وہ محض ایک دینی رئیس رہ گیا۔ اور اس کی حکومت اس کے محل کی چہار دیواری میں محدود ہو گئی۔ بنی بویہ چونکہ مذہباً شیعہ تھے۔ اسلئے معز الدولہ کی یہ خواہش تھی کہ بنی عباس سے خلافت کو نکال کر کسی عَلَوی کو خلیفہ بنائے لیکن ایک رازدار نے مشورہ دیا کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ عباسیوں کی خلافت کو نہ تم صحیح سمجھتے ہو نہ تمہاری فوج۔ اس وجہ سے اگر کسی وقت تم خلیفہ کے قتل یا قید کا حکم دوگے تو کوئی چون وچرا نہیں کرے گا بخلاف اس کے اگر کسی عَلَوی کو خلیفہ بنا دیا تو چونکہ تمہارے عقیدے میں اس کی خلافت صحیح ہوگی اس لئے اگر کسی وقت وہ تمہارے قتل کا حکم دے گا تو خود تمہاری فوج اس کی تعمیل کے لئے تیار ہو جائے گی۔

معز الدولہ نے اس رائے کو پسند کیا۔ چنانچہ خلافت عباسیہ کو باقی رکھا۔ اور خلیفہ کے گذارہ کے جاگیر مقرر کر دی۔

اس وقت ممالک اسلامیہ کی سیاسی حالت یہ تھی۔

(۱) اندلس میں بنی امیہ کی سلطنت تھی۔ قائم بالامر عبدالرحمٰن ناصر تھا جس نے خلافت کا دعویٰ کر دیا تھا۔

(۲) افریقہ میں اُدارِسہ اور اَغالبہ کے کھنڈروں پر دولت فاطمیہ قائم ہو چکی تھی۔ یہ لوگ

بھی خلافت کے مدعی تھے۔ اور اپنے کو امیر المؤمنین کہتے تھے۔ عبید اللہ المہدی بانی دولت فاطمیہ کے انتقال کے بعد دوسرا فاطمی خلیفہ اسماعیل منصور تھا۔

(۳) مصر میں دولت اخشیدی قائم تھی۔ اس خاندان کا دوسرا فرمانروا انوجور بن محمد اخشید تخت پر تھا۔ یہاں عباسی خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔

(۴) حلب کا امیر سیف الدولہ علی بن عبداللہ بن حمدان تھا۔ یہ بھی خلیفہ عباسی کا نام خطبہ میں لیتا تھا۔

(۵) جزیرہ فراتیہ میں ناصر الدولہ حسن بن عبداللہ حمدانی کی حکومت تھی خطبہ خلیفہ عباسی کا تھا۔

(۶) عراق بنی بویہ کے قبضہ میں تھا۔ یہاں پہلے خلیفہ عباسی پھر معز الدولہ کا نام خطبوں میں لیا جاتا تھا۔

(۷) عمان۔ بحرین۔ یمامہ۔ اور سواد بصرہ میں قرامطہ کا تسلط تھا جو فاطمی امام کا خطبہ پڑھتے تھے۔

(۸) فارس اور اہواز میں خلیفہ عباسی۔ اس کے بعد علی بن بویہ عماد الدولہ کا ذکر خطبہ میں ہوتا تھا۔ بنی بویہ میں چونکہ یہ سب سے بڑا تھا اس لئے امیر الامراء کہا جاتا تھا۔

(۹) بلاد جبل اور رَے میں خلیفہ اور رکن الدولہ حسن بن بویہ کا نام لیا جاتا تھا۔

(۱۰) جرجان اور طبرستان آل سامان اور وشمگیر کی باہمی منازعات کے جولانگاہ تھے۔

Marfat.com

(۱۱) خراسان اور ماوراء النہر جس کا صدر مقام بخارا تھا۔ بنی سامان کے زیر حکومت تھے۔ ان میں بھی عباسی خلیفہ کا خطبہ جاری تھا۔

یہ تمام بڑی بڑی قوتیں جو پہلے ایک نظام میں منسلک اور ایک مرکز سے وابستہ تھیں اب بالکل ایک دوسرے سے الگ۔ بلکہ باہمدگر برسر پرخاش تھیں اور امت اسلامیہ کا سارا شیرازہ بکھرا ہوا تھا۔

ان میں سے صرف دولت حمدانیہ عربی تھی۔ لیکن وہ بھی خودمختار نہیں تھی بلکہ بنی بویہ کی ماتحت تھی۔ اور ترکی امراء اس پر مسلط ہو گئے تھے۔

خلع مستکفی

معزالدولہ کے بغداد میں آنے کے بعد مستکفی چالیس دن سے زیادہ خلیفہ نہیں رہ سکا۔ کیونکہ اسپر الزام لگایا گیا کہ وہ معزالدولہ کے خلاف سازش کر رہا ہے۔ اس وجہ سے ۱۲ جمادی الثانی ۳۳۴ھ میں تخت سے اتار دیا گیا۔ پہلے دو دیلمی خلیفہ کے پاس گئے۔ اس نے خیال کیا کہ یہ میرے ہاتھ کا بوسہ دینا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہاتھ ان کی طرف بڑھایا۔ انھوں نے اس کو پکڑ کر تخت سے نیچے کھینچ لیا اور اسکا عمامہ کمر میں ڈال کر پاپیادہ معزالدولہ کے پاس لئے گئے۔ وہاں قید کر دیا گیا۔ دیلمیوں نے قصر خلافت کو لوٹ لیا۔

مطیع (۲۳)

خلافت ۱۲ جمادی الثانی ۳۳۴ھ سے ۵ ذیقعدہ ۳۶۳ھ تک ۲۹ سال ۴ ماہ ۲۸ روز

فضل بن مقتدر بن معتضد خلیفہ مستکفی کا چچازاد بھائی تھا۔ ۱۲ جمادی الثانی ۳۳۴ھ

Marfat.com

مطابق ۲۹ جنوری ۹۴۶ء کو خلیفہ بنایا گیا۔ اس کا لقب مطیع للہ رکھا گیا معاملات حکومت کل بنی بویہ کے ہاتھ میں تھے۔ ان میں اس کو مطلق دخل نہ تھا۔

اس کے عہد میں معزالدولہ اور پھر اس کا بیٹا عزالدولہ بختیار حاکم رہا۔

معزالدولہ

احمد بن بویہ فاتح عراق۔ یہ اپنے دونوں بھائیوں عمادالدولہ علی بن بویہ والی فارس اور رکن الدولہ حسن بن بویہ فرمان روائے رَے سے چھوٹا تھا۔ اس کے عہد میں عراق جو غلہ کی پیداوار کے لحاظ سے دنیا کا خزن تھا۔ بالکل ویران ہو گیا جس کے متعدد اسباب تھے۔

(۱) معزالدولہ نے عراق کے سارے علاقہ کو اپنی فوج کے امرا میں تقسیم کر دیا۔ ان لوگوں نے کاشتکاروں پر اس قدر مظالم کئے کہ وہ اپنے گھر بار چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں نکل گئے۔

(۲) معزالدولہ کی فوج میں دیالمہ تھے۔ ان میں اور ترکوں میں عداوت پیدا ہو گئی۔ انھوں نے باہم لڑائی اور لوٹ مار شروع کر دی جس کی وجہ سے قافلوں کی آمد اور تجارت بالکل بند ہو گئی۔ خود بغداد میں غلہ اس قدر گراں ہو گیا کہ وہاں کے لوگ مردار کھانے پر مجبور ہو گئے۔ اور بھوک کی شدت سے بہت سی مخلوق مر گئی۔

(۳) بغداد میں بالعموم اہل سنت تھے جو صحابہ کرام کا احترام کرتے تھے معزالدولہ نے عاشورہ کے دن حکم دیا کہ سب لوگ دکانیں بند رکھیں۔ اور امام حسینؑ کا ماتم کریں۔ عورتیں اپنے بالوں کو کھول کر نوحہ کرتی ہوئی نکلیں۔ اسی طرح ۱۸ ذی الحجہ کو عید غدیر کے جشن منانے کا فرمان شائع کیا۔ لوگ چونکہ ان باتوں کو دین کے خلاف سمجھتے تھے۔ اور ان سے جبراً اس کی تعمیل کرائی جاتی ہے اس وجہ سے شورشیں برپا ہوئیں اور اضطرابات

Marfat.com

رونما ہوئے۔ جابجا باہم لڑائیاں ہونے لگیں۔ معزالدولہ نے اس پر اور سختی کی چنانچہ ۳۵۱ھ میں مساجد میں صحابۂ کبار پر لعنتوں کے اعلانات چسپاں کرلئے۔ اس شیعیت کے غلبہ کی وجہ سے بہت سے اہل سنت وہاں سے ہجرت کر گئے۔

(۴) ہر طرف سے معزالدولہ کے دشمن کھڑے ہو گئے جن سے سلسلہ وار لڑائیاں ہونے لگیں۔ ان کی وجہ سے ملک میں سخت ابتری پھیل گئی۔

شمال میں موصل کا رئیس ناصرالدولہ تھا جو معزالدولہ کی سلطنت لینا چاہتا تھا جنوب میں بریدی بصرہ کا امیر بھی اگرچہ بنی بویہ کا ماتحت تھا لیکن استقلال کا خواہاں تھا بحرین کے قرمطی بھی معزالدولہ کے دشمن تھے۔ چنانچہ جب اس نے متعدد جنگوں کے بعد بریدی کو بصرہ سے نکالدیا تو اس نے ہجر میں جاکر قرامطہ کے پاس پناہ لی۔ وہ امیر عمان کے ساتھ بصرہ پر حملہ آور ہوئے۔ اور وہاں معزالدولہ کی فوج کے ساتھ نہایت خوں ریز جنگ کی۔

ان سب پر مزید یہ کہ واسط اور بصرہ کے درمیان مقام بطیحہ میں عمران بن شاہین نے اپنی حکومت ۳۲۹ھ سے قائم کر رکھی تھی۔ معزالدولہ کی فوجیں اس کے مقابلہ سے عاجز آگئیں۔ یہ حکومت ۴۰۸ھ تک رہی۔ امراء کے نام یہ ہیں۔

(۱) عمران بن شاہین	۳۲۹ - ۳۶۹
(۲) حسن بن عمران	۳۷۲ -
(۳) ابوالفرج بن عمران	۳۷۳ -
(۴) ابوالمعالی بن حسن	۳۷۳ -
(۵) مظفر وزیر	۳۷۶ -
(۶) مہذب الدولہ ابوالحسن	۴۰۸ -

Marfat.com

(۷) ابن مهذب الدولہ ۔ ۴۰۸ھ

(۸) عبداللہ بن نسی ۔ ۴۰۸ھ

الغرض معز الدولہ کا سارا عہد بغداد میں اضطراب اور مصیبت کا عہد تھا اسی کے زمانہ ۳۳۸ھ میں عماد الدولہ علی بن بویہ اصطخر میں انتقال کر گیا۔ چونکہ اسکے کوئی بیٹا نہیں تھا۔ اس وجہ سے اس نے اپنے بھتیجے فنا خسرو پسر رکن الدولہ کو جانشینی کے لئے بلا لیا۔ اس کے بعد وہی فارس کا بادشاہ ہوا۔ اسکا لقب **عضد الدولہ** رکھا گیا۔

معز الدولہ نے ۱۲ ربیع الاول ۳۵۶ھ میں وفات پائی۔ اسکا جانشین اس کا بیٹا بختیار ہوا۔

عز الدولہ بختیار

اس کے زمانہ میں حالات پہلے سے بھی زیادہ بدتر ہو گئے۔ کیونکہ لہو و لعب میں مشغول رہتا تھا۔ اور عورتوں میں اپنا وقت گذارتا تھا۔ یہانتک کہ اسکے دونوں وزیر **ابو الفضل** عباس بن حسین اور محمد بن عباس بھی اس سے برگشتہ ہو گئے۔

اس کے عہد میں ناصر الدولہ حمدانی والی موصل کو خود اسکی اولاد نے قتل کر ڈالا۔ اسکی جگہ اس کا بیٹا **ابو تغلب** رئیس ہوا۔ عز الدولہ نے اسپر ۲ لاکھ درہم سالانہ خراج لگایا۔ والی حلب **سیف الدولہ** بھی گذر گیا۔ یہی عربی کے مشہور شاعر **متنبی** کا ممدوح ہے۔ اسکا جانشین اس کا بیٹا **ابو المعالی** شریف ہوا مصر میں **کافور** اخشیدی نے بھی ۳۵۶ھ میں انتقال کیا۔ اس کی وفات سے فاطمیوں کو جو تاک میں لگے ہوئے تھے موقع مل گیا چنانچہ **معز الدین** فاطمی نے اپنے سپہ سالار جوہر صقلی کو فوج

Marfat.com

دے کر بھیجا۔ اس نے ۳۶۱ھ میں وہاں فاطمی خلافت کا جھنڈا گاڑ دیا۔

رکن الدولہ اور وشمگیر میں جنگ جاری تھی بعد ۳۵۷ھ میں وشمگیر کی وفات کے بعد اس کا بیٹا بے ستون تخت نشین ہوا۔ اسکے ساتھ بھی لڑائی ہوتی رہی۔

احوال خارجیہ

اسلامی حدود کی حفاظت سیف الدولہ حمدانی کرتا تھا۔ کیونکہ وہ مقامات اسی کے قبضہ میں تھے۔ چنانچہ وہ اور اس کا غلام نصر دونوں باری باری سے رومیوں کے مقابلہ میں جاتے تھے۔ لیکن ان کی قوت ایسے دشمن کی مدافعت کے لئے جن کے واسطے خلافت اسلامیہ خاص اہتمام کیا کرتی تھی کافی نہیں تھی۔

۳۳۵ھ میں سیف الدولہ نے خود فوج لے کر رومیوں پر چڑھائی کی۔ واپسی میں انھوں نے اس کا راستہ روک کر فوج کو قتل کر ڈالا۔ وہ ایک مختصر جماعت کے ساتھ مشکل سے اپنی جان بچا سکا۔

۳۴۱ھ میں رومیوں نے شہر سروج پر یورش کر کے باشندوں کو قتل و غارت کیا۔ اور مسجدوں کو ڈھا دیا۔

۳۴۳ھ میں سیف الدولہ نے ان پر چڑھائی کی اور خرشنہ تک پہونچ گیا۔ اس کی واپسی کے بعد رومی دیار ربیعہ تک آگئے۔ میا فارقین میں آگ لگا دی پھر بحری راستہ سے طرسوس پہونچکر اس کو جلا دیا۔ اور ۱۸۰۰ مسلمانوں کو ہلاک کر ڈالا۔

۳۴۴ھ میں مقام رہا کو لوٹ لیا۔ اور مسلمانوں پر ظلم و ستم کر کے چلے گئے۔ ان کا ایک آدمی بھی زخمی نہیں ہوا۔ کیونکہ کوئی مقابلہ کرنے والا نہ تھا۔

۳۴۹ھ میں سیف الدولہ انتقام لینے کی غرض سے ان کے ملک میں بڑھا۔

Marfat.com

اور دور تک چلا گیا۔ واپسی میں رومیوں نے ایک درہ میں اس کا راستہ روک لیا مسلمان امرا نے دوسری طرف سے نکل چلنے کی رائے دی۔ لیکن سیف الدولہ نے اپنے استبداد کی وجہ سے ان کے مشورہ کو قبول نہیں کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ساری فوج ہلاک ہو گئی اور خود محض تین سو آدمیوں کے ساتھ بچکر آیا۔

سن ۳۵۰ھ میں انطاکیہ کے متطوعین کی ایک جماعت روم کی طرف بڑھی لیکن وہ کمینگاہوں میں چھپے ہوئے تھے۔ اچانک حملہ کر کے زیادہ حصہ کو قتل اور بقیہ کو گرفتار کیا۔

۳۵۱ھ میں دمستق عین زربہ کی طرف حملہ آور ہوا۔ ۵۴ اسلامی قلعے فتح کر لئے اور لاکھوں مسلمانوں کو بے خانماں کر دیا۔ اس کے بعد حلب کی جانب آیا۔ سیف الدولہ نے شکست کھائی۔ اور اس کے اکثر اقربا مقتول ہوئے۔ دمستق نے اس کا سارا مال و متاع لوٹ لیا۔ گھر کو بھی منہدم کرا دیا۔ نو روز تک شہر کو غارت کیا۔ جسقدر سامان لے جاسکتا تھا لے گیا۔ بقیہ کو آگ لگا دی۔ اور مسلمانوں کے ۲ ہزار بچوں کو پکڑ کر لیگیا۔

۳۵۳ھ میں اس نے مصیصہ کا محاصرہ کیا۔ جا بجا سے مسلمان رضاکاروں کی جماعت مقابلہ کے لئے آئی۔ پانچ ہزار مجاہد خراسان سے پہونچے۔ سیف الدولہ خود انکو اپنے ساتھ لیکر گیا۔ رومی وہاں سے جا چکے تھے۔ اس لئے یہ جماعت واپس چلی آئی۔ ادھر انہوں نے جاکر طرسوس کا محاصرہ کر لیا۔ تین مہینے تک باشندے مدافعت کرتے رہے۔ کہیں سے کوئی امداد نہیں پہونچی۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی۔ رومیوں میں وبا پھیل گئی۔ جسکی وجہ سے وہ محاصرہ اٹھا کر چلے گئے۔

۳۵۴ھ میں قیصر نے مصیصہ کو فتح کر لیا۔ وہاں کے بہت سے مسلمانوں کو تہ تیغ

Marfat.com

کرڈالا۔ اور بقیہ کو اپنے ساتھ لے گیا جن کی تعداد تقریباً دو لاکھ تھی۔ پھر طرسوس کا محاصرہ کیا۔ اہل طرسوس نے امان طلب کی جو اس نے منظور کی لیکن جب شہر کا دروازہ کھول دیا گیا تو حکم دیا کہ جو شخص جس قدر اپنا مال اٹھا سکتا ہو لیکر یہاں سے نکل جائے چنانچہ لوگ انطاکیہ کی طرف چلے گئے۔ اسنے جامع مسجد کو توڑ دیا۔ اس میں گھوڑے باندھے۔ بعض بعض مسلمانوں نے اس مصیبت میں عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔

افسوسناک امر یہ ہے کہ آنکھوں کے سامنے سرحد کے مسلمانوں پر یہ واقعات گذر رہے تھے لیکن مسلمان امرا اپنے ذاتی اغراض کے لئے باہمدگر برسر پیکار رہتے۔ اور کوئی اس دشمن کی مدافعت کی طرف توجہ نہیں کرتا تھا۔

۳۵۸ھ میں قیصر شام میں آیا۔ طرابلس کو جلا دیا۔ قلعہ عرقہ کو فتح کیا۔ پھر حمص میں پہونچکر آگ لگادی اور ساحلی بستیوں کو غارت کر ڈالا مگر کوئی مقابلہ کے لئے نہیں گیا۔

اس حملہ میں اس نے جسقدر مسلمانوں کو لوٹا یا قتل کیا انکا شمار نہیں کیا جا سکتا ایک لاکھ سے زیادہ ان بچوں کی تعداد تھی جنکو پکڑ کر لے گیا۔ اور نوعمروں کے علاوہ کسی کو گرفتار بھی نہیں کرتا تھا۔ بالعموم جوانوں کو قتل اور بڈہوں کو نکال دیتا تھا۔

رومیوں کی ان دست اندازیوں سے عالم اسلامی میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا امام ابوبکر محمد بن اسماعیل بن قفّال مروزی شافعی یہ دیکھ کر کہ بنی بویہ قصداً رومیوں کے مقابلہ سے گریز کرتے ہیں بشرق میں نفیر عام کا اعلان کیا۔ اور بیس ہزار مجاہدین کی جماعت کو لے کر مغربی مسلمانوں کی حمایت کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ بلاد جبل میں سے گذرتا تھا رکن الدولہ دیلمی نے از راہ عداوت انکو روک دیا۔ انھوں نے ہر چند کہا

کہ تم سے ہم کو کوئی غرض نہیں۔ ہم رومیوں کی مدافعت کے لئے جاتے ہیں۔ لیکن اس نے نہیں مانا۔ اور فوج لے کر منتشر کر دیا۔ مجبوراً متفرق ہو کر واپس چلے آئے۔

۳۵۹ھ میں رومیوں نے انطاکیہ پر بھی جو سرحد کا سب سے بڑا مقام تھا قبضہ کر لیا۔ باشندوں کو قتل و غارت کر کے بیس ہزار لڑکوں اور لڑکیوں کو اسیر کیا۔ اسکے بعد حلب کی طرف آئے۔ یہاں سیف الدولہ کا غلام **قرعویہ** حاکم تھا۔ جس کے ساتھ **ابوالمعالی** شریف جنگ میں مشغول تھا۔ رومیوں کی خبر سن کر ابوالمعالی بیابان کی طرف بھاگ گیا۔ قرعویہ نے کچھ رقم دیکر ان کے ساتھ صلح کر لی۔

۳۶۱ھ میں رومیوں نے رہا کو دوبارہ لوٹا۔ پھر جزیرہ میں نصیبین کی طرف آئے۔ وہاں قتل و غارت کیا۔ اور بستیوں کو جلایا۔ دیار بکر کو بھی تاخت و تاراج کر ڈالا۔ ان مقامات کے باشندے بغداد میں فریاد لیکر پہونچے۔ اور جامع مسجد میں رومیوں کے مظالم بیان کر کے امداد کے خواہاں ہوئے۔ **بختیار** اس وقت شکار کے لئے باہر گیا ہوا تھا۔ اعیان بغداد رنج سے بھرے ہوئے اس کے پاس گئے۔ اور کہا کہ یہ وقت مسلمانوں کی حمایت کا ہے۔ اس نے وعدہ کیا۔ اور امیر **سبکتگین** کو بھیجا کہ بغداد میں جا کر جہاد کا اعلان کرے۔ **ابوتغلب** والی موصل کو لکھا کہ تم رسد اور اسلحہ وغیرہ تیار رکھو ہم آتے ہیں۔ اس نے نہایت خوشی سے سامان فراہم کرنا شروع کیا۔

اس کے بعد بختیار نے خلیفہ مطیع سے مالی امداد طلب کی۔ اس نے جواب دیا کہ جو شخص ممالک سے خراج وصول کرتا ہے اس کے اوپر جنگ اور اس کے اخراجات کا بار ہے۔ میں کچھ نہیں دے سکتا۔ بختیار نے دھمکی دیکر چار لاکھ درہم وصول کئے۔ جس کے لئے خلیفہ کو حرم کے کپڑے۔ زیورات۔ یہاں تک کہ مکانات بھی بیچنے پڑے

Marfat.com

یہ رقم جب مل گئی تو بختیار نے جنگ کا ارادہ ترک کر کے اس کو اپنی عیاشی میں صرف ک

۳۶۲ھ میں دمستق آمد کی طرف آیا۔ ھبتہ اللہ بن ناصر الدولہ حمدانی اور اس

کے بھائی ابو تغلب نے پہونچکر دونوں طرف سے گھیر لیا۔ رومیوں نے شکست فاش

کھائی اور دمستق گرفتار ہوا۔

الغرض مطیع کے عہد میں رومی یکے بعد دیگرے سرحدی شہروں کو اپنے قبضہ میں

لائے۔ اور جہانتک ان کا بس چلا مسلمانوں کو قتل و غارت کیا۔ مسلمان امراء اور

خاصکر بنی بویہ جن کے ہاتھوں میں حکومت اور طاقت تھی اپنی خود غرضانہ لڑائیوں

اور عیش پرستیوں میں مصروف رہے اور ان دردناک مظالم کو روکنے کے لئے نہیں

اٹھے۔ صرف بنی حمدان جو عربی نژاد تھے اپنی طاقت کے بقدر اسلام کی حمایت اور

رومیوں کی مدافعت کرتے رہے۔

خلع مطیع

مطیع خانہ نشین اور بے اختیار تھا۔ اس کا کوئی کارنامہ اس قابل نہیں کہ تاریخ

کے صفحات میں ثبت کیا جائے۔ آخر میں اسپر فالج گر گیا۔ امیر سبکتگین نے معذور دیکھ کر

۱۵ ذی قعدہ ۳۶۳ھ مطابق ۱۷ اگست ۹۷۴ء کو خلافت سے اسکو معزول کر دیا۔

طائع (۲۴)

خلافت ۱۵ ذیقعدہ ۳۶۳ھ سے ۱۲ رجب ۳۸۱ھ تک ۱۷ سال ۸ ماہ ۶ روز۔

ابو الفضل عبد الکریم طائع للہ بن مطیع بن مقتدر۔ اس کی ولادت ۳۱۷ھ میں

ہوئی تھی۔ مطیع کی معزولی کے دن اس کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔

Marfat.com

معاصرین

طائع کی خلافت میں عراق کی حکومت بنی بویہ کے حسب ذیل امرا کے ہاتھ میں رہی۔

(۱) عز الدولہ بختیار ۳۶۷ھ تک

(۲) عضد الدولہ فنا خسرو پسر رکن الدولہ حسن بن بویہ ۳۷۲ " "

(۳) صمصام الدولہ ابو کالیجار مرزبان پسر عضد الدولہ ۳۷۶ " "

(۴) شرف الدولہ ابو الفوارس شیر دل پسر عضد الدولہ ۳۷۹ " "

(۵) بہاء الدولہ ابو نصر فیروز پسر عضد الدولہ۔ . . .

عراق کے علاوہ بلاد جبال، رے، فارس اور اہواز بھی انھیں کے قبضہ میں تھے۔

فاطمیوں کی خلافت مصر سے شام اور حجاز تک پھیل گئی۔ اور ان مقامات سے عباسی خطبہ منقطع ہو گیا۔

موصل میں عدۃ الدولہ ابو تغلب غضنفر بن ناصر الدولہ رئیس تھا۔ ۳۶۹ھ میں اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ابو طاہر ابراہیم پھر ابو عبد اللہ حسین جانشین ہوا۔ ۳۸۰ھ میں ابو الذواد محمد بن مسیّب بن رافع بن مقلد نے جو بنی عقیل میں سے تھا وہاں قبضہ کر لیا۔ اس وقت سے دولت عقیلی قائم ہو گئی۔ دیار بکر بھی بنی حمدان کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ اور وہاں علی حسین بن مروان نے دولت مروانیہ کی بنیاد رکھی۔

مشرق میں آل سامان کی حکومت تھی۔ لیکن ماوراء النہر میں ایلخانی ان کے حدود میں بڑھ رہے تھے۔ اور ادھر غزنین پر امیر سبکتگین نے قبضہ کر لیا تھا۔

Marfat.com

بغداد میں بختیار کے تشیع کی وجہ سے سخت فساد برپا ہوا۔ محلہ کرخ کے باشندے جو شیعہ تھے۔ سلطان وقت کو اپنا حامی پاکر اہلسنت کی دل آزاریاں کرنے لگے سنی تاب نہ لاکر مقابلہ کے لئے اٹھے۔ عزالدولہ کی فوج میں دیلمی تمام تر شیعہ تھے لیکن ترک سنی تھے۔ امیر سبکتگین جوان کا سردار تھا سنیوں کی مدد پر تھا۔ سخت مقابلہ کے بعد شیعہ مغلوب ہوئے۔ عزالدولہ نے ترکوں کو دبانے کے لئے رکن الدولہ اور عضدالدولہ سے مدد مانگی۔ رکن الدولہ نے اپنے وزیر ابن عمید کے ہمراہ ایک فوج بھیجی عضدالدولہ عراق پر قبضہ کرنے کی ہوس رکھتا تھا۔ اس وجہ سے خود لشکر لے کر آیا۔ اور ترکوں پر فتح حاصل کرکے ۳۶۴ھ میں بغداد میں داخل ہوا۔ بختیار کو قید کردیا۔ اور اس کی فوج کو احسان و بخشش سے خوش رکھا۔ خلیفہ کے ساتھ بھی مدارات کی اور اس کی جاگیر اور عزت میں اضافہ کیا۔ قصر خلافت بھی تعمیر کرادیا۔

رکن الدولہ نے اپنے بیٹے کی اس حرکت کو پسند نہ کیا۔ اس لئے وہ پھر عراق کو بختیار کے سپرد کرکے شیراز کو واپس چلا آیا۔ لیکن ۳۶۶ھ میں رکن الدولہ کی وفات کے بعد آکر قبضہ کرلیا۔ اور بختیار کو نکال دیا۔ پھر بنی حمدان سے موصل۔ دیار بکر۔ اور دیار ربیعہ وغیرہ بھی لے لئے۔ اب اس کی حکومت کا رقبہ جزیرہ سے اہواز۔ فارس جبال اور رے تک پہونچ گیا۔ ۳۷۱ھ میں وشمگیر سے جرجان بھی چھین لیا۔

عضدالدولہ آل بویہ میں سب سے زیادہ عاقل۔ دانشمند۔ مدبر۔ علوم وفنون کا مربی اور علماء فضلاء کا قدردان۔ فیاض اور خوش خلق تھا۔ لائق کارپردازوں کو رکھتا تھا۔ اور عدل و انصاف کرتا تھا۔ سفارشوں کا دروازہ اس کے یہاں بند تھا ہر سال صدقہ کی بہت بڑی رقم نکالتا تھا اور وجوہ خیر میں اسکو صرف کرتا تھا۔ مدینۃ الرسول

کی فصیل اسی کی تعمیر کرائی ہوئی ہے۔

تاریخ اس کا ایک عیب بھی دکھاتی ہے۔ وہ یہ کہ تحصیل مال کی بہت حرص رکھتا تھا۔ اور ہر ممکن طریقے اس کے لئے استعمال کرتا تھا۔

اپنے آخری عہد میں اس نے جانوروں اور دوسری چیزوں پر جو فروخت کی جاتی تھیں محصول لگا دیا تھا۔ اور برف اور ریشم کی تجارت اپنے لئے مخصوص کرلی تھی۔ دوسرے کو اس کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ شوال ۳۷۲ھ میں وفات پائی

اسکا جانشین اس کا بیٹا صمصام الدولہ ابو کالیجار ہوا۔ اسکا بھائی شرف الدولہ شیرول فارس میں حکمران تھا۔ اس نے مخالفت کی اور اس کے نام کا خطبہ وہاں بند کردیا۔ صمصام الدولہ نے ایک فوج بھیجی لیکن وہ شکست کھا کر واپس چلی آئی۔

موصل میں ایک رئیس کرد باز نامی نے بڑا اقتدار حاصل کرلیا تھا۔ عضد الدولہ کی وفات کے بعد اس نے اپنی خودمختاری کا اعلان کردیا۔ صمصام الدولہ نے فوج بھیجی۔ اس نے شکست دیدی۔ اور ارادہ کیا کہ عراق پر قبضہ کرکے دلمیوں کو وہاں سے نکال دے صمصام الدولہ خود فوج لے کر مقابلہ کے لئے بڑھا۔ اور اس کو ہزیمت دی۔ اس نے صرف دیار بکر لے کر صلح کرلی۔

ان اضطرابات میں شرف الدولہ نے موقع پاکر ۳۷۵ھ میں لشکرکشی کی۔ پہلے اہواز پر قابض ہوا۔ پھر بصرہ پر۔ صمصام الدولہ نے دیکھا کہ مدافعت ناممکن ہے۔ اس لئے مصالحت کرلی۔ شرط یہ قرار پائی کہ بغداد میں شرف الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور صمصام الدولہ اس کا نائب رہے۔

خلیفہ طائع نے بھی امیر الامرائی کا خلعت شرف الدولہ کے پاس بھیجا۔

Marfat.com

دوسرے سال شرف الدولہ پھر بغداد کی طرف آیا۔ اور رمضان ۳۷۶ھ میں وہاں داخل ہو کر صمصام الدولہ کو قید کر دیا۔

صمصام الدولہ کی حکومت تین سال ۱۱ ماہ رہی اسکے زمانہ میں **موید الدولہ** پسر رکن الدولہ والی جرجان نے انتقال کیا۔ اس کی جگہ اس کا بھائی **فخر الدولہ** تخت نشین ہوا۔ اسی کا وزیر **صاحب** بن عباد تھا جو اپنے زمانہ کا بہت بڑا ادیب اور مشہور فاضل گذرا ہے۔

شرف الدولہ بغداد میں دو سال آٹھ مہینے حکومت کر کے جمادی الثانی ۳۷۹ھ میں انتقال کر گیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی **بہاؤ الدولہ** ابو نصر نے زمام سلطنت اپنے ہاتھ میں لی۔

۳۸۱ھ میں مال کی قلت سے وہ اپنی فوج کو تنخواہ نہیں دے سکا۔ اس کے وزیر نے مشورہ دیا کہ خلیفہ کے خزانہ پر قبضہ کر لے۔ چنانچہ وہ اپنے ساتھ سپاہیوں کو لے کر طائع کے پاس گیا۔ اور سلام کر کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ ایک دیلمی خلیفہ کی طرف اس طرح بڑھا کہ گویا دست بوسی کرنا چاہتا ہے۔ قریب جا کر اس کو تخت سے نیچے کھینچ لیا۔ خلیفہ نے إنّا للہ پڑھی۔ اور اپنی مدد کے لئے فریاد کی۔ لیکن دیلمیوں نے قصر خلافت کا سارا مال و متاع لوٹ لیا۔ اور بہاء الدولہ نے خلیفہ کو خلافت سے معزول کر دیا۔

قادر (۲۵)

مدت خلافت ۱۲ رمضان ۳۸۱ھ سے ۲۲ ذی حجہ ۴۲۲ھ تک ۴۱ سال ۳ ماہ ۱۰ روز

Marfat.com

ابوالعباس احمد قادر باللہ بن اسحاق بن مقتدر۔ اس کی والدہ دمنہ نامی ایک ام ولد تھی۔

طائع کی زندگی میں قادر نے ایک بار اس کو خلافت سے معزول کرانے کی سازش کی تھی۔ اس وجہ سے طائع نے اس کی گرفتاری کا حکم دیا۔ وہ بغداد سے بطیحہ میں **مہذب الدولہ** ابوالحسن کے پاس چلا گیا۔ اس نے نہایت تعظیم کی اور آسائش کے ساتھ رکھا۔

طائع کی معزولی کے بعد امراء بغداد نے اسی کو خلافت کے لئے نامزد کیا بہاء الدولہ نے اپنے خاص آدمیوں کو اس کے لینے کے لئے بھیجا۔ مہذب الدولہ نے شاہانہ سازوسامان کے ساتھ روانہ کیا۔ اور بہت بڑی رقم بھی دی۔ ۱۲ رمضان ۳۸۱ھ مطابق ۳ اکتوبر ۹۹۱ء کو بغداد پہونچا۔ بہاء الدولہ اور تمام امراء استقبال کے لئے نکلے۔ نہایت احتشام کے ساتھ شہر میں داخل ہوا۔ اسی روز اس کی خلافت کی بیعت ہوئی۔

معاصرین

قادر کے عہد میں یمن کی دولت زیادیہ پر آل زیاد کے ایک حبشی غلام مؤید نجاح نے ۴۱۲ھ میں قبضہ کر کے اپنی خودمختاری کا اعلان کر دیا۔ یہ دولت ۵۵۴ھ تک اس کی نسل میں چلی آئی۔ امراء کے نام یہ ہیں۔

(۱) مؤید نجاح	۴۱۲-۴۵۲
داعی صلیحی کے ساتھ نزاع قائم رہی	۴۷۳-
(۲) سعید احول بن نجاح	۴۸۲-

(۳) جیّاش بن نجاح ۔ ۴۹۸

(۴) فاتک بن جیّاش ۔ ۵۰۳

(۵) منصور بن فاتک ۔ ۵۱۷

(۶) فاتک بن محمد بن فاتک ۔ ۵۵۴

۵۵۴ھ میں ان کے ہاتھوں سے حکومت نکل گئی۔ اور دولت مہدیہ قائم ہوئی۔

موصل میں بنی حمدان کے کھنڈروں پر دولت عقیلی کی تعمیر ہوئی تھی۔ یہ لوگ بنی بویہ کے ماتحت تھے۔ امرار کی فہرست حسب ذیل ہے۔

(۱) حسام الدولہ مقلد بن مسیّب ۔ ۳۸۶-۳۹۱

(۲) معتمد الدولہ قرداش بن مقلد ۔ ۴۴۲

قرداش نے خلیفہ عباسی کا خطبہ اٹھا کر فاطمی خطبہ جاری کیا۔ قادر نے قاضی ابوبکر باقلانی شیخ اشعریہ کو بہاء الدولہ کے پاس بھیجا۔ اس نے موصل کی طرف فوج روانہ کی۔ قرداش نے خوف زدہ ہو کر پھر عباسی خطبہ کو رائج کیا۔

(۳) زعیم الدولہ ابو کامل برکت بن مقلد ۔ ۴۴۳

(۴) عَلَم الدولہ ابو المعالی قرداش بن بدران بن مقلد ۔ ۴۵۳

(۵) شرف الدولہ ابو المکارم مسلم بن قرداش ۔ ۴۷۸

(۶) ابراہیم بن قرداش ۔ ۴۸۶

(۷) علی بن مسلم بن قرداش ۔ ۴۸۹

دیار بکر پر باذ کُرد کا قبضہ تھا۔ اس کی وفات کے بعد اس کے بھانجے ابو علی حسن

بن مروان نے ۳۸۰ھ میں وہاں دولت مروانیہ قائم کی۔ یہ نہایت فرزانہ مدبّر اور کریم الطبع تھا۔ سب لوگ اس کی عزت کرتے تھے اور اس کا رعب بھی بہت تھا۔ اس نے سیف الدولہ کی بیٹی سِتّ النّاس کے ساتھ شادی کی تھی۔

دولت مروانیہ کے امراء کے نام یہ ہیں۔

(۱) ابو علی حسن بن مروان ۳۸۰۔۳۸۷

(۲) ممہد الدولہ ابو منصور بن مروان ۴۰۲۔

(۳) نصر الدولہ ابو نصر احمد بن مروان ۴۵۳۔

یہ شخص اس خاندان کا گل سرسبد تھا۔ علم کا سرپرست۔ علماء کا مربّی فیاض متقی اور دیندار۔ زمانہ بھی زیادہ پایا۔ دور دور سے اہل علم و ادب اسکے دربار میں آکر جمع ہوئے۔ امام عبداللہؒ گازرونی کو بھی اس نے بُلایا جنکی بدولت دیار بکر میں شافعی مذہب پھیلا۔

اس کے عہد میں حدود پر کامل امن تھا۔ اور ملک میں رفاہیت اور خوشحالی عام تھی۔

(۴) نظام الدولہ نصر بن احمد ۴۷۲۔

(۵) منصور بن نصر ۴۸۹۔

۴۸۹ھ میں یہ دولت بھی بنی بویہ کے ملک کے ساتھ سلجوقیوں کے ہاتھ میں چلی گئی۔

حلب کے اوپر خلفاء فاطمئین کی نگاہیں لگی ہوئی تھیں۔ بار بار فوجیں بھیجتے تھے! اسی طرح دیار مصر کے امراء کے ساتھ بھی ان کی جنگ قائم تھی۔ یہانتک کہ ۴۰۲ھ میں حلب میں فاطمی خطبہ جاری ہو گیا۔ پھر انھوں نے اسپر قبضہ بھی کر لیا۔ لیکن ۴۱۴ھ

Marfat.com

میں تین عربی رؤسا حسان امیر بنی طے۔ صالح بن مرداس امیر بنی کلاب اور سنان بن علیان نے ایک ساتھ مل کر حملہ کیا اور فاطمی امراء کو نہ صرف حلب بلکہ شام سے بھی نکال دیا۔ حلب سے عانہ تک صالح کو ملا۔ رملہ سے مصر تک حسان کو دمشق سنان کو۔

۴۲۰ھ میں فاطمی خلیفہ الظاہر نے مصر سے انوشتکین بربری کے ہمراہ ایک فوج بھیجی۔ صالح اس جنگ میں مارا گیا لیکن اس کے بیٹے نصر نے مصریوں کو شکست دی حلب کی حکومت ۴۸۲ھ تک اسی خاندان میں رہی۔

حسب ذیل امراء ہوئے۔

(۱) صالح بن مرداس	۴۱۴-۴۲۰
(۲) شبل الدولہ ابو کامل نصر	۴۲۹۰
فاطمئین	۴۳۴۔
(۳) معز الدولہ ابو علوان ثمل بن صالح	۴۴۹۔
فاطمئین	۴۵۲۔
(۴) رشید الدولہ محمود بن شبل الدولہ	۴۵۳۔
معز الدولہ (دوبارہ)	۴۵۴۔
(۵) ابو ذوابہ عطیہ بن صالح	۴۵۴۔
رشید الدولہ (دوبارہ)	۴۶۸۔
(۶) جلال الدولہ نصر بن رشید الدولہ	۴۶۸۔
(۷) ابو الفضل سابق بن رشید الدولہ	۴۸۲۔

Marfat.com

اس کے بعد بنی عقیل اس پر قابض ہو گئے۔

مشرق

ماوراء النہر اور خراسان کا فرمانروا امیر نوح بن منصور سامانی تھا۔ لیکن اسکی سلطنت کی بنیاد متزلزل ہو رہی تھی۔ کیونکہ ادہر مشرق میں ایک جدید قوت شہاب الدین عرف بغرا خاں کی پیدا ہو گئی تھی۔ جو اس پرانی دولت کے مقابلہ میں جو کثرت اختلافات کی وجہ سے دن بدن کمزور ہو رہی تھی بہت زبردست تھی۔ اور ادھر خراسان میں سبکتگین کے اقبال کا ستارہ طلوع ہو رہا تھا۔

۳۸۳ھ میں بغرا خاں نے آل سامان کے نائب ابوالحسن سجور کو جو خراسان کا امیر تھا اپنے ساتھ متفق کر کے بخارا پر حملہ کیا۔ باہمی قرارداد یہ تھی کہ بغرا خاں ماوراء النہر اور ابوالحسن خراسان پر قابض ہو گا۔ نوح بن سامان مغلوب ہو کر آمد میں چلا گیا۔

اسی درمیان میں بغرا خاں بیمار ہو کر بخارا سے واپس آیا۔ نوح نے پہونچکر وہاں قبضہ کر لیا۔ بغرا خاں اسی مرض میں فوت ہو گیا۔ اور اس کا بیٹا ایلک خاں امیر ہوا۔ اس نے ۳۸۷ھ میں امیر نوح کے انتقال کے بعد اپنے سپہ سالار فائق کی قیادت میں بخارا پر فوج بھیجی۔ فائق نے اس کو فتح کر لیا منصور بن نوح نے خوشامد کر کے اس کے ساتھ اسبات پر صلح کر لی کہ ملک اس کا رہے اور حکومت فائق کی ہو تھوڑے دنوں کے بعد فائق اور سامانی سپہ سالار بکتوزون نے ملک منصور کو قتل کر ڈالا اور اس کے بیٹے عبدالملک کو تخت نشین کر دیا۔ ایلک خاں ۱۰ ذی الحجہ ۳۸۹ھ میں بخارا کی طرف خود ہو گیا۔ پہلے اس نے آل سامان کے

Marfat.com

ساتھ ہمدردی ظاہر کی جس کی وجہ سے امراء اس کی طرف سے مطمئن ہوگئے لیکن
جس وقت دارالامارۃ پر قابض ہوگیا اس وقت فائز اور بکتوزون وغیرہ کو گرفتار کرلیا
عبدالملک کو جو بھاگ گیا تھا افگند میں قید کردیا۔ وہیں اس نے انتقال کیا۔ اسکی
وفات سے سامانی خاندان کا چراغ گل ہوگیا جو ایک مدت تک حلوان سے لے کر
حدود چین تک حکمراں رہا۔ اور جس نے علم وادب کی بہت تربیت کی۔

دولت غزنویہ

غزنیں میں آل سامان کی طرف سے اسحاق بن الپتگین امیر تھا سبکتگین اسکا
غلام تھا لیکن عقل وادب میں نہایت امتیاز رکھتا تھا۔ اسحاق ایک بار منصور بن نوح
کے دربار میں بخارا میں گیا سبکتگین بھی ساتھ تھا۔ وہاں کے لوگ اس کی دانائی
اور لیاقت کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

اسحاق کی وفات کے بعد غزنین کی فوج نے اسی کو اپنا سردار بنالیا۔ وہ
سپاہیوں کے ساتھ مساویانہ سلوک رکھتا تھا۔ اس وجہ سے اہل فوج اسکے
نہایت مطیع وفرمانبردار تھے۔

ہندوستان کی سرحد پر اس نے مختلف لڑائیاں کیں جنکی وجہ سے
یہاں کے راجاؤں پر اس کا رعب غالب ہوگیا۔ اس نے دو شہر بست اور
قصدار بھی فتح کرلئے۔ راجہ جیپال ہندی نے یہ دیکھہ کر اپنی فوجیں جمع کیں۔ اور
غزنیں پر چڑھائی کی سبکتگین نے اسکو شکست دیدی۔ راجہ نے صلح کی۔ اور ایک
کثیر رقم اور پچاس ہاتھی دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن جب وہاں سے واپس آگیا تو عہد
کو توڑ دیا۔ اس وجہ سے سبکتگین فوج لیکر آیا۔ راجہ جیپال مقابلہ میں گیا مگر ہزیمت

Marfat.com

اٹھا کر بھاگا۔ سبکتگین کی قوت اور شوکت اس فتح سے بڑھ گئی۔ اور افغانی وخلجی اس کے حلقۂ اطاعت میں آگئے۔

۳۸۴ھ میں جب خراسان میں فائق اور ابو علی سمجور نے بغاوت کی اس وقت امیر نوح سامانی نے سبکتگین کو ان کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ ان دونوں نے فخر الدولہ بنی بویہ امیر جرجان سے مدد مانگی۔ اس نے ایک لشکر روانہ کیا۔ سبکتگین نے نواحی ہرات میں ان سب کو شکست دی۔ جس سے خراسان آل سامان کے پاس رہ گیا۔

امیر نوح نے اس کو ناصر الدولہ کا خطاب دیا۔ اور اس کے بیٹے محمود کو جس نے اس جنگ میں نمایاں کام کئے تھے سیف الدولہ کا خطاب عطا کر کے خراسان کا والی مقرر کر دیا۔ اس نے نیشاپور میں قیام کیا اور سبکتگین غزنیں کیطرف واپس آگیا۔

ابو علی سمجور نے موقع پا کر پھر یورش کی۔ محمود کے پاس فوج کم تھی۔ اس لئے اپنے باپ کی طرف چلا۔ سبکتگین نے جب خبر پائی تو طوس کے متصل پہونچکر ابو علی کو ایسی شکست فاش دی کہ وہ سر اٹھانے کے قابل نہیں رہا۔

۳۸۷ھ میں سبکتگین انتقال کر گیا۔ نہایت عادل۔ دیندار۔ مجاہد اور پابند عہد تھا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا اسماعیل جو محمود سے چھوٹا تھا امیر ہو گیا۔ محمود نے لکھا کہ امارت میرا حق ہے۔ تم اپنے درجہ پر رہو۔ مگر وہ کسی طرح اتفاق پر راضی نہ ہوا۔ اس لئے نیشاپور سے غزنیں پر فوج کشی کی۔ اسماعیل گرفتار ہوا لیکن محمود نے اس کے ساتھ برادرانہ برتاؤ رکھا اور درگذر سے کام لیا۔

Marfat.com

خراسان میں سامانی سرداروں سے اس کی لڑائیاں ہوئیں۔ آخر
سب پر غالب آکر وہاں کا مستقل امیر ہو گیا۔ عباسی خلیفہ قادر باللہ نے ا
یمین الدولہ کا خطاب عطا فرمایا۔ اور ولایت کا خلعت بھیجا۔ اطراف مما
بادشاہوں نے اس کی قوت کو دیکھ کر دربار میں اطاعت نامے بھیجے۔ ہندو
میں متعدد فتوحات حاصل کیں۔ اور یہاں کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا۔ نیز
جبال وغیرہ میں بھی اس کی حکومت قائم ہو گئی۔ اور طبرستان وجرجان
ملوک نے اطاعت قبول کی سنہ ۴۲۱ھ میں وفات پائی۔

مسلمان بادشاہوں میں محمود کا درجہ بوجہ جنگ وجہاد و دینداری
کے سلطان صلاح الدین کے بعد رکھا گیا ہے۔ اس نے کہیں شکست نہیں
کھائی اور ہر لڑائی میں فتح حاصل کی۔ اس کا جانشین اس کا بیٹا محمد ہو
لیکن اس کے بڑے بھائی مسعود نے اس سے سلطنت چھین لی۔ قا
کی وفات کے وقت مسعود حکمران تھا۔

اس خاندان میں ۵۸۲ھ تک سلطنت رہی۔ بادشاہوں کی ترتیب یہ ہے

(۱) سبکتگین	۳۶۶ - ۳۸۷
(۲) اسماعیل	۳۸۸ -
(۳) یمین الدولہ محمود	۴۲۱ -
(۴) جلال الدولہ محمد بن محمود	۴۲۱ -
(۵) ناصر الدولہ مسعود بن محمود	۴۳۲ -
(۶) شہاب الدولہ مودود بن مسعود	۴۴۰ -

Marfat.com

(۷) مسعود بن مودود	-۴۴۰
(۸) بہار الدولہ ابوالحسن علی بن مسعود بن مودود	-۴۴۰
(۹) عز الدولہ عبد الرشید بن محمود	-۴۴۴
(۱۰) جمال الدولہ فرخ زاد بن مسعود بن محمود	-۴۵۱
(۱۱) ظہیر الدولہ ابراہیم بن عبد الرشید	-۴۹۲
(۱۲) علاء الدولہ مسعود بن ابراہیم	-۵۰۸
(۱۳) کمال الدولہ شیر زاد بن مسعود	-۵۰۹
(۱۴) سلطان الدولہ ارسلان بن مسعود	-۵۱۲
(۱۵) یمین الدولہ بہرام شاہ بن مسعود	-۵۴۷
(۱۶) معز الدولہ خسرو شاہ بن بہرام شاہ	-۵۵۵
(۱۷) تاج الدولہ خسرو ملک بن خسرو شاہ	-۵۸۲

اس کے بعد یہ سلطنت غوریوں کے ہاتھ میں آگئی۔

دولت زیاریہ

جرجان میں مرداویج بن زیار نے سلطنت قائم کی تھی۔ اس خاندان میں حسب ذیل امراء ہوئے۔

(۱) مرداویج بن زیار	۳۱۶ - ۳۲۳
(۲) وشمگیر	-۳۵۷
(۳) ظہیر الدولہ بے ستون پسر وشمگیر	-۳۶۶
(۴) شمس المعالی قابوس پسر وشمگیر	-۴۰۳

(۵) فلک المعالی منوچہر پسر بے ستون — ۴۲۰

(۶) انوشروان بن قابوس۔ — ۴۳۴

ان کے وارث غزنویہ ہوئے۔

عراق میں قادر کے زمانہ میں بنی بویہ کے چار امراء ہوئے۔

(۱) **بہاء الدولہ** ابو نصر بن عضد الدولہ اسی نے قادر کو خلافت کیلئے منتخب کیا تھا۔ اس کی حکومت عراق۔ فارس۔ اہواز اور کرمان پر تھی۔ سنہ ۴۰۳ھ میں انتقال کر گیا۔

(۲) **سلطان الدولہ** ابو شجاع بن بہاء الدولہ۔ اس کا زمانہ سخت مضطرب رہا۔ اور فوج اس کے خلاف شور و شغب کرتی رہی۔

(۳) **شرف الدولہ** ابو علی بن بہاء الدولہ۔ اس نے سنہ ۴۱۲ھ میں اپنے بھائی سلطان الدولہ سے سلطنت چھین لی اور اس کو عراق سے نکال دیا۔ اس نے جا کر فارس اور کرمان پر اپنی حکومت قائم کر لی۔ بسنہ ۴۱۵ھ میں شیراز میں انتقال کر گیا۔ اس کا بیٹا ابو کالیجار اس کا جانشین ہوا۔ شرف الدولہ نے سنہ ۴۱۶ھ میں وفات پائی۔ یہ نیک نہاد اور عادل تھا۔

(۴) **جلال الدولہ** ابو طاہر بن بہاء الدولہ۔ شرف الدولہ کے بعد خطبہ میں اس کا نام پڑھا گیا۔ یہ اس وقت بصرہ میں تھا۔ وہاں سے بلایا گیا لیکن نہیں آیا اس وجہ سے خطبہ سے اس کا نام نکال کر ابو کالیجار پسر سلطان الدولہ والی فارس کا نام رکھا گیا۔ وہ اپنے چچا ابو الفوارس فرمانروائے کرمان کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا اس وجہ سے بغداد آنے میں تعویق ہو گئی۔ یہاں بوجہ کسی بادشاہ کے نہ ہونے کے

Marfat.com

ترکوں نے شورش برپا کردی. امراء نے پھر جلال الدولہ کو لکھا. اس نے ۴۱۸ھ میں آکر عنان سلطنت اپنے ہاتھ میں لی.

قادر کو امور حکومت میں مطلق دخل نہ تھا لیکن بنی بویہ کی کمزوری اور اپنی ہر دلعزیز شخصیت کی وجہ سے اس نے امراء اور حکام پر ایک اثر قائم کرلیا تھا۔ وہ خود صاحب علم تھا۔ اور اہل علم کو اپنی صحبت میں رکھتا تھا۔ ایک کتاب بھی تصنیف کی ہے سنّت کا سخت پابند تھا صلحاء کی زیارت کے لئے جاتا تھا. اور عوام سے ملتا تھا۔

فاطمیوں کی خلافت کے سوا ہر جگہ اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا افریقہ میں بھی معز بن بادیس صاحب مغرب و قیروان نے اپنے یہاں سے فاطمی خطبہ کو اٹھا کر عباسی خطبہ جاری کر دیا تھا۔

قادر کے عہد میں اکثر اسلامی ممالک میں بڑے بڑے انقلابات ہوئے بہت سی پرانی سلطنتیں مٹیں اور ان کی جگہ نئی دولتیں قائم ہوئیں. ۳۰۔۲۳ ذی الحجہ ۴۲۲ھ کو اس نے وفات پائی. اسکی عمر اس وقت ۸۶ سال دس مہینے کی تھی.

قائم (۲۶)

خلافت ۲۳ ذی حجہ ۴۲۲ھ سے ۱۳ شعبان ۴۶۷ھ ہجری تک

۴۴ سال ۷ ماہ بیس یوم

ابو جعفر قائم بامر اللہ بن قادر. باپ کی وصیت کے مطابق ذی حجہ ۴۲۲ھ میں اس کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔

Marfat.com

بنی بویہ

قائم کے آغاز عہد میں جلال الدولہ حکمران تھا لیکن مال کی قلت اور فوج کے شور وشغب کی وجہ سے اس کی قوت کمزور او ملک کی انتظامی حالت نہایت ابتر تھی ۔ ۴۲۶ھ میں اس کے سپاہیوں کی ایک جماعت دیہات کو لوٹنے کیلئے نکلی ۔ راستہ میں کردوں سے مقابلہ ہو گیا ۔ انہوں نے انکے گھوڑے اور ہتیار سب چھین لئے ۔ یہ سپاہی موضع یحییٰ میں پہونچے جو خلیفہ کی جاگیر میں تھا ۔ وہاں باغات کے پھل توڑے ۔ اور محافظوں کو مارا ۔ خلیفہ نے جلال الدولہ کو لکھا ۔ لیکن وہ ان کو سزا دینے سے قاصر رہا ۔ اس وقت خلیفہ نے قاضیوں اور فقیہوں کو بلا کر کہا کہ جب سلطان مظالم کا انسداد نہیں کر سکتا تو تم لوگ اسکی حکومت میں قضا اور فتوے کو بند کر دو ۔ انہوں نے اپنی مسندیں چھوڑ دیں ۔

جلال الدولہ نے مجبور ہو کر فوج کی خوشامد کی ۔ انھوں نے ان لٹیرے سپاہیوں کو خلیفہ کے یہاں پیش کر دیا ۔ اس نے ان کو چھوڑ دیا ۔

انتظام کی ابتری اور فوجی قوت کی کمزوری سے ملک میں لوٹ مار شروع ہو گئی ۔ بادیہ نشین قافلوں پر حملے کرنے لگے ۔ یہاں تک کہ حوالی بغداد میں آکر باشندوں کے اموال اور عورتوں کے کپڑے اور زیورات چھین لے جاتے تھے ۔

جلال الدولہ نے باوجود اپنی اس کمزوری کے ۴۳۲ھ میں خلیفہ سے **ملک الملوک** کے خطاب کی خواہش کی ۔ اس نے انکار کیا ۔ اور کہا کہ اسلام میں اس قسم کا خطاب ممنوع ہے ۔ جلال الدولہ مُصر ہوا ۔ اس وجہ سے علمائے بغداد سے فتویٰ طلب کیا گیا ۔ قاضی **ابوالطیب طبری ابو عبداللہ صیرفی** اور **ابوالقاسم**

Marfat.com

کرخی وغیرہ نے سلطان کے دباؤ سے جواز کا فتوے دیا۔ سب سے مجبوراً خلیفہ کو خطاب دینا پڑا۔

لیکن قاضی القضاۃ **ابوالحسن** ماوردی نے جو جلال الدولہ کے خاص ندمار میں سے تھے اور وہ ان کی بہت تعظیم کیا کرتا تھا اس فتوے کی مخالفت اور ان علمار کے ساتھ بحث کی۔ اور سلطانی دربار چھوڑ کر اپنے گھر بیٹھ رہے۔ ایک دن جلال الدولہ نے ان کو طلب کیا۔ ڈرتے ہوئے گئے۔ اس نے کہا کہ یہ تو میں جانتا تھا۔ کہ یہاں جس قدر اہل علم ہیں ان سے تم فائق تر ہو۔ لیکن اس معاملہ سے ظاہر ہوگیا کہ حقگوئی میں بھی تم سب سے بڑھ کر ہو۔ اس لئے کمال علمی کے ساتھ تمہاری حق پرستی اور غیرت دینی کا نقش بھی میرے دل پر ثبت ہوگیا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اب میری آنکھوں میں تمہاری عزت بہ نسبت سابق کے بہت زیادہ ہوگئی۔ انھوں نے الطاف شاہانہ کا شکریہ ادا کیا۔ سلطان نے ان کے رتبہ کو بڑھایا۔

جلال الدولہ نے ۴۳۵ھ میں انتقال کیا۔ یہ کربلا اور نجف کی زیارت کے لئے پا پیادہ ننگے پاؤں جایا کرتا تھا۔ اور اس کو دیندار ہی سمجھتا تھا۔

اس کے بعد **ابوکالیجار** مرزبان بن سلطان الدولہ والی فارس جو مدّت سے بغداد کی حکومت کی آرزو رکھتا تھا اور جلال الدولہ سے اس لئے لڑتا رہتا تھا وہاں آیا۔ اس کا لقب **محی الدین** رکھا گیا۔ لیکن یہ بھی ویلمیوں اور بغدادی ترکوں کی باہمی نزاعوں سے مغلوب اور عاجز آگیا۔ ۴۴۰ھ میں انتقال کر گیا۔

ابونصر خسرو فیروز جو اس کا بیٹا تھا جانشین ہوا۔ اس نے خلیفہ سے کہا۔ کہ مجھ کو **ملک رحیم** کا خطاب دیا جائے۔ خلیفہ نے انکار کیا۔ اور کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

خاص ترین صفت ہے۔ بندوں کے لئے اس کا استعمال جائز نہیں لیکن اسنے مجبور کر کے اس خطاب کا فرمان اس سے لکھوالیا۔ اسی کے زمانہ میں سلطان طغرل بک سلجوقی نے بغداد میں آکر بنی بویہ کی سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔

آل بویہ کے عہد میں جو عراق میں ۱۱ جمادی الاول ۳۳۴ھ سے ۲۲ محرم ۴۴۷ھ تک رہا۔ یہ زرخیز صوبہ بالکل ویران اور برباد ہو گیا۔ نیز ان کے شیعہ ہونے کی وجہ سے سخت مذہبی تفرقہ پھیل گیا جس سے بڑے بڑے فتنے برپا ہوئے۔

اس خاندان کے امرا خود باہم ایک دوسرے سے برابر لڑتے رہے رومی سلسلہ وار اسلامی حدود کو تاخت و تاراج کرتے تھے۔ لیکن انھوں نے کبھی انکی طرف رُخ نہیں کیا۔ بلکہ جب خراسانی مجاہدین امام قفّال کے ساتھ آنے لگے تو ان کو بھی روک دیا۔ ان میں حکومت کی لیاقت اس قدر کم تھی کہ خود اپنی ہمقوم فوج پر بھی قابو نہیں رکھ سکتے تھے۔ جس کی وجہ سے برابر بدامنی قائم رہتی تھی۔ صرف عضدالدولہ کا عہد اچھا گذرا۔

آل سلجوق

قبیلۂ غز جس کی سکونت ترکستان میں تھی اس کا ایک نامور سردار تقاق ترکمانی بادشاہ پیغو کے دربار میں بڑی عزت رکھتا تھا۔ اسکا بیٹا سلجوق تھا جس سے شجاعت اور شہامت کے جوہر عیاں تھے۔ تقاق کے انتقال کے بعد پیغو نے اسی کو فوج کا سردار بنا دیا۔ اس نے اہل فوج میں اس قدر مقبولیت حاصل کی کہ پیغو کو خطرہ پیدا ہو گیا۔ اس وجہ سے اس کے قتل کی تدبیریں کرنے لگا سلجوق اس کی نیت کا پتہ پا کر اپنے سارے قبیلہ کو لئے ہوئے دریائے سیحون کے کنارے

Marfat.com

مقام جند میں آکر قیام پذیر ہو گیا۔

تھوڑے عرصہ کے بعد دین اسلام کی خوبیاں دیکھ کر یہ سب لوگ ایک ساتھ مسلمان ہو گئے۔ جس سے ان کی قوت اور عظمت بڑھ گئی۔ اور بیغو کے علاقوں پر یورش کرنے لگے۔

اسی اثنا میں آل سامان اور ہارون بن ایلک خاں میں جنگ چھڑ گئی سامانیوں نے سلجوق سے مدد چاہی۔ اس نے ہارون کو شکست دیدی۔ جسکی وجہ سے اس کو سامانی دربار میں رسوخ حاصل ہو گیا۔

سلجوق نے جند میں وفات پائی۔ اس کے تین بیٹے تھے۔ ارسلان میکائیل۔ موسیٰ۔ ان میں سے میکائیل بلاد ترک میں شہید ہو گیا۔ اس نے بھی تین بیٹے چھوڑے۔ پیغو۔ طغرل بک محمد جغری بک داؤد۔

قبیلہ غز جند سے بڑھکر بخارا کے متصل آباد ہوا۔ امیر بخارا نے انکو خطرناک سمجھکر وہاں سے نکال دیا۔ اس وجہ سے انھوں نے ترکستان کے بادشاہ بغراخاں کے ملک میں جاکر پناہ لی۔ لیکن اس کے نالائم سلوک سے پھر جند میں چلے آئے۔

۳۸۹ھ میں دولت سامانیہ کے انقراض کے بعد امیر علی تگین بخارا پر قابض ہو گیا۔ ایلک خاں کے بیٹے ہارون نے اسپر چڑھائی کی۔ علی تگین نے ارسلان سے مدد مانگی اس نے جاکر ہارون کو شکست دی۔ اور بخارا میں داخل ہو گیا۔

سلطان محمود غزنوی جب وقت سیحوں سے پار اتر کر اس طرف گیا۔ اسوقت علی تگین اور ارسلان دونوں بخارا سے نکل گئے۔ محمود نے ارسلان کی قوت کا اندازہ لگا کر اس کی استمالت کی۔ اور امیدیں دلاکر بلایا۔ لیکن جب وہ آگیا تو اس کو

Marfat.com

گرفتار کرلیا۔ اور اس کے خاندان کو خراسان میں جا بجا منتشر کر دیا۔ ان میں سے ایک شعبہ الفی خرگاہ عمال خراسان کی بدسلوکیوں سے تنگ آکر اصفہان کی طرف چلا گیا۔ وہاں سے آذربیجان پہونچا۔ ۴۲۹ھ میں مراغہ میں داخل ہو گیا۔ باشندوں کو لوٹ لیا۔ اور قتل کر ڈالا۔ کرد متفق ہو کر مدافعت کے لئے آئے اور سخت ہزیمت دے کر ان کو وہاں سے نکالدیا۔ اب اس جماعت کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک فریق نے جس کا سردار بوقا تھا۔ رے کو آکر لوٹا۔ اور دوسرے فریق نے جس کا سرخیل کوکتاش تھا ہمدان پر قبضہ کیا۔ اور اس کو غارت کر ڈالا پھر اسد آباد اور دینور وغیرہ کو تاخت و تاراج کیا۔

طغرل کا مادری بھائی ابراہیم ینال الفی خرگاہ والوں کی ان دست اندازیوں کو روکنے کے لئے رے کی طرف گیا۔ وہ اس کے خوف سے آذربیجان کی طرف نکل گئے۔ وہاں کے باشندے چونکہ ان کے مظالم دیکھ چکے تھے اس لئے متحد ہو کر مقابلہ کے لئے تیار ہوئے۔ یہ رُخ بدل کر دیار بکر میں پہونچے۔ وہاں کا امیر سلیمان بن نصر الدولہ تھا۔ اس نے مال دے کر مصالحت کرلی۔ اب یہ موصل کی طرف بڑھے۔ اور امیر قرواش کو شکست دے کر وہاں داخل ہو گئے۔ باشندوں کو تہ تیغ کر ڈالا اور گھروں کو لوٹ لیا۔

قرواش نے مقام سن میں آکر جلال الدولہ فرمانروائے بغداد سے امداد طلب کی۔ اس نے ایک آدمی بھی نہ بھیجا۔ لیکن عرب اور کرداس کے ساتھ آکر مل گئے نہر عجاج پر بوقا کی جمعیت سے مقابلہ ہوا۔ پہلے قرواش نے شکست کھائی مگر پھر عربوں کی پامردی سے غالب آگیا۔ نصیبین تک تعاقب کر کے ان کو قتل کیا۔ جس سے

Marfat.com

ان کی قوت ٹوٹ گئی۔ یہ فرقہ ارسلان بن سلجوق کا ماتحت تھا اور تاریخ میں غز عراقی کے نام سے موسوم ہے۔

میکائیل بن سلجوق کی اولاد جو نواحی بخارا میں مقیم تھی ان میں سے یوسف بن موسے ابن سلجوق کو علی تکین نے اپنے دربار میں بلا کر ایک فوج کا امیر مقرر کر دیا۔ اور چاہا کہ اسکو طغرل اور داؤد سے لڑا کر ان کی قوت کو توڑ دے یوسف اسپر راضی نہیں ہوا۔ اس لئے علی تکین نے اس کو قتل کرا دیا۔ طغرل نے اپنے قبیلہ کو ساتھ لیکر انتقام کے لئے اسپر چڑھائی کی۔ اور ہزیمت دی لیکن پھر اس نے ایک فوج لا کر ان کو پیچھے ہٹا دیا۔

۴۲۶ھ میں خوارزم شاہ پسر التونتاش نے طغرل کو امیدیں دلا کر بلایا۔ جب یہ اپنے قبیلہ کے ساتھ وہاں پہونچا تو اس نے غداری کر کے شبخون کیا۔ یہ لوگ نسا کی طرف چلے گئے۔ وہاں سے سلطان مسعود بن محمود کو لکھا کہ ہم کو امان دیکر اپنے ملک میں بسنے دیجئے۔ ہم مددگار رہیں گے۔ اس نے انکار کیا اور ان کے استیصال کے لئے ایک فوج بھیجی۔ سلاجقہ نے اس کو مار کر بھگا دیا۔ مسعود کو اب اپنے انکار پر ندامت ہوئی۔ اور اس نے لکھا کہ میں تمہارے ساتھ ہر قسم کے احسان اور سلوک کا وعدہ کرتا ہوں تم شاطی جیحوں پر آمل میں سکونت اختیار کر لو مگر سلجوقیوں کو اس کے وعدہ پر اعتبار نہ تھا۔ اس لئے اس کے ملک میں نہیں آئے۔

داؤد نے مقام مرو پر قبضہ کر کے وہاں کے باشندوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا پھر ان حدود میں اپنی ریاست کی توسیع کرنے لگا۔ رجب ۴۲۸ھ میں مرو میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا جس میں اس کو شہنشاہ کا لقب دیا گیا تھا مسعود نے پھر ایک لشکر

Marfat.com

گراں اپنے سپہ سالار کی ماتحتی میں بھیجا۔ لیکن وہ سلجوقیوں کے مقابلہ سے عاجز رہا۔ داؤد نے طوس تک اس کا تعاقب کیا۔ ۴۲۹ھ میں خود مسعود فوج لے کر گیا۔ سلجوقیوں کا ایسا رعب اس کے سپاہیوں پر غالب تھا کہ وہ مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکے۔ مسعود صرف سو سواروں کے ساتھ جان بچا کر بھاگا۔ اور سارا ساز و سامان جو شمار سے باہر تھا سلجوقیوں کے ہاتھ لگا۔ اس واقعہ کے بعد ۴۳۱ھ میں طغرل نے نیشاپور پر قبضہ کر لیا۔ اور وہاں کے لوگوں کو جو بدامنی سے تنگ تھے۔ اطمینان دلایا ۴۳۳ھ میں انوشروان بن منوچہر سے جرجان اور طبرستان چھین لیا۔ ۴۳۴ھ میں خوارزم پر بھی قابض ہو گیا۔ ادھر داؤد نے بلخ لے لیا۔

طغرل نے اب رے اور جبل کی طرف پیش قدمی کی۔ وہاں ابراہیم ینال پہلے ہی پہونچ چکا تھا۔ خدمت میں حاضر ہوا۔ اور زمام حکومت اس کے ہاتھ میں سپرد کر دی۔ اس کے بعد قزوین سے ہمدان تک طغرل کے قبضہ میں آگیا اور اس کا مقدمہ لشکر عراق تک پہونچ گیا۔ ابو کالی جارمزبان نے صلح کے لئے سفیر بھیجے۔ طغرل نے منظور کیا۔ اور اس کی بیٹی کے ساتھ شادی کی۔ نیز اس کے بیٹے ابو منصور کے ساتھ اپنے بھائی داؤد کی لڑکی بیاہ دی۔ یہ واقعات ربیع الاول ۴۳۹ھ میں ہوئے۔ ۴۴۲ھ میں طغرل آرمینیہ کی طرف گیا۔ وہاں سے رومیوں پر چڑھائی کی۔ اور ملاز کرد پران کو شکست دے کر ارضروم کی طرف بڑھا۔ رومی خوف زدہ ہو گئے۔

بغداد کی حالت اس زمانہ میں نہایت ابتر تھی۔ رہزنی اور چوری عام تھی۔ جا بجا شورشیں برپا تھیں۔ بساسیری نے جو بہاء الدولہ کے غلاموں

Marfat.com

یں سے تھا وہاں غلبہ حاصل کر کے شیعیت کا عَلَم کھڑا کیا۔ اور عباسی خطبہ کو اٹھا کر فاطمی خطبہ جاری کر دیا۔

خلیفہ قائم طغرل سے مدد کا خواہاں ہوا۔ وہ یہی چاہتا تھا۔ فوراً رے سے روانہ ہو کر بغداد کی طرف آیا۔ ترکی امراء کے نام خطوط بھیجے۔ جن میں ان کے ساتھ احسان کا وعدہ کیا۔ ان لوگوں نے جواب میں اس کو اپنی اطاعت کا یقین دلایا۔

۲۵ محرم ۴۴۷ھ کو بغداد میں داخل ہوا۔ اور بنی بویہ کے آخری سلطان ملک رحیم کو پکڑ لیا۔ اس دن سے وہاں سلطنت سلجوقی کا عَلَم بلند ہوا۔ اور دیلمی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

سلجوقی قبائل کے پانچ حصے ہو گئے تھے۔ ہر ایک نے جداگانہ ممالک پر تسلط کر کے اپنی اپنی حکومت قائم کی۔

سلاجقہ عظمیٰ

ان کا قبضہ خراسان سے لے کر رے۔ جبال۔ فارس۔ اہواز۔ جزیرہ اور عراق تک تھا۔ یہ سلطنت ۴۲۹ھ سے ۵۲۲ھ تک رہی۔

ملوک کے نام یہ ہیں۔

(۱) رکن الدین ابو طالب طغرل بک — ۴۲۹ - ۴۵۵

(۲) عضد الدین ابو شجاع الپ ارسلان — ۴۶۵ -

(۳) جلال الدین ابو الفتح ملک شاہ — ۴۸۵ -

(۴) ناصر الدین محمود — ۴۸۷ -

Marfat.com

(۵) رکن الدین ابو المظفر برکیارق	۴۹۸ -
(۶) رکن الدین ملک شاہ ثانی	۴۹۸ -
(۷) غیاث الدین ابو شجاع محمد	۵۱۱ -
(۸) معز الدین ابو الحارث سنجر	۵۲۲ -

اس کے بعد شاہان خوارزم کے قبضہ میں آگئی.

سلاجقہ کرمان

یہ لوگ قاورت بک بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق کے قبیلہ کے تھے. ان کی حکومت ۴۳۳ھ سے ۵۶۳ھ تک قائم رہی.

فرمانرواؤں کی فہرست یہ ہے۔

(۱) عماد الدین قرا ارسلان قاورت بک	۴۳۳ . ۴۵۶
(۲) کرمان شاہ	۴۶۷ -
(۳) حسین	۴۶۷ -
(۴) رکن الدین سلطان شاہ	۴۷۷ -
(۵) توران شاہ	۴۹۰ -
(۶) ایرانشاہ	۴۹۴ -
(۷) ارسلان شاہ	۴۳۶ -
(۸) مغیث الدین محمد اول.	۵۵۱ -
(۹) محی الدین طغرل شاہ	
(۱۰) بہرام شاہ	

Marfat.com

(١١) ارسلان شاہ ثانی

(١٢) طرخان شاہ

(١٣) محمد ثانی ٥٨٣

ان کے وارث ترکمانان غز ہوئے.

سلاجقۂ کردستان

ان کی دولت ۵۱۱ھ سے ۵۹۰ھ تک رہی. پھر خوارزمیوں نے لے لی.

بادشاہوں کی ترتیب اس طرح پر تھی.

(١) مغیث الدین محمود ٥١١-٥٢٥

(٢) غیاث الدین داؤد -٥٢٦

(٣) طغرل اول -٥٢٧

(٤) غیاث الدین مسعود -٥٤٧

(٥) معین الدین ملک شاہ -٥٤٨

(٦) محمد -٥٥٤

(٧) سلیمان شاہ -٥٥٤

(٨) ارسلان شاہ -٥٧٣

(٩) طغرل ثانی -٥٩٠

سلاجقۂ شام

یہ دولت تتش بن الپ ارسلان بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق نے ۴۸۷ھ میں سلاجقۂ عظمیٰ میں سے برکیاروق کے عہد میں قائم کی.

Marfat.com

یہ ۵۱۱ھ تک صرف ۲۴ سال رہی۔ پھر بوری اور ارتقی سلاطین اس پر قابض ہو گئے۔ ملوک کے نام یہ ہیں۔

(۱) تتش بن الپ ارسلان ۴۸۷-۴۸۸ھ

(۲) رضوان بن تتش ۵۰۷-

(۳) الپ ارسلان بن رضوان ۵۰۸-

(۴) سلطان شاہ بن رضوان ۵۱۱-

سلاجقۂ روم

یہ قطلمش سلجوقی کا قبیلہ تھا۔ ان کا نشستین شہر قونیہ تھا جو ایشیائے کوچک (روم) میں واقع ہے۔ اس دولت کی بنیاد ملک شاہ سلجوقی کے زمانہ میں ۴۷۰ھ میں پڑی۔ اور ۷۰۰ھ تک قائم رہی۔ ملوک حسب ذیل ہوئے۔

(۱) سلیمان بن قطلمش ۴۷۰-۴۸۵ھ

(۲) قلیج ارسلان بن سلیمان ۵۰۰-

(۳) ملک شاہ بن قلیج ارسلان ۵۱۰-

(۴) مسعود بن قلیج ارسلان ۵۵۱-

(۵) عزالدین قلیج ارسلان بن ملک شاہ ۵۸۴-

(۶) قطب الدین ملک شاہ بن قلیج ارسلان عزالدین ۵۸۸-

(۷) غیاث الدین کے خسرو بن قلیج ارسلان عزالدین ۵۹۷-

(۸) رکن الدین سلیمان بن قلیج ارسلان عزالدین ۶۰۰-

(۹) قلیج ارسلان بن سلیمان ۶۰۱-

Marfat.com

غیاث الدین کے خسرو (دوبارہ)	۶۰۷ -
(۱۰) عزالدین کیکاؤس بن ملک شاہ	۶۱۶ -
(۱۱) علاء الدین کے قباد بن ملک شاہ	۶۳۴ -
(۱۲) غیاث الدین کے خسرو بن کے قباد	۶۴۳ -
(۱۳) عزالدین کے کاؤس بن کے خسرو	۶۵۵ -
(۱۴) رکن الدین قلیج ارسلان بن کے خسرو	۶۸۲ -
(۱۵) غیاث الدین کیخسرو بن قلیج ارسلان	۶۸۲ -
(۱۶) غیاث الدین مسعود بن کیکاؤس	۶۹۱ -
(۱۷) علاء الدین کے قباد	۷۰۰ -

اس کے وارث **آل عثمان** ہوئے۔ جو بحمداللہ ابتک سلطنت اور خلافت اسلامی کا عَلَم سنبھالے ہوئے ہیں۔

ان میں سے خلافت بغداد کا تعلق سلاجقۂ عظمیٰ اور ان کے بعد سلاجقۂ کردستان کے ساتھ تھا جو عراق پر آکر مسلط ہو گئے تھے۔ یہ تعلق ۴۴۷ھ سے جب کہ طغرل بغداد میں داخل ہوا ۵۹۰ھ تک رہا۔

طغرل چونکہ سنّی تھا اس وجہ سے اس نے خلافت اور خلیفہ کا بڑا احترام رکھا۔ یہانتک کہ ان کے ساتھ قرابت کے تعلقات بھی قائم کئے۔ پہلے اپنی بھتیجی **ارسلان خاتون** بنت داؤد خلیفہ کے ساتھ بیاہی پھر خود اسکی بیٹی کے ساتھ اپنی شادی کی درخواست کی۔ چونکہ یہ امر غیر معمولی تھا اس لئے خلیفہ کو بہت پس وپیش ہوا لیکن آخر میں منظور کر لیا۔ اور **عمید الملک** کو وکیل بنا کر بھیجا۔

مقام تبریز میں شعبان ۴۵۴ھ میں اس عقد کی رسوم ادا ہوئیں۔

حادثۂ بساسیری

۴۵۰ھ میں بساسیری نے نورالدولہ دبیس کو اپنے ساتھ متفق کرکے قریش بن بدران عقیلی پر حملہ کیا۔ وہ سلطان طغرل کے بھتیجے قطلمش کو اپنے ساتھ لے کر مقابلہ کے لئے نکلا۔ میدان سنجار میں صف آرائی ہوئی۔ بساسیری غالب آگیا۔ یہ سنکر طغرل فوراً بغداد سے روانہ ہوا۔ جنگ و قتال کے بعد جزیرہ سے بلاد موصل تک قبضہ کیا۔ وہاں اپنے بھائی ابراہیم ینال کو مقرر کرکے ۴۴۹ھ میں بغداد میں واپس آیا۔ خلیفہ نے اس کے سر پر تاج رکھا اور عمامہ بھی باندھا جو اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ یہ عرب اور عجم دونوں کا بادشاہ ہے۔ پھر سات خلعت دیکر ملک المشرق والمغرب کا خطاب عطا فرمایا۔ طغرل نے تبرکاً دوبارہ خلیفہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور اپنی آنکھوں پر رکھا۔

ابراہیم ینال نے موصل میں خودمختاری کا اعلان کر دیا۔ اور بلاد جبل کی طرف لشکر لے کر بڑھا۔ طغرل اس کے تعاقب میں گیا۔ مصریوں نے موقع پاکر بساسیری کو فوج دیکر بھیجا۔ جب وہ بغداد کے قریب آیا تو چونکہ وہاں کوئی فوج نہیں تھی۔ اس لئے خلیفہ نے بھاگ کر عربی رئیس قریش بن بدران عقیلی کے پاس پناہ لی۔ اس نے اپنے چچازاد بھائی مبارش کو جو نہایت دیندار تھا خلیفہ کے ساتھ کر دیا۔ تاکہ بادیہ میں کسی محفوظ مقام میں لیجاکر رکھے۔

بساسیری نے بغداد میں داخل ہوکر فاطمی خلافت کا عَلَم بلند کر دیا۔ مستنصر علوی کا خطبہ پڑھا اور اذان میں حَیَّ عَلیٰ خَیرِ العَمَل کا اضافہ کیا۔

طغرل نے جاکر ابراہیم کو گرفتار کیا۔ اور ۴۵۱ھ میں اس کو کمان کی تانت سے پھانسی دلوائی۔ پھر بغداد کی طرف پلٹا۔ راستہ ہی میں سے امام اہل سنت ابوبکر احمد بن محمد کو جو **ابن فورک** کے نام سے مشہور تھے قریش بن بدران کے پاس بھیجا کہ خلیفہ کی حفاظت اور حمایت کے لئے اسکا شکریہ ادا کریں اور واپس لائیں۔ ذی قعدہ ۴۵۲ھ میں سلطان اور خلیفہ دونوں بغداد میں پہونچے۔ بساسیری خوف سے بھاگ گیا تھا۔ سلطان نے اس کے تعاقب میں فوج بھیجی جو اس کا سر کاٹ کر بغداد میں لائی۔

طغرل نے بغداد کے سارے انتظامات درست کئے۔ وہاں ایک شحنہ مقرر کر دیا۔ اور خود رے میں آکر اسی کو اپنا پایہ تخت قرار دیا۔ وہیں ۸ رمضان ۴۵۵ھ میں یوم جمعہ کو انتقال کیا۔

الپ ارسلان

ان کے بعد وزیر عمید الملک نے اس کے بھتیجے **سلیمان** کو سلطان بنانا چاہا۔ لیکن عضد الدولہ ابوشجاع الپ ارسلان محمد بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق اپنی قوت سے تخت پر آگیا۔ یہ نیک نہاد اور عالی حوصلہ بادشاہ تھا۔ اس نے اپنی وزارت کے لئے **نظام الملک** طوسی کو منتخب کیا۔ جس کا نام وزرار کی تاریخ میں ممتاز ہے۔

الپ ارسلان کے عہد میں ملک روم نے منبج پر چڑھائی کی اور وہاں کے سپاہیوں کو ہلاک کر کے باشندوں کو قتل و غارت کیا۔ الپ ارسلان خود فوج لیکر چلا۔ راہ میں معلوم ہوا کہ رومیوں کا لشکر کثیر التعداد ہے اور وہ منبج

Marfat.com

سے خلاط کے محاصرہ کے لئے بڑھ رہے ہیں۔ اس لئے آذر بیجان کا راستہ اختیار کیا۔

پہلے رومیوں کی بیس ہزار فوج خلاط پر آئی۔ ذی قعدہ ۴۶۳ھ میں وہاں کے سپاہ نے نکلکر اس کو شکست دی۔ لیکن جب سارا رومی لشکر پہونچ گیا تو وہ شہر میں محصور ہو گئی۔ رومیوں نے ملاز کرد کی چھاؤنی پر بھی قبضہ کر لیا۔

سلطان منزل بمنزل سرعت کے ساتھ جا رہا تھا اور اپنی فوج کا بھی انتظار نہیں کرتا تھا۔ اس کی آرزو یہ تھی کہ اس جنگ میں شہادت سے سرخرو ہو۔ ۶ ذی قعدہ یوم پنجشنبہ کو پہونچکر ملاز کرد اور خلاط کے وسط میں فروکش ہوا۔ اسی روز رومی بادشاہ کے نام خط لکھا کہ اگر تم صلح کرنا چاہو تو ہم آمادہ ہیں۔ ورنہ اللہ کے بھروسہ پر جنگ کریں گے۔ اس نے سفیر سے کہا کہ اس خط کا جواب میں رَے میں پہونچکر دوں گا۔ اس پر مسلمانوں کے دلوں میں جوش حمیت کے شعلے بھڑک اُٹھے۔

علامہ ابو نصر محمد بن عبد الملک بخاری نے جو عسکر شاہی کے امام تھے سلطان سے کہا کہ چونکہ تم جہاد کے لئے آئے ہو اور اللہ تعالی کا وعدہ حق ہے کہ وہ مجاہد کو فتح عطا فرمائے گا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ کل بعد نماز جمعہ ان کے مقابلہ میں بڑھو۔ تاکہ اہل اسلام کی دعائیں تمہارے ساتھ ہوں۔ چنانچہ دوسرے دن سلطان نے نماز جمعہ کے بعد فوج کو باقاعدہ مرتب کر کے چار حصوں میں تقسیم کیا۔ سب سے پہلے خود رومیوں کے مقابلہ میں پہونچا جب آتش جنگ خوب مشتعل ہوئی تو دوسری

Marfat.com

فوج پیچھے سے آگئی۔ رومی منتشر ہونے لگے۔ یہاں تک کہ چاروں فوجوں نے ان کو گھیر کر سخت ہزیمت دی اور بادشاہ روم کو پکڑ لیا۔ قیدیوں اور مال غنیمت کا کچھ شمار نہ تھا۔ گھوڑوں اور ہتھیاروں کی قیمتیں گھٹ گئیں۔ ایک ایک دینار پر تین زرہیں فروخت ہوئیں۔ بار برداری کی تین ہزار گاڑیاں ملی تھیں۔ اور ایک منجنیق ہاتھ آئی تھی۔ جس میں بارہ سو آدمی لگتے تھے۔ مسلمان مظفر و منصور واپس آئے۔ رومی اس کے بعد سے نواح آرمینیہ پر حملہ آور نہیں ہوئے۔

سلطان الپ ارسلان کا زمانہ عروج کا تھا۔ اس میں فوجی قوت بڑھی اور علمی ترقیاں بھی ہوئیں۔ وزیر نظام الملک نے بغداد میں ۴۵۹ھ میں مدرسہ نظامیہ قائم کیا۔ جس میں شیخ ابو اسحاق شیرازی رئیس فقہاء شافعیہ درس دیتے تھے۔ اسکو دیکھ کر شرف الملک ابو سعد محمد بن منصور مستوفی المملکۃ نے امام ابو حنیفہؒ کے مزار پر حنفیہ کے لئے ایک مدرسہ بنوایا۔

۴۶۵ھ میں الپ ارسلان فوج کثیر لے کر چین کی فتح کے لئے روانہ ہوا۔ لیکن دریائے جیحوں سے پار اُتر کر ۶ ربیع الاول کو انتقال کر گیا۔ اور یہ آرزو پوری نہ ہو سکی۔ مرنے کے وقت اس نے کہا کہ میں جس جنگ میں گیا ہمیشہ میرا اعتماد اور توکل اللہ تعالیٰ پر رہا۔ مگر یہاں جب ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو کر میں نے اپنی فوج کا جائزہ لیا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ اب دنیا میں کوئی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔ میں یقیناً سارے ملک چین کو فتح کر لوں گا۔ غالباً یہی خیال میری ناکامی کا باعث ہوا۔

Marfat.com

الپ ارسلان کے بعد اس کا ولی عہد جلال الدولہ ابوالفتح ملک شاہ تخت نشین ہوا۔ اس کے آغاز عہد میں خلیفہ قائم نے ۱۳ شعبان ۴۶۷ھ مطابق ۲ اپریل ۱۰۷۵ء میں وفات پائی۔

مقتدی (۲۷)

خلافت ۱۳ شعبان ۴۶۷ھ سے ۵ محرم ۴۸۷ھ تک ۱۹ سال ۴ ماہ ۲۲ روز

ابوالقاسم عبداللہ بن ذخیرہ ابوالعباس محمد بن قائم بامر اللہ۔

خلیفہ قائم کا بیٹا ذخیرہ اس کی زندگی ہی میں فوت ہو گیا تھا۔ چونکہ اسکے کوئی دوسری اولاد نہ تھی اس لئے لوگوں کو خیال ہوا کہ اب قادر باللہ کی نسل سے خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور اس سے سخت خلل کا اندیشہ تھا۔ کیونکہ دیگر بنی عباس جو خلفاء سابقین کی اولاد میں سے تھے عام لوگوں میں مخلوط ہو گئے تھے۔ اور انکی کوئی امتیازی حیثیت اور ہیبت باقی نہیں تھی۔ لہذا ان میں سے کسی کو منتخب کرنا دشوار تھا۔ مگر ذخیرہ کے مرنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ اس کی ایک ارمنی کنیز ارجوان نامی حاملہ ہے۔ اس کے شکم سے چند ماہ کے بعد عبداللہ پیدا ہوا۔ جب یہ سن بلوغ کو پہونچا تو قائم نے اس کو اپنا ولی عہد بنایا۔ اسکی وفات کے بعد ۱۳ شعبان ۴۶۷ھ کو اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی۔

یہ قوی دل اور مصلح تھا۔ بغداد میں مغنیات اور مفسدات کی بڑی کثرت تھی سب کو نکلوا دیا۔ کبوتر بازی یک قلم بند کرا دی۔ حماموں کے نابدانوں کے لئے جو دجلہ میں گرتے تھے حوض بنوا دیئے۔ ان اصلاحات کی وجہ سے

Marfat.com

اس کی ذات سے خلافت کی گری ہوئی شان کسی قدر بلند ہوئی۔ اس کے عہد میں نہایت ارزانی اور رزق کی فراوانی تھی۔ متعدد نئے محلّے بھی آباد ہو گئے۔

ملک شاہ

ملک شاہ نہایت عادل۔ دیندار۔ عالی رتبہ اور بلند حوصلہ بادشاہ تھا آل سلجوق میں اس کا عہد ہر لحاظ سے ممتاز ہے۔ جس طرف اسنے رخ کیا۔ فتح اور کامیابی حاصل کی۔ انطاکیہ سے قسطنطنیہ تک رومیوں کو پسپا کرتا ہوا چلا گیا۔ اور ان کے ملک میں جابجا تقریباً پچاس منبر قائم کئے۔ قیصر نے ایک ہزار دینار سالانہ جزیہ پر صلح کی۔ اور ان تمام فتوحات میں دو ماہ سے زائد نہیں صرف ہوئے۔

مشرق میں سمرقند کو فتح کرکے وہاں کے خان کو گرفتار کرلیا۔ وہ اس کا زین پوش سر پر لئے ہوئے رے تک ہم رکاب آیا۔ وہاں پہونچکر پھر سمرقند اس کو بخشدیا۔ دوسرے سال اوزگند پر قبضہ کیا۔ اس کے قرب وجوار کے تمام امرا نے ہدیئے اور اطاعت نامے بھیجے۔

نظام الملک

سلطنت کی یہ ساری عظمت وشان حقیقت میں وزیر کبیر خواجۂ بزرگ ابو علی حسن قوام الدین نظام الملک طوسی کی بدولت تھی۔ جس کی تدبیر اور جہانداری کی قابلیت سے سارے ملکی اور فوجی انتظامات درست ہوئے تھے۔

خواجہ نظام الملک بہت بڑا عالم اور علم دوست تھا۔ اس کا دربار فقہاً فضلا، صلحاء اور اہل ادب سے معمور رہتا تھا۔ اس نے تمام سلطنت میں مدارس

Marfat.com

نظامیہ قائم کئے۔ اور ان کے اخراجات کے لئے خزانہ سے رقمیں منظور کیں۔ جس وقت اذان سنتا تھا خواہ کیسے ہی ضروری کام میں مصروف کیوں نہ ہو چھوڑ کر اٹھ جاتا تھا۔ اور پڑھ کر اس کو انجام دیتا تھا۔ بہت سے ناجائز محاصل جو پہلے بادشاہوں کے زمانوں میں لگائے گئے تھے اٹھا دیئے۔ اس سے پہلے وزیر عمید الملک کندری نے سلطان طغرل کے عہد میں منبروں پر رافضیوں اور ان کے ساتھ اشعریوں پر بھی لعنت بھیجنے کا دستور نکالا تھا جس کی وجہ سے بہت سے ائمہ مثلاً امام الحرمین استاد امام غزالی اور ابوالقاسم قشیری وغیرہ ترک وطن کر کے حجاز میں چلے گئے تھے نظام الملک نے اس کو بند کیا۔ اور ان لوگوں کو واپس بلا لیا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ وزیر اپنی عقل و تدبیر کی وجہ سے دولت سلجوقیہ کی پیشانی کا نور تھا۔ اصول جہانداری پر فارسی زبان میں سیاست نامہ اسی کی تصنیف ہے۔ جو اب تک علماء اور ادباء میں مقبول ہے لیکن حاسدوں اور دغابازوں سے آخر میں شکایتیں کر کے ملک شاہ کو اس کی طرف سے بدگمان کر دیا۔ اس نے نظام الملک کو لکھا کہ تم میرے ملک پر مسلط ہو گئے اور اس کو اپنے قرابت مندوں میں تقسیم کر رہے ہو۔ اب مجھے اجازت دو کہ میں وزارت کی دوات تمہارے سامنے سے اٹھا کر کسی دوسرے شخص کے آگے رکھ دوں۔ اور اہل ملک کو تمہاری طویل حکومت کے ملال سے نجات دلواؤں۔

جو لوگ اس فرمان کو لے کر آئے تھے ان سے نظام الملک نے کہا کہ یہ دوات موجود ہے۔ لیکن سلطان سے کہہ دو کہ اسی کے ساتھ اس کا تاج

Marfat.com

وابستہ ہے۔ اگر آج یہ میرے سامنے سے اٹھ گئی تو کل اس کے سر پر تاج بھی نہیں رہے گا۔

ملک شاہ کو اس کا یہ جواب گراں گزرا۔ اسی اثنا میں ۵۸۴ھ نظام الملک کو ایک باطنی ملحد نے قتل کر ڈالا۔ عجیب بات یہ ہے کہ اس کے بعد ملک شاہ بھی ۳۳ دن سے زیادہ زندہ نہیں رہا۔ اور اس کی موت سے آل سلجوق کی شوکت ختم ہو گئی۔ کیونکہ وہ باہمی جنگوں میں مصروف ہو گئے۔

ملک شاہ کے زمانہ میں اس کے نام کا خطبہ حدود چین سے شام تک اور شمال سے یمن تک پڑھا جاتا تھا۔ وہ اپنی زندگی میں کسی مقصد میں ناکام نہیں رہا سارے قلمرو میں عدل و انصاف کی وجہ سے امن اور خوش حالی تھی۔ نہریں کھودی گئیں۔ پل بنائے گئے۔ جامع مسجدیں آباد ہوئیں۔ مدرسے تعمیر کئے گئے مکہ کے راستوں میں جابجا رباط اور لنگر خانے قائم ہوئے اور اسلامی شوکت ہمسایہ سلطنتوں پر غالب آ گئی۔

ملک شاہ کے چار بیٹے تھے۔ برکیارق، محمد، سنجر اور محمود جو سب سے چھوٹا تھا۔ اس کی والدہ ترکان خاتون تھی جو سلطان کی عزیز ترین بیوی تھی اور جس کی بیٹی خلیفہ مقتدی کے ساتھ بیاہی گئی تھی۔ اس وجہ سے خلیفہ اور ترکان خاتون دونوں محمود کی ولیعہدی چاہتے تھے۔ لیکن برکیارق جو بڑا بیٹا تھا اور جس کو نظام الملک ولی عہد بنا گیا تھا ممالیک نظامیہ کی امداد سے تخت نشین ہو گیا۔ خلیفہ مقتدی کے پاس اعلان بھیجا گیا۔ مگر وہ اس پر دستخط کرنے سے قبل اچانک انتقال کر گیا۔ اس کی وفات ۵ محرم ۴۸۷ھ میں ہوئی۔

Marfat.com

مستظہر (۲۸)

خلافت ۵ محرم ۴۸۷ھ سے ۱۶ ربیع الاول ۵۱۲ھ ہجری تک

۲۵ سال ۳ ماہ ۱۱ روز

مقتدی کے بعد اس کا بیٹا ابوالعباس احمد مستظہر باللہ خلیفہ ہوا۔ یہ بڑا نیک فیاض اور مستقل مزاج تھا۔ سب کو خوش رکھتا تھا۔ کسی کی تکلیف اس کو گوارا نہ تھی۔ اس کا سارا عہد اہل بغداد کے لئے آرام اور راحت کا زمانہ تھا۔ خط بہت پاکیزہ لکھتا تھا۔ اور ادب و شعر میں مہارت رکھتا تھا۔

برکیاروق

اس نے اپنے آغاز عہد میں نظام الملک کے بیٹے **عزالملک** کو وزارت اور اس کے بھائی عبدالرحیم کو منصب طغرا عطا کیا۔ **علی بن ابو علی قسمی** کو مستوفی الممالک بنایا۔ لیکن یہ سب کے سب ناکارے اور شراب خوار تھے خود برکیاروق بھی دن رات لہو و لعب میں مبتلا رہتا تھا۔ یہ دیکھ کر سلطان **تتش** ارسلان فرمانروائے دمشق نے جزیرہ۔ موصل۔ دیار بکر۔ اور آذربیجان پر قبضہ کرلیا۔ پھر برکیاروق سے سلطنت چھین لینے کے ارادہ سے آگے بڑھا۔ لیکن رے کے متصل پہونچکر ۴۸۸ھ میں شکست کھاکر مقتول ہو گیا۔

اس کا سبب یہ تھا کہ برکیاروق نے خواب غفلت سے بیدار ہوکر **موئدالملک ابوبکر عبداللہ** کو جو نظام الملک کے بیٹوں میں سب سے زیادہ لائق تھا وزارت پر بلالیا۔ اس کے حسن تدبیر سے کامیابی حاصل ہوئی چنانچہ جس وقت وہ

Marfat.com

برکیاروق کو اس فتح کی مبارکباد دینے کے لئے گیا۔ برکیاروق نے کہا کہ یہ فتح تمہاری کوشش اور برکت سے حاصل ہوئی ہے۔ مگر باوجود اس کے دونوں میں صفائی نہ رہ سکی۔ کیونکہ برکیاروق کی والدہ **زبیدہ خاتون** امور سیاست میں دخیل ہوگئی۔ نظام الملک کے دوسرے بیٹے **فخر الملک** نے اس کے پاس ہدیئے اور تحفے بھیج بھیج کر اپنا رسوخ پیدا کیا۔ پھر اپنے بھائی مؤید الملک کی شکایتیں کیں۔ جن کی وجہ سے اس نے برکیاروق کو مخالف بنا دیا۔ اس نے مؤید الملک کو قید کرکے **فخر الملک** کو وزارت دی۔

مؤید الملک اپنی تدبیروں سے قید سے نکلکر **محمد** بن ملک شاہ والی اران کے پاس پہونچا۔ اس نے اس کی تعظیم و تکریم کی اور وزارت سپرد کر دی۔ مؤید الملک نے اس کو برکیاروق پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ کیا۔ وہ تیار ہوکر اصفہان کیطرف بڑھا اور وہاں قبضہ کرلیا۔ برکیاروق نے بھی فوج بھیجی۔ فریقین میں سنہ ۴۹۱ھ سے ۴۹۷ھ تک متواتر پانچ سال جنگ ہوتی رہی۔ جس سے ملکی نظام کا شیرازہ بکھر گیا۔ اور رعایا تنگ آگئی۔

کیفیت یہ تھی کہ رے۔ جبل۔ طبرستان۔ خوزستان۔ فارس۔ دیار بکر اور حرمین میں **برکیاروق** کے نام کا خطبہ جاری تھا۔ اور آذربیجان اران۔ آرمینیہ۔ اصفہان اور عراق میں **محمد** کا۔ بطائح میں کہیں اس کا اور کہیں اس کا۔ اور بصرہ میں دونوں کا **سنجر** بن ملک شاہ نے مشرق میں حدود جرجان سے ماوراء النہر تک اپنے نام کا خطبہ شروع کر دیا۔ یہ ابتری دیکھکر فرنگی ملک شام پر بیت المقدس کے لئے حملے کرنے لگے۔ اس وجہ سے بعض

دانشمند اور عقیل امراء نے برکیارق اور محمد میں صلح کرا دی اور دونوں کے حدود قائم کر دیئے۔

برکیارق اس کے چند روز کے بعد ۲ ربیع الاول ۴۹۵ھ ہجری میں انتقال کر گیا۔

ملک شاہ ثانی اور سلطان محمد

برکیارق کی وفات کے بعد امراء نے اس کے بیٹے ملک شاہ ثانی کی سلطنت کا اعلان کیا۔ محمد نے چڑھائی کی۔ برکیارقی امراء جنگ کرنی چاہتے تھے مگر اپنی قوت کو کم دیکھ کر مقابلہ کے لئے نہیں آئے۔ سلطان محمد بلا منازعت تخت پر قابض ہو گیا لیکن وزراء اچھے نہیں منتخب کر سکا اس وجہ سے ملک میں بدنظمی اور شورش پھیلی۔ ۲۴ ذی حجہ ۵۱۱ھ کو وہ انتقال کر گیا۔ اسکے چند ماہ کے بعد مستظہر نے بھی وفات پائی۔

مستظہر باللہ کے عہد میں اسلامی ممالک میں بڑے بڑے حادثات اور واقعات ہوئے۔ مشرق میں فرقۂ باطنیہ کا ظہور ہوا جنھوں نے اپنی سفاکیوں اور خونریزیوں سے ایک عام تہلکہ مچا دیا۔ اور مغرب میں صلیبی جنگ شروع ہوئی۔ چونکہ ان دونوں کا تعلق مصر کی خلافت فاطمیہ کے ساتھ ہے۔ کیونکہ باطنیہ ان کے حامی تھے اور فرنگی ان کے دشمن۔ اس لئے اس کی تفصیل خلافت فاطمی کے مورخ کا فرض ہے ہم یہاں صرف اجمالی کیفیت لکھتے ہیں۔

باطنیہ

فاطمیہ نے جب مغرب میں اپنی دولت قائم کر لی تو چاہا کہ مشرق میں بھی

اس کے حدود کی توسیع کریں۔ تاکہ تمام عالم اسلامی میں انکی خلافت مسلّم ہو جائے۔ شروع سے ان لوگوں نے جو طریقہ اختیار کیا تھا وہ دعوت اور تبلیغ کا تھا۔ یعنی اپنے مریدین کو خاص تعلیمات دے کر جن میں ان کی امامت کی دعوت سب سے مقدم ہوتی تھی۔ ممالک میں بھیجتے تھے کہ مخفی طور پر لوگوں کو ان کی تلقین کریں۔ تبلیغ میں مہارت حاصل کرنے کے لئے مصر میں ایک باقاعدہ نظام مرتب کیا تھا جس کے سرغنہ کا لقب داعی الدعاۃ ہوتا تھا۔ اور اس کا درجہ قاضی القضاۃ کے برابر بلکہ اس سے بڑھ کر سمجھا جاتا تھا۔ وہاں داعیوں کو طریق دعوت اور اسرار تبلیغ کی تعلیم دے کر اسلامی صوبوں میں روانہ کر دیتے تھے۔

خلفاء فاطمیین کی نگاہیں خراسان اور ایران پر جو شیعیت کا گہوارہ رہ چکے تھے لگی ہوئی تھیں۔ مصر پر قابض ہونے کے بعد سب سے پہلے انھوں نے اپنے دعاۃ انھیں ممالک میں بھیجے۔ یہاں بنی بویہ کے عہد تک جابجا اصحاب برید و اخبار متعین تھے جو ہر قسم کی اطلاعیں دیا کرتے تھے۔ اس لئے ان کے زمانہ میں یہ کامیاب نہ ہو سکے لیکن الپ ارسلان نے جاسوسی کے صیغہ کو توڑ دیا۔ **نظام الملک** نے اس سے کہا بھی کہ سلطنت کے لئے اس کی سخت ضرورت ہے مگر اس نے جواب دیا کہ ہر شہر میں ہمارے دوست بھی ہیں اور دشمن بھی ممکن ہے کہ ارباب غرض دوست کو دشمن یا دشمن کو دوست کی شکل میں دکھلائیں اس لئے میں اس بات کو جائز نہیں رکھتا۔ اس وقت سے باطنیہ کو موقع ملگیا۔ اور انھوں نے اپنی تبلیغ کا جال پھیلا دیا۔

سب سے پہلے اس کا ظہور ساوہ میں ہوا۔ جو رے اور ہمدان کے درمیان

Marfat.com

واقع ہے۔ وہاں کے شحنہ نے دو باطنیوں کو گرفتار کیا۔ لیکن لوگوں نے سفارش کر کے چھڑا لیا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے وہاں ایک مؤذّن کو اپنے مقاصد کی تبلیغ کی۔ اس نے ماننے اور ساتھ دینے سے انکار کیا۔ ان کو خطرہ ہوا کہ کہیں مخبری نہ کر دے۔ اس لئے اس کو قتل کر ڈالا۔ یہ پہلا خون تھا جو مشرق میں انھوں نے بہایا۔

اصفہان اور نیشاپور کے وسط میں ایک قصبہ قائن ہے اس کا رئیس اس جماعت میں شامل ہو گیا۔ یہ لوگ اس کے پاس جمع ہوئے۔ اسی اثنا میں کرمان کا قافلہ تجارت اس طرف سے گذرا۔ نکلکر اس کو لوٹ لیا۔ اور کل کاروانیوں کو قتل کر ڈالا۔ صرف ایک ترکمانی شخص کسی طرح بچ نکلا۔ اس نے قائن میں جا کر فریاد کی۔ لوگ مدد کے لئے گئے۔ لیکن باطنیوں کی جماعت کو مغلوب نہ کر سکے۔

اس فرقہ نے جا بجا خاص کر نواحی اصفہان میں غارتگری شروع کر دی۔ اور اپنی قوت کو بڑھا کر وہاں **ملک شاہ** کے تعمیر کردہ قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ ان کا داعی اعظم **احمد بن عبدالملک بن عطاش** تھا۔ اس کے سر پہ شاہانہ تاج رکھا۔ اور بہت مال غنیمت لا کر جمع کیا۔

حسن بن صبّاح جو ہندسہ۔ حساب اور نجوم وغیرہ میں بڑا ماہر تھا ابن عطاش کے مریدوں میں داخل ہو گیا اس نے اس کو مصر میں بھیجدیا۔ وہاں اصول دعوت کی تعلیم حاصل کی۔ اور خلیفہ فاطمی **مستنصر** سے مل کر مرو میں آیا۔ کہ سیف و قلم سے اس جماعت کی مدد کرے۔ سب سے پہلے ایک گروہ

Marfat.com

کے ساتھ قلعۂ الموت پر قبضہ کر لیا۔ جو ساحل بحر قزوین پر ایک محفوظ کوہستان میں واقع تھا۔ نظام الملک نے فوج بھیجی جس نے چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا اور رسد کی آمد روک دی۔ حسن بن صباح نے اپنے ایک آدمی کو بھیجا۔ جس نے جاکر اچانک نظام الملک کو قتل کر ڈالا۔ وزیر کے قتل کے بعد فوج محاصرہ اٹھا کر واپس چلی آئی۔

باطنیوں کو اب آزادی مل گئی۔ انھوں نے قہستان اور طبس وغیرہ پر بھی تسلط کیا۔ اور ابہر کے متصل وسنم کوہ کے نامی اور محفوظ قلعہ کو قبضہ میں لاکر اپنا ماوے اور ملجا بنایا۔ نیز اس کے اطراف کے قلعہ بھی لے لئے۔

رؤسا باطنیہ اپنے مریدوں کو موت کے متعلق عجیب وغریب تلقینات کرتے تھے۔ جن کے اثر سے ان میں کا ایک شخص باوجود اس یقین کے کہ وہ ضرور قتل کر دیا جائے گا۔ بے خوف ہو کر اپنے متعدد مخالفین پر ٹوٹ پڑتا تھا اور جسکو مارنا چاہتا تھا اس کا کام تمام کر دیتا تھا۔ اس وجہ سے ان کا رعب دلوں پر چھا گیا۔ اور ہر طبقہ کے لوگ ان سے ڈرنے لگے۔ وہ چونکہ ایک مخفی جماعت تھی۔ اس لئے اور بھی فتنہ برپا ہو گیا۔ لوگ باہم ایک دوسرے کے ساتھ بدگمانی رکھنے لگے۔ اور دوست و دشمن کی تمیز جاتی رہی چنانچہ **تیران شاہ** پسر توران شاہ بن قادرت بک کو رعایا نے باطنی سمجھ کر ملحد قرار دیا اور مقام بروسیو سے اسکو نکال کر ارسلان شاہ کو بلالیا۔ درباریوںکو اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کے لئے باطنیت کی تہمت لگا دینا آسان ہو گیا۔ کیونکہ سلاطین کو اپنی جانوں کا اسقدر خطرہ رہتا تھا کہ وہ اس قسم کے خفیف

شبہہ پر بھی لوگوں کو سزائیں دیدیتے تھے۔

سلطان برکیاروق کے بہت سے امراء کو باطنیہ نے مار ڈالا۔ اور یہاں تک ان کا خوف طاری ہو گیا کہ کوئی شخص بلا زرہ پہنے اور ہتھیار لگائے اپنے گھر سے نکلنے کی جرات نہیں کرتا تھا۔ اسی درمیان میں سلطان محمد نے اسپر یورش کی۔ اور ہر طرف مشہور کیا کہ برکیاروق خود باطنی ہے۔ اس وجہ سے اس کی فوج اس کے اوپر الحاد کا شبہہ کرنے لگی۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ تم باطنیوں پر لشکرکشی کرو۔ تاکہ یہ بد گمانی رفع ہو جائے۔ اس نے فوج لے کر چڑھائی کی۔ اور ان کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے میدان میں لاکر قتل کردیا۔ ان میں بہت سے لوگ ایسے بھی تھے جو بری تھے۔ لیکن ان کے دشمنوں نے ان پر تہمتیں لگا دی تھیں۔

عجیب تر۔ امر یہ ہے کہ علاّمہ کیاّ ہراس پر بھی جو مدرسہ نظامیہ بغداد کے نامور مدرس اور امام غزالی کے ساتھی تھے۔ بعضوں نے الحاد کی تہمت لگادی۔ سلطان محمد نے ان کو پکڑ لیا۔ خلیفہ مستظہر نے فوراً اعیان بغداد کو بھیجا۔ جنھوں نے ان کے صحت اعتقاد اور فضیلت علمی کی شہادت دی۔ اس وقت ان کی جان بچی۔

باطنیوں کی دراز دستی سے خراسان میں اضطراب عظیم پیدا ہو گیا اس وجہ سے ۴۹۴ھ میں سلطان سنجر کا سپہ سالار اعظم امیر برغش اُنپر حملہ آور ہوا۔ بہت سے ملحدوں کو قتل کر کے طبس کا محاصرہ کیا۔ باطنوں نے ایک بڑی رقم رشوت میں اس کو دیدی۔ اس لئے وہ محاصرہ اٹھا کر چلا گیا۔ ۴۹۷ھ

ں پھر دوبارہ گیا اور طبس کو فتح کرلیا۔ لیکن باطنیوں کا استیصال نہیں کیا ان کے ساتھ مصالحت کرکے واپس آگیا۔ انھوں نے پھر غارتگری شروع کی۔ اور اس سال ہند۔ سند۔ ماوراءالنہر اور خراسان سے عظیم الشان قافلہ حج کے لئے جارہا تھا۔ اس کو رَے کے متصل لوٹ لیا۔ اور سب کو قتل کرڈالا۔

سنہ ۵۰۰ھ میں جب سلطان محمد کے جھگڑے برکیاروق کے ساتھ ختم ہوگئے تو اس نے ان کے مٹانے کا تہیہ کیا۔ اور سب سے پہلے اصفہان کے قلعہ کا جہاں کا رئیس ابن عطاش تھا محاصرہ کیا۔ رعایا میں سے ایک جم غفیر اس جہاد میں اس کے ساتھ تھا۔

باطنیہ جب تنگ آگئے تو انہوں نے معسکر سلطانی میں اس مضمون کا ایک استفتا بھیجا۔

> سادات فقہا اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک جماعت جو اللہ اس کے رسولؐ۔ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے لیکن صرف سلطان وقت کی مخالف ہو اس کے ساتھ صلح جائز ہے یا نہیں۔

اکثر فقہاء نے جواز کا فتوے دیا۔ لیکن بعضوں نے ناجائز کہا۔ فریقین مناظرہ کے لئے جمع ہوئے اور دیر تک بحث ہوتی رہی۔ علامہ ابوالحسن علی بن عبدالرحمٰن سمنجانی نے جو فقہاء شافعیہ میں ممتاز تر تھے فرمایا کہ ان لوگوں کے ساتھ جنگ واجب ہے۔ اور صلح کسی طرح جائز نہیں۔ ہم نے مانا کہ وہ اللہ اور رسول کو مانتے ہیں اور قیامت پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن جسکو انہوں نے

Marfat.com

امام مانا ہے وہ شرع شریف کے خلاف جو احکام دیتا ہے اسپر عمل کرنا بھی واجب سمجھتے ہیں۔ ایسی حالت میں ان کا خون قطعی مباح ہے۔

باطنیہ نے پھر درخواست بھیجی کہ جو لوگ ہمارے ساتھ صلح ناجائز قرار دیتے ہیں ان کو قلعہ میں بھیجدیجئے تاکہ ہمارے علمار کے ساتھ مناظرہ کریں بلطان نے فقیہ ابوالعلا صاعد بن یحیٰ حنفی قاضی اصفہان کی معیت میں چند علمار کو بھیجدیا۔ ان لوگوں نے جاکر مناظرہ کیا۔ مگر کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ کیونکہ باطنیوں کی غرض صرف یہ تھی کہ اس تدبیر سے وہ سلطانی فوج میں تفرقہ ڈالدیں۔ اور ان کے آدمیوں کو امرار کے قتل کا موقع مل جائے۔ چنانچہ ایک باطنی نے اس امیر پر جو جنگ میں سب سے زیادہ کوشاں تھا۔ آکر وار بھی کیا۔ مگر وہ بچ گیا۔ اور نہایت خفیف زخم آیا۔

محاصرہ سختی کے ساتھ جاری رہا۔ باطنیوں نے لکھا کہ ہم کو امان دیدی جائے۔ کہ ہم اس قلعہ کو چھوڑ کر ارجان اور طبس کی طرف چلے جائیں یہ درخواست منظور کرلی گئی۔ لیکن ابن عطاش نے غدّاری کی۔ اور قلعہ کو خالی نہیں کیا پھر جنگ شروع ہوئی۔ آخر میں وہ مع اپنے بیٹے کے گرفتار ہوا۔ ان دونوں کے سرکاٹ کر بغداد میں بھیجدیئے گئے۔ ابن عطاش کی بیوی نے قلعہ سے گرکر خودکشی کرلی۔

سلطان محمد نے اب حسن بن صباح پر جو ۲۶ سال سے الموت کے قلعہ پر قبضہ کرکے قرب وجوار کے دیار کو لوٹ مار سے تباہ کئے ہوئے تھا۔ لشکرکشی کی لیکن راہ میں بیمار ہوگیا۔ اس لئے خود نہ جاسکا اور امیر انوشتکین شیرگیر

Marfat.com

...لی سادہ کو بھیجا۔ اس نے ایک ایک قلعہ سے ان کو نکال کر آخر میں الموت
...محاصرہ کیا۔ باطنیہ شدت حصار سے تنگ آ گئے تھے۔ اور قریب تھا کہ قلعہ
...د کردیں۔ مگر اسی اثناء میں سلطان کی وفات کی خبر آ گئی۔ جس کی وجہ
...سے فوج واپس چلی آئی۔

...نگ صلیبی

آل سلجوق نے جب قونیہ میں سلطنت قائم کرلی اور ایشیائے کوچک
...سے رومیوں کا تسلّط اٹھا دیا تو ایک راہب بطرس نامی بابائے روم اور پاس
...کے پاس فریاد لے کر پہونچا۔ اس نے اہل یورپ کو مذہب کے نام سے ارض
...مقدس اور آثار مسیحؑ کی حفاظت کے لئے برانگیختہ کیا۔ اور ان کے دلوں کو
...مسلمانوں کے خلاف غیظ و غضب سے بھر دیا۔ چنانچہ ۴۸۹ھ مطابق ۱۰۹۶ء
...ماہ اگست کے مہینہ میں وہاں سے صلیبی فدائی بہت بڑی تعداد میں روانہ
...ہوئے۔ آگے آگے بطرس راہب تھا۔

مگر اس جمعیت کا انتظام فوجی نہیں تھا۔ راستہ میں انھوں نے جا بجا
...لوٹ مار کی جس کی وجہ سے بلغاریا اور ہنگری کے باشندوں کے ساتھ
...لڑائیاں ہوئیں۔ ان میں سے زیادہ تر ہلاک ہو گئے۔ بقیہ جب ایشیائے
...کوچک میں داخل ہوئے تو ان کو سلطان قلیج ارسلان کی فوجوں نے ختم
...کیا۔ ایک بھی بچ کر واپس نہ جا سکا۔

اس ناکامی کے بعد اہل یورپ نے دوسرے حملہ کا سامان کیا۔ اس
...میں ...لشکر شامل تھے۔

Marfat.com

(۱) پہلا لشکر فرانسیسیوں کا تھا جنکا سردار گاڈفرے ڈیوک دی لورین تھا
اس کے ساتھ فرانس اور آسٹریا کے متعدد امراء فوج تھے۔

(۲) دوسری فوج فلپ شاہ فرانس کے بھائی ہیو آف درمانڈ
کی ماتحتی میں تھی۔

(۳) تیسرا گروہ خود روم سے تیار ہوا تھا۔ ان کا سرگروہ بوہیمند تھا جو
اطالیہ کے مقام تارانت کا رئیس تھا۔

یہ تینوں جماعتیں جن کی مجموعی تعداد سات لاکھ سے کم نہ تھی۔
مصیبتیں اُٹھاتی ہوئی قسطنطنیہ سے آبنائے کو عبور کر کے ایشیا میں پہونچیں
سلطان مقابلہ نہ کر سکا۔ انھوں نے آکر قونیہ کا محاصرہ کر لیا۔ تقریباً ۵۰ دن کے
بعد وہ ان کے سپرد کر دیا گیا۔ اس کے بعد ان میں نااتفاقی پیدا ہو گئی۔ جس کی
وجہ سے باہمی خلفشار رہا۔ اور بہت سے ہلاک ہو گئے۔ ان میں سے ایک امیر
بالڈوین نامی جدا ہو کر جزیرۂ فراتیہ کی طرف آیا اور مقام رہا پر قابض ہو گیا
بقیہ انطاکیہ کی طرف بڑھے وہاں کا حاکم امیر باغیان تھا۔ اس نے مقابلہ
میں نہایت شجاعت دکھائی۔ پورے نو مہینہ تک صلیبی محاصرہ کئے ہوئے
پڑے رہے اور کچھ نہ کر سکے۔ آخر میں ایک بُرج کے محافظ کو رشوت دیکر ملا لیا
جس کی وجہ سے اندر داخل ہو گئے۔

دوران محاصرہ میں ان لوگوں نے امراء دمشق اور حلب کو خطوط لکھے
کہ ہم صرف ان شہروں کے خواہاں ہیں جو رومیوں کے تھے۔ آپ سے ہم کو
کوئی واسطہ نہیں ہے۔ مطلب اس سے یہ تھا کہ یہ لوگ اہل انطاکیہ کی مدد کو

نہ آئیں چنانچہ ان سادہ لوحوں نے یہی کیا۔

فتح انطاکیہ کے بعد معرۃ النعمان پر قبضہ کیا۔ پھر بیت المقدس کی طرف بڑھے۔ یہ شہر آل سلجوق کی حکومت میں تھا۔ لیکن فاطمیوں نے انکو صلیبیوں کے مقابلہ میں مشغول پاکر اپنے ایک امیر **افضل** بن بدر جمالی کو بھیج کر قبضہ کر لیا تھا تقریباً ڈیڑھ ماہ کے محاصرہ کے بعد صلیبیوں کے ہاتھ میں چلا گیا۔ اور وہ ۲۳ شعبان سنہ ۴۹۲ھ میں اس میں داخل ہو گئے۔ باشندوں کو بے دریغ تہ تیغ کیا۔ ان میں سے کچھ لوگ نالہ و فریاد کناں قاضی **ابوسعید** ہروی کے ساتھ بغداد پہونچے۔ وہاں ان خونی مظالم کو سنا کر امداد طلب کی۔ اس زمانہ میں برکیا روق اور سلطان محمد باہمی جنگ میں مشغول تھے۔ اس وجہ سے ان مظلوموں کو کوئی مدد نہیں مل سکی۔

فرنگیوں نے **گاڈفرے** کو بیت المقدس کا بادشاہ بنایا۔ لیکن اسنے اپنا لقب صرف محافظ قبر مسیح رکھا۔ اور تھوڑے دنوں کے بعد ۱۸ جولائی سنہ ۱۱۰۰ء میں انتقال کر گیا۔ اس کا بھائی **بالڈوین** رہا سے آکر اس کا جانشین ہوا۔ اور اپنی جگہ اپنے بیٹے **بالڈوین** برگ کو چھوڑا۔ جو عربی تواریخ میں **بردویل** لکھا جاتا ہے۔

اب اسلامی ممالک کے وسط میں اہل یورپ کی متعدد حکومتیں قائم ہو گئیں۔ بیت المقدس۔ انطاکیہ۔ اور رہا وغیرہ۔ ان سب میں محترم بیت المقدس کی ریاست تھی۔

ان کی لڑائیاں مسلمانوں کے ساتھ سنہ ۴۹۰ھ سے سنہ ۶۹۰ھ دو صدی تک

Marfat.com

مسلسل جاری رہیں۔

وفات مستظہر

۱۶ ربیع الاول ۵۱۲ھ میں مستظہر باللہ نے وفات پائی۔

مسترشد (۲۹)

خلافت ۱۶ ربیع الاول ۵۱۲ھ سے ۷ ذی قعدہ ۵۲۹ھ تک

۱۷ سال ۸ ماہ ایک دن

ابوالمنصور الفضل مسترشد باللہ بن مستظہر۔ اپنے باپ کی وصیت کے مطابق اس کی وفات کے دن ۱۶ ربیع الاول ۵۱۲ھ مطابق ۷ اگست ۱۱۱۸ء کو خلیفہ ہوا۔

سلطان محمود و سنجر

اس کے آغاز عہد میں سلطان محمود بن ملک شاہ فرمانروا تھا۔ اس نے اپنے چچا سنجر بادشاہ رے کو لکھا کہ تم مازندران مجھ کو دیدو۔ وہ اس طلب سے برہم ہو گیا۔ فریقین کی طرف سے جنگ کا سامان ہوا۔ اور سادہ کے متصل لڑائی ہوئی۔ محمود نے شکست کھائی۔ جس وقت یہ خبر بغداد میں پہونچی۔ خلیفہ نے خطبہ سے اس کا نام نکال کر سنجر کا نام داخل کر دیا۔

سنجر کی والدہ جو محمود کی دادی تھی زندہ تھی۔ اس کی سفارش سے سنجر نے پھر اس کا ملک اس کو واپس دیدیا۔ اور اپنا ولی عہد بنایا۔ یہ امر اس کے بھائی مسعود کو جو موصل اور آذربیجان کا رئیس تھا ناگوار گذرا۔ کیونکہ وہ اپنی سلطنت

Marfat.com

کی تدبیر میں تھا۔ اس نے اپنے وزیر **ابو اسماعیل** طغرائی کے مشورہ سے محمود پر جو اصفہان میں تھا فوج کشی کی۔ اسد آباد میں میدان کارزار گرم ہوا۔ محمود نے دن بھر نہایت ثابت قدمی سے مدافعت کی۔ شام کو حملہ کر کے مسعود کو شکست دیدی۔ **طغرائی** پکڑا گیا۔ اس کے قتل کا حکم دیا۔ اور کہا کہ اس کی بد باطنی سے یہ جنگ پیش آئی۔ یہ وزیر مشہور انشاء پرداز اور شاعر تھا۔

پھر مسعود کو بلایا۔ جب وہ آیا تو اس کے ساتھ سلوک و مہربانی کی۔

خلیفہ مسترشد نے سلجوقیوں کی باہمی نزاعوں میں موقع پاکر کچھ طاقت پیدا کر لی۔ اور مخالفین کے مقابلہ میں فوج کشی کرنے لگا۔ آل سلجوق کے شحنہ کو بھی بغداد سے نکالدیا۔ اس نے جاکر سلطان محمود سے شکایت کی۔ وہ بغداد کی طرف آیا۔ خلیفہ اپنی فوج اور عوام النّاس کو لے کر مقابلہ کے لئے نکلا۔ مگر جب طاقت نہ دیکھی تو صلح کر لی۔ خلیفہ کے دشمنوں نے سلطان محمود کو مشورہ دیا کہ بغداد میں آگ لگا دے۔ اس نے کہا کہ یہ ایسا کام ہے کہ اگر سارے عالم کی سلطنت بھی مجھ کو مل جائے تو میں نہیں کروں گا۔

سلطان جب شہر میں داخل ہوا تو خلیفہ نے خلعت اور عربی گھوڑے اس کے سامنے پیش کئے۔ تقریباً دو ماہ کے قیام کے بعد ربیع الثانی ۵۲۱ھ میں وہاں سے واپس چلا آیا۔

باطنیہ

یہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ اصفہان میں **ابن عطاش** باطنی کی جماعت کو سلطان محمد نے فنا کر دیا تھا۔ لیکن الموت والے رہ گئے تھے۔ ۵۲۴ھ میں سلطان

Marfat.com

محمود نے ان کا استیصال کر دیا۔ اس نے ۵۲۵ھ میں وفات پائی۔ نہایت حلیم و کریم تھا۔

سلطان مسعود و طغرل ثانی

سلطان محمود کی وفات کے بعد اس کے بیٹے داؤد کا نام خطبہ میں لیا گیا جو اس وقت بلاد جبل کا والی تھا مسعود نے مخالفت کی۔ اس وجہ سے دونوں میں جنگ ہوئی۔ داؤد کو ہزیمت ملی۔ اسپر سلطان سنجر والی رے جو اس خاندان کا بزرگ تھا مسعود کو سزا دینے کے لئے آیا۔ اس نے نواح دینور میں مقابلہ کیا۔ سنجر نے شکست دیدی۔ پھر امان دے کر بلایا عتاب فرما کر مقام گنجہ میں بھیجدیا۔ اور اس کے بھائی طغرل ثانی کو تخت نشین کر کے رے کو واپس چلا آیا۔

مسعود نے موقع پا کر ایک جمعیت فراہم کی۔ اور بغداد کی طرف آیا۔ خلیفہ کو متفق کر کے اس سے بھی امداد لی۔ اور ہمدان میں جا کر طغرل کو مغلوب کر لیا۔ اس کے بعد سے اس کے نام کا خطبہ جاری ہو گیا۔

خلیفۂ بغداد نے بوجہ اپنی قوت کے اب بالاستقلال احکام نافذ کرنے شروع کئے۔ مسعود نے اس کو روکا۔ خلیفہ نے خطبہ سے اس کا نام نکال دیا اور فوج کشی کی۔ لیکن مقابلہ کے وقت عوام نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور ترک سلطانی لشکر میں جا کر مل گئے۔ اس وجہ سے گرفتار ہو گیا۔ آخر اس نے یہ شرط لکھی کہ نہ کوئی فوج رکھے گا۔ نہ اپنے قصر سے باہر نکلے گا اس وقت رہا کیا گیا۔ اسی اثناء میں ایک باطنی نے اس کو مار ڈالا۔ یہ واقعہ مراغہ کے دروازہ پر ۱۷ ذی قعدہ ۵۲۹ھ میں ہوا۔

Marfat.com

راشد (۳۰)

(خلافت ۱۷ ذیقعدہ ۵۲۹ھ سے ۶ ذیقعدہ سنہ ۵۳۰ھ تک ۱۱ ماہ ۱۱ روز)

ابو جعفر المنصور راشد باللہ بن مسترشد ۱۷ ذیقعدہ ۵۲۹ھ مطابق ۳۰ اگست سنہ ۱۱۳۵ء میں خلیفہ ہوا۔ اپنے باپ کے انتقام لینے کے لئے سلطان مسعود کے خلاف امراء کے ساتھ سازش شروع کی۔ اور سلطان محمود کے بیٹے داؤد کو اسکے مقابلہ کے لئے اٹھایا۔ مسعود فوج لیکر بغداد کی طرف بڑھا جن امراء نے خلیفہ کا ساتھ دیا تھا اب وہ خوف سے الگ ہونے لگے۔

یہاں تک کہ عماد الدین زنگی صاحب موصل جو اس امر میں خلیفہ کا سب سے بڑا مددگار تھا وہ بھی بغداد سے نکلنے لگا۔ راشد بھی صورت حال دیکھ کر اسی کے ساتھ چلا گیا۔ مسعود نے بغداد میں داخل ہو کر فقہاء اور قضاۃ کو جمع کر کے فتوے لیا کہ راشد خلافت سے خارج ہے۔

مقتفی (۳۱)

خلافت ۸ ذی حجہ سنہ ۵۳۰ہجری سے ۲ ربیع الاول ۵۵۵ہجری تک

۲۴ سال ۲ ماہ ۲۴ روز

ابو عبد اللہ حسین مقتفی لامر اللہ بن مستظہر۔ راشد کے بعد خلافت کے لئے نامزد کیا گیا۔ ۸ ذی حجہ سنہ ۵۳۰ھ کو اس کے ہاتھ پر بیعت ہوئی سلطان مسعود نے اس کے ساتھ رشتہ بھی قائم کیا۔ اور اپنی بہن فاطمہ کا ایک لاکھ

دینار مہر پر اس کے ساتھ نکاح کر دیا۔

خلیفہ معزول راشد نے داؤد کی مدد سے پھر خلافت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوسکا۔ اور نوجی اصفہان میں باطنیوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔

سلطان مسعود باوجود اپنے اہل خاندان اور دیگر امراء کی مخالفتوں کے برابر سلطنت پر قائم رہا۔ ۵۴۷ھ میں ہمدان انتقال کر گیا۔

نہایت فیاض۔ نرم خو۔ خوش مزاج اور پاک دل تھا۔ رعایا کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا تھا۔ اس کی موت سے سلطنت سلجوقی کی سعادت ختم ہوگئی۔ اور اس کے پرزے پرزے ہو گئے۔

سب سے پہلے خلیفہ بغداد نے سلطانی شحنہ اور امرار کو نکال دیا۔ اور ان کے مکانات اور اموال ضبط کر لئے۔ پھر ایک فوج مرتب کرکے عراق۔ حلہ اور واسط وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ دیگر ممالک اتابکوں میں تقسیم ہو گئے۔

اتابک ترکی لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں اتالیق۔ سلاطین سلجوق تربیت کے لئے اپنے بیٹوں کو فوجی امراء کے حوالے کر دیتے تھے۔ یہی لوگ اتابک کہے جاتے تھے۔ ان میں سے اکثر والیان صوبہ اور نائبان حکومت کے درجوں پر تھے۔ جب مرکزی قوت کمزور ہوگئی تو ہر ایک نے اپنے اپنے رقبۂ حکومت پر مستقل قبضہ جما لیا۔

شاہان خوارزم

اس خاندان کا بزرگ محمد تھا جس کے باپ انوشتکین کو ایک سلجوقی امیر

بلباک نے گرجستان سے خریدا تھا۔ وہ چونکہ بہادر اور فرزانہ تھا۔ اس وجہ سے اس کو عروج مل گیا۔ اس نے اپنے بیٹے محمد کو نہایت اچھی تعلیم وتربیت دی سلطان برکیارق کے زمانہ میں محمد والی خوارزم کے ساتھ گیا۔ اس نے ایک بڑا عہدہ دیا۔ اور تھوڑے دنوں میں اس کے کام سے ایسا خوش ہوا کہ **خوارزم شاہ** کا لقب بخشا۔ محمد نے اپنی لیاقت۔ انصاف پسندی اور علمی ودینی اوصاف کی بدولت ہر دلعزیزی حاصل کرلی۔ سلطان سنجر بھی اس سے بہت خوش ہوا۔ اور اپنے زمانہ میں اس کو خوارزم کی حکومت پر بحال رکھا۔ وہیں ۵۲۱ھ میں محمد نے وفات پائی۔ اس کی جگہ پر اس کا بیٹا **التسز** مقرر ہوا۔ یہ بھی نہایت مدبر اور شجاع تھا۔ سنجر نے بڑی بڑی مہمات میں اس سے امداد لی۔ سلطان مسعود کی وفات پر یہ خوارزم کا خودمختار فرمانروا بن گیا۔ یہ سلطنت اسکے خاندان میں ۶۲۸ھ تک رہی۔

شاہوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) محمد بن انوشتگین	۴۹۰ - ۵۲۱
(۲) التسز بن محمد	۵۵۱ -
(۳) ارسلان بن التسز	۵۶۸ -
(۴) سلطان شاہ محمود بن ارسلان	۵۶۸ -
(۵) تکش بن ارسلان	۵۹۶ -
(۶) علاء الدین محمد بن تکش	۶۱۷ -
(۷) جلال الدین منکبرنی بن علاء الدین	۶۲۸ -

پھر یہ سلطنت تاتاریوں کے ہاتھ میں آگئی۔

دولت ارتقیہ

یہ دولت ارتق ترکمانی کی طرف منسوب ہے جو ملک شاہ کا غلام اور ایک فوج کا سردار تھا۔ اس کے بیٹے معین الدولہ سقمان نے سلطان برکیاروق کے عہد میں ۴۹۵ھ میں قلعہ کیفا سے امیر موسے ترکمانی کو نکال کر اس پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد علاقہ ماردین کو بھی اپنی ریاست میں شامل کیا۔

۵۰۲ھ میں اس ریاست کے دو حصے ہو گئے۔ ایک کا مرکز حصن کیفا رہا۔ اور دوسرے کا ماردین۔ کیفا کی حکومت ۶۲۰ھ تک اس خاندان میں رہی اس کے بعد ایوبیوں کے قبضہ میں آئی۔ امراء کی فہرست یہ ہے۔

(۱) معین الدولہ سقمانی	۴۹۵-۴۹۸
(۲) ابراہیم بن سقمان	۵۰۲-
(۳) رکن الدین داؤد بن سقمان	۵۴۳-
(۴) قمر الدین قرہ ارسلان بن داؤد	۵۷۰-
(۵) نور الدین محمد بن ارسلان	۵۸۱-
(۶) قطب الدین سقمان بن محمد	۵۹۷-
(۷) ناصر الدین محمود بن محمد	۶۱۹-
(۸) رکن الدین مودود بن محمود	۶۲۰-

ماردین کی حکومت ۸۱۱ھ ہجری تک رہی۔ اس کے وارث آل عثمان ہوئے۔

امراء کے نام یہ ہیں۔

(۱) نجم الدین غازی بن ارتق	۵۰۲-۵۱۶
(۲) حسام الدین تیمور تاش بن غازی	-۵۴۷
(۳) نجم الدین البی بن تیمور تاش	-۵۷۲
(۴) قطب الدین غازی بن البی	-۵۸۰
(۵) حسام الدین یولق بن ارسلان غازی	-۵۹۷
(۶) ناصر الدین ارتق بن ارسلان غازی	-۶۳۷
(۷) نجم الدین غازی بن ارتق ارسلان	-۶۵۸
(۸) قرہ ارسلان بن غازی۔	-۶۶۱
(۹) شمس الدین داؤد بن قرہ ارسلان	-۶۹۳
(۱۰) نجم الدین غازی بن قرہ ارسلان	-۷۱۲
(۱۱) شمس الدین صالح بن غازی	-۷۶۵
(۱۲) منصور احمد بن صالح	-۷۶۹
(۱۳) صالح محمود بن احمد	-۷۶۹
(۱۴) مظفر داؤد بن صالح	-۷۷۸
(۱۵) طاہر مجد الدین عیسٰے بن داؤد	-۸۰۹
(۱۶) صالح بن داؤد	-۸۱۱

اتابکیہ دمشق

آل سلجوق میں سے تتش الپ ارسلان نے شام پر قبضہ کیا تھا۔ اس کا

Marfat.com

ایک غلام ظہیر الدین طغتگین تھا جو لڑائیوں میں اس کے ساتھ شریک رہتا تھا تتش نے اس کی بہادری کی وجہ سے اسکو سیف الاسلام کا خطاب دیا۔ اور اپنے بیٹے دقاق کا اتالیق مقرر کیا۔ دقاق جب فرمانروا ہوا تو ظہیر الدین نے ہر کام میں خلوص کے ساتھ اس کی مدد کی۔ اور جب وہ مرگیا تو اس کے چھوٹے بچے کو تخت نشین کیا۔ تتش کا بڑا بیٹا بکتاش مقابلہ کے لئے اٹھا۔ اور بیت المقدس کے فرنگیوں سے مدد لیکر آیا۔ لیکن ناکام رہا۔ دقاق کے بچہ کے بعد طغتگین نے اپنی حکومت قائم کرلی جو ۲۵ سال تک رہی۔ پھر آل زنگی اس کے وارث ہوئے۔

ملوک کی فہرست یہ ہے۔

(۱) سیف الاسلام ظہیر الدین طغتگین	۴۹۷ - ۵۲۲
(۲) تاج الملوک بوری	۵۲۶ -
(۳) شمس الملوک اسماعیل	۵۲۹ -
(۴) شہاب الدین محمود	۵۳۳ -
(۵) جمال الدین محمد	۵۳۴ -
(۶) مجیر الدین ابق	۵۴۹ -

اتابکیہ موصل

آق سنقر ملک شاہ سلجوقی کا غلام اور سب سے نامور سپہ سالار تھا۔ وہ برکیارق کے زمانہ میں تتش ارسلان کے مقابلہ میں حلب کے متصل مارا گیا۔ برکیاروق نے اس کی خدمات کی وجہ سے اس کے بیٹے عماد الدین کی شاہانہ تربیت کی۔ اس نے اپنے باپ سے بھی زیادہ ناموری اور عزت حاصل کی۔ سلطان محمود

نے ۵۲۱ھ میں اس کو موصل کی ولایت پر بھیجا۔ زنگی سلطنت کا بانی یہی شخص ہے۔ اس خاندان کی چار شاخیں ہوگئیں۔

موصل (۱)

(۱) اتابک عماد الدین زنگی	۵۲۱ - ۵۴۱ھ
(۲) سیف الدین غازی بن زنگی	- ۵۴۴ھ
(۳) قطب الدین مودود بن زنگی	- ۵۶۵
(۴) سیف الدین غازی بن مودود	- ۵۷۶
(۵) عز الدین مسعود بن مودود	- ۵۸۹
(۶) نور الدین ارسلان شاہ بن مسعود	- ۶۱۶
(۷) نصیر الدین بن محمود بن مسعود	- ۶۳۱
(۸) بدر الدین لولو	- ۶۵۷
(۹) اسماعیل بن لولو	- ۶۶۰

بدر الدین لولو اس خاندان کا غلام تھا۔ نصیر الدین محمود کے بعد حکمران ہوگیا۔ اس کے بیٹے اسماعیل کے عہد میں تاتاری آگئے۔

حلب (۲)

۵۴۱ھ میں عماد الدین زنگی کی سلطنت اس کے قتل کے بعد اسکے دونوں بیٹوں میں تقسیم ہوگئی۔ سیف الدین غازی موصل میں رہا۔ اور نور الدین محمود حلب میں۔ محمود کے بعد اس کا بیٹا اسماعیل تخت نشین ہوا۔ پھر سلطان صلاح الدین مالک ہوگیا۔

Marfat.com

سنجار (۳)

قطب الدین مودود کی وفات کے بعد ۵۶۶ھ میں اس کا چھوٹا بیٹا سیف الدین جو ولی عہد تھا موصل میں حکمران ہوا۔ اور بڑے بیٹے عماد الدین نے سنجار پر تسلط کر لیا۔

امراء کی فہرست یہ ہے۔

(۱) عماد الدین زنگی بن مودود	۵۶۶-۵۹۴
(۲) قطب الدین محمد زنگی	-۶۱۶
(۳) عماد الدین شاہنشاہ	-۶۱۶
(۴) عمر	-۶۱۷

اس کے وارث بھی ایوبی ہوئے۔

جزیرہ (۴)

سیف الدین غازی بن مودود کے بعد اس کا ملک بھی اس کے دو بیٹوں میں تقسیم ہو گیا۔ عز الدین موصل میں رہا۔ اور سنجر شاہ نے جزیرہ پر قبضہ کیا۔

ملوک حسب ذیل ہوئے۔

(۱) سنجر شاہ بن مودود	۵۷۶-۶۰۵
(۲) معز الدین محمود بن سنجر شاہ	-۶۴۸
(۳) مسعود بن محمود	-۶۴۸

یہ سلطنت بھی ایوبی ممالک میں شامل ہوئی۔

اتابکیہ اربل

یہ دولت زین الدین علی کوچک نے قائم کی جو عماد الدین زنگی کا غلام اور

سپہ سالار تھا۔ سنجار۔ حران۔ قلعہ عقر حمیدیہ نیز قلعہائے ہکاریہ۔ تکریت اور شہرزور وغیرہ سب اس کے قبضہ میں تھے۔ لیکن یہ سارا ملک اپنے آقا کے بیٹے قطب الدین مودود کو جس کی اس نے تربیت کی تھی دیدیا۔ اور صرف اربل اپنے پاس رکھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا چھوٹا بیٹا زین الدین ابوالمظفر جانشین ہو گیا۔ بڑے بیٹے مجاہد الدین قائماز نے مخالفت کی۔ مگر کامیاب نہ ہوا اس لئے سیف الدین والی موصل کے پاس امداد کے لئے گیا۔ اس نے اس کو حران دے دیا۔ وہاں کچھ دنوں رہ کر سلطان صلاح الدین کے پاس پہونچا۔ سلطان نے رہا بھی اس کی جاگیر میں شامل کر دیا۔ اور اپنی بہن کے ساتھ اس کی شادی کر دی۔

مجاہد الدین صلیبی جنگوں میں سلطان کے ساتھ رہا۔ اور بڑے بڑے کام کئے۔ ۵۸۳ھ میں اپنے بھائی زین الدین کی وفات کے بعد اربل میں آگیا وہیں ۶۳۰ھ میں وفات پائی۔ چونکہ کوئی وارث نہیں رکھتا تھا اس لئے اپنے ملک کی وصیت خلیفہ عباسی کے لئے کر گیا۔ چنانچہ تاتاریوں کے آنے تک انھیں کے قبضہ میں رہا۔

اتابکیہ آذربیجان

سلطان محمود سلجوقی کے وزیراعظم کمال سمیری کا ایک غلام ایلدکز نامی تھا اپنے عہد میں سلطان مسعود نے اس کو ارانیہ کا والی مقرر کر دیا۔ وہاں پہونچکر اس نے آذربیجان کے بیشتر حصہ پر اپنا تسلّط جمالیا۔ فوج کی تعداد پچاس ہزار سے زیادہ بڑھالی۔ ہمدان سے لیکر تفلیس تک حکمران ہو گیا۔ اور ان سب ممالک میں

اپنے ربیب ارسلان شاہ بن طغرل کے نام کا خطبہ جاری کر دیا۔

ایلدکز نہایت شجاع۔ عاقل اور عادل تھا۔ اس کے اوصاف کی وجہ سے اس کی رعایا بہت عزت کرتی تھی۔ اس کے خاندان میں حسب ذیل ملوک ہوئے۔

(۱) شمس الدین ایلدکز	۵۳۱ - ۵۶۱
(۲) محمد پہلوان جہاں پسر ایلدکز	- ۵۸۱
(۳) قزل ارسلان عثمان بن ایلدکز	- ۵۸۷
(۴) ابو بکر بن محمد	- ۶۰۷
(۵) مظفر الدین ازبک بن محمد	- ۶۲۲

یہ دولت شاہان خوارزم کے مقبوضات میں شامل ہوئی۔

اتابکیہ فارس

سلاجقہ کے عہد میں سلغر ایک مشہور سپہدار تھا۔ اس کے پوتے سنغر نے یہ دولت قائم کی۔ فرمانرواؤں کی فہرست یہ ہے۔

(۱) سنغر بن مودود بن سلغر	۵۴۳ - ۵۵۷
(۲) زنگی بن سنغر	- ۵۹۱
(۳) تکلہ بن زنگی	- ۵۹۱
(۴) سعد بن زنگی	- ۶۲۳
(۵) ابو بکر بن سعد	- ۶۵۸
(۶) محمد بن سعد	- ۶۶۰

Marfat.com

(۷) محمد شاہ بن محمد ۶۶۰

(۸) سلجوق شاہ بن سلغر بن سعد ۶۶۰

(۹) ابش بن سعد ۶۸۶

تاتاریوں کے ہاتھوں سے یہ حکومت ختم ہوئی۔ سعد بن زنگی اور اس کے بیٹے ابوبکر کے عہد میں ایران کے مشہور شاعر شیخ مصلح الدین شیرازی تھے جنھوں نے اسی نسبت سے اپنا تخلص سعدی رکھا تھا۔

اتابکیہ لورستان (ہزار اسپیہ)

یہ اتابکیہ فارس کی ایک شاخ تھی۔ اس کو سنقر کے ایک سردار فوج ابوطاہر نے قائم کیا تھا۔ امراء کے نام یہ ہیں۔

(۱) ابوطاہر بن محمد ۵۴۳ - ۶۰۰

(۲) نصرۃ الدین ہزار اسپ بن ابوطاہرہ - ۶۵۰

(۳) دگلہ بن ہزار اسپ - ۶۵۷

(۴) شمس الدین الپ ارغو بن ہزار اسپ - ۶۷۳

(۵) یوسف شاہ اول بن الپ ارغو - ۶۸۷

(۶) افراسیاب اول بن یوسف - ۶۹۶

(۷) نصرۃ الدین احمد بن الپ ارغو - ۷۳۳

(۸) رکن الدین یوسف شاہ ثانی بن احمد - ۷۴۰

(۹) مظفر الدین افراسیاب ثانی بن یوسف شاہ - ۷۵۶

(۱۰) شمس الدین ہوشنگ بن افراسیاب ثانی - ۷۸۰

Marfat.com

(۱۱) احمد	۸۱۵ -
(۱۲) ابوسعید	۸۲۰ -
(۱۳) حسین	۸۲۷ -
(۱۴) غیاث الدین	.. ..

شاہان ارمن

اس دولت کی ابتدا ۴۹۳ھ میں ہوئی۔ امیر سقمان قطبی نے جو قطب الدین اسماعیل سلجوقی کا غلام تھا۔ شہر خلاط میں اس کو قائم کیا۔ ملوک حسب ذیل ہوئے۔

(۱) سقمان قطبی	۴۹۳ - ۵۰۶
(۲) ظہیر الدین ابراہیم شاہ ارمن	۵۲۱
(۳) احمد	۵۲۲
(۴) ناصر الدین سقمان	۵۷۹
(۵) سیف الدین بک تیمور (اس خاندان کا ملوک تھا)	۵۸۹
(۶) بدر الدین (آق سنقر کا غلام)	۵۹۴
(۷) منصور محمد بن بک تیمور	۶۰۳
(۸) عز الدین بلبان	۶۰۴

اس کے وارث سلاطین ایوبی ہوئے۔

اسی عہد میں دولت غزنویہ کے بجائے سلطنت غوریہ قائم ہوئی ضمناً اس کا تذکرہ بھی ضروری ہے۔

Marfat.com

دولت غوریہ

بلاد غور میں جو ہرات اور غزنیں کے مابین واقع ہے ۵۴۳ھ میں آل سام آ گئے تھے۔ ان کا سردار قطب الدین محمد بن حسین غور پر قابض ہو گیا۔ اس نے بہرام شاہ مسعود بن ابراہیم فرمانروائے غزنیں کے ساتھ رشتہ داری کا تعلق پیدا کیا۔ جس سے اس کی عظمت اور شان بڑھ گئی۔ بہرام شاہ نے اس خوف سے کہ کہیں یہ سلطنت پر قابض نہ ہو جائے اسکو قتل کرا دیا۔ آل سام نے اس کے بھائی سیف الدین کو اپنا سردار بنا لیا۔ اور اسکی معیت میں قصاص کے لئے بہرام شاہ پر چڑھائی کی۔ وہ ہندوستان میں چلا آیا۔ یہاں سے لشکر جمع کر کے لیگیا۔ سیف الدین کو جو غزنیں پر قابض ہو گیا تھا شکست دی اور گرفتار کر کے سولی پر چڑھا دیا۔

قبیلہ غور نے علاء الدین حسین کو رئیس بنایا۔ اسکا لقب جہانسوز تھا۔ ۵۵۰ھ میں اس نے غزنین پر چڑھائی کی۔ وہاں سے بہرام شاہ کو نکال کر اپنے بھائی سیف الدین محمد کو والی بنا دیا۔

علاء الدین نے ۵۵۶ھ میں انتقال کیا۔ اسکے بعد غیاث الدین محمد بن بہاء الدین سام بن حسن تخت نشین ہوا۔ غیاث الدین کا بھائی شہاب الدین غوری تھا۔ اس نے غزنین سے لیکر ہند تک آل سبکتگین کے تمام مقبوضات پر تسلط حاصل کر لیا۔ اس کے ہاتھوں ۲۱۳ سال کے بعد ۵۸۲ھ میں غزنوی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

اسی نے پرتھی رائے کو شکست دیکر دہلی کو فتح کیا۔ اور ۵۸۷ھ میں یہاں کے

Marfat.com

تخت پر جلوس فرمایا۔ پھر اپنے غلام قطب الدین کو چھوڑ کر غور کو واپس ہوا۔ راستہ میں انتقال کر گیا۔

دہلی کی سلطنت قطب الدین کے خاندان میں ۶۸۹ھ تک رہی بادشاہوں کی فہرست حسب ذیل ہے۔

(۱) قطب الدین ایبک	۶۰۲ - ۶۰۷
(۲) ارم شاہ	۶۰۷ -
(۳) شمس الدین التمش	۶۲۳ -
(۴) رکن الدین فیروز شاہ اول	۶۳۴ -
(۵) رضیہ سلطانہ	۶۳۸ -
(۶) معز الدین بہرام شاہ	۶۳۹ -
(۷) علاء الدین مسعود شاہ	۶۴۴ -
(۸) ناصر الدین محمود شاہ اول	۶۶۴ -
(۹) غیاث الدین بلبن	۶۸۶ -
(۱۰) معز الدین کیقباد	.....

جنگ صلیبی

فرنگی جو ارض مقدس پر قابض ہو گئے تھے انکے ساتھ نور الدین محمود زنگی والی حلب نے جنگ شروع کی۔ اور اکثر شہروں کو واپس لے لیا انھوں نے اپنے کو اس کے مقابلہ میں عاجز دیکھ کر پھر بابائے روم کے پاس فریاد کی اور امداد کے طالب ہوئے۔ اس نے تمام یورپ میں دعاۃ کو بھیجکر مسلمانوں

Marfat.com

کے خلاف اشتعال پیدا کیا۔ اور جوش دلایا چنانچہ فرانس کا بادشاہ لوئی سابع اور فرمانروائے المانیا کنراڈ ثالث دونوں اپنی اپنی فوجیں خود لے کر روانہ ہوئے راستہ میں قسطنطنیہ تھا جس کا بادشاہ عمانوئیل تھا۔ وہ ڈرتا تھا۔ کہ کہیں میرے ملک پر قبضہ نہ کرلیں۔ اس لئے طرح طرح کے حیلے کئے کہ انکو روکے مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوسکی۔ پہلے کنراڈ آیا۔ قسطنطنیہ سے آبنائے کو عبور کرکے بڑھا۔ مسلمانوں نے شکست فاش دے کر اس کی فوج کے بیشتر حصّہ کو قتل کرڈالا۔ بقیۃ السیف بھاگے۔ راستہ میں فرانسیسی لشکر آتا ہوا ملا۔ اس کے ساتھ ہو گئے۔

یہ لوگ طرح طرح کی سختیاں اور تکلیفیں اُٹھاتے ہوئے ۵۴۳ھ میں بیت المقدس پہونچے۔ وہاں سے دمشق پر جو اسوقت مجیر الدین ابق کے قبضہ میں تھا چڑھائی کا ارادہ کیا۔ اس نے سیف الدین زنگی والی موصل سے مدد مانگی۔ وہ فوراً اپنی فوجیں لے کر روانہ ہوا۔ حلب سے اپنے بھائی نورالدین محمود کو بھی ساتھ لے لیا۔

فرنگیوں نے ۵۴۳ھ میں دمشق کا محاصرہ کیا۔ وہاں کی فوج نیز رعایا نے بھی نہایت جرارت کے ساتھ مدافعت کی۔ اسی اثنا میں سیف الدین اور نورالدین فوجیں لئے ہوئے حمص میں پہونچے۔ فرنگی ان کے خوف سے محاصرہ اٹھا کر چلے گئے۔ ۵۴۹ھ میں نورالدین محمود نے دمشق پر خود قبضہ کرلیا۔

سلطان ملک شاہ ثانی و محمد

آل سلجوق میں سے سلطان مسعود نے جب وفات پائی تو اس کی جگہ اس کا بھائی محمد بن محمود تخت نشین ہوا۔ اس نے خلیفہ پر فوج کشی کی اور جاکر بغداد کا

محاصرہ کرلیا۔ لیکن بہت سے امراء نے خلیفہ کے مقابلہ کی وجہ سے ساتھ چھوڑ دیا۔ ادھر خبریں پہونچیں کہ ملک شاہ ایلدکز کی مدد سے ہمدان پر آکر قابض ہو گیا ناچار محاصرہ اٹھا کر واپس گیا۔ ملک شاہ اس کی آمد کی خبر پاکر ہمدان سے نکل گیا۔ یہ اپنے مستقر اصفہان میں آیا۔ وہیں ۵۵۴ھ میں وفات پائی۔

سلیمان شاہ وارسلان شاہ

محمد کی وفات کے بعد بعض امراء نے اس کے بیٹے سلیمان شاہ کو سلطنت کے لئے بلایا۔ اور بعضوں نے ارسلان بن طغرل کو بڑے بڑے جھگڑوں کے بعد ایلدکز نے ارسلان کو جو اس کا ربیب تھا تخت نشین کیا۔ اسکے عہد میں خلیفہ نے وفات پائی۔

وفات مقتفی

مقتفی نے ۲ ربیع الاول ۵۵۵ھ مطابق ۱۲ مارچ ۱۱۶۰ھ کو انتقال کیا دیالمہ کے آغاز عہد سے خلفاء عباسیہ حکومت سے محروم ہو گئے تھے۔ یہ پہلا خلیفہ تھا جس نے پھر حکومت حاصل کی۔ اور عراق سے واسط تک اپنے قبضہ میں لایا۔ نہایت عاقل۔ شجاع۔ کریم اور عادل تھا۔ سلاطین سلجوق کے حالات اور اخبار کے تجسّس کے لئے کثیر رقم صرف کرتا تھا۔ اس کی کوئی بات اس سے مخفی نہیں رہتی تھی۔

مستنجد (۳۲)

خلافت ۲ ربیع الاول ۵۵۵ھ سے ۹ ربیع الثانی ۵۶۶ھ تک

Marfat.com

۱۱سال ایک ماہ ایک ہفتہ۔

ابوالمظفر یوسف مستنجد باللہ بن مقتفی۔ اس کی ولادت ایک رومی ام ولد طاؤس نامی کے بطن سے ۵۱۰ھ میں ہوئی تھی۔ باپ کی وفات کے دن ۲ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں خلیفہ ہوا۔

یہ مقتفی سے بھی زیادہ عادل اور فیاض تھا۔ اور مفسدوں اور فتنہ پردازوں کے لئے نہایت سخت۔ ایک بار کسی باغی کو قید کیا۔ ایک امیر نے اس کی سفارش کی۔ اور دس ہزار درہم اس کی طرف سے بطور جرمانہ کے پیش کئے۔ مستنجد نے کہا کہ میں تم کو دس ہزار درہم دیتا ہوں کہ اس قسم کا کوئی دوسرا مفسد پکڑ لاؤ تاکہ میں اس کو قید کروں اور لوگ اس کے شر سے محفوظ ہو جائیں۔

عراق میں امراء کے پاس جو جاگیریں تھیں ان پر لگان نہیں تھا۔ اس نے خراج لگایا۔ چونکہ اس سے بعض علوئین کو ضرر پہونچا اس لئے انھوں نے اسکو اسکے معائب میں شمار کیا۔ حالانکہ اس میں جمہور کی بہبود مد نظر تھی۔

اس کے عہد میں ارسلان شاہ سلجوقی فرمانروا تھا۔ لیکن اس کی حکومت عراق سے اٹھ چکی تھی۔ اور طاقت کمزور ہو گئی تھی مستنجد نے ۹ ربیع الثانی ۵۶۶ھ میں انتقال کیا۔

مستضیئ (۳۳)

(خلافت ۹ ربیع الثانی ۵۶۶ھ سے ۲ ذیقعدہ ۵۷۵ھ تک ۹ سال ۶ ماہ ۲۳ روز)

ابو محمد حسن مستضیئ باللہ بن مستنجد۔ یہ بھی ایک ارمنی کنیز غضہ کے شکم سے پیدا

Marfat.com

ہوا تھا۔ مستنجد کی وفات کے دن اس کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ نیک عادل حلیم اور سخی تھا۔ اس کے زمانہ میں عراق میں کامل امن رہا۔ خوشحالی عام تھی مصر میں بھی خلافت فاطمیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ اور وہاں سلطان صلاح الدین نے دولت ایوبی قائم کرکے محرم ۵۶۷ھ میں اس کے نام کا خطبہ جاری کر دیا۔

اس کے عہد میں مجاہد اعظم سلطان نورالدین محمود بن زنگی نے جو سلطان صلاح الدین کا آقا تھا وفات پائی۔ یہ صرف حلب کا والی تھا۔ لیکن جنگ صلیبی میں اس کی شہامت اور شجاعت نے فرنگیوں کو مرعوب کر دیا۔ آخر میں اس کی سلطنت اس قدر وسیع ہو گئی کہ مصر۔ شام۔ یمن اور حرمین شریفین میں بھی اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

مؤرخین کا اتفاق ہے کہ خلفاء اربعہ اور عمر بن عبدالعزیز کے بعد اس سے بہتر کوئی حکمران مسلمانوں میں نہیں ہوا۔ اس کے بعد سلطان صلاح الدین کا درجہ ہے۔

مستضیئ نے ۲ر ذی قعدہ ۵۷۵ھ میں وفات پائی۔

ناصر (۳۴)

خلافت ۲ر ذی قعدہ ۵۷۵ھ سے ۳۰ر رمضان ۶۲۲ھ ہجری تک

۴۶ سال ۱۰ ماہ ۲۸ روز

ابوالعباس احمد ناصر الدین اللہ بن مستضیئ۔ اسکی والدہ ایک ترکی کنیز زمرد

نامی تھی مستضیئی کی وفات کے بعد ۲ ذی قعدہ ۵۷۵ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۱۸۰ء کو خلیفہ ہوا۔

معاصرین

اندلس اور شمالی افریقہ میں موحدین کا تسلط تھا۔ ناصر کے عہد میں ۵۹۱ھ میں وہاں دولت مرینیہ قائم ہوئی جس کا بانی عبدالحق مرینی تھا۔

مصر و شام و حرمین پر ایوبی خاندان کی حکومت تھی جس کی بنیاد ۵۶۴ھ میں سلطان صلاح الدین کے ہاتھوں پڑی تھی۔

موصل اور سنجار وغیرہ دول اتابکیہ میں تقسیم تھے۔ قونیہ میں سلاجقہ روم کی فرمانروائی تھی۔ جبل وغیرہ پر سلطان طغرل ثانی کی برائے نام حکومت رہ گئی تھی۔ خوارزم اور اس کے ملحقات میں سلطان تکش بن ارسلان ۵۹۶ھ تک پھر علاء الدین بن محمد ۶۱۷ھ تک پھر جلال الدین منکبرتی آخری خوارزم شاہ ۶۲۸ھ تک حکمراں رہا۔

افغانستان میں غوری اور ہندوستان میں سلطنت غلامان قائم تھی۔

ناصر کے زمانہ میں علاء الدین تکش نے طغرل کو قتل کرکے دولت سلجوقی کا بلاد جبل سے خاتمہ کر دیا۔ اور خوارزم شاہی سلطنت حدود چین سے رے تک پہونچ گئی۔

علاء الدین جب رے سے واپس گیا۔ تو خلیفہ ناصر نے ایک فوج بھیجی کہ وہاں قبضہ کرلے لیکن وہ خبر پاکر پلٹا۔ اور اس لشکر کو شکست دیکر نکال دیا۔

علاء الدین نے ۵۹۶ھ میں وفات پائی۔ اس کے بیٹے قطب الدین احمد

Marfat.com

نے اس کے بعد اور بھی ممالک فتح کئے اور اپنی سلطنت کو بڑھایا۔ اب اسکی خواہش ہوئی کہ بجائے سلجوقیوں کے بغداد میں خلیفہ کے نام کے ساتھ میرا نام خطبوں میں لیا جائے۔ خلیفہ نے نامنظور کیا۔ اس لئے اس نے بھی اپنے قلمرو میں خلیفہ کا نام خطبوں میں سے نکال ڈالا۔ جس کی وجہ سے فریقین میں سخت عداوت ہو گئی۔

اسی بنیاد پر بعض مورخین نے لکھا ہے کہ خوارزم شاہیوں کی قوت کو توڑنے کے لئے ناصر نے خفیہ خط لکھ کر چنگیز خاں کو بلایا۔

سیل تاتار

اسلامی تاریخ میں سب سے بڑا واقعہ اور سب سے جانکاہ حادثہ تاتاریوں کا حملہ ہے۔ یہ جماعت ایک طوفان کی طرح مشرق سے نکل کر تمام ایشیائے اسلامی ممالک پر مشرقی یورپ تک چھا گئی۔ اور قتل و غارت سے ایک عالم کو تباہ و برباد کر دیا۔

اس حادثہ کا آغاز **چنگیز خاں** مغلی اور خوارزم شاہ علاء الدین **محمد بن تکش** کی باہمی نزاع سے ہوا۔

چنگیز خاں

ترکی مورخوں کا بیان ہے کہ زمانہ قدیم میں ایک بادشاہ **النجہ خاں** کے دو بیٹے توام پیدا ہوئے تھے۔ ایک کا نام **مغول** رکھا گیا۔ دوسرے کا **تاتار** ان کی نسل کے قبیلے بعد میں انھیں کے نام سے مشہور ہوئے۔ ایک مدت تک ان میں اتحاد رہا۔ لیکن جب **ایل خاں** مغلوں کا سردار ہوا۔ اور **سونج خاں**

تاتاریوں کا توان میں باہم جنگ ہوگئی۔ تاتاریوں نے فتح پائی اور مغلوں کو غلام بنالیا۔ کچھ زمانہ کے بعد مغول نے متفق ہو کر تاتاریوں کی شوکت توڑ دی اور آزاد ہوگئے۔ اس وقت سے ترکی اقوام کی سیادت ان کے ہاتھ میں آگئی۔ اور یسوکی بہادر خاں تک سلسلہ بسلسلہ انھیں میں سے بادشاہ ہوتے چلے آئے۔ ۵۴۹ھ میں اس کا بیٹا **چنگیز خاں** پیدا ہوا۔ جسکا نام پہلے تموجین رکھا گیا۔ یسوکی بہادر نے جس وقت انتقال کیا۔ اس کی عمر ۱۳ سال کی تھی مغولی سرداروں نے اس کو کمزور پاکر جابجا اپنی خود مختار حکومتیں قائم کرلیں **تموجین** ایک زمانہ تک ان کے ساتھ لڑتا رہا۔ آخر کار سب کو اپنا مطیع بنالیا۔ اس وقت سے اس کا لقب چنگیز خاں ہوا۔ شہر قراقرم کو اس نے اپنا پایہ تخت بنایا۔ اور اپنی قوم کے لئے ایک دستور العمل بھی مرتب کیا جس کا نام **الیاق** رکھا۔ اس کو وہ لوگ بمنزلہ ایک مذہبی کتاب کے سمجھتے تھے۔ اور اسی کے مطابق عمل کرتے تھے۔

اس کتاب کا ایک نسخہ بغداد کے مدرسہ مستنصریہ میں محفوظ تھا۔ علامہ **مقریزی** نے اس کو دیکھ کر اپنی کتاب الخطط و الآثار میں اسکا خلاصہ لکھا ہے۔

یورش کا سبب

بعض مورخین نے تاتاریوں کے حملہ کی وجہ یہ لکھی ہے۔ کہ خلیفہ عباسی **ناصر لدین اللہ** اور خوارزم شاہ میں چونکہ سخت ناچاقی ہوگئی تھی اور خلیفہ کو خطرہ تھا کہ کہیں وہ بغداد پر آکر قبضہ نہ کرلے۔ اس لئے اس نے چنگیز خان کو لکھا کہ خوارزم شاہ پر فوج کشی کرے۔

بنی عباس کی تاریخ دیکھتے ہوئے یہ بیان بے بنیاد نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ

Marfat.com

اس سے پہلے ترکوں کے استبداد کو توڑنے کے لئے انھیں لوگوں نے بنی بو
طلب کیا تھا. پھر بساسیری کے غلبہ کے وقت طغرل بک سلجوقی کو بلایا
اس کے بعد سلجوقیوں کو مٹانے کے لئے خوارزمشاہیوں سے درخواست کی تھ
ہاں یہ فرق ضرور ہے کہ یہ سب لوگ مسلمان تھے اور مغول کافر. مگر پھر
اپنے ملک کو بچانے کے لئے اس قسم کی کارروائی عباسی خلیفہ سے بعید نہیں
معلوم ہوتی۔ اس کا مقصد صرف یہ ہوگا کہ خوارزم شاہ اس کی مصروفیت
کی وجہ سے ادھر کا رُخ نہ کرسکے۔ یہ کب اس کے خیال میں آسکتا تھا ک
یہ طوفان خود اس کی سلطنت کو بھی بہالے جائیگا۔

لیکن اصلی سبب چنگیز کے حملہ کا یہ ہوا کہ ۶۱۲ھ میں اس نے اپنے ملک
معزز مسلمانوں کا ایک وفد خوارزمشاہ کے پاس بھیجا کہ دونوں ممالک م
تجارت کا سلسلہ قائم کیا جائے. خوارزم شاہ نے منظور کر لیا۔

ایک عرصہ تک دونوں طرف سے کارواں تجارت آتے جاتے رہے
۶۱۵ھ میں چارسو تاتاری تاجروں کا ایک قافلہ دریائے سیحوں کے ساحل
مقام سیرداریا میں اترا۔ وہاں کے والی نے خوارزمشاہ کو لکھا کہ چنگیز خاں کے
جاسوس تاجروں کے بھیس میں یہاں آئے ہیں۔ خوارزم شاہ نے حکم د
کہ ان کو قتل کردو۔ والی نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اور وہ سارا سامان تج
خوارزم شاہ کے پاس بھیجدیا۔ اس نے سمرقند اور بخارا کے تاجروں ک
ہاتھ فروخت کر ڈالا۔

چنگیز خاں نے لکھا کہ یہ معاہدہ کی خلاف ورزی ہے۔ لہذا وہ سا

Marfat.com

مان واپس کرو۔ اور غایر خاں والی سرداریا کو ہمارے حوالہ کردو کہ قصاص
ں. خوارزم شاہ نے غصہ اور جہالت کی وجہ سے اس کے سفیر کو بھی قتل کرادیا۔ اسپر
یز خاں نے غضبناک ہوکر چڑھائی کی تیاری شروع کی۔ خوارزم شاہ نے یہ سمجھ کر
اب جنگ یقینی ہے۔ پہلے ہی حدود ترکستان پر حملہ کردیا۔ چنگیز اس وقت
ندرون ملک میں تھا۔ اس کی جو تھوڑی سی فوج سرحد پر متعین تھی اس نے
نہایت بہادری سے مدافعت کی۔ جس کی وجہ سے خوارزمشاہ کو یقین ہوگیا کہ
وہ تاتاریوں کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اس لئے واپس ہوا۔ راستہ میں جس قدر
شہر اور قصبے تھے ان کے باشندوں کو تاتاریوں کے حملے کے خوف سے جلا وطنی
کا حکم دیا۔ جس سے وہ حصہ ملک جو دنیا کی جنت تھا ویران ہوگیا۔

چنگیز خاں اپنا لشکر تیار کرکے دریائے سیحوں سے اُترا۔ کہیں کوئی مدافعت
پیش نہیں آئی۔ بخارا میں بیس ہزار خوارزمشاہی فوج تھی۔ وہ بھی مقابلہ نہ کرسکی
اہل شہر نے علامہ بدرالدین قاضی شہر کو بھیجا کہ امان طلب کریں چنگیز نے
منظور کی۔ اور ۴ ذی حجہ ۶۱۶ھ کو بخارا میں داخل ہوا۔

شہر میں اعلان کرادیا کہ ہمارے تاجروں کا سامان جس کے پاس ہو وہ حاضر
کرے چنانچہ سب لوگوں نے لاکر جمع کردیا۔ پھر حکم دیا کہ تمام باشندے یہاں سے نکل
جائیں۔ اس کے بعد جو لوگ رہ گئے تھے قتل کئے گئے۔ مال لوٹ لیا گیا اور بخارا
جیسا عظیم الشان اور آباد شہر صرف کھنڈروں کا مجموعہ رہ گیا۔

محرم ۶۱۷ھ میں سمرقند کی طرف بڑھا۔ یہاں پچاس ہزار فوج تھی۔ مگر مرعوب
پہلے ہی حملہ میں شکست کھاگئی۔ تاتاریوں نے شہر پر قبضہ کرلیا۔ اور ہر طرف سے

باشندوں کو قتل کرنا اور لوٹنا شروع کیا۔ پھر اعلان کیا کہ لوگ یہاں سے تین دن کے اندر نکل جائیں مسلمان بیچارگی اور سراسیمگی کے ساتھ بھاگے اور یہ شہر بھی جو ارباب علم وفن کا مخزن اور اہل ثروت وتجارت کا مرکز تھا بالکل اجاڑ ہو گیا۔

چنگیز خاں نے اپنی بیس ہزار منتخب فوج کو حکم دیا کہ خوارزم شاہ کو جہاں سے مل سکے پکڑ لاؤ۔ گو وہ آسمان ہی پر کیوں نہ چڑھ گیا ہو۔

یہ فوج دریائے جیحوں سے اتر کر روانہ ہوئی۔ خوارزم شاہ غزبیہ میں تھا تاتاریوں کے خوف سے بھاگ کر نیشاپور پہونچا۔ وہاں قیام نہیں کرنے پایا تھا کہ وہ مازندران میں آ گئے۔ اس لئے فوراً نیشاپور چھوڑ کر آگے بڑھا۔ تاتاری اسکے تعاقب میں چلے جاتے تھے۔ اس حالت میں بھی جب کہ خطرناک دشمن اسکے پیچھے تھا شراب میں رات اور دن مست رہتا تھا جس کی وجہ سے ایک بار بھی مقابلہ کی جرأت نہ کر سکا۔ حالانکہ اس کے پاس لاکھوں کی تعداد میں فوج تھی۔

بحیرۂ طبرستان کے اندر اس کا ایک قلعہ تھا۔ بندرگاہ پر پہنچکر جہاز میں سوا ہوا جب روانہ ہو گیا اس وقت تاتاری ساحل پر پہونچے۔ اب اسکی گرفتاری کی کوئی صورت نہیں تھی۔ اس وجہ سے مجبوراً پیچھا چھوڑ کر مازندران میں چلے آئے۔ وہاں سے بڑھ کر رے کو تاخت وتاراج کر ڈالا۔

انھوں نے بہت سے مسلمانوں اور دوسری قوم کے لوگوں کو بھی جو فتنہ اور فساد میں حصہ لیتے تھے اپنے ساتھ ملا لیا۔ راستہ میں جو بستی پڑتی تھی لوٹ لیتے تھے ہمدان میں جس وقت پہونچے وہاں کے لوگوں نے امان مانگ لی۔ پھر قزوین کو فتح کر کے تقریباً چالیس ہزار باشندوں کو تہ تیغ کیا۔ وہاں سے آذربیجان کیطرف

Marfat.com

بڑھے۔ تبریز کا محاصرہ کیا۔ اس کا امیر ازبک پسر پہلوان تھا جو ہر وقت شراب کے نشہ میں رہتا تھا۔ مدافعت کے لئے تیار نہ ہو سکا۔ اس لئے وزرا نے کچھ رقم دے کر صلح کرلی۔

اب وہ ساحل کی طرف بڑھے۔ اور موقان پر قبضہ کیا۔ بلاد کرج کے امرا نے ازبک اور ملک اشرف بن عادل ایوبی فرمانروائے خلاط و جزیرہ وغیرہ کو لکھا کہ ہم سب لوگ متفق ہو کر ان کا مقابلہ کریں لیکن کوئی راضی نہیں ہوا۔ ازبک کا ایک غلام آقوش ترکمانوں اور کردوں کی ایک جماعت لیکر تاتاریوں سے مل گیا۔ انھوں نے گرجستان پر حملہ کر کے ذی قعدہ ۶۱۸ھ میں اسکے مرکز تفلیس کو فتح کرلیا۔ پھر پلٹ کر مراغہ میں آئے اس کو تاراج کر ڈالا۔ وہاں سے دربند شروان ہوتے ہوئے شماخی پہونچے اور اس کو لوٹا۔ پھر دشت قبچاق میں جا کر قتل و غارت کر کے اس کے قصبوں کو ویران کر ڈالا۔ بہت سے باشندے بھاگ کر اسلامی ممالک میں آئے۔ لوگوں نے ان کی ایک بڑی تعداد کو لیجا کر مصر میں فروخت کیا جن کو ملک صالح نجم الدین نے خرید کر بحری خدمت میں لگایا۔ یہی ممالیک بحریہ آخر میں دولت ایوبی کے وارث ہو گئے۔ انہیں سے معز ایبک اور منصور قلاؤون نامی ملوک گذرے ہیں۔

تاتاری قبچاق سے روس میں داخل ہوئے۔ بقیہ قبچاقیوں اور روسیوں نے متحد ہو کر مقابلہ کیا مگر ہزیمت اٹھا کر بھاگے۔ وہاں بھی قتل و نہب میں کوئی کمی نہیں کی۔ ۶۲۰ھ میں بلغاریہ میں پہونچے۔ مگر ان لوگوں نے کمینگاہیں بنا کر ان میں اپنے سپاہی چھپا دیئے تھے جو تاتاریوں پر بے خبری میں آپڑے۔

Marfat.com

اور ان کے بیشتر حصہ کو قتل کر ڈالا۔

یہ صرف اس مختصر جماعت کی کیفیت ہے جو خوارزمشاہ کے تعاقب میں بھیجی گئی تھی ان کی حالت الغی خرگاہ والے سلجوقیوں سے مشابہ ہے جنہوں نے سلاجقہ عظمےٰ سے پہلے نکلکر بلاد اسلامیہ میں قتل و غارت سے شورش برپا کر دی تھی۔

چنگیز خاں نے سمرقند سے اپنے ایک بیٹے کی قیادت میں دوسری فوج خراسان پر بھیجی۔ وہ دریائے جیحوں کو عبور کر کے ۶۱۷ھ میں پہونچی۔ باشندوں نے امان طلب کر لی۔ تاتاری داخل ہوئے۔ کسی سے کچھ تعرض نہیں کیا۔ اور اپنا ایک شحنہ مقرر کر کے آگے بڑھے۔ رفتہ رفتہ خراسان کے اکثر شہروں پر قابض ہو گئے۔ یہ لوگ رعایا میں سے نہ کسی کو قتل کرتے تھے نہ لوٹتے تھے۔ نہ اذیت دیتے تھے۔ صرف تھوڑے سے سپاہی ہر شہر سے مدد کے لئے ساتھ لے لیتے تھے۔

چنگیز خاں نے ایک اور فوج دشت قبچاق کی طرف روانہ کی۔ وہاں کی قوت پہلے ہی ٹوٹ چکی تھی۔ اس لئے آسانی کے ساتھ قبضہ ہو گیا۔

اب اقصائے چین سے عراق۔ بحر خزر۔ اور حدود روس تک۔ اور بحر شمال سے سرحد ہند تک کا عریض و طویل رقبہ اس کے قبضہ میں آگیا۔ اسنے اس کو اپنے چاروں بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

بڑے بیٹے **جوجی خاں** کو دشت قبچاق۔ داغستان۔ خوارزم۔ بلغار روس اور اس کے ملحقات ساحل بحر غربی تک دوسرے بیٹے **چغتائی** کو ایغور۔ ماوراء النہر۔ مشرقی ترکستان۔

تیسرے بیٹے **تولی خاں** کو۔ خراسان۔ دیار بکر وغیرہ مغربی علاقہ جہاں تک

Marfat.com

کہ قبضہ میں آچکا تھا۔

چوتھے بیٹے اوکدائی کو۔ بلاد اصلی خطا و چین معمورۂ شرقی تک۔

چوتھا سب سے چھوٹا تھا۔ اسی کو قاآن اعظم مقرر کیا اور وصیت کی کہ دوسرے بھائی اس کے تابع اور مددگار رہیں۔ اور کوئی اس کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرے۔

ان چاروں میں سے جس کے ہاتھ سے خلافت عباسیہ کا سقوط ہوا۔ اور جس نے عراق و شام وغیرہ پر قبضہ کر لیا وہ تولی خاں کا بیٹا ہلاکو تھا۔

یہ تمام حوادث اسلامی ممالک میں ہو رہے تھے۔ اور خون کا سیلاب مسلمانوں کے سروں پر سے گذر رہا تھا۔ لیکن خلیفۂ بغداد ناصر لدین اللہ بےخبر اور اس کے درباری اپنے بیکار مشاغل میں مصروف تھے اس پر بھی ابن طبا طبا نے الفخری میں اس کی بڑی مدح سرائی کی ہے۔ آخر میں لکھا ہے کہ وہ امامیہ کا ہمخیال تھا۔ غالباً اس کی ان تعریفوں کی اصل وجہ یہی ہے۔

وفات ناصر

آخر عمر میں ناصر کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ دوسری کی بینائی بھی برائے نام تھی۔ تین سال تک اسی حالت میں رہا۔ رمضان ۶۲۲ھ کی آخری رات کو انتقال کیا۔ خلفاء عباسیہ میں سب سے طویل اسی کا زمانہ ہوا۔ اندلس میں عبدالرحمٰن ناصر ۵۰ سال خلیفہ رہا۔ اور مصر کے خلفاء فاطمیین میں سے مستنصر نے ۶۰ سال کی مدت پائی۔

Marfat.com

ظاہر (۳۵)

(خلافت ۳۰ رمضان ۶۲۲ھ سے ۱۴ رجب ۶۲۳ھ تک ۹ ماہ ۱۴ دن)

ابونصر محمد ظاہر بامر اللہ بن ناصر۔ اپنے باپ کا ولیعہد تھا۔ اس کے بعد ۳۰ رمضان ۶۲۲ھ مطابق ۶ اکتوبر ۱۲۲۵ء میں خلیفہ ہوا۔ اس نے عدل واحسان سے شیخین کی رسم تازہ کردی۔ ناجائز آمدنی کے تمام وسائل جو پہلے سے جاری تھے باطل کئے۔ لوگوں کے اموال مغصوبہ ان کو واپس دلائے تشخیص لگان نہایت انصاف اور نرمی کے ساتھ کی۔ خزانہ میں زروسیم کے تولنے کا جو کانٹا تھا۔ اس کا سنگ معمولی سنگ سے نصف قیراط زیادہ تھا۔ اس کو کم کرادیا۔ خزانچی نے کہا کہ اس کی وجہ سے پچھلے سال ہم کو ۳۵ ہزار دینار کا فائدہ ہوا تھا۔ کہا کہ اگر ۳۵ لاکھ کا بھی ہو تب بھی جائز نہیں رکھوں گا۔ جو شئے قرآن میں تصریح کے ساتھ حرام کی گئی ہے وہ کیونکر حلال ہو سکتی ہے۔

ایک بار صاحب دیوان واسط سے ایک لاکھ دینار سے زائد کی رقم وصول کرکے لایا۔ ظاہر نے جب حسابات دیکھے تو اس کو ناروا قرار دیکر واپس کردیا۔ اور حکم دیا کہ جن جن لوگوں سے یہ رقمیں لیگئی ہیں ان کو مسترد کردی جائیں۔

قیدخانہ سے ان قیدیوں کو جو بلاوجہ محبوس تھے رہا کردیا۔ اور محکمۂ قضا میں دس ہزار دینار بھیجے کہ ان سے محتاج زندانیوں کی خوراک کا سامان کیا جائے۔

شہر کے ہر ہر محلہ کا داروغہ روزانہ اپنے حلقہ کی کیفیت لکھ کر خلیفہ کے پاس بھیجا

Marfat.com

کرتا تھا جس میں باشندوں کے خانگی حالات. مہمانوں کی آمد وغیرہ بھی درج ہوتی تھی. لوگ اس سے تنگ تھے. ظاہر نے اس دستور کو بالکل بند کر دیا. اور حکم دیا کہ صرف وہ امور لکھے جائیں جو حکومت سے تعلق رکھتے ہیں. لوگوں کے ذاتی حالات کے تجسس سے ہم کو کیا غرض. بعض درباریوں نے کہا کہ عوام فتنے برپا کرنے لگیں گے. جواب دیا کہ میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرونگا کہ انکو صلاح و تقوےٰ عطا فرمائے. اور بدوضعی اور فتنہ انگیزی سے محفوظ رکھے.

اسی طرح وہ روزانہ اصلاحات اور احسانات کرتا تھا. لیکن افسوس ہے کہ اس نیک نہاد خلیفہ سے امت زیادہ متمتع نہ ہو سکی. اور پورا ایک سال کا زمانہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ اس کی موت آگئی.

وفات سے پہلے امراء اور وزراء کے نام ایک توقیع عام شائع کی. جس میں ان کو عدل و انصاف کی ترغیب دلائی. اور ان کے فرائض کی تفصیل کر کے ان کی ادائگی کی تحریض کی.

۱۴ رجب ۶۲۳ھ میں انتقال کیا. ابن اثیر لکھتا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے بعد ظاہر جیسا عاقل. عادل اور متقی خلیفہ اُمت کو نصیب نہیں ہوا.

مستنصر (۳۶)

خلافت ۱۴ رجب ۶۲۳ھ ہجری سے ۱۰ جمادی الثانی ۶۴۰ھ تک

۱۶ سال ۱۰ ماہ ۲۶ روز

Marfat.com

ابو جعفر منصور مستنصر باللہ بن ظاہر۔ ۱۴ رجب ۶۲۳ھ ہجری مطابق ۱۱ جولائی ۱۲۲۶ء کو خلیفہ ہوا۔ یہ بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلا۔ نہایت عالی حوصلہ اور فیاض تھا۔ بغداد کا نامی مدرسہ مستنصریہ دجلہ کے مشرقی ساحل پر اسی نے قائم کیا تھا۔ اس کے علاوہ بہت سی سرائیں اور پل وغیرہ بنوائے۔

اس کی سیر چشمی کا یہ عالم تھا کہ سونے اور مٹی کو یکساں سمجھتا تھا۔ ایکبار کہا بھی کہ مجھے خوف ہے کہ میں جو کچھ بخششیں کرتا ہوں انپر مجھکو ثواب نہ ملے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم جب تک اپنی پسندیدہ چیزوں کو صرف نہیں کرو گے تم کو مقبولیت نہیں عطا کی جائے گی۔ اور زر وسیم کو میں نے نہ کبھی پسند کیا نہ سنگریزہ سے بہتر سمجھا۔

اسی کے زمانہ میں ۶۲۴ھ میں چنگیز خاں نے وفات پائی۔ اور اسکا بیٹا تولی خاں خراسان کا بادشاہ ہوا۔ اس نے آخری خوارزم شاہ جلال الدین منکبرتی کے استیصال کے لئے جو آذربیجان میں تھا۔ فوج بھیجی۔ اہل آذربیجان پر نہایت خوف مستولی ہوا۔ کیونکہ کوئی مسلمان بادشاہ تاتاریوں کا مقابلہ نہیں کرتا تھا۔ اور سب کے سب اپنے عیش و آرام میں مشغول تھے۔ آخر کار تاتاریوں نے ۶۲۸ھ میں خوارزمشاہ کو قتل کر ڈالا۔ اور خراسان سے لیکر عراق تک قبضہ کر لیا۔ جس سے بغداد خطرہ میں آگیا۔

مستنصر نے ۱۰ جمادی الثانی ۶۴۰ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

مستعصم (۳۷)

خلافت ۱۴؍رجب ۶۲۳ھ سے ۱۰؍جمادی الثانی ۶۴۰ھ تک

۱۶ سال ۱۰ ماہ - ۲۶ روز

ابو احمد عبد اللہ مستعصم باللہ بن مستنصر ۱۰ جمادی الثانی ۶۴۰ ہجری مطابق ۶؍دسمبر ۱۲۴۲ء کو تخت خلافت پر بیٹھا۔ اس کے زمانہ میں تولی خاں اپنی سلطنت کی توسیع میں مصروف رہا۔ اور ایران کے اُن حصوں پر جو باقی رہ گئے تھے قبضہ کر لیا۔ لیکن بغداد کی طرف رُخ نہیں کیا کیونکہ اس کو یہ خیال تھا کہ خلافت کے مرکز پر اگر میں چڑھائی کروں گا۔ تو تمام عالم اسلامی مجھ سے لڑنے کے لئے تیار ہو جائیگا۔

جب ۶۵۴ھ میں وہ انتقال کر گیا۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ہلاکو خاں تخت نشین ہوا تو بغداد کے بعض منافق امراء اس کے ساتھ مل گئے۔ انھوں نے جرأت دلائی۔ جس کی وجہ سے اس نے اس طرف بڑھنے کا ارادہ کیا۔

صورت یہ تھی کہ بغداد کے زیادہ تر باشندے اگرچہ سُنّی تھے لیکن ایک جماعت شیعہ کی بھی وہاں تھی۔ جن کی تعداد بنی بویہ کے زمانہ سے بڑھ گئی تھی۔ ان دونوں فرقوں میں ایک دائمی نزاع قائم تھی۔

شیعہ جو علویین کی امامت کے قائل تھے بنی عباس کی خلافت کے دشمن تھے۔ اس وجہ سے وہ بھی ان سے بیزار تھے۔

Marfat.com

مستعصم کے زمانہ میں ایک بار فریقین میں سخت جنگ ہوئی خلیفہ کے بیٹے ابوبکر کے اشارہ سے اہلسنت نے محلہ کرخ کو جو شیعہ کا تھا لوٹ لیا۔ اور اس کے باشندوں کو مارا۔ اس عناد اور تعصّب کی وجہ سے خلیفہ کے وزیر ابن علقمی نے جو نہایت غالی شیعہ تھا۔ ہلاکو خاں کو بغداد پر حملہ کرنے کی ترغیب دلائی۔

ابن طباطبا علوی نے اپنی تاریخ میں ابن علقمی کو اس منافقت اور غداری کے الزام سے بری کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور دلیل یہ لکھی ہے کہ ہلاکو نے فتح بغداد کے بعد سارا انتظام وزیر مذکور کے سپرد کر دیا تھا اگر وہ اس جُرم کا مرتکب ہوا ہوتا تو کبھی سلامت نہ رہ سکتا۔

میں اس دلیل اور اس کے اس نتیجہ کا فیصلہ ناظرین پر چھوڑتا ہوں ایک بات یہ بھی پیش نظر رہے کہ ہلاکو کا وزیر نصیر الدین محمد طوسی بھی بڑا غالی شیعہ تھا اور اس کے دربار میں ابن علقمی کی تعریفیں کیا کرتا تھا جس کی وجہ سے ہلاکو نے فتح کے بعد بغداد کا انتظام اس کے اور علی بہادر شحنہ کے سپرد کیا تھا۔

۱۵ محرم ۶۵۶ھ میں ہلاکو خاں اپنے جرار لشکر کو لے کر بغداد کی طرف آیا اور اس کا محاصرہ کیا۔ خلیفہ کے پاس مدافعت کی طاقت کہاں تھی۔ دس روز کے اندر وہ شہر میں داخل ہو گیا۔ اسکی فوج نے قتل و غارتگری شروع کی۔ اکثر باشندے مارے گئے۔ اور بجز تھوڑے سے نصاریٰ اور شیعہ وغیرہ کے وہاں کوئی باقی نہیں رہا۔ اور وہ بغداد جو اسلامی عظمت کا گہوارہ

Marfat.com

خلافت و امارت کا مرکز اور مشرقی ممالک کا تاج تھا۔ ویران ہو کر ان متفرق جماعتوں کا مسکن ہو گیا جو ہلاکو کی فوج کے ساتھ آئی تھیں۔ اور جن کا کوئی دین نہیں تھا۔

خلیفہ پیشکش کے لئے ایک طبق جواہر لے کر حاضر ہوا۔ ہلاکو نے اس کو اپنی فوج میں تقسیم کر دیا۔ ابوبکر بن مستعصم کو مع ایک جماعت کے باب کلواذی پر پھانسی دی۔ اور خلیفہ اور اس کے دوسرے بیٹوں اور خواجہ سراؤں کو ساتھ لے کر بغداد سے ۴ صفر ۶۵۶ھ کو روانہ ہوا۔ پہلے ہی مرحلہ میں سب کو قتل کرا دیا۔ جس سے خلافت عباسیہ کا آفتاب جو ۵۲۴ سال سے تاباں تھا غروب ہو گیا۔

خراسانی سیاہ علم لے کر اٹھے تھے۔ جنھوں نے عباسیوں کو عرش خلافت پر بٹھلایا تھا۔ اسی طرف سے تاتاریوں کا سیلاب آیا جو ان کو اور ان کے تخت کو خونی موجوں میں بہا لے گیا۔

سقوط بغداد کے وقت اسلامی ممالک کی حالت حسب ذیل تھی۔

(۱) غرناطہ اندلس میں بنی نصر کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ اور اس خاندان کا بانی محمد غالب باللہ بن یوسف بن نصر خلیفہ تھا۔

(۲) شمالی افریقہ میں موحدین کی دولت تھی۔ تخت پر ابوحفص عمر مرتضیٰ بن اسحاق بن ابی یعقوب یوسف بن عبدالمؤمن تھا۔

(۳) الجزائر میں دولت زیانیہ یغمراسن بن زیان نے قائم کر لی تھی۔

(۴) تونس میں بنی حفص میں سے ابوعبداللہ محمد مستنصر باللہ امیر تھا۔

Marfat.com

(۵) مراقش میں دولت مرینیہ تھی۔ اور حکمراں ابویوسف یعقوب بن عبدالحق تھا۔

(۶) مصر میں ممالیک بحری ایوبی حکومت پر قابض ہو گئے تھے۔ اور نورالدین علی تخت پر تھا۔

(۷) یمن میں دولت رسولی تھی۔ اور مظفر بن یوسف برسر حکومت تھا۔

(۸) صنعاء میں ائمہ زیدیہ میں سے متوکل شمس الدین احمد امام تھا۔

(۹) روم میں سلاجقہ میں سے رکن الدین قزل ارسلان چہارم کا عہد تھا۔

(۱۰) ماردین میں دولت ارتقیہ کے تخت پر نجم الدین غازی سعید تھا۔

(۱۱) فارس کی اتابکیہ سلغریہ میں سے ابوبکر بن سعد بن زنگی فرمانروا تھا۔

(۱۲) لورستان کی اتابکیہ ہزار اسپیہ کا بادشاہ دگلہ بن ہزار اسپ تھا۔

(۱۳) کرمان پر قتلغ خاتون کی حکومت تھی۔

(۱۴) ہند میں نصرالدین محمود شاہ اول دہلی کے تخت پر تھا۔

Marfat.com

خلافت عباسیہ پر ایک سرسری نظر

بنی عباس نے کسی شرعی استحقاق کی بنیاد پر نہیں بلکہ محض قرابت رسولؐ کے دعوے پر خفیہ سازشوں اور کوششوں سے خلافت حاصل کی تھی۔ اور امت کو یقین دلایا تھا کہ ہم اہل خیر و صلاح ہیں ہم سے خرابی اور فساد کا اندیشہ نہیں۔ چنانچہ پہلے عباسی خلیفہ کے ہاتھ پر جب بیعت ہوئی تھی تو اس کیطرف سے منبر پر سے کہا گیا تھا کہ۔

> ہم نے اس خلافت کو زر و جواہر جمع کرنے کے لئے نہیں حاصل کیا ہے نہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ عالی شان محلات اور باغات بنائیں۔ اور انہیں نہریں نکالیں۔ بلکہ ہم نے دیکھا کہ ہمارے حقوق ہضم کئے جارہے تھے۔ ہمارے بنی اعمام کی تحقیر کی جاتی تھی۔ امت کے جان و مال پر دست درازیاں ہوتی تھیں۔ ان باتوں کو ہم برداشت نہیں کرسکے۔
>
> اب اللہ رسولؐ۔ اور ان کے عم محترم عباس کا ذمہ ہے کہ ہم تمہارے ساتھ کتاب وسنت کے مطابق برتاؤ کریں گے۔ اور وہی طریقہ رکھیں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔

اس میں شک نہیں کہ دیگر خاندانی سلطنتوں کے مقابلہ میں یہ دولت خلافت کے نام کی وجہ سے بہت سی خوبیوں میں ممتاز تھی۔ خلفاء عباسیہ خیرات و مبرات میں شاہان عالم سے سبقت لے گئے۔ شعائر دین کا احترام رکھا جسکی بدولت

اکثر ممالک میں اسلام پھیل گیا منصور۔ ہارون اور مامون وغیرہ نے علوم وفنون کی تربیت میں بڑا حصہ لیا لیکن چونکہ جمہوریت کی روح نہیں تھی۔ اور خلفاء اپنے آپ کو امت کے سامنے ذمہ دار نہیں سمجھتے تھے اس وجہ سے استبداد کے جو لازمی نقائص ہیں ان میں پیدا ہوگئے۔ زر و جواہر بھی جمع کئے۔ محلات و باغات بھی بنوائے۔ عجمی اثرات سے ان کے دربار دارا اور کیخسرو کے درباروں کا نمونہ بن گئے۔ سادگی کے بجائے تکلفات بڑھے۔ غنا و شراب عیش و نشاط شکار و تفریح سے دلچسپی ہوئی۔ کتاب و سنت سے کم لگاؤ رہا۔ اور خلافت کے فرائض سے بے خبر ہوگئے۔ اور جس قدر مدت دراز ہوتی گئی اسی قدر یہ خرابیاں بڑھتی گئیں۔ اس میں شک نہیں کہ ان میں سے بعض بعض خلفاء انفرادی حیثیت سے بہت اچھے تھے۔ لیکن خلافت کی رفتار چونکہ غلط طریق پر تھی اس لئے وہ بحیثیت خلیفہ ہونے کے زیادہ مفید نہیں ہو سکے۔

انھوں نے اپنے دور اول میں بھی جو ان کا زرین عہد تھا بجز شمال و مشرق کے چند معرکوں میں کامیابیاں حاصل کرنے کے فتوحات میں کوئی نمایاں کام نہیں کیا۔ اور اسی میراث پر قانع رہے جو بنی امیہ سے پائی تھی۔ اس میں سے بھی اندلس روز اول سے ان کے علم کے نیچے نہیں آیا۔ ہاں ان کے زمانہ میں جو جدید اسلامی طاقتیں وجود میں آئیں انھوں نے فتوحات کیں مثلاً زیادۃ اللہ اغلبی نے جزیرۂ قبرص کو لیا۔ سلاجقہ روم پر قابض ہوئے۔ غزنویوں اور غوریوں نے ہندوستانی ممالک پر تسلط کیا۔ اور یہی طاقتیں امت کی قوت بن گئیں۔ ورنہ خلافت عباسیہ تو ممالیک کے ہاتھ میں بے بس ہوگئی تھی۔

Marfat.com

پانچ دور

خلافت عباسی کا آغاز ۱۳ ربیع الاول ۱۳۲ھ کو ہوا جس روز کہ اولین خلیفہ عباسی سفاح کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ اور اختتام ۱۴ صفر ۶۵۶ھ ہجری کو آخری خلیفہ مستعصم کے قتل پر ہو گیا۔

یہ دولت ۵۲۴ سال تک قائم رہی۔ اور ۳۷ خلیفہ ہوئے لیکن اس تمام مدت میں ان کی حکومت یکساں نہیں رہی۔ بلکہ مختلف حالتیں گذریں۔ جن کو بالاجمال پانچ دوروں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۱) یہ ابتدائی ۹ خلفا سفاح منصور مہدی۔ ہادی۔ ہارون۔ امین مامون معتصم اور واثق کا زمانہ تھا۔ جو ۱۳۲ھ سے شروع ہو کر ۲۳۲ھ پر ختم ہوتا ہے۔

یہی اس خاندان کی قوت اور اقتدار کا دور تھا جس میں بجز اندلس کے تمام بلاد اسلامیہ پر انکی حکومت قائم تھی۔ اور ہمسایہ سلطنتوں پر رعب غالب تھا۔ کوئی مقابلہ کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ صرف سرحد پر رومی کبھی کبھی غارتگری کیلئے حملہ آور ہوتے تھے۔ اور ملک میں علویہ بوجہ قرابت رسولؐ اپنی امامت کے دعوے لیکر کھڑے ہو جاتے تھے۔ مگر دم زدن میں ان کا استیصال کر دیا جاتا تھا۔

(۲) دور انحطاط ۲۳۲ھ سے ۳۳۴ھ تک۔ اس میں ترکی مملوکوں کے غلبہ سے خلافت کمزور ہو گئی۔ اور رفتہ رفتہ اسلامی امرا خود مختار ہونے لگے۔ یہانتک کہ خلیفہ کے پاس صرف عراق۔ فارس اور اہواز کے صوبے رہ گئے۔ یہ بھی شورشوں اور فتنوں سے مضطرب تھے۔ آخر میں یہ ہو گیا تھا کہ کوئی ترکی یا دیلمی

Marfat.com

بغداد میں امیر الامراء کے لقب سے خلیفہ کی نیابت میں حکومت کرتا تھا اور اس کو گذارہ دیدیتا تھا۔ اس دور میں **متوکل** سے لیکر **مستکفی** تک ۱۲ خلفاء ہوئے جنکو اطمینان کی زندگی نصیب نہ ہوسکی۔ کوئی مقتول ہوا اور کوئی معزول۔

(۳) **مستکفی** ہی کے عہد میں بنی بویہ بغداد پر آکر مسلّط ہو گئے۔ اور وہیں اس خاندان کے ایک شعبہ نے اپنا مرکز بنا لیا۔ اس سے خلیفہ کا سیاسی نفوذ اور اثر حکومت سے مطلقاً اٹھ گیا اور اس کی حیثیت صرف ایک خانہ نشین جاگیردار کی رہ گئی۔

بنی بویہ شیعہ ہونے کی وجہ سے عباسیوں کی خلافت کے بھی قائل نہیں تھے۔ صرف مصلحتاً ان کو اس منصب پر قائم رہنے دیا تھا۔ تاکہ جب چاہیں اتار دیں یا قتل کر ڈالیں۔

یہ دور ۳۳۴ھ سے ۴۴۷ھ تک رہا جس میں **قائم بامر اللہ** تک پانچ خلیفہ گذرے۔

(۴) ۴۴۷ھ میں بنی بویہ کے بجائے آل سلجوق کی حکومت قائم ہوگئی جنھوں نے بغداد کو چھوڑ کر اپنا مرکز رے کو قرار دیا۔ یہ لوگ چونکہ سنّی تھے اس وجہ سے خلیفہ عباسی کا احترام کرتے تھے۔ ان کے عہد میں جو ۵۹۰ھ تک رہا **مقتدی** سے لیکر **مستضی** تک خلیفہ ہوئے۔ جن کی حالت بہ نسبت خلفاء عہد دیالمہ کے بہت بہتر رہی۔

(۵) سلاجقہ کے زوال کے بعد خلفاء عباسیہ ۶۶ سال تک آزاد رہے۔ اس دور میں انھوں نے کچھ قوت بھی پیدا کرلی۔ اور عملاً چند صوبوں پر حکومت

Marfat.com

کرنے لگے ۶۵۶ھ میں ہلاکو نے آکر آخری خلیفہ مستعصم کو قتل کر دیا. جس سے خلافت بغداد کا چراغ گل ہو گیا۔

اسباب زوال

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم ان اسباب کو مختصراً بیان کر دیں جن سے عباسیہ کا زوال ہوا۔

عصبیت دولت

دین اسلام نے عرب کے متفرق اور متخاصم قبائل میں ایک ایسی وحدت اور اخوت پیدا کر دی تھی جس کی بدولت عدنانی. قحطانی. مضری. ربعی. قیسی کنانی وغیرہ سب بھائی بھائی بن گئے تھے اور ان کے پیش نظر بجز ایک غرض رضائے الٰہی اور اعلاء کلمۃ الحق کے اور کوئی مقصد نہیں تھا. اسی متحدہ عربی عصبیت اور قومیت سے خلفاء راشدین کے عہد میں اسلام کی شوکت قائم ہوئی. اور اسی کی بدولت ایران. شام. مصر اور افریقہ وغیرہ فتح ہوئے۔

آل مروان کے عہد میں جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں عربوں میں پھر باہمی تفریق پیدا ہونے لگی. اور رفتہ رفتہ ان میں زمانۂ جاہلیت کی قبائلی عصبیت کا اثر آگیا باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی جاہلانہ عصبیت کو سخت ممنوع قرار دیا تھا. لیکن خلفاء بنی امیہ نے اپنے ذاتی اغراض کے لئے اس آگ کو اور بھڑکایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی کے شعلوں میں آپ جل اٹھے۔

بنی عباس نے جب بنی امیہ سے خلافت لینے کا قصد کیا تو انھوں نے عربی عصبیت پر اعتماد نہیں کیا. کیونکہ اہل عرب کو ان کے خلاف اٹھانا ممکن نہ تھا

Marfat.com

اس لئے کہ ان کی دولت خود عربوں کی دولت تھی جس میں ان کو ہر قسم کی عزت اور عظمت حاصل تھی۔ علاوہ بریں عربوں میں چونکہ قبائلی عصبیت پیدا ہو گئی تھی اس لئے اگر وہ ایک قبیلہ کو ان کے خلاف اٹھا بھی دیتے تو دوسرا قبیلہ مقاومت کے لئے کھڑا ہو جاتا۔ اور ان کے پاس کوئی ذریعہ ایسا نہ تھا جس سے متحدہ عرب کو اپنے ساتھ ملا سکتے۔ اس وجہ سے انھوں نے غیر عربی عناصر یعنی خراسانیوں۔ اور ایرانیوں کی طرف رخ کیا۔ اور مندرجہ ذیل دو اسباب سے ان کو اس میں کامیابی کی امید نظر آئی۔

(۱) یہ قومیں ہمیشہ سے حکمران چلی آتی تھیں۔ اور اپنے اسلاف کے کارناموں کی عظیم الشان تاریخ رکھتی تھیں۔ اس وجہ سے عربوں کی حکومت ان پر گراں تھی اور اس میں وہ اپنی ذلت محسوس کرتی تھیں۔ لہذا ان کی عنصری عصبیت کو عربوں کے خلاف بھڑکا دینا آسان تھا۔

(۲) چونکہ یہ قومیں مسلمان ہو چکی تھیں اس لئے اہل بیت کی حمایت کے نام سے ان کے اندر بنی امیہ کے خلاف جوش پیدا کر دینا زیادہ مشکل نہ تھا۔

پہلا سبب عوام پر کارگر ہو سکتا تھا۔ اور دوسرا خواص پر جنکو آل محمدؐ کی امامت کی تلقین کر دی جائے۔ چنانچہ اسی تدبیر سے بنی عباس نے اپنی خلافت قائم کی۔ مگر چونکہ یہ قومی قوت نہیں تھی اس وجہ سے ان کو یہ خطرہ تھا کہ کہیں یہ ہمارے ہاتھ سے اس دولت کو نکال کر دوسرے کو نہ دیدیں۔ یا اپنی تاریخی عظمت کے خیال سے خود سلطنت قائم کرنے کی فکر نہ کریں۔ اس لئے ایک عربی فوج بھی ان کے مقابلہ میں رکھی تاکہ اس توازن سے اپنی خلافت کو محفوظ رکھیں۔

Marfat.com

یہی سبب تھا کہ اگرچہ ملکی وزارت اور فوجی امارت کے لئے وہ اپنے موالی میں سے نہایت معتمد اور معتبر لوگوں کو چنتے تھے لیکن ہمیشہ ان کو شک اور شبہ کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور جس میں خفیف سے خفیف بھی انحراف کا اثر پاتے تھے فوراً اس کا خاتمہ کر دیتے تھے۔ چنانچہ ان کے اکثر وزرار اور امرار مقتول یا محبوس ہوتے رہے۔ خود ابو مسلم جو ان کی خلافت کا بانی تھا اسی شک میں مارا گیا۔ اور منصور کے شبہہ کے سامنے اس کی عظیم الشان خدمات کچھ کام نہ آئیں۔

بنی عباس کی خلافت قائم کر کے خراسانیوں میں اپنے قومی اقتدار کا احساس پیدا ہو گیا تھا چنانچہ ابو مسلم کے قتل پر ایک مجوسی رئیس سنباد نے انتقام لینے کے لئے بہت بڑی جمعیت فراہم کی۔ جس سے خراسان میں ایک قومی جوش پیدا ہو گیا۔ مگر منصور نے بروقت جمہور بن مرار عجلی ایک عربی سردار کو قبائل ربیعہ کے ساتھ بھیجدیا جس نے پہونچکر اس کا قلع قمع کر دیا۔ اور ساٹھ ہزار خراسانی قتل کئے۔

پھر راوندیہ بھی ابو مسلم کے خون کے مطالبہ کے لئے اٹھے۔ ان کا خاتمہ بھی ربیعہ کے نامی سردار معن بن زائدہ نے کیا۔

برامکہ کے بارے میں بھی ہارون کو بھی شک ہو گیا تھا کہ یہ باطن میں علویہ کے طرفدار ہیں۔ اسی وجہ سے اس نے اس کو مٹا دیا۔

گو عربی امرار میں سے کسی ایک کے خلوص میں بھی ان کو شک کی گنجائش نہیں ملی لیکن تعجب یہ ہے کہ باوجود اس کے وزارت کے لئے کبھی ان میں سے کسی کو منتخب نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ اپنے موالی کو وزیر بناتے رہے جسکی وجہ سے سلطنت میں دن بدن غیر عربی عنصر کا غلبہ ہوتا گیا۔

Marfat.com

مامون کی کامیابی بھی چونکہ خراسانیوں ہی کے ذریعہ سے ہوئی تھی اس لئے اس کے عہد میں ان کا نفوذ بہت بڑھ گیا۔ اور عرب فوج سے خارج کردئے گئے۔ اب سوائے خلیفہ اور زبان کے بغدادی خلافت تمامتر عجمی ہو گئی۔

اس زمانہ میں ماوراء النہر سے ترکوں کے وفود اپنے رؤسا کے ساتھ آنے لگے۔ مامون اور معتصم نے ان کی بہت قدردانی کی۔ اور فوج میں بھرنا شروع کر دیا۔ معتصم نے تو ہزاروں ترکی غلام خرید کر اپنے لشکر میں شامل کئے۔

بظاہر اس کی وجہ ترکوں کی شجاعت تھی جس نے ان خلفاء کو گرویدہ کر لیا تھا۔ لیکن حقیقت میں یہ توازن قوت کا سوال تھا۔ کیونکہ عربوں کو فوج سے نکالنے کے بعد خراسانیوں کے مقابل میں ایک جدید عنصر کی ضرورت تھی جو ان کے غلبہ سے خلافت کو محفوظ رکھے۔

مگر اس نتیجہ اور بھی برا ہوا۔ کیونکہ یہ جدید عنصر اس قدر غلبہ پا گیا کہ خود خلفاء کی گردنیں ان کے قبضہ میں آگئیں۔ جس چاہتے تھے تخت نشین کرتے تھے اور جس کو چاہتے تھے معزول۔ ان میں سے بعض بعض رؤسا اور شاہزادے خود اپنی سلطنت اور ریاست کے منصوبے باندھنے لگے اور بہت ممکن تھا۔ کہ کامیاب ہو جاتے۔ مگر ان کے اغراض متحد نہ تھے۔ اس لئے خلافت قائم رہ گئی۔ چنانچہ افشین حیدر بن کاؤس معتصم کے سپہ سالار نے جو اشروسنہ کے بادشاہ کا بیٹا تھا۔ جب ترکی سلطنت قائم کرنے کا داعیہ کیا تھا تو خود ترکی امراء نے خلیفہ سے اس کی مخبری کی تھی۔

ان کے غلبہ کا اثر یہ ہوا کہ خلیفہ عباسی ان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی ہو گیا۔ اور

Marfat.com

اس کی ساری عزت اور عظمت دلوں سے جاتی رہی۔ امراء ولایات نے یہ خیال کرکے کہ کیا ہم ان ترکی غلاموں سے بھی کم ہیں جو خلیفہ اور خلافت پر مسلط ہو گئے ہیں اپنی اپنی خودمختاری کا اعلان کرنا شروع کیا۔ خلیفہ کسی سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔ رہے ترک۔ وہ خلیفہ پر قابو رکھتے تھے اور اسی کو اپنی غرض کے لئے کافی سمجھتے تھے۔ اس لئے ان کو اس کی پرواہ بھی نہ تھی کہ وہ کسی سے جاکر جنگ کریں۔

یہ متغلبین امراء آپس میں جنگ جدال اور معرکہ آرائیاں کرتے تھے۔ جو غالب آجاتا تھا وہ خلیفہ کو تحفے اور ہدیے بھیجدیتا تھا۔ اس کے عوض میں خلیفہ اس کے نام ولایت کا فرمان لکھدیتا تھا۔ تاکہ اس کا خطبہ اور سکّہ باقی رہجائے ان میں سے بعض ایسے بھی ہوئے جنہوں نے ارادے کئے کہ دار الخلافہ پر مستولی ہو جائیں جیسے **یعقوب** بن لیث صفار۔ اگر **موفق** نے جو خلیفہ **معتمد** کا بھائی تھا۔ اپنی بسالت اور شجاعت سے اس کو نہ روکا ہوتا تو یقیناً وہ بغداد کو لے لیتا۔ لیکن جب خلافت کی اصلی قوت یعنی قومی عصبیت مفقود تھی تو وہ کب تک اس کو روک سکتی تھی۔ آخر بنی بویہ وہاں آگئے۔ ترکوں کو مغلوب کرکے قبضہ کرلیا۔ اور خلیفہ کو محض نام کے لئے باقی رہنے دیا۔

پانچویں صدی میں مشرق سے ترکمانی غز اُٹھے جن کا سردار **سلجوق** تھا۔ اس جماعت نے سلطنت قائم کرکے بنی بویہ کی حکومت کو مٹاکر خلیفہ کو اپنی حمایت میں لے لیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد وہی خانہ جنگی کا مرض انہیں بھی پیدا ہوا۔ اور ان کی سلطنت بھی فنا ہو گئی۔

Marfat.com

علویہ

دوسرا سبب یہ ہوا کہ ان کے بنی اعمام علویہ جو پہلے ہی سے اپنی امامت کی تبلیغ کر رہے تھے ان کے زبردست رقیب اور حریف بن گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت اور تعظیم کی وجہ سے اہل بیت نبوت کا جو وقار جمہور اہل اسلام کے دلوں میں تھا اس کے لحاظ سے انکو یہ زیادہ مرغوب تھا کہ خلافت اسی خاندان میں رہے۔ یہی وجہ تھی کہ صدر اول میں امامت کی دعوت نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ اور عوام النّاس کثیر تعداد میں اہلبیت کے طرفدار ہو گئے۔ جن کو لے کر علویہ بار بار خلافت کی کوشش کے لئے اٹھے مثلاً امام حسینؑ۔ امام زید پھر ان کے بیٹے یحییٰ۔ لیکن ناکامیاب رہے۔

ان کے بعد عباسیہ نے اس راستہ میں قدم رکھا۔ اور اپنی دانشمندی اور تدبیر سے منزل مقصود پر پہونچ گئے یعنی بنی اُمیّہ کا تخت اُلٹ کر اپنی خلافت قائم کر لی۔ اس پر علویہ کی غیرت حرکت میں آئی۔ اور وہ مخالفت پر آمادہ ہوئے۔

بنی عباس اس امر کو اچھی طرح جانتے تھے کہ جمہور کا میلان طبع بہ نسبت ہمارے ان کی طرف زیادہ ہے۔ اور قرب رسول جس کی بنیاد پر ہم نے خلافت حاصل کی ہے اس میں ان کا رتبہ ہم سے بڑھ کر ہے۔ اس لئے ان کی طرف سے جو رخنہ سلطنت میں پڑے گا اس کا بند کرنا آسان نہ ہوگا۔ اسی وجہ سے انھوں نے مدینہ کی جو علویہ کا مرکز تھا مخفی طور پر نہایت شدید نگرانی شروع کی۔ اور ان میں سے جو ممتاز افراد تھے ان کے اعمال واشغال کی نگہداشت کرنے لگے۔

سفاح جب حج کو گیا تو تالیف قلوب کے لئے علویین کو بلا کر عطیوں اور بخششوں سے

Marfat.com

مالامال کردیا۔ تاکہ وہ بنی امیہ کے مقابلہ میں بنی عباس کی خلافت کو غنیمت سمجھکر ان کے شکرگزار رہوں۔ اور اپنی خلافت قائم کرنے کا خیال نہ کریں۔ لیکن ان احسانات سے ان کے جذبۂ غیرت میں اور ترقی ہو گئی۔ اور اپنے ضائع شدہ حق کا احساس زیادہ بڑھ گیا۔ کیونکہ یہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ جس چیز کو اپنا حق سمجھتا ہے اس کو اگر کوئی غیر لے لے تو اس قدر جوش میں نہیں آتا جس قدر کہ اقرباء کے غصب پر۔ خاص کر ایسی حالت میں جبکہ وہ یہ بھی دیکھتا ہو۔ کہ اس کے حاصل کرنے کے لئے مددگار مل سکتے ہیں۔

چنانچہ سب سے پہلے **محمد** بن عبداللہ نے جو **نفس زکیہ** کے لقب سے مشہور تھے مدینہ میں اور ان کے بھائی ابراہیم نے بصرہ میں بنی عباس کے مقابلہ میں خروج کیا۔ اہل خراسان بھی ان کے قیام کے منتظر تھے۔ لیکن **منصور** نے اس طرف کے راستے بند کرا دیئے۔ اور اپنی تدبیر و شجاعت سے اس مہم کو بہت جلد سر کر لیا۔ ورنہ یقیناً خلافت متزلزل ہو جاتی۔

اب عباسیوں کے شکوک علویہ کی طرف سے اور بھی بڑھ گئے۔ انھوں نے شیعیت کے عقیدہ کو بھی جو ان کی تبلیغ کا جزو تھا چھوڑ دیا۔ اور شیخین یعنی حضرت **ابوبکر و عمر** کو حضرت **علی** سے افضل ماننے لگے۔ نیز علویین کی سخت نگرانی شروع کی۔ اور ان کے اوپر بہت سی پابندیاں لگا دیں۔ جنکی وجہ سے وہ تنگ آگئے۔ پرندے کی طرح اپنے آپ کو قفس میں محبوس دیکھ کر پھر ایک بار کوشش کا ارادہ کیا۔ اور **حسین** بن علی بن حسن مثلث ۱۶۹ھ میں ایک جماعت کو لیکر اٹھے۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ اور مکہ کے متصل مقام فخ میں بنی عباس سے

Marfat.com

شکست کھاکر مقتول ہوئے۔

اس جنگ سے دو آدمی ادریس اور یحییٰ جو نفس زکیہ کے بھائی تھے بچکر نکل گئے۔ ادریس مصر اور شمالی افریقہ سے گزر کر مغرب اقصےٰ میں پہونچے۔ وہاں انھوں نے سلطنت قائم کرلی۔ یحییٰ بلاد دیلم میں چلے گئے مگر بوجہ قرب دارالخلافہ کے ان کا منصوبہ پورا نہ ہوسکا۔ اور بغداد میں لاکر زیر حراست رکھے گئے۔

ان واقعات میں خلفاء عباسیہ کے اوپر یہ امر بھی ظاہر ہوگیا کہ ان کے خاص موالی میں سے بعض لوگ بہ نسبت ان کے علویہ کے زیادہ ہوا خواہ ہیں کیونکہ برید مصر پر ان کا مولی واضح متعین تھا۔ اس نے باوجود ہارون کے حکم کے جان بوجھ کر ادریس کو گرفتار نہیں کیا۔ بلکہ ان کے گزرنے میں آسانیاں پیدا کیں۔ اسی طرح جعفر برمکی ہارون کے پروردہ خاص اور عزیز ترین وزیر نے اس کی منشا کے خلاف یحییٰ کو چھوڑ دیا۔ اس لئے ہارون نے ان لوگوں کی تربیت شروع کی جو علویہ کے مخالف ہوں یا کم سے کم ان کے دلدادہ نہ ہوں۔ وہ جس امیر یا وزیر کی نسبت سنتا تھا کہ آل علی میں سے کسی کی طرف میلان رکھتا ہے اس کو سزا دیتا تھا۔ امام موسی کاظم بن جعفر صادق کو مدینہ سے بغداد میں لاکر خاص اپنی نگرانی میں رکھا تھا۔

مراقش میں دولت ادریسی قائم ہو جانے کے بعد وہاں کے باشندے عباسی خلافت کی اطاعت سے نکل گئے۔ اور ہارون کو اس خیال سے کہ یہ اثر دیگر افریقی قوموں میں نہ پھیلنے پائے۔ قیروان میں اغالبہ کی ایک سرحدی

Marfat.com

ریاست قائم کرنی پڑی۔

باوجود اس کی ان تمام احتیاطوں کے جب **مامون** خلیفہ ہوا۔ تو اس نے دیکھا کہ دولت عباسیہ ہر طرف سے علویہ کے خطرات سے گھری ہوئی ہے۔ خود عباسی امراء اور موالی کے قلوب ان کی طرف مائل ہیں۔ اس وجہ سے اس کو مدارات کرنی پڑی۔ اور اس نے اپنے وزیر **فضل بن سہل** کے مشورہ سے شیعہ کے امام ہشتم **علی رضا** کی ولیعہدی کا فرمان لکھا لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کیونکہ اگر ایک طرف امامیہ خوش ہوئے تو دوسری طرف بنی عباس مخالف ہو گئے۔ اور انھوں نے بغداد میں اس کے خلع کا اعلان کر کے اس کے چچا **ابراہیم** کو خلیفہ بنا لیا۔

اس ورطہ سے نکلنے کے لئے آخر کار مامون نے حیلہ سے وزیر ابن سہل کو قتل کرایا۔ اس کے بعد ہی امام علی رضا وفات پا گئے۔ جس کا الزام بھی بعض مؤرخ مامون ہی پر رکھتے ہیں۔ لیکن بجز قرائن کے کوئی دلیل پیش نہیں کرتے۔

بغداد میں آجانے کے بعد بھی مامون علویہ کی محبت اور اپنی شیعیت کا اظہار کرتا رہا۔ مگر ان میں سے جب کوئی سر اٹھاتا تھا تو اس کے ساتھ وہی سلوک کرتا تھا جو اس کے اسلاف نے کیا تھا۔ یہاں تک کہ یمن کی بغاوت کے بعد ان کا اپنے دربار میں آنا بھی بند کر دیا۔ ہارون کی طرح شیعہ سے اپنی سلطنت کی حفاظت کے لئے مجبوراً اس کو بھی دولت زیادیہ بطور درمیانی ریاست کے قائم کرنی پڑی۔

علویہ کے ساتھ خلفاء عباسیہ کا یکساں طرز عمل نہیں رہا متوکل اسفدر

Marfat.com

سخت تھا کہ وہ سر دربار ان کی بلکہ خود حضرت علی کی مذمت کیا کرتا تھا۔ اور اسی قسم کے لوگوں کو پسند کرتا تھا۔

مستعین کے عہد میں حسن بن زید نے طبرستان میں دولت زیدیہ قائم کرلی بنی عباس ان کے استیصال سے عاجز رہے۔ اب علویہ کی طرف سے یہ تیسرا رخنہ دولت عباسی میں پڑ گیا۔ اور مشرق و مغرب ہر طرف سے ان کے خطرات محیط ہو گئے۔ جس کی وجہ سے وہ نگاہیں بھی اٹھ گئیں جو اب تک دین و حیا کی وجہ سے نیچی تھیں چنانچہ دعوت امامت کا نظام مرتب کرکے علویہ نے دولت عباسی کے قلب پر حملہ کا سامان کیا اور قرامطہ کے ہاتھوں جو ان کے دعاۃ تھے اس خلافت کو ایسا متزلزل کردیا کہ یہ اپنے تمام فرائض سے عاجز ہو گئی۔ اور وہ شورشیں اور خونریزیاں ہوئیں۔ جو عالم اسلامی کے خواب و خیال میں بھی نہ آئی تھیں۔

اسی اثناء میں بغداد پر بنی بویہ کا قبضہ ہو گیا۔ جو شیعہ تھے۔ انھوں نے اس مذہب کے رسوم وہاں رائج کئے اور خلافت عباسیہ کا دینی اثر بہت کچھ مٹا دیا۔

ان کے بعد ہی فاطمیہ نے افریقہ پر قبضہ کرلیا۔ پھر مصر۔ شام۔ حجاز اور یمن تک تسلط بڑھالیا۔ بساسیری نے ایک سال تک خود بغداد کے منبر پر فاطمی خطبہ جاری رکھا۔ عباسی ان کی مقاومت سے عاجز ہو کر انکے نسب پر طعن کرنے لگے۔ ایک محضر تیار کراکے شائع کیا کہ خلفاء مصر نسباً فاطمی نہیں ہیں بلکہ عبیدی ہیں۔ لیکن اس سے کیا کام چل سکتا تھا۔

چھٹی صدی ہجری کے اوائل میں فاطمی خلافت کی تحریک سے باطنی

Marfat.com

جماعت شام اور فارس میں پھیل گئی جنھوں نے خونریزی کو اپنا مشغلہ بنالیا امراء اور وزراء کے علاوہ خود خلفاء بنی عباس ان کی دستبرد سے محفوظ نہ رہ سکے۔ فریقین میں یہ نزاع برابر قائم رہی۔ یہاں تک کہ سلطان صلاح الدین یوسف ایوبی فاتح جنگ صلیبی کے زمانہ میں مصر سے خلافت فاطمیہ منقرض ہو گئی۔ اور وہاں عباسی خطبہ پڑھا جانے لگا۔ لیکن بغداد میں اسی ناگوار جھگڑے میں ابن علقمی وزیر نے ہلاکو کو بلا کر خلافت عباسیہ کا خاتمہ کرا دیا۔

الغرض پہلے خلیفہ عبّاسی سفاح سے لیکر آخری خلیفہ مستعصم تک علویہ کی منافست کا سلسلہ برابر قائم رہا۔ جس کی وجہ سے کمزور ہوتے ہوتے یہ خلافت آخر مٹ گئی۔ اور حریفوں کے قلب کو تشفی ہوئی۔

بدعہدی

وفاء عہد اہل عرب کا نمایاں خلق تھا جس پر وہ زمانہ جاہلیت سے اپنے اشعار میں فخر کرتے چلے آتے تھے۔ اسلام نے اس کو اور بھی مؤکد اور پختہ بنا دیا۔ خلفاء راشدین کی تاریخ میں کہیں عہد شکنی کا نام و نشان بھی نظر نہیں آتا۔ بنی امیہ کی تقریباً صد سالہ حکومت میں صرف خلیفہ عبد الملک سے ایک بدعہدی ہو گئی کہ اس نے سعید بن العاص کو امان دینے کے بعد قتل کر ڈالا۔ چنانچہ اس پر بڑی واویلا ہوئی۔ اور یہ مسلمانوں کی پہلی بے وفائی قرار دی گئی۔ خود عبد الملک نے ایک عربی شیخ سے پوچھا کہ میں نے جو سعید کو قتل کر دیا۔ اس کی بابت تمہارا کیا خیال ہے۔ اس نے کہا کہ کاش اس کے بعد تم زندہ رہتے۔ عبد الملک نے کہا کہ میں تو زندہ ہوں۔ بولا کہ بے اعتمادی کی زندگی کیا۔

Marfat.com

مگر خلفاء عباسیہ نے جنھوں نے عربی عنصر پر اپنی خلافت کی بنیاد رکھی تھی بدعہدی کو اپنا شیوہ بنالیا۔ اور آغاز سے لے کر خاتمہ تک ان کے نزدیک پیمان کی کوئی قیمت نہیں تھی۔

منصور نے سفاح کی زندگی ہی میں ابن ہبیرہ کو قطعی امان دیدینے کے بعد جس میں کسی حیلہ کی گنجائش نہیں تھی ابو مسلم کے اشارہ پر قتل کردیا۔ پھر اسی کا اعادہ خود ابو مسلم کے ساتھ کیا۔ اپنے چچا عبداللہ کو امان دیکر بلایا اور قید کردیا۔ چنانچہ نفس زکیہ کو جب اپنے خط میں امان دی تو انھوں نے طنزاً لکھا۔ کہ تم نے مجھے کونسی امان دی ہے۔ ابن ہبیرہ والی۔ یا وہ جو ابو مسلم یا اپنے عم محترم عبداللہ کو دی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ اس شخص کے لئے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہونے کا دعوے رکھتا ہو اس سے بڑھکر اور کیا شرم کی بات ہوسکتی ہے کہ اس کی بدعہدی کی وجہ سے کوئی اس پر اعتماد نہ کرے۔

ان مثالوں کا اثر یہ ہوا کہ خلفاء عباسیہ کو پیمان شکنی کی جرأت ہوگئی۔ خود ان کے اسلاف جو عہد نامے لکھ جاتے تھے وہ ان کو رد کردیتے تھے۔ اور اپنی اس باطل کارروائی کو حق کے پردہ میں چھپانا چاہتے تھے۔

سفاح نے منصور اور اسکے بعد عیسےٰ بن موسیٰ کو ولیعہد بنایا تھا منصور نے اپنے زمانہ میں اسپر اپنے بیٹے مہدی کو مقدم کیا۔ اور اس کو جائز بنانے کے لئے عیسےٰ سے رضامندی لکھوائی۔ لیکن یہ شہادت تاریخ دیتی ہے کہ اس رضامندی کے لئے کس قدر سختیاں اور دھمکیاں کام میں لائی گئیں۔ یہاں تک کہ اس غریب

Marfat.com

کو زہر کا پیالہ بھی دیا گیا۔ لیکن سخت جان تھا بچ گیا۔ عیسےٰ کے اشعار سے جو
اس نے اس واقعہ کے متعلق لکھے ہیں یہ صاف کھل جاتا ہے کہ اگر وہ امت کی
مصلحت کو پیش نظر نہ رکھتا تو عظیم الشان فتنہ کھڑا کر دیتا۔

منصور کے بعد مہدی نے بھی اس کے ساتھ یہی سلوک کیا۔ اور جبراً
رضامندی لکھوا کر اس کو یک قلم ولی عہدی سے خارج کر دیا۔

پھر امین نے مامون کے ساتھ اسی قسم کی بدعہدی کی جس کی بدولت
وہ خونی معرکے پیش آئے جو نہ صرف امین بلکہ لاکھوں افراد امت اور نصف
بغداد کی تباہی کا باعث ہوئے۔

جب خلفاء کا یہ شیوہ تھا تو ظاہر ہے کہ وزراء اور امراء وغیرہ اس سے
متاثر ہوئے بغیر کیسے رہ سکتے۔ ان کی نظروں میں بھی عہد کی کوئی وقعت نہیں
رہ گئی اور ان معاملات میں وہ بھی خلفاء کا ساتھ دینے لگے۔ چنانچہ ہارون نے
یحییٰ کو امان دینے کے بعد جب مسترد کرنا چاہا تو بعض علماء وقت نے اس کی
خواہش کے مطابق فتوے دیدیے۔

ان بے وفائیوں کا اثر یہ ہوا کہ خلفاء پر اعتماد نہیں رہا۔ اور ارکان سلطنت
اور امراء کا خلوص جاتا رہا۔ جس سے اُمت پر مصائب آئے۔ اور خلافت کو
روز بروز زوال ہوتا گیا۔

یہ تین اصولی اسباب ہیں جو خلافت عباسیہ کے زوال کا باعث ہوئے۔
ان کے علاوہ جزئی اسباب بہت سے ہیں جو اس تاریخ کو پڑھکر اخذ کیے جا سکتے ہیں۔

تمام شد

Marfat.com

Marfat.com

یاد رکھنے کی بات

مشہور مصنفین اردو مثلاً مرزا غالب، خواجہ حالی، علامہ شبلی، مولانا آزاد، مولانا نذیر احمد
لوی ذکاءاللہ، مولانا شرر مرحومین وغیرہ اور علامہ سر اقبال، مولانا سید سلیمان، مولانا عبدالسلام
ی، مولانا عبدالحق، ڈاکٹر سید عابد حسین، مولانا اسلم جیراجپوری، خواجہ حسن نظامی منشی پریم چندر،
سدرشن وغیرہ وغیرہ اور اردو کی تقریباً جملہ مصنفین کی بلند پایہ تصانیف و تراجم
شرکت کاویانی برلین (جرمنی)

اور

مضامین شبلی

مولانا شبلی نعمانی مرحوم کی مضامین کی اشاعت کا سلسلہ دارالمصنفین نے شروع کیا ہے۔ اب تک مندرجہ ذیل دو حصص شائع ہوئے ہیں۔

حصہ اول - قیمت عہ

حصہ دوم - قیمت ۱۲ر

ہندوستان کے دارالاشاعتوں کی جملہ کتابیں ہمارے یہاں موجود رہتی ہیں۔

نور اللغات (مکمل)

مشہور و معروف لغت ہے جس کی ... جلد نومبر ۲۴ء میں طبع ہوئی ... اور آخری یعنی چوتھی جلد فروری ... ۳۱ء میں شائع ہوئی ہے۔ یہ لغت ... جدید لغت نویسی کے اصول پر ترتیب دی گئی ہے۔ قیمت ہر چہار جلد للعہ

ملنے کا پتہ

مکتبہ جامعہ - قرولباغ - دہلی

Marfat.com

تصانیف مولانا حافظ محمد اسلم صاحب جیراجپوری

تاریخ الامت - ابتدائے اسلام سے مکمل مستند مسلسل اور مربوط تاریخ جو نہایت تحقیق کے ساتھ سلیس صاف اردو زبان میں لکھی گئی ہے اور اپنی خوبیوں کی وجہ سے قومی تعلیمی نصاب میں داخل ا[ور] ملک میں مقبول ہو چکی ہے - ابتک اس کے سات حصے تیار ہوئے ہیں -

حصہ اول - سیرۃ الرسولؐ	قیمت	عہ
" دوم - خلافت راشدہ	"	۶ار
" سوم - خلافت بنی امیہ	"	عہ
" چہارم - خلافت عباسیہ	"	۶ار
" پنجم - عباسیہ بغداد	"	۶ار
" ششم - عباسیہ مصر	"	۶ار
" ہفتم - آل عثمان	"	۲عہ

تاریخ القرآن - قرآن مجید کے ابتداء نزول سے آج تک کے تاریخی حالات اور مفید معلومات . عہ

سیرۃ عمرو بن عاصؓ - نامور صحابی فاتح مصر و طرابلس کے حالات اور مجاہدانہ کارنامے ... عہ

تاریخ نجد - اردو زبان میں نجد وہابیہ اور آل سعود کی سب سے پہلی مستند اور صحیح تاریخ ... عہ

حیات حافظ - خواجہ حافظ شیرازی کی دلکش سوانح عمری - ان کی شاعری پر بحث اور تاریخی فالیں . عہ

حیات جامی - فارسی کے نامور شاعر مولانا عبدالرحمن جامی کے حالات اور انکی تصانیف پر تبصرہ .. ۸

الوراثۃ فی الاسلام - فن وراثت میں مولانا کا بے نظیر مجتہدانہ کارنامہ (بزبان عربی) ۸ر

محجوب الارث - مسئلہ ہذا کی ناقابل انکار دلائل سے تردید ۴ر

جواہر ملیہ - مولانا کی دس بے نظیر تاریخی و ملی نظموں کا مجموعہ جو درس میں داخل ہے ۳ر

ملنے کا پتہ :- مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

(مطبوعہ جامعہ ملیہ پریس دہلی)

Marfat.com

وذکر فان الذکریٰ تنفع المومنین

تاریخ الامت

حصہ ششم

عباسیہ مصر

مصنفہ

مولانا حافظ محمد اسلم صاحب جیراجپوری
استاذ تاریخ اسلام جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

سنہ ۱۹۲۸ء

مطبع جامعہ ملیہ دہلی میں طبع ہوئی

سلسلہ اشاعت اردو اکادمی نمبر ۱۵

بار اول ایک ہزار

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین تاریخ الامت حصہ ششم

دیباچہ	۱	۱۴-سخاوی	۱۹
تاریخ مصر	۴	۱۵-اواریسی عمالقہ	۱۹
اقوام مصریہ	۴	۱۶-۱۷-اصالی عمالقہ	۲۰
دینی عقائد و رسوم	۵	دولت اخیرہ	۲۲
ادوار تاریخی	۷	۱۸-طیبی	۲۲
دولت قدیمہ	۸	۱۹-طیبی	۲۵
خاندان ۱-طینی	۸	۲۰-رعمیسی	۲۸
" ۲-منفی	۱۰	۲۱-کہنہ	۳۰
" ۳-منفی	۱۱	۲۲-بسطی	۳۱
" ۴-منفی	۱۲	۲۳-تانیسی	۳۳
" ۵-اصوانی	۱۳	۲۴-صاوی	۳۳
" ۶-اصوانی	۱۴	۲۵-اثیوبی	۳۳
" ۷-۸-۹-۱۰	۱۵	۲۶-صاوی	۳۶
دولت وسطیٰ	۱۶	۲۷-فارسی	۳۹
۱۱-طیبی	۱۶	۲۸-صاوی	۴۲
۱۲-طیبی	۱۷	۲۹-مندیسی	۴۲
۱۳-طیبی	۱۹	۳۰-سمنودی	۴۳

Marfat.com

۳۱۔فارسی	۴۴
۳۲۔مقدونی	۴۴
۳۳۔بطلیموسی	۴۵
۳۴۔رومی	۴۹
عہد اسلامی	۵۵
خلافت راشدہ	۵۶
عمرو بن عاصؓ	۵۶
نہر امیر المومنین	۵۷
نہر سویز سرزمین مصر	۵۸
بندوبست اراضی	۶۰
عبداللہ بن سعد	۶۲
فتنۂ سبائی	۶۳
قیس بن سعد	۶۴
عمرو بن عاصؓ بار دوم	۶۶
بنی امیہ	۶۶
دولت عباسیہ اولیٰ	۷۲
دولت طولونیہ	۷۹
حکومت مصر	۸۰
دفینۂ غیبی	۸۱
جامع طولونی	۸۲
واقعہ عمری	۸۳
موفق کی عداوت۔شام کی ولایت	۸۴
عباس کی بغاوت	۸۵
وفات	۸۶
خمارویہ	۸۶
جیش وہارون	۸۹
دولت عباسیہ ثانیہ	۹۰
دولت اخشیدی	۹۱
انوجور۔علی۔کافور	۹۴
احمد بن علی	۹۶
دولت فاطمیہ	۹۶
معز لدین اللہ	۹۸
عزیز بدین اللہ	۱۰۲
حاکم بامر اللہ	۱۰۴
ظاہر لاعزاز دین اللہ	۱۰۹
مستنصر باللہ	۱۱۰
معز الدولہ۔افریقیہ	۱۱۱
مشرق	۱۱۲

Marfat.com

بساسیری۔ قضیۂ حلب	۱۱۳
وزارت۔ افواج فاطمیہ	۱۱۴
ناصر الدولہ	۱۱۷
ایلدکز	۱۲۰
بدر جمالی	۱۲۱
وفات مستنصر	۱۲۳
جزیرۂ صقلیہ	۱۲۴
مستعلی باللہ	۱۲۴
حروب صلیبیہ	۱۲۶
آمر باحکام اللہ	۱۳۱
حافظ لدین اللہ	۱۳۳
ظافر بامر اللہ	۱۳۴
فائز بنصر اللہ	۱۳۵
عاضد لدین اللہ	۱۳۶
قتل صالح۔ مشہد حسینؓ	۱۳۷
شاور۔ ضرغام۔ شیرکوہ	۱۳۸
صلاح الدین	۱۳۹
موتمن الخلافہ	۱۴۵
خطبۂ عباسی	۱۴۶
خلفاء فاطمیہ	۱۴۷
دولت ایوبی	۱۵۰
سلطان نورالدین زنگی	۱۵۱
نجم الدین ایوب	۱۵۲
صفات نورالدین	۱۵۳
سلطان صلاح الدین	۱۵۴
صفات صلاح الدین	۱۵۵
ملک عزیز	۱۵۸
ملک منصور۔ ملک عادل	۱۵۹
ملک کامل	۱۶۰
عادل ثانی	۱۶۱
ملک صالح۔ قاضی عزالدین	۱۶۲
ملک معظم۔ شجرۃ الدر	۱۶۵
دولت ممالیک بحریہ	۱۶۶
معز جاشنگیر	۱۶۷
ملک منصور نورالدین و مظفر	۱۶۸
ملک ظاہر بیبرس	۱۶۹
خلافت عباسی۔ فتوحات	۱۷۰
صفات بیبرس	۱۷۱

Marfat.com

قضاۃ اربع ۱۷۳
امام نووی ۱۷۴
ملک سعید برقہ خاں ۱۷۵
ملک عادل سلامش منصور قلاؤون ۱۷۶
تاتاریوں میں اسلام ۱۷۷
ملک اشرف خلیل ۱۷۸
ملک ناصر محمد بار اوّل ۱۷۹
ملک عادل کتبغا منصور لاجین ناصر بار دوم ۱۸۰
ملک مظفر بیبرس ۱۸۱
ناصر بار سوم ۱۸۲
اولاد ناصر ۱۸۳
منصور خامس ۔ اشرف ثالث ۱۸۴
منصور سادس ۔ صالح حاجی ۱۸۵
دولت ممالیک چرکسیہ ۱۸۶
ملک ظاہر برقوق ۱۸۷
ملک ناصر زین الدین ۱۸۹
ملک عادل مستعین ۔ شیخ محمودی ۱۹۰
احمد محمودی سیف الدین تتر ۔ محمد بن تتر ۱۹۱
ملک اشرف برسبائے ۱۹۱
ملک عزیز یوسف ۔ ظاہر جقمق ۱۹۲
ملک منصور عثمان ۔ اشرف ینال ۱۹۳
مؤید احمد ظاہر خوش قدم ۔ بلبائے ۔ تمربوغا ۱۹۴
ملک اشرف قایتبائے ۱۹۴
ملک ناصر محمد ۔ اشرف قانصوہ ۱۹۶
ظاہر قانصوہ ۔ قانصوہ جان بلد ۱۹۶
طومان بائے اوّل ۔ قانصوہ غوری ۱۹۷
طومان بائے ثانی ۱۹۸
خلفاء عباسیہ مصر ۲۰۰
مستنصر باللہ ۲۰۰
حاکم بامر اللہ اوّل ۔ مستکفی باللہ اوّل ۲۰۱
واثق باللہ ۲۰۲
حاکم بامر اللہ ثانی ۔ معتضد باللہ اوّل ۲۰۳
متوکل علی اللہ اوّل ۔ مستعین باللہ ۲۰۴
معتضد باللہ ثانی ۔ مستکفی باللہ ثانی ۲۰۵
قائم بامر اللہ ۔ مستنجد باللہ ۲۰۶
متوکل علی اللہ ثانی ۔ مستمسک باللہ ۲۰۷
متوکل علی اللہ ثالث ۲۰۷
خلافت عباسیہ ۲۰۸

Marfat.com

اللہ اکبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

تاریخ الامت حصۂ پنجم شائع کی جا چکی تھی کہ جامعہ علیگڑھ سے دہلی میں منتقل ہو گئی۔ اُس وقت سے آج تک یہ سلسلہ بند رہا۔ جس کی بڑی وجہ کچھ جامعہ کی بے سروسامانی اور کچھ میری خانگی پریشانی تھی۔ گو ان مصائب کا ابھی تک خاتمہ نہیں ہوا ہے لیکن اس تاریخ کی تکمیل بہر حال ضروری ہے اس لئے جس طرح بھی ہو سکا یہ چھٹا حصہ اس سال لکھا۔ اُمید ہے کہ انشاء اللہ سال آیندہ تک یہ کتاب پوری ہو جائے گی۔

زوال بغداد کے بعد خلافت عباسی مصر میں آکر قائم ہوئی۔ اس لئے وہاں کی مختصر تاریخ ابتدا سے بیان کر دینی ضروری تھی۔ یہ پورا حصہ اسی میں صرف ہوا اور طوفان نوح کے بعد سے ۹۲۳ھ تک کی جس میں وہاں سے خلافت منتقل ہو کر آل عثمان کے ہاتھوں میں چلی گئی مصر کی ایک اجمالی تاریخ اس میں لکھی گئی۔

مصر کے دَورِ اسلامی کی تاریخ عہد بعہد کی حسب معمول مسلمانوں نے اچھی طرح محفوظ رکھی ہے۔ اور چونکہ دوسرے اسلامی مراکز کے مقابلہ میں وہاں کے کتب خانے زمانہ کی دستبرد سے نسبتاً بچے رہے ہیں اس وجہ سے تاریخ مصر کے متعلق

Marfat.com

جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ کمتر نایاب ہوئی ہیں۔ البتہ قدیم تاریخ کے معتبر مصادر موجود نہیں کیونکہ پانچویں صدی قبل مسیح سے پیشتر کی کوئی تصنیف اس موضوع پر نہیں ملتی سب سے پہلے مصر کا کچھ حال جس شخص نے لکھا ہے وہ مشہور یونانی سیاح اور مورخ ہیروڈوٹس ہے جو ۴۵۵ قم میں نیل کے سواحل سے گزرا تھا۔ اس کے دو صدی کے بعد ایک مصری کاہن سیانیتوس نے جو مانیتھو کے نام سے مشہور ہے اس ملک کی تاریخ لکھی۔ مگر وہ مفقود ہو گئی۔ صرف اس کے بعض بعض حصے جو یوسیفوس یہودی نے اپنی کتاب آثار الاسرائیلین یا آٹھویں صدی عیسوی کے ایک مورخ سنسلوس نے اپنی تصنیف میں نقل کئے تھے ہم تک پہونچے ہیں۔ قدیم حکمراں خاندانوں کے ملوک کی فہرستیں مانیتھو ہی کے حوالہ سے بعض مسیحی مورخوں نے لکھی ہیں۔

۱۸۱۸ء میں نو سال کی لگاتار کوشش کے بعد فرانس کے مشہور اثری محقق شمپولون نے ہیروغلیفی کتابت کو حل کیا۔ جس سے آثار قدیمہ کے کتبے پڑھے جانے لگے۔ اور پرانے ہیکلوں اور معبدوں اور اُن کے ستون و دیوار و در کے نقوش سے بعض حالات منکشف ہوئے۔ میں نے اس حصہ کی تالیف میں یہ تمام معلومات اور اسلامی متداول کتب تاریخ کو سامنے رکھا۔

چونکہ میری یہ کتاب جیسا کہ میں پہلے بھی ظاہر کر چکا ہوں محض تعلیمی ہے نہ کہ علمی۔ اور میں صرف ضروری معلومات دینے پر اکتفا کرتا ہوں تاکہ طلبا کے لئے اسلامی تاریخ آسان اور قریب الفہم ہو جائے۔ اسی لئے حسب معمول اختصار سے کام لیا۔ اور مصر کی علمی ترقی کی تاریخ بھی چھوڑ دی۔ کیونکہ اس کے لئے ایک جداگانہ

Marfat.com

بسوط تصنیف درکار ہی۔

تاریخ مصر کے بعض بعض امور بوجہ تعلق خلافت کے خلفار بغداد کے بیان میں پہلے حصوں میں آچکے ہیں۔ اس حصہ میں بھی مجبوراً ان کو دُہرانا پڑا۔ لیکن جہاں تک ہوسکا کوشش یہی رہی کہ کم سے کم تکرار واقع ہو۔ کیونکہ ایک ہی بات ایک ہی کتاب میں دوبارہ لانا مورخ کے لئے کچھ پسندیدہ نہیں۔ اگر ممکن ہوگا تو آیندہ طباعت میں پہلے حصوں میں سے ان کو خارج کرنے کی کوشش کروں گا۔

یکم شعبان سنہ ۱۳۴۶ھ

محمد اسلم جیراجپوری
جامعہ ملیہ اسلامیہ۔ قرول باغ۔ دہلی

Marfat.com

تاریخ الامّت

حصہ ششم (۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ مصر

تاریخ مصر قبل از اسلام ۴۰۰۰ ق م سے شروع ہوتی ہے جبکہ مصر کے پہلے بادشاہ مینا نے اس ملک میں سلطنت قائم کی یہ دو دوَر میں منقسم ہے۔

(۱) دوَر جاہلیت۔ جو ۴۰۰۰ ق م سے ۳۸۱ء تک ہے۔ اس میں امت مصریہ اپنے قدیمی دین پر رہی۔

(۲) دوَر مسیحیت جس میں اہل مصر نے دین عیسوی اختیار کرنا شروع کیا۔ یہ ۳۸۱ء سے ۶۴۰ء یعنی فتح اسلامی تک ہے۔

اقوام مصریہ

قدیم اہل مصر حام بن نوح کے بیٹے مصرایم کی اولاد تھے جو شام سے جا کر وادی نیل میں جابجا قبیلے قبیلے آباد ہو گئے۔ یہ لوگ پانچ طبقوں میں منقسم تھے۔ پہلا طبقہ کاہنوں کا تھا جو دینی پیشوا تھے۔ ان کی کسی بات کی خلاف ورزی

Marfat.com

معبود کے حکم سے سرتابی کے برابر سمجھی جاتی تھی۔ دوسرا طبقہ جنگی جماعت کا تھا جو دشمنوں کی مدافعت کرتی تھی۔ باقی تین طبقے تاجروں۔ کاشتکاروں اور گلّہ بانوں کے تھے۔

بجز کاہنوں اور طبقہ دوم کے کوئی دوسرا زمین کی ملکیت کا حق نہیں رکھتا تھا۔ چنانچہ اراضی کا بڑا حصہ کاہنوں کے قبضہ میں تھا اور کچھ جنگ آوروں کے۔ بقیہ تینوں طبقے ان سے ٹھیکہ یا کرایہ پر زمینیں لے کر کھیتی کرتے تھے۔

زمانہ دراز کے بعد جب ان قبائل کی تعداد زیادہ ہوگئی اور انتظام کے لئے ضرورت نے مجبور کیا تو انھیں میں سے ایک شخص منا نامی جو جنگی جماعت کا سرغنہ تھا بادشاہ بن گیا۔ اور اس نے مصر میں پہلی سلطنت قائم کی جو ایک زمانہ تک اس کی اولاد میں چلی آئی۔ پھر دوسرا خاندان غالب آگیا۔ اسی طرح سلسلہ بسلسلہ ۳۱ خاندان حکمران ہوئے۔ جن میں سے اکثر اُسی شہر کی نسبت سے موسوم ہیں جو اُن کا پایۂ تخت تھا۔

ان ۳۱ خاندانوں کے بعد یونانیوں نے آکر مصر پر قبضہ کرلیا۔ پھر اُن سے رومیوں نے لے کر اپنی سلطنت کا صوبہ بنالیا۔

دینی عقائد و رسوم

قدیم اہل مصر گو متعدد دیوتاؤں اور دیبیوں کو مانتے اور ان کی پوجا کرتے تھے لیکن ان کے تمام معبودوں کا اصل مرجع صرف دو بڑے معبود تھے۔ ایک فتاح (خالق)، جس کا بت مقام منف میں تھا۔ دوسرا رع (سورج)، جس کی

Marfat.com

مورت لقصر میں بنائی گئی تھی۔ یہ بھی درحقیقت ان کے عقیدہ میں خالق اکبر ہی کی ایک مظہری تمثال تھا۔ اس کے بعد جوں جوں بت تراشی میں ترقی ہوتی گئی معبودوں کے تنوع میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ بساماتیک اول (خاندان ۲۶) کے زمانہ میں جب یونانی مصر میں آئے اور وہاں رہے تو انھوں نے علوم مصریہ ریاضی۔ ھیاۃ اور نجوم وغیرہ کے ساتھ وہاں کے علم الاصنام کو بھی سیکھا۔ اور مصری بتوں کو معہ ان کے ناموں کے یونان میں لے گئے۔

قدماء مصر کا یہ خیال تھا کہ دیوتا بعض بعض حیوانات کی شکل میں بھی جسم اختیار کر لیتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ وہ گائے۔ مگر و شہباز وغیرہ کو بھی پوجتے تھے۔

ان کا ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ موت کے بعد روح جسم کے ساتھ قبر میں رہتی ہے۔ اسی بنیاد پر وہ اپنے مُردوں کی ممی بناتے تھے۔ اُنھوں نے ایسی دوائیں معلوم کر لی تھیں جن کی بدولت جسم غیر محدود زمانہ تک سڑنے سے محفوظ رہ سکے۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ جسم اگر ضائع ہو گیا تو روح کا کوئی ٹھکانا نہیں رہے گا۔ اور وہ بھٹکتی پھرے گی۔ اس لئے امیر و غریب سب ممی کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ اور اُس کو محفوظ تابوتوں اور صندوقوں میں بند کر کے تہ خانوں میں رکھتے تھے۔ جن پر پختہ عمارتیں بنا دیتے تھے۔ چنانچہ مصر کے اہرام وہاں کے ملوک اور سلاطین وغیرہ کے مقبرے ہیں۔

اُن میں ایک خاص رسم یہ بھی تھی کہ ممی تیار ہو جانے کے بعد مردہ کو پہلے ایک چبوترہ پر لا کر رکھتے جہاں مذہبی حکام اور کاہن اور عوام الناس آ کر جمع ہوتے پھر اعلان کیا جاتا کہ کسی کو اگر اس کے اوپر کوئی دعویٰ ہو تو پیش کرے۔ جو وہ بے گناہ نکلتا تو اُس کو قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت ملتی۔ اُس کے اقربا اُسی وقت

Marfat.com

اپنا ماتمی لباس اُتار دیتے۔ اور اُس کی برائت پر خوشی مناتے۔ اور جو گنہگار ٹھہرتا تو دفن سے ممنوع قرار پاتا۔ مجبوراً اس کے ورثا اس کے تابوت کو لاکر اپنے گھر میں رکھتے۔ جب اس قسم کے متعدد مردے کسی کے یہاں جمع ہو جاتے تو کاہن ندوں کی خاطر سے ان کو کہیں دفن کرنے کی اجازت دے دیتا۔

اس آخری احتساب میں کسی قسم کی رعایت نہیں برتی جاتی تھی۔ چنانچہ خوفو اور خفرع بادشاہوں کو بھی کاہنوں نے دفن سے روک دیا تھا۔

اس دستور کی وجہ سے ان کے اخلاق اچھے تھے۔ کیونکہ اس آخری فضیحت اور رسوائی کے خوف سے وہ معاملات کو صاف رکھتے اور سب کے ساتھ نیک سلوک کرتے تھے۔

علمی لحاظ سے قدیم اہل مصر طب سے واقف تھے۔ اور اکثر بیماریوں کی شناخت اور ان کی دوائیں جانتے تھے۔ ریاضی اور ھیأۃ سے بھی ان کو ذوق تھا۔ چنانچہ دنیا میں سب سے پہلے سن شمسی ۳۶۵ ¼ اور سن قمری ۳۵۴ دن کا اُنھوں نے ہی قرار دیا تھا۔ اور فن تعمیر میں تو اہرام اور عجیب و غریب ہیکل و معبد ایسی یادگاریں اُنھوں نے چھوڑی ہیں جن کو آج تک ساری دنیا حیرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

ادوار تاریخی

مورخوں نے مصر جاہلیت کی تاریخ کو پانچ دور میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) **دولتِ قدیمہ**۔ ۵۰۰۴ سے ۳۰۶۴ ق م تک۔ اس میں تیس خاندان حکمراں رہے جنھوں نے ۱۹۴۰ سال تک حکومت کی۔

(۲) **دولتِ وُسطےٰ**۔ ۳۰۶۴ سے ۱۷۰۳ ق م گیارہویں خاندان سے

سے سترہویں خاندان تک۔ ۱۳۶۱ سال۔

(۳) دولتِ اخیرہ۔ ۱۷۰۳ سے ۳۳۲ ق م۔ اٹھارویں خاندان سے اکیتسویں خاندان تک۔ مدتِ حکومت ۱۳۷۱ سال رہی۔

(۴) دولتِ یونانی۔ ۳۳۲ سے ۳۰ ق م تک ۳۰۲ سال حکومت رہی جس میں دو خاندان گزرے۔

(۵) دولتِ رومانی۔ ۳۰ ق م سے ۳۸۱ء تک۔ ۴۱۱ سال جس میں رومیوں کا قبضہ رہا۔

اس کے بعد چھٹاں دورِ مسیحیت ہے جو ۳۸۱ء سے ۶۴۰ء یعنی فتح اسلامی تک ہے۔ اس میں بھی حکومت رومیوں ہی کے ہاتھ میں رہی۔

ان کل ادوار کی نہایت مختصر تاریخ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

دولتِ قدیمہ

اس دولت کا زمانہ جیسا کہ ابھی لکھا جا چکا ۵۰۰۴ سے ۳۰۶۴ ق م تک ۱۹۴۰ سال ہے جس میں دس خاندانوں کی حکومت رہی۔

(۱) طینی

مدت حکومت ۳۰۵ سال۔ عدد ملوک ۹

۱	منّا (مینس)	۶۲	سال	حکمراں رہا
۲	تتا (اتوتیس)	۵۷	"	"
۳	کنکنیس	۳۱	"	"

۴	ونفس اول	۲۳	سال حکمراں رہا
۵	ونفس ثانی	۲۴	" "
۶	سبتی (اسافابیدوس)	۲۰	" "
۷	میتہ بیدوس	۲۶	" "
۸	سمن بس	۱۸	" "
۹	بیتہ نخس	۴۴	" "

منامصر کا اولیں بادشاہ پہلے قبائل مصریہ کا سالار جنگ تھا۔ اوران میں ہر دلعزیز۔ کاہنوں کے استبداد سے تنگ آکر لوگوں کو ان کے خلاف اپنے ساتھ متفق کرلیا۔ اور لڑکران کو مصر سے نکال دیا اور اپنا تسلط قائم کیا۔ چونکہ طینہ کے لوگ درپردہ کاہنوں کے طرفدار تھے اس لیئے اس مقام کو چھوڑ کر نیا شہر منف آباد کیا اور اسی کو اپنا پایہ تخت بنایا۔ اردگرد خندق کھدواکر چاروں طرف آمدورفت کے لیئے اس پر پل بنوا دیئے۔

دریائے نیل کو جو صحرائے لیبیا کی طرف بہتا تھا نہر کے ذریعہ سے مشرقی سمت میں جاری کیا۔ ملکی نظم ونسق کے قوانین وضع کیئے۔ پھر اہل لیبیا سے لڑکران کو اپنا محکوم بنایا۔

تتا نے منف میں شاہی قصر تعمیر کرایا۔ اس کے عہد میں قحط بھی پھیلا اور طاعون بھی جس سے بہت مخلوق مرگئی۔

ونفس اوّل نے مصر کا سب سے پہلا ہرم کوکمہ تعمیر کرایا۔

آخری تین بادشاہوں کے زمانوں میں فواحش کی گرم بازاری رہی اور

Marfat.com

جابجا فتنے برپا ہوئے جس کی وجہ سے سلطنت ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔

(۲) منفی

مدت حکومت ۳۰۲ سال۔ عدد ملوک ۹

۱	بصاد (بوثوس)	۳۸ سال
۲	کاکاوو (کایہ خوس)	۳۹ "
۳	بینوتریس	۴۷ "
۴	وہنس	۱۷ "
۵	استنس	۴۱ "
۶	خایرس	۱۷ "
۷	نفرخرس	۲۵ "
۸	نفرکاسکر	۴۸ "
۹	خزرس	۳۰ "

بصاو خاندان سابق کا رشتہ دار تھا۔

کاکاوو کے عہد میں حیوانات خاص کر گائے کی پرستش زیادہ ہو گئی

بینوتریس نے یہ قانون بنایا کہ خاندان شاہی میں اولاد ذکور نہ ہونے کی صورت میں عورتوں کو بھی تخت سلطنت پر بیٹھنے کا حق ہوگا۔ اس نے یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ میں اللہ کا رشتہ دار ہوں۔ یہ عقیدہ اس کے بعد بھی ملوک مصر میں یونانیوں کے عہد تک چلا آیا۔

اب تک سارے مصری قبائل زیر اطاعت نہیں تھے۔ اس نے سب کو

Marfat.com

قبضہ میں لا کر ایک متفقہ قوم بنایا۔

استنس کو طب میں دخل تھا۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ خاندان اول کے بادشاہ تتا نے طب میں ایک کتاب لکھی تھی۔ استنس نے اس کی تکمیل کی۔

(۳) منفی

مدت حکومت ۲۱۴ سال عدد ملوک ۹

۱	تخزوفس	۲۸ سال
۲	نبکا	۱۹ ″
۳	ترہیس	۷ ″
۴	سسوخریس	۱۷ ″
۵	نبکارع	۱۹ ″
۶	لفرکارع	۴۲ ″
۷	سفوریس	۳۰ ″
۸	.....	۲۶ ″
۹	سنفرو	۲۶ ″

تخزوفس کے عہد میں اہل لیبیا نے بغاوت کی۔ وہ لشکر لے کر گیا۔ چاندنی رات میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔ اتفاقاً چاند گرہن میں آگیا لیبیا والوں نے خیال کیا کہ ہم نے بادشاہ کی جو مخالفت کی ہے اس پر آسمانی غضب کا ظہور ہو رہا ہے۔ اس وجہ سے ہتیار ڈال دیئے اور اطاعت قبول کر لی۔

نبکا علم طب کا ماہر تھا۔ چنانچہ پہلی صدی عیسوی تک اس کے نوشتے

Marfat.com

لوگوں میں رائج تھے۔ فن کتابت اور سنگ تراشی کو بھی اس نے ترقی دی تھی۔ آخری بادشاہ سنفرو نے عرب کے ایک پہاڑ سے تانبے کی ایک کان نکالی۔ جبل حور پر لشکر کشی کر کے وہاں کے قبائل کو مطیع بنایا۔ اور متعدد قلعے اور عمارات تعمیر کرائیں۔

اس خاندان کے عہد میں طینہ کی ساری رونق منتقل ہو کر منف میں چلی آئی۔ اور ملک میں مال و دولت کی فراوانی ہوئی۔ بڑے بڑے ہیکل اور معبد تعمیر کیئے گئے۔ ابوالہول کا عظیم الشان بت جو اہرام جیزہ کے پاس آج بھی قائم ہے اسی خاندان کے زمانہ میں بنا تھا۔ اس بت کا جسم شیر کا ہے اور سر انسان کا۔ جس سے قوت اور عقل دونوں کے اجتماع کی طرف اشارہ ہے۔

(۴) منفی

مدت حکومت ۲۸۴ سال۔ عدد ملوک ۱۴

ان چودہ میں سے صرف آٹھ کے نام معلوم ہو سکے ہیں ان میں سے بھی مشہور چار ہی ہیں۔ **خوفو۔ خفرع۔ منکورع۔ اسکاف۔**

خوفو (کیوپس) عمارات کا بڑا عاشق تھا۔ اسی نے مصر کا سب سے بڑا ہرم جو جیزہ میں ہے بنوایا جس کی بلندی ۴۵۰ اور چوڑائی ۷۴۶ قدم ہے۔ مورخین کا بیان ہے کہ اس میں ایک لاکھ آدمی روزانہ کام کرتے تھے اور پورے تیس سال میں تیار ہوا۔ پہاڑ سے بھی زیادہ سنگین ہے۔

خلیفہ **مامون** عباسی جب ۲۱۷ھ میں مصر میں گیا اور لوگوں سے سنا کہ ان عمارتوں میں قدماء ملوک کے خزانے مدفون ہیں تو اسی بڑے ہرم کو توڑنا

شروع کیا۔ بہزار وقت صرف ایک کو ناٹوٹ سکا۔ اور صرفہ بہت پڑگیا۔ اس لئے چھوڑ دیا۔

خوفو جنگ آور بھی تھا۔ اس نے عربی اور شامی قبائل سے جو مشرقی سمت سے حدود مصر پر حملے کیا کرتے تھے متعدد لڑائیاں کیں اور اُن کو شکستیں دیں۔ ۶۳ سال حکمراں رہا۔

خفرع نے دوسرا ہرم جو بڑے ہرم کے بالمقابل ہی بنوایا۔ اس کا ارتفاع ۴۴۷ اور عرض ۶۹۰ قدم ہے۔

منکورع عادل اور مہربان تھا۔ رعیت اس کو محبوب رکھتی تھی۔ جیزہ کا تیسرا ہرم جو ۲۰۳ قدم بلند اور ۲۵۲ قدم عریض ہے اس کا تعمیر کردہ ہے۔ لیکن یہ اس کو مکمل نہیں کرسکا تھا۔ ملکہ نیتوکریس نے جو خاندان ششم کی آخری فرمانروا تھی اس کی تکمیل کرائی۔

منکورع کی نعش ایک سنگین تابوت میں برآمد ہوئی تھی۔ انگریز اس کو انگلستان لے جارہے تھے۔ راہ میں پرتگال کے ساحل پر جہاز ڈوب گیا۔ لیکن جثہ اور چوبیں غلاف جو انسان کی شکل کا بنا ہوا تھا برآمد ہو گیا۔ اور لندن کے میوزیم میں پہونچا۔

اسکاف اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا۔ وہ ہندسہ سے آشنا تھا اور آلات رصد کا شائق۔ ۹ سال حکمراں رہا۔

(۵) اصوانی

مدت حکومت ۲۱۸ سال۔ عدد ملوک ۹

Marfat.com

۱	اسکاف	۲۸
۲	سحورع	۱۳
۳	ککا	....
۴	نفرخرس	۲۰
۵	ششبس کارع	....
۶	رعنوسر	۱۱
۷	منکاحور	۹
۸	ددکارع	۴۴
۹	اوناسی	۳۳

اسکاف عادل تھا سحورع نے اپنے عہد میں اس کے لئے وہ ہرم بنوایا جو بوصیر کے متصل خعب کے نام سے مشہور ہے۔
نفرخرس کے زمانہ میں مصر میں علمی اور تمدنی ترقی ہوئی۔
ددکارع نے وادی مغارہ میں کئی کانیں دریافت کیں۔

(۶) اصواتی

مدت حکومت ۲۰۳ سال۔ عدد ملوک ۶

۱	آتی	۳۰
۲	مریرع (ببئی اول)	۵۳
۳	مرنرع اول	۷
۴	فیولیس (ببئی ثانی)	۱۰۰

۵	مرنرع ثانی	۱
۶	ملکہ نیتوکریس	۱۲

آتی کے زمانہ میں سواحل بحر پر تتا نامی ایک مدعی سلطنت کھڑا ہو گیا لیکن چھ مہینے بعد مارا گیا۔

مریرع یعنی ببی اول نے ایک طرف شام اور دوسری طرف نوبیا کو محکوم بنایا۔

مرنرع کے عہد میں مصر میں جنگی کشتیاں تیار کی گئیں۔

ببی ثانی کے زمانہ میں فیروزہ۔ توتیا۔ تانبے کی کانیں اور کوہ طور سے قیمتی پتھر لعل و زمرد وغیرہ نکالے گئے۔

مرنرع ثانی اپنی حکومت کے دوسرے سال خود اپنے ہی امیروں کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔ اِس کی بہن نیتوکریس نے جو اس کی بیوی بھی تھی تخت نشین ہونے کے بعد دعوت کے بہانے سے قاتلوں کو بُلا کر ایک تہ خانے میں بٹھلایا جس کے اِرد گرد پانی بھروا رکھا تھا۔ دفعتاً اس کو کھلوا دیا۔ جس سے تہ خانہ پانی سے لبالب ہو گیا اور وہ سب کے سب ڈوب کر مر گئے۔ لوگ اس کے بھی دشمن ہو گئے اور قتل کرنے کی فکر میں لگے۔ جب اس نے بچنے کی کوئی صورت نہ دیکھی تو آگ میں گر کر خودکشی کر لی۔

حُسن و جمال کی وجہ سے اس کا لقب گُلرخ تھا۔

(۷) (۸) (۹) (۱۰)

مدت حکومت ۱۴۴ سال

Marfat.com

ان چاروں خاندانوں کی کوئی کیفیت اور ان کے بادشاہوں کی کوئی تفصیل نہیں معلوم ہو سکی۔ تاریخ صرف اس قدر بتاتی ہے کہ ان میں سے پہلے دو خاندان منف میں تھے۔ اور دوسرے دونوں ہر قلیوپولیس میں۔

دولتِ وُسطےٰ

۳۰۶۴ سے ۲۰۰۳ ق م تک۔ ۱۰۶۱ سال۔ گیارہویں سے لے کر اٹھارہویں تک ۷ خاندانوں کی حکومت رہی۔

(۱۱) طیبی

مدت حکومت ۴۳ سال

دسویں خاندان کے بعد مصر میں مختلف حکومتیں قائم ہوگئیں۔ بحری سمت میں ملوک اہناسس حکمراں تھے۔ انھیں کی طرف سے گیارہویں خاندان کا بانی **انتف عا** طیبہ کا والی تھا۔ اس نے اپنے رعب و سطوت کی وجہ سے استقلال حاصل کرلیا۔ پھر **انتف عا رابع** نے جو اس خاندان کا نامی بادشاہ گزرا ہے اہناسس پر لشکرکشی کرکے غلبہ حاصل کرلیا۔ نیز شمال میں بھی ایشیائی حدود پر قابض ہوگیا۔ اس کے عہد میں بڑی بڑی سربلند عمارتیں بنیں۔ چنانچہ اسی کے زمانہ کی ایک عمارت کے کھنڈر کے ملبہ سے یونانیوں نے اپنے عہد میں ایک پُل تیار کیا تھا۔

اس کا جانشین **منتو حتب رابع** تھا جس کا لقب **ینخرع** تھا۔ آخری بادشاہ **سعنخ کارع** ہوا جس نے ایک ربازی حنو نامی سے مصر اور عرب

Marfat.com

کے راستہ کو درست کرایا۔ اس کام کو هریرع اول نے شروع کیا تھا لیکن پورا نہ کرسکا تھا جو نے اس میں پانچ منزلیں بنوائیں اور ہر ایک منزل پر کنواں کھدوایا۔ یہی راستہ یونانیوں اور رومانیوں کے عہد تک رہا۔

(۱۲) طیبی

مدت حکومت ۲۱۳ سال۔ ملوک میں سے صرف آٹھ معلوم ہو سکے۔

۱	امنمات (امنحعت) اول	۳۰
۲	اوسرتسن اول	....
۳	امنمات ثانی	۳۸
۴	اوسرتسن ثانی	۱۹
۵	اوسرتسن ثالث	۲۶
۶	امنمات ثالث	۴۲
۷	امنمارابع	۹ سال - ۳ ماہ
۸	ملکہ سبک نفرو رع	۱ سال - ۱۰ ماہ - ۲۴ روز

اس بارہویں خاندان نے سارے ملک کو اپنے قبضہ میں کیا اور کوئی دوسری حکومت مصر میں باقی نہیں چھوڑی۔

پہلا بادشاہ امنمات خاندان سابق کے بادشاہ منتوحتپ کے ملازمین میں سے تھا۔ اس نے جب کل مصر پر حکومت قائم کرلی تو اہل لیبیا و نوبیا اور بعض ایشیائی قبائل منفس کے مغرب میں حملہ آوری کے ارادہ سے مجتمع ہوئے۔ ...کر سب کو شکست دی۔ حبشہ کے بھی ایک حصہ پر قبضہ کرلیا۔ شجاع۔

Marfat.com

عاقل اور فرزانہ تھا۔

اس نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے اوسرتسن کو تخت پر بٹھا دیا جس نے طیبہ کا ہیکل تعمیر کرایا اور وہ ستون بنوایا جو مطریہ میں ہے اور جس پہ یہ کتبہ ہے۔

"بادشاہ منصور۔ ہر موجود کی حیات۔ بالائی اور نشیبی مصر کے سلطان۔ دونوں تاجوں کے مالک۔ خورشید کے فرزند۔ اوسرتسن۔ مطریہ کے معبودوں کے محب نے جو ہمیشہ زندہ ہے۔ اس نشان کو رسمی تیوہار کے آغاز میں اپنے نام سے اس جشن کی یادگار میں نصب فرمایا۔"

خیال کیا جاتا ہے کہ الفیوم میں جو ستون ہے وہ بھی اسی کا تعمیر کردہ ہے۔

اوسرتسن ثانی نے بھی اپنی کئی یادگاریں چھوڑی ہیں۔

اوسرتسن ثالث دانشمند اور بہادر بادشاہ تھا۔ اس نے اتھوپیا (برقہ) اور اس کے آگے کے علاقہ کو بھی فتح کیا۔ اور وادی حلفا میں ملک کی حفاظت کے لیئے دو قلعے بنوائے جواب قمنہ وسمنہ کے نام سے مشہور ہیں۔ مقام دہشور میں اس کا بنوایا ہوا ایک ہرم بھی ہے۔

امنمات ثالث نے اپنے عہد میں الفیوم میں ایک بہت بڑا تالاب کھدوایا تھا جس کا نام موریس رکھا۔ غرض یہ تھی کہ جب نیل کا فیضان کم ہو تو اس کے پانی سے آبپاشی کی جائے۔ اور زیادہ ہو تو اس کی نہروں کے ذریعہ سے بحیرۂ قلزم میں گرادیا جائے تاکہ ملک طغیانی کی آفت سے محفوظ رہے۔ اسی نے سب سے پہلے مقیاس نیل وضع کیا اور متعدد پل بنوائے۔

Marfat.com

(۱۳) طیبی

مدت حکومت ۱۲۵ سال

اس خاندان میں مورخوں کے بیان کے مطابق ۸۷ بادشاہ ہوئے۔ لیکن ان میں سے کسی کے حالات نہیں مل سکے۔ بجز اس کے کہ ان کے عہد میں شہر طیبہ کی زینت اور عظمت بڑھ گئی تھی۔ جزیرہ ارجی میں دنقلہ کے قریب جو دونوں بت ہیں وہ انھیں کے زمانہ میں بنے تھے۔

(۱۴) سخاوی

مدت حکومت ۴۸۴ سال

اس خاندان کے بادشاہوں کی تعداد ۷۶ بیان کی جاتی ہے۔ ان کی بابت بھی کچھ معلومات نہیں ملتیں۔ شہر سخا ان کا پایۂ تخت تھا۔

(۱۵) اواریسی (عمالقہ)

مدت حکومت ۲۴۹ سال۔ عدد ملوک ۶

سخاوی خاندان کے خاتمہ پر کنعان، شام اور عرب کے قبائل ٹڈی دَل کی طرح سویس سے گزر کر مصر میں آپہنچے۔ ان پر جو قبیلہ حکمراں تھا وہ توریت میں عنیقین اور عربی تواریخ میں عمالیق کے نام سے مشہور ہے۔ ان لوگوں نے مصر کے بڑے بڑے ہیکلوں اور عبادت خانوں کو ڈھا دیا۔ شہروں میں آگ لگادی اور باشندوں کو تہ تیغ کر ڈالا۔

پہلے مصر کے بحری حصہ پر قبضہ کیا۔ وطنی حکومت وہاں سے بھاگ کر صعید کی طرف چلی گئی اور طیبہ کو اپنا مستقر بنالیا۔ عمالقہ میں سے پہلا بادشاہ سلاطیس تھا اس نے مقام اواریس میں قلعہ بنایا اور دو لاکھ فوج مرتب کی۔ جس کی بدولت وطنی سلطنت کو جو طیبہ میں تھی مغلوب کرلیا اور سارے مصر پر تسلط جمالیا۔

Marfat.com

اس نے اپنے کو فرعون (بادشاہ اعظم) کہا جو اس کے بعد سلاطین مصر کا لقب ہو گیا۔

اسی خاندان کے عہد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام مصر میں تشریف لے گئے تھے۔ یہ متعین نہ ہو سکا کہ وہ کس بادشاہ کا زمانہ تھا۔

ملوک کی فہرست یہ ہے۔

۱	سلاطیس	۱۹
۲	بنون	۴۴
۳	ابخاس	۲۵ سال۔ ۷ ماہ
۴	ابابی اول	۶۱
۵	یانا	۵۰ سال ایک ماہ
۶	اسیس	۴۹ ″ ۲ ماہ

(۱۶-۱۷) صاقی۔ (عمالقہ)

یہ بھی عمالیق ہیں۔ ان دونوں خاندانوں میں سے کسی بادشاہ کا نام یا حال تاریخ میں محفوظ نہیں ہے۔ صرف ایک بادشاہ ابابی رعاکتن کا نام معلوم ہے جس کو مانیتھو نے ابوفیس اور عرب مورخوں نے ریان بن ولید لکھا ہے۔ اسی کے عہد میں تاجروں کا قافلہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنعان سے مصر میں لایا تھا اور وزیر قطیفر کے ہاتھ جس کو قدیم مصری میں دو فرد ہدیۃ الشمس لکھتے ہیں بیچا تھا۔

حضرت یوسفؑ جب قید سے رہا ہوئے اور بادشاہ مذکور نے ان کو اپنا

وزیر مال مقرر کیا اس وقت ان کے سارے بھائی معہ اپنے قبائل اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے مصر میں آگئے۔ یہ ۹۳ نفوس تھے۔ حضرت یوسفؑ نے وادی غسان میں مقام عین شمس سے فرما (پیلوزیمہ) تک بسنے کے لئے زمینیں عطا کیں جن میں اسباط آباد ہو گئے۔

داخلۂ مصر کے سولھویں سال حضرت یعقوبؑ نے انتقال فرمایا۔ حضرت یوسفؑ خود معہ ایک جماعت کے ان کی نعش کو جبل جیرون (مقام خلیل الرحمٰن) میں جو بیت المقدس سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر ہے اور جہاں حضرت ابراہیم و اسحاق علیہما السلام کا مدفن ہے لے کر گئے اور دفن کر کے واپس آئے۔ دوسرے سال حضرت یوسفؑ نے انتقال فرمایا۔ ان کا جسد مصر ہی میں سپرد خاک رہا۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر وہاں سے نکلے اُس وقت اس تابوت کو بھی حضرت یوسفؑ کی وصیت کے مطابق اپنے ساتھ لائے اور اسی آبائی مقبرہ میں دفن کیا۔

عمالقہ شروع شروع میں جب مصر میں آئے تھے تو انھوں نے مصریوں کو مغلوب و مقہور کر کے غلام بنا لیا تھا اور امورِ حکومت میں کسی قسم کا حصہ نہیں دیا تھا۔ لیکن کچھ زمانہ کے بعد ان سے میل جول بڑھایا اور رشتے بھی کیئے۔ پھر ان کو سلطنت میں عہدے اور مناصب بھی دینے لگے۔ مصریوں نے قوت اور موقع پا کر اپنے ایک امیر تاعا کی قیادت میں وطنی حکومت قائم کر لی۔ اور عمالقہ کے تسلط کو مصر کے اکثر حصوں سے اُٹھا دیا۔ صرف منف ان کے قبضہ میں رہ گیا تھا۔ تاعا کے بعد یکے بعد دیگرے اس کے دو جانشینوں نے منف سے بھی ان کو

نکالا۔ مجبور ہوکر وہ اپنے پُرانے پایۂ تخت اواریس میں آکر قلعہ گیر ہوگئے۔

دولت اخیرہ

۱۷۰۳ سے ۳۳۲ ق م تک۔ ۱۳۷۱ سال۔ اٹھارویں خاندان سے اکتیسویں خاندان تک۔

(۱۸) طیبی

مدت حکومت ۲۴۱ سال۔ ۱۱ ملوک مشہور ہیں۔

۱	احمس	۲۵
۲	امنوفیس اول (امنحوتپ)	۱۳
۳	تحوتمس اول	۲۱
۴	تحوتمس ثانی	۲۲
۵	ملکہ حتشپسو	۱۷
۶	تحوتمس ثالث	۴۸
۷	امنوفیس ثانی	۹
۸	تحوتمس رابع	۳۱
۹	امنوفیس ثالث	۶
۱۰	امنوفیس رابع (توت عنخ آمن)	۳۷
۱۱	حورمحب	۱۲

احمس نے عملیقی فوج کا جو قلعہ اواریس میں تھا محاصرہ کیا۔ وہ تنگ

آکر نکل بھاگی۔ اس نے دریائے فرات تک تعاقب کرکے قتل کیا۔ اب تقریباً چھ سو سال کے بعد مصر اجنبی حکومت سے خالی ہوا۔ بقیہ عمالقہ جو وہاں رہ گئے تھے ملکی حکومت کے تابع ہو گئے۔

واپسی کے بعد اس کو نوبیا پر فوج کشی کرنی پڑی کیونکہ وہاں کے لوگ باغی ہو گئے تھے۔ جب وہ قابو میں آگئے تو برقہ کی طرف بڑھا۔ اہل برقہ نے بلا جنگ اطاعت قبول کرلی۔

منف کا معبد فتاح اور کرنک کا آمون دونوں اسی کے بنوائے ہوئے ہیں۔ جبل قرنہ پر دیر بحری سے اس کی ممی برآمد ہوئی ہے جو مصری انتیقہ خانہ میں موجود ہے۔

اس کے بیٹے امنوفیس اول نے شاہ برقہ کی بیٹی سے شادی کی تھی۔ ان دونوں کی نعشیں بھی مصری عجائب خانہ میں ہیں۔

تحوتمس اول نے نوبیا کی طرف اپنی سلطنت بڑھائی۔ نیز فلسطین اور بابل پر بھی قبضہ کرلیا۔ اس کی بیوی خاص اس کی بہن مسماۃ امیسیس تھی۔

تحوتمس ثانی نے سوڈان کو جو ایک مستقل سلطنت تھی فتح کرکے مصری سلطنت میں شامل کرلیا۔

ملکہ حتشپسو اپنے کم سن بھائی تحوتمس ثالث کی طرف سے حکومت کرتی تھی۔ اس عورت نے ارض مقدس کی طرف خود فوج لے جاکر اس کے جنوبی حصہ کو فتح کیا۔

تحوتمس ثالث حوصلہ مند اور شجاع تھا۔ اس نے ایک طرف فلسطین

Marfat.com

شام۔ عراق عجم۔ ایشیائے کوچک۔ آرمینیا۔ کردستان۔ الجزیرہ۔ عراق عرب اور یمن کو فتح کیا اور دوسری طرف بحری بیڑہ سے قبرص۔ کریٹ۔ جزائر خبیل۔ یونان اور جنوبی اطالیہ کے ایک بڑے حصہ پر قابض ہوگیا۔ ان عظیم الشان فتوحات سے سلطنت مصر کی شوکت اور حشمت بڑھ گئی۔ اس کے بنائے ہوئے دو ستون مطریہ میں تھے جو ملکہ قیلیوبطرا کے عہد میں اسکندریہ میں منتقل کیئے گئے تھے۔ اب ان میں سے ایک لندن میں ہی ایک امریکہ میں۔

امنوفیس ثانی کے زمانہ میں اشوریوں نے بغاوت کی لیکن اس نے جا کر فرو کیا۔

تحوتمس رابع کو سورج کی پرستش میں غلو تھا۔ اور ابوالہول کی بہت تعظیم کرتا تھا۔ اس کے سامنے ایک پتھر پر اپنی مورت بھی بنوائی جس پر ایک کتبہ بھی لکھوایا ہی۔

امنوفیس ثالث کے عہد میں جابجا شورشیں برپا ہوئیں لیکن اس نے سب پر غلبہ پالیا۔ اس کے عہد میں بہت سے ہیکل اور معبد تعمیر ہوئے۔ لقصر کے بالمقابل نیل کے مغربی ساحل پر اس کا تعمیر کیا ہوا ایک ہیکل ہی جو چھٹی صدی ہجری تک مصر کے آثار قدیمہ میں سب سے بڑا سمجھا جاتا تھا۔ مگر اب بالکل مٹ گیا ہی۔ صرف دروازے پر کے دونوں بت باقی رہ گئے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان میں سے ممنون نامی بت کے سنگ زیریں سے پانی برسنے کے بعد آفتاب کی شعاع پڑنے سے ایک بلند آواز نکلتی تھی۔ شوق تحقیق میں لوگوں نے اس کو کھود ڈالا۔

Marfat.com

وقت سے بند ہوگئی۔

امنوفیس رابع نے سارے ملک کو آفتاب کی پرستش کا حکم دیا۔ اور
ود آمون کی پوجا جو آشوریوں کا دیوتا تھا بند کرا دی۔ یہاں تک کہ اپنے
تخت طیبہ کو بھی اسی وجہ سے چھوڑ دیا کہ وہاں آمون کا معبد تھا۔ آفتاب
تی میں اس قدر غلو اس میں اپنی ماں کی تعلیم سے پیدا ہوا تھا جس کا نام تائی
اس کی بیوی کا نام **نفرت اتن** تھا جس کے شکم سے سات بیٹیاں پیدا
ئی تھیں۔ تل عمارہ میں خود بادشاہ اور اس کی کل بیٹیوں کی مورتیں پتھر پر
ھی ہیں جو اس کے سامنے مغلوب اشوریوں کی نعشوں کو اپنے گھوڑوں کی
وں سے کچل رہی ہیں۔

اس بادشاہ اور اس کے ملکہ کی نعش معہ طلائی تخت اور بے شمار خزائن و
ن کے چوتھا سال ہو کہ لقصر سے برآمد ہوئی ہے۔

چونکہ اس کے کوئی بیٹا نہ تھا اس لیئے اس کے مرنے کے بعد زمام سلطنت
کی ایک جماعت کے ہاتھ میں رہی۔ آمون کی پرستش بند کر دینے سے
بعض مقامات پر فتنے بھی برپا ہوئے جن کو اس خاندان کے آخری بادشاہ
ب نے دبایا۔

(۱۹) طیبی

مدت حکومت ۱۴۷ سال۔ بادشاہوں میں سے صرف ۱۰ کے نام معلوم ہوئے ہیں

رعمسیس اول	۶
سیتی اول	۵۱

Marfat.com

۳	رعمسیس ثانی	۶۷
۴	منفتاح اول	۱۲
۵	سیتی ثانی	۲۱
۶	امن مس	۵
۷	منفتاح ثانی	۷

رعمسیس اول حورمحب کے سپہ سالاروں میں سے تھا۔ بادشاہ ہو جانے کے بعد اس نے برقہ فتح کیا۔

سیتی اول نے آرمینیا اور فلسطین پر فتوحات حاصل کیں۔ اسی نے سب سے پہلے کوشش کی کہ دریائے نیل کو قلزم سے ملا دے۔

رعمسیس ثانی کو یونانی سیسوسٹریس کہتے ہیں۔ اس کا لقب عمیس اکبر ہے۔ مصر کے بادشاہوں میں اس سے زیادہ پرشکوہ کوئی بادشاہ نہیں ہوا۔ مصریوں کے دل میں اس کی عظمت اور محبت حدِ عبادت تک پہونچ گئی تھی۔ اس نے شام اور برقہ کو فتح کیا۔ اور کنعانیوں پر ایک لاکھ اسی ہزار فوج لے کر چڑھائی کی۔ ۱۴ سال تک ان سے لڑتا رہا۔ بالآخر مصالحت ہوئی اور چاندی کے پتروں پر صلح نامہ لکھا گیا جو اب لندن کے میوزیم میں محفوظ ہے۔ صلح کے بعد وہاں کے بادشاہ کی بیٹی سے شادی کی۔ جس سے تعلقات اس قدر خوشگوار ہو گئے کہ کنعانی معبود سوتیک (بعل) کی پرستش کی عام اجازت دے دی۔ اس نے کئی شہر آباد کیے۔ اور بہت سے ہیکل اور عبادت خانے تعمیر کرائے۔ پایۂ تخت صان میں منتقل کیا۔ اس کی ممی جو لقصر سے نکلی ہے مصری عجائب خانہ میں موجود

Marfat.com

[..]ہ جس نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے خاموا س کو حکومت سپرد کردی تھی لیکن وہ مر گیا جس وجہ سے اپنے تیسرے بیٹے **منفتاح** اول کو بادشاہ بنایا۔

منفتاح اول نے بھی طیبہ۔ منف اور ۶۱۶ا بہ میں جو اس وقت زیر زمین مدفون ہیں بڑی بڑی عمارتیں بنوائیں۔ اس کے زمانہ میں ایشیائے کوچک اور لیبیا والوں نے بحری سمت میں حملے کیے اور سواحل پر قابض ہو گئے۔ مگر اس نے حملہ آوروں کو نکالا۔ اور مصریوں کو ان کے ظلم و ستم سے نجات دلائی۔

اہل تاریخ متفق ہیں کہ منفتاح اول وہی **فرعون** ہے جس کے زمانہ میں حضرت **موسیٰ** علیہ السلام نبی ہوئے اور بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لائے جس کا پیچھا کرتے ہوئے یہ مع لشکر کے سمندر میں غرق ہوا۔ اس کا سن اس وقت ۷۰ سال کا تھا۔[۱]

سنہ ۱۹۰۷ء میں اس مدعی ربوبیت کی بھی نعش برآمد ہو گئی جو جیزہ کے عتیقہ خانہ خدیوی میں موجود ہے اور حسب آیت قرآنی۔

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً — آج ہم تیرے بدن کو نکالے دیتے ہیں تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لیے نشانی بنے دیکھنے والوں کے لیے مایۂ عبرت ہے۔

---

[۱] فرعون موسیٰ کا عہد جلال الدین سیوطی وغیرہ کے بیان کے مطابق چار۔ پانسو سال تک ممتد رہا لیکن ان روایات کا کوئی مبنیٰ نہیں ہے۔ مورخین مصر قدیم اس کا زمانۂ حکومت صرف ۱۲ سال بتاتے ہیں۔ ۶۰ سال کی عمر میں وہ تخت پر بیٹھا تھا اور اپنے باپ رعمسیس اکبر کے عہد میں اس کا شریک کار رہا تھا۔ اس لیے اس امر کا امکان تو ہے کہ حضرت موسیٰ کی پرورش اسی نے کی ہو لیکن اغلب یہ ہے کہ ان کا مربی خود رعمسیس اکبر رہا ہو۔ سورۂ شعراء کی ایک آیت سے جس میں فرعون حضرت موسیٰ کو مخاطب کرتا ہے اس کی تائید نکلتی ہے۔
أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا — کیا ہم (ہمارے گھرانے) نے اپنے اندر تجھکو نہ پالا جبکہ تو بچہ تھا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا سیتی ثانی تخت نشین ہوا[۱] لیکن اکثر امراء مع فوج
کے غرق ہو جانے سے مصر کی شوکت مضمحل ہو گئی تھی اس وجہ سے ہمسایہ سلطنتیں حملے
کرنے لگیں۔ یہاں تک کہ ان کی چیرہ دستی کے سبب سے بہت سے مصری تباہ اور
برباد ہو گئے اور اپنے گھر بار چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں چلے گئے۔ آخر میں منفتاح
ثانی کے زمانہ میں فینقیہ کے ایک امیر اریزو نامی نے مصر پر تغلب حاصل کر لیا۔

(۲۰) رعمیسی

مدت حکومت ۱۰۸ سال۔ عدد ملوک ۱۲

اریزو کے غلبہ کے بعد رعمیس اکبر کی اولاد میں سے ایک شخص سیتنخت

---

[۱] قرآن کریم میں ہے۔

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
ہم نے فرعونیوں کو باغوں چشموں خزانوں اور عزت والی جگہوں سے نکالا یہی ہوا۔ اور ان کا وارث بنی اسرائیل کو بنایا

بظاہر اس سے خیال گزرتا ہے کہ بنی اسرائیل سمندر سے نکلنے اور فرعونیوں کے غرق ہو جانے کے بعد پھر پلٹ کر مصر میں گئے اور ان کے باغات اور محلات وغیرہ کے وارث ہوئے۔ چنانچہ امام حسن بصری نے اس کی تفسیر میں یہی کہا ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ تاریخ ان کے مصر میں واپس جانے کی مطلقاً شہادت نہیں دیتی۔ اور خود قرآن کے طرز بیان سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے۔ سورۂ طٰہٰ میں ہے۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ۔
اے بنی اسرائیل ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی اور طور ایمن کی جانب تم سے ملنے کا وعدہ کیا۔

چنانچہ فرعونیوں سے نجات پا کر یہ لوگ کوہ طور کی طرف آئے جہاں حضرت موسیٰ کو بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے الواح عطا کی گئیں۔ اس کے بعد ارض مقدس کی طرف بڑھے اور بوجہ نافرمانی کے تیہ میں بھٹکتے رہے۔ چالیس برس کے بعد وہاں کے شہروں پر قبضہ پایا۔ اس لئے درحقیقت اُن جنات وعیون سے ارض مقدس ہی کے باغات

Marfat.com

ناہی اشخاص نے اہل حمیت مصریوں کی ایک جماعت کو لے کر اس کو نکالا اور اپنا تسلط قائم کیا۔ سوائے اس پہلے بادشاہ کے اس خاندان کے جملہ بادشاہوں کا لقب رعمسیس رہا۔ سیتنخت کے بعد رعمسیس ثالث ہوا جس نے مصر کے اندرونی انتظامات درست کیے پھر ایشیائے کوچک پر حملہ کر کے فتح حاصل کی۔ اور لیبیا پر بھی قابض ہوا جنگ سے واپسی پر اس کے بھائی ارماس نے جو غیر حاضری میں اس کا قائم مقام رہا تھا اس کی دعوت کا سامان کیا۔ جب وہ معہ اپنی بیوی کے قصر شاہی میں بیٹھا تو ارماس نے اس میں آگ لگوا دی تاکہ وہ جل جائے اور بادشاہت مجھے ملے۔ لیکن وہ بچ گیا۔ اور اس نے ارماس اور اس کے ساتھیوں کو جو اس سازش میں شریک تھے واجبی سزا دی۔

آلو کی عظیم الشان سرائے اسی کی تعمیر کردہ ہے جس کی دیواروں پر اس کے حروب و فتوحات کی تصاویر بنی ہوئی ہیں۔ لقصر کے ہیکل کی مرمت بھی اسی نے کرائی تھی۔ ۳۲ سال سلطنت کی۔ اس کا تابوت فرانسیسی لے گئے جو پیرس کے عجائب خانہ میں رکھا ہوا ہے۔

رعمسیس رابع کے تخت نشین ہوتے ہی ایشیائے کوچک والوں نے علم بغاوت

(بقیہ صفحہ ۲۸) اور چشمے مراد ہیں جو فرعونیوں کے قبضہ میں تھے۔ جس کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے۔

یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ	اے میری قوم ارض مقدس میں داخل ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے (مقسوم) میں لکھ دیا ہے۔

اور تصریح اس آیت میں۔

وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا الآیہ	وارث بنایا ہم نے اس قوم کو جو کمزور بنائی جا رہی تھی اس سرزمین کے مشرق و مغرب کا جس میں ہم نے برکت دے رکھی ہے۔

Marfat.com

بلند کیا۔ بہزار مشکل لیبیئن بغاوت فرو کی اور اس کی یادگار ایک پتھر پر منقوش کرائی جس پر اپنے معبود او زوریس کی بہت مدح لکھی۔ کرنک کے معبدوں کے ستونوں اور دیواروں پر جو نقوش ہیں وہ بھی اسی کے بنوائے ہوئے ہیں۔

پانچواں رعمسیس شاہی خاندان سے نہ تھا بلکہ غاصبانہ قابض ہو گیا تھا۔ اسی وجہ سے رعمسیس سادس نے اس کے تمام کے تمام آثار محو کرا دیئے۔ بیبان کے قدیم شاہی گورستان کی دیواروں پر عجیب و غریب نقوش اور اشکال جو وقائع فلکی اور امور اعتقادی کے مرموز اشارات ہیں رعمسیس سادس ہی کے بنوائے ہوئے ہیں۔

رعمسیس ہفتم۔ ہشتم۔ نہم اور دہم چاروں کے کچھ حالات نہیں ملے بجز اس کے کہ ان کے زمانوں میں مصر برابر رو بہ تنزل رہا۔

رعمسیس یازدہم نے اس کی شوکت پھر بڑھائی۔ خونسو کے ہیکل پر اس کا جو کتبہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شام اور نوبیا کو اس نے فتح کر لیا تھا۔

رعمسیس دوازدہم نے بلاد حبشہ تک قبضہ بڑھایا۔ طیبہ کے ہیکل کی چھوٹی چھوٹی مورتیں اسی کے عہد میں رکھی گئی تھیں۔

رعمسیس سیزدہم کم حوصلہ اور خانہ نشین تھا۔ اس کے عہد میں حرحور نے جو آمون کے معبد کے کاہنوں کا سرغنہ تھا مصر پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔

(۲۱) کہنہ

مدت حکومت ۱۳۰ سال۔ عدد ملوک ۷

حرحور نے تخت پر قبضہ کرتے ہی رعمسیس خاندان کے جملہ افراد کو ملک بدر کر دیا۔ اہل مصر کو رنج ہوا مگر اس کے رعب کی وجہ سے کچھ نہ کر سکے۔ لیکن اس کے بعد جب پیعنخی کاہن اس کا جانشین ہوا تو ملک میں فتنہ برپا ہوا جس کو وہ اپنی زندگی بھر رفع نہ کر سکا۔ اس کی موت کے بعد اس کا بیٹا پینوزم تخت پر آیا۔ اُس وقت شورش اور بڑھ گئی۔ پینوزم نے اپنے بیٹے منخپر رع کو ایک فوج گراں دے کر طیبہ کی طرف روانہ کیا کہ بغاوت کو فرو کرے۔ وہ خود وہاں کا مستقل رئیس بن بیٹھا۔ اسی زمانہ میں مصر کے بالائی حصہ میں ایک شخص سمندس نامی نے جداگانہ حکومت قائم کر لی جس سے ابتری دن بدن بڑھتی گئی۔ اور بالائی اور نشیبی دونوں حصوں کی سلطنتیں سالہا سال تک ایک دوسرے سے برسرِ پیکار رہیں۔ اس خلفشار کو دیکھ کر اشور کے بادشاہ نمرود نے فوج کشی کر دی اور کل مصر پر قبضہ کر لیا۔ وہیں اس نے وفات پائی اور عرابہ میں مدفون ہوا۔

اس کے بیٹے نے شہر بسطہ کو پایۂ تخت قرار دیا اور وہیں معہ فوجوں کے سکونت گزیں ہوا۔ مصر میں بابل و اشور کی تہذیب اسی خاندان کے ذریعہ سے پہونچی۔

(۲۲) بسطی (نمرودی)

مدت حکومت ۱۷۰ سال۔ عدد ملوک ۹

۱	ششنق اول	۲۱
۲	اوسورکوں اول	۱۵
۳	تاکلوت اول	...
۴	اوسورکوں ثانی	...

Marfat.com

۵ ششنق ثانی ....

۶ تاکلوت ثانی ۱۳

۷ ششنق ثالث ....

۸ یمانی میامون ....

۹ ششنق رابع ....

ششنق اول پسر نمرود جس کو توریت میں **شیشاق** کہا ہے بڑا جابر اور قاہر تھا۔ ۹۲۰ میں جب اپنے باپ کی قبر کی زیارت کو گیا اور وہاں دیکھا کہ خدام نے اس کے مدفن کا مال و متاع لے لیا ہے تو ایک طرف سے ان کو قتل کر ڈالا۔ اور مصر میں سخت قوانین جاری کیے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے انتقال کے پانچویں سال فلسطین پر چڑھائی کی۔ اور بیت المقدس کو فتح کر کے مسجد اقصیٰ کے سارے خزانے اور ساز و سامان لوٹ لیے۔ سلیمانی طلائی زرہیں قصر شاہی سے نکلوالیں۔ پھر بنی اسرائیل کے شہروں پر فوجیں بھیجیں۔ انھوں نے بدون جنگ اطاعت اختیار کر لی۔

ان فتوحات کے بعد مصر میں آکر کرنک کے ہیکل کی چار دیواری پر اپنی مورت بنوائی۔ سر پر شاہی تاج۔ ہاتھ میں مصری تلوار۔ اور سامنے حضرت سلیمانؑ کے بیٹے رحبعام کی تصویر جن کی گردن میں رسی پڑی ہوئی تھی۔

ششنق رابع کے زمانہ میں مصر میں طوائف الملوکی پھیل گئی۔ اور چھوٹی چھوٹی متعدد ریاستیں قائم ہوگئیں۔ آخر میں بنو باستیس نامی ایک رئیس نے اپنی قوت بڑھا کر سارے ملک پر قبضہ کر لیا۔

(۲۳) تانیسی

مدت حکومت ۸۹ سال۔ عدد ملوک ۴

۱	بنوباستیس	۴۰
۲	اوسورخو	۹
۳	بساموت	۱۰
۴	زت	۳۰

زت کے زمانہ میں سلطنت مصر کی قوت اس قدر کمزور ہوگئی کہ ایک مجہول النسب شخص تفنخت بادشاہ بن بیٹھا۔

(۲۴) صاوی

مدت حکومت... عدد ملوک ۵

۱	تفنخت	.....
۲	بوخوریس (باکوریس) وح کارع	۷
۳	استفیناتس	۷
۴	نخبسو	۶
۵	ونکاؤاول	۸

اس خاندان کے ساتھ ملوک برقہ مسلسل جنگ کرتے رہے۔ چنانچہ بوخوریس کو انھوں نے زندہ آگ میں جلا دیا تھا۔ آخر سباقون بادشاہ برقہ نے ونکاؤاول پر غلبہ حاصل کر کے مصر کی سلطنت لے لی۔

(۲۵) اثیوپی (ملوک برقہ)

مدت حکومت ۵۴ سال۔ عدد ملوک ۵

۱	سباقون (شباکا)	۱۳
۲	سبیخون (شاباتاق)	۱۲
۳	طہراق	۲۵
۴	اوردامین	۱
۵	نوات میامون	۳

سباقون نے مصر پر قبضہ کرتے ہی نہروں اور پلوں کو درست کرایا۔ ہیکلوں اور معبدوں کی مرمتیں کیں۔ سزائے قتل کو قید با مشقت میں تبدیل کردیا اس وجہ سے اہل مصر اس سے خوش ہوگئے۔ اور محبت کرنے لگے۔ تھوڑے دنوں کے بعد اس نے اشور پر فوج کشی کی تیاری کی فلسطین کے حکمراں حانون اسرائیلیوں کے سردار ہوشع اور یہوداکے رئیس حزقیا کو بھی مخفی طور پر اپنے ساتھ متفق کرلیا۔ لیکن اس کی اطلاع اشور کے بادشاہ سلامنصر کو ہوگئی۔ اس نے چالاکی سے حانون کو قید کرلیا جس سے ان لوگوں کے منصوبے پورے نہ ہوسکے۔ جب اطمینان ہوگیا تو چھوڑ دیا۔

سلامنصر کی موت کے بعد اس کے بیٹے سرجون کے تخت نشین ہوتے ہی ان لوگوں نے پھر اتفاق کرکے اشور پر چڑھائی کردی۔ مگر شکست کھائی۔ حانون گرفتار ہوگیا اور سباقون بھاگ کر مصر پہونچا۔ وہاں اس ہزیمت سے اس کی ایسی ہوا خیزی ہوچکی تھی کہ مصریوں نے اطاعت سے انحراف کیا اور مقابلہ کے لئے آمادہ ہوگئے جس کی وجہ سے اس کو بھاگنا پڑا۔ اہل مصر نے

Marfat.com

یتھیوپین خاندان کے بادشاہ استیفناتس کو تخت پر بٹھایا۔ اس نے شاہ یہود کی خدمت میں تحف و ہدایا بھیجے اور خوشخبری لکھی کہ ہم نے سباقون کو ملک سے نکال دیا۔

سباقون کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے سیخون نے ایک جرار لشکر ترتیب دے کر مصر پر چڑہائی کی۔ اور فتح کر لیا۔ بارہ سال حکومت کرنے کے بعد اسی کے ایک ہم قوم طہراق نامی نے اس کو قتل کر کے تخت پر قبضہ کر لیا۔

اشور کے بادشاہ اشوراخی الدین نے طہراق پر فوج کشی کی۔ اور مصر کو فتح کر کے منف اور طیبہ کے ہیکلوں اور عبادت خانوں کو لوٹ لیا اور وہ سارا ذخیرہ اپنے ملک میں بھیج دیا۔ طہراق بھاگ گیا۔ شاہ اشور نے حملہ عمال مصر کو بحال رکھا اور اپنا ایک نائب نخاؤ نامی چھوڑ کر نینوے کو واپس چلا آیا۔ طہراق پھر ایک جمعیت لے کر پہونچا اور نخاؤ کو نکال کر مصر پر قابض ہو گیا۔

اشوراخی الدین واپسی کے بعد ایک مزمن مرض میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اس لئے اپنے آپ کو مجبور پا کر اپنے بیٹے اشور بانیبال کو بادشاہ بنا دیا۔ اس نے مصر پہونچ کر طہراق کو شکست دی اور ایک نائب چھوڑ کر نینوے واپس آیا۔ طہراق نے پھر قبضہ کر لیا۔ اشور بانیبال نے دوبارہ جا کر اس کو نکالا۔ اور ان مصری امراء کو بھی سزائیں دیں جو اس کے ساتھ سازباز رکھتے تھے۔ لیکن اس سے کچھ نفع نہ ہوا کیونکہ جونہی وہ اپنے ملک کو واپس ہوا طہراق پھر تخت پر آ گیا۔ اس کے بعد اشوری فوجیں جاتی رہیں اور سلسلۂ جنگ ہوتی رہی۔

Marfat.com

طہراق کے بعد اس کا جانشین اوردامین ہوا جو اس کا داماد تھا اشوری
اس کے ساتھ بھی لڑتے رہے۔ مجبور ہو کر وہ برقہ بھاگ گیا۔ ادھر اندرونی اختلال
کی وجہ سے اشوریوں نے بھی اپنی فوجیں مصر سے واپس بلالیں۔ میدان خالی پاکر
برقہ کے ایک رئیس نوات میاموں نے مصر پر قبضہ کرلیا جو تین سال کے بعد
مرگیا۔ اس وقت مصریوں نے تمام اہل برقہ کو نکال دیا۔ اب طوائف الملوکی کا دور
ہوا۔ اور چھوٹی چھوٹی بارہ ریاستیں قائم ہوگئیں۔ ان میں سے ایک رئیس بساتیک
نے یونانی بحری غارت گروں کو اپنے ساتھ ملا کر ان کی مدد سے سارے مصر پر اپنی
بادشاہت قائم کرلی۔ شہر صا کو پایۂ تخت قرار دیا۔

(۲۶) صاوی

مدت حکومت ۱۳۸ سال۔ عدد ملوک ۶

۱	بساتیک اول	۵۴
۲	نکاوُ ثانی	۱۶
۳	بساتیک ثانی	۵
۴	وح ایرسٰ (ایریس)	...
۵	احمس (امازیس ثانی)	۴۴
۶	بساتیک ثالث	....

بساتیک کو چونکہ یونانیوں کی مدد سے سلطنت حاصل ہوئی تھی اس لیئے
ان کے ساتھ خاص رعایت ملحوظ رکھی۔ سواحل بحر کی طرف بسنے کے لیئے ان کو زمین
عطا کی۔ فوج میں بھرتی کیا۔ اور بڑے بڑے مناصب دیئے۔

Marfat.com

ان یونانیوں نے اپنی اولاد کو مصر میں تعلیم دلوانی شروع کی۔ زمانۂ مابعد میں سولن۔ فیثاغورس۔ افلاطوں اور ادوکس وغیرہ بہت سے یونانی مشاہیر انہیں مصری درسگاہوں سے نکلے جو مصری علوم اور ان کے اصنام کو معہ ان کے ناموں کے یونان میں لے گئے۔

اہل مصر ان یونانیوں سے جو ان کے ملک میں اجنبی تھے سخت ناراض تھے۔ جب انھوں نے دیکھا کہ بادشاہ اس معاملہ میں ان کی کچھ نہیں سُنتا تو غصہ سے تقریباً ڈھائی لاکھ مصری سپاہی اپنے گھر بار اور اہل وعیال کو چھوڑ کر برقہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ وہاں کے بادشاہ نے ان کو عزت کے ساتھ لیا اور بسنے کے لیئے زمین دی۔

ان کے چلے جانے سے مصر ملکی افواج سے خالی ہو گیا اور صرف غیر ملکی یونانی سپاہی وہاں رہ گئے۔ اب بسامتیک نے اپنی غلطی محسوس کی اور اس کو بہت قلق ہوا۔

اس کے بیٹے نکاؤ کے عہد میں بحری بیڑہ میں اضافہ کیا گیا۔ اس نے شام پر حملہ کر کے یہوذا کے رئیس یوشیا کو قتل کیا۔ والی اشور بخت النصر کو جب اس حملہ کی اطلاع ملی تو اس نے فوراً پہونچ کر اس کو شکست دی جس کی وجہ وہ بھاگ مصر واپس گیا۔

اکیسویں خاندان کے بادشاہ سیتی اول نے دریائے نیل کو قلزم سے ملانے کا کام جو نامکمل چھوڑا تھا اس کو نکاؤ نے پورا کیا اور مقام تل بسطہ کے جنوب میں نیل سے ایک نہر کاٹ کر قلزم میں لا کر گرا دی۔

Marfat.com

وح ایبرع نے اپنے عہد میں بخت نصر کو شکست دی۔ اس سے اس کے دل میں تکبر پیدا ہو گیا۔ اہل مصر اس کی وجہ سے اس سے بیزار ہو گئے۔ اسی درمیان میں لیبیا اور یونان میں جنگ شروع ہوئی۔ اہل لیبیا نے اس سے امداد چاہی اس نے یونانی فوج کو یونانیوں کے مقابل میں بھیجنا مصلحت کے خلاف سمجھا۔ اس لیئے مصری فوج کو جانے کا حکم دیا۔ اُنھوں نے یہ خیال کر کے کہ یا زراہ تحقیر ہم کو ہلاکت کے لیئے بھیجتا ہی جانے سے انکار کیا۔ اور بغاوت کر دی۔ وح ایبرع نے ان کے سمجھانے کے لیئے اپنے ایک معتمد احمس کو بھیجا۔ فوج نے اسی کو بادشاہ بنا لیا جس پر وہ بھی راضی ہو گیا۔ ان کو ساتھ لے کر قصر شاہی پر حملہ کیا۔ یونانی فوج نے مدافعت کی جس کی تعداد تیس ہزار تھی۔ مگر شکست کھائی۔ وح ایبرع گرفتار ہوا۔ احمس اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہتا تھا مگر فوج نے زندہ نہ چھوڑا۔

احمس نے اپنی دانائی اور حسن سیاست سے اندرونی انتظام ایسا درست کیا کہ ملک خوش حال ہو گیا۔ اس نے پرانے شاہی خاندان میں بسامتیک اول کی پوتی سے شادی کی۔ نیز یونانیوں کی دلدہی کے لیئے ان کے رئیس ارکیزیلاوس کی بیٹی سے بھی۔ اور دونوں فریقوں کو خوش رکھا۔

اس کا بیٹا بسامتیک ثالث جو بسامتیک اول کی پوتی کے شکم سے تھا چھ مہینے تخت پر بیٹھا تھا کہ ایرانی بادشاہ قمبیز نے مصر پر چڑھائی کی۔ فریقین کا مقابلہ فرما میں ہوا۔ قمبیز نے چالاکی سے فوج کے آگے اُن حیوانات کو رکھا تھا جن کو اہل مصر مقدس مانتے تھے۔ اس وجہ سے مصری تیر وغیرہ نہ چلا سکے۔ صرف یونانیوں

Marfat.com

نے مقابلہ کیا مگر وہ بہت جلد شکست کھا گئے۔ یسامتیک گرفتار ہو کر قتل کیا گیا۔

(۲۷) فارسی

مدت حکومت ۱۲۹ سال۔ عدد ملوک ۷

۱	قمبیز	۵
۲	دارا اول	۳۶
۳	شیارش اول	۳۱
۴	ارتخشارشا اول	۳۸
۵	شیارش ثانی	ایک ماہ ۱۵ روز
۶	سوغدیانوس	۶ ماہ
۷	دارا ثانی	۱۹ سال

قمبیز کے بہمن پسر اسفندیار ہی جس نے ایرانی مورخوں کے بیان کے مطابق ہفت اقلیم کو مسخر کر ڈالا تھا۔ **ابوالفداء** نے اسی کو **کورش** قرار دیا ہے جس کا ذکر توریت میں ہے۔ لیکن اکثر مورخ کورش اسفندیار کو لکھتے ہیں اور یہی قرین قیاس ہے کیونکہ قمبیز کا زمانہ کورش کے بعد پڑتا ہے۔

ملوک کی یہ فہرست جو ہم نے مصری تاریخوں سے نقل کی ہے تمام ایرانی تاریخوں کے خلاف ہے۔ حمزہ اصفہانی اور دوسرے معتبر مورضین عجم لکھتے ہیں کہ بہمن کی جانشیں اس کی بیٹی ہمائے **چہرہ زاد** ہوئی جو اس کی بیوی بھی تھی اور بروقت وفات کے باردار تھی۔ اس کے شکم سے دارا اول جس کو **داریوش اعظم** کہتے ہیں پیدا ہوا۔ اور تیس سال کی عمر میں تخت پر بیٹھا۔ اس کا بیٹا دارا ثانی تھا جس کے

Marfat.com

عہد میں سکندر مقدونی نے ایران فتح کر لیا۔ کے بہمن کا عہد ۱۲ سال تھا۔ ہمائے چہرہ زاد کا ۳۰ دارئے اول کا ۱۲۔ اور دارئے ثانی کا ۱۹ سال۔ درحقیقت اس موقع پر مصری مورخوں نے ایرانی بادشاہوں اور ان کے بابل کے نائبوں کے ناموں کو جو مصر کے ہم سرحد تھے باہم مخلوط کر دیا ہے۔

قمبیز نے جب مصر کو فتح کر لیا تو اس کے رعب و شوکت کو دیکھ کر لیبیا والوں نے بھی بلا جنگ اطاعت قبول کر لی۔

اب قمبیز نے ایک بحری فوج قرطاجنہ (تونس) فتح کرنے کے لئے روانہ کی جس میں فینیقی سپاہی تھے۔ ان لوگوں نے وہاں پہونچ کر بوجہ قرابتوں اور رشتہ داریوں کے ان کے ساتھ لڑنا پسند نہ کیا۔

دوسری فوج جس کی تعداد پچاس ہزار تھی واح سیوہ (واحہ آموں) کی طرف بھیجی اور ان کو حکم دیا کہ جاکر مشتری کا ہیکل منہدم کر دیں۔ یہ لوگ بھول کر صحرا ئے میں پڑ گئے۔ وہاں کی باد سموم سے بچنے کے لئے بحر رمل کی طرف بھاگے جس میں سب کے سب غرق ہو گئے۔

تیسری فوج خود لے کر برقہ پر چڑھائی کی۔ لیکن راستہ نہ ملا اور بے آب و گیاہ ریگستانوں میں جا پڑے۔ جہاں سب کے سب تباہ ہو گئے۔ صرف قمبیز ایک مختصر جماعت کے ساتھ مشکل سے جانبر ہو سکا۔

ان پیہم ناکامیوں کا اس کے اوپر یہ اثر پڑا کہ جہاں وہ عادل۔ مدبر اور فرزانہ تھا وہاں ظالم۔ مغلوب الغضب اور بد تدبیر ہو گیا۔ مصریوں کے دیوتاؤں کی اہانت کی۔ ان کے قدیمی گورستانوں کے ذخائر لوٹ لیئے۔ مجوسیوں کو زندہ گڑوانے لگا۔

Marfat.com

اپنے وزیر فرساسپ کو ایران میں بھیج کر اپنے بھائی سمردیس کو قتل کرایا۔ اپنی بہن کو جو اس کی بیوی بھی تھی جان سے مار ڈالا۔ اور اسی قسم کی دیگر حرکات اس سے سرزد ہونے لگیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کا دماغ مختل ہو گیا ہے۔

اس کے بعد دارا اول تخت نشین ہوا۔ اس نے مصریوں کی دلجوئی کی۔ اور ان کے معبودوں اور عبادت خانوں کی جن کو قمبیز نے نقصان پہونچایا تھا مرمت کرائی۔ جب فتاح کے معبد میں داخل ہوا تو رعمسیس اکبر کے بت کی تعظیم کی اور کاہنوں سے کہا کہ میرا بھی ایک بت اس کے برابر نصب کردو۔ اُنھوں نے انکار کیا اور بولے کہ نہ تم نے اُس قدر فتوحات کی ہیں نہ اُس کے برابر تمھارا درجہ ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہی ہے۔ میں آرزو رکھتا ہوں کہ اس کے رُتبہ کو پہونچ جاؤں۔

دارا اگرچہ عادل اور مہربان تھا لیکن اہل مصر اجنبی حکومت سے بیزار تھے۔ چنانچہ بغاوت کر بیٹھے۔ اور ایک شخص خبیش نامی کو بادشاہ بنالیا۔ دارا چاہتا تھا کہ دو لشکر تیار کرنے۔ ایک کو مصر پر بھیجے ایک کو یونان پر لیکن اس کا انتقال ہو گیا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا شیارش اول لشکر لے کر مصر کی طرف آیا۔ خبیش مقابلہ نہ کرسکا اور بھاگ گیا۔ پھر اس کا پتہ نہ چلا۔

شیارش پست حوصلہ تھا۔ اس کے زمانہ میں کردوں نے بغاوت کی۔ یونانیوں نے ایرانی بیڑہ کو تباہ کردیا۔ اور یہ کچھ نہ کرسکا۔ اس کے عہد میں ایرانی قوت کمزور ہو گئی۔

Marfat.com

جب ارتخشارشا تخت نشین ہوا اس وقت قدیمی مصری شاہی خاندان کے ایک شخص ارمانوس نے ایک مصری نائب اخمنیس کو قتل کر ڈالا اور خود اپنے سر پر تاج رکھا۔ ایرانیوں نے آکر دوبارہ مصر فتح کیا۔

شیارشش ثانی کو صرف ۴۵ دن حکومت کرتے گزرے تھے کہ اس کے بیٹے سوغدیانوس نے اس کو قتل کر کے تخت حاصل کیا۔ لیکن باپ کے قاتل کے دستور کے مطابق چھ مہینے کے بعد دارا ثانی کے ہاتھوں سے وہ بھی مارا گیا۔ اس کے زمانہ میں ایران میں اختلال واقع ہو گیا۔ اس وجہ سے مصریوں نے موقع پا کر اپنی حکومت قائم کر لی اور ایک سردار امیرتیس کو بادشاہ بنایا۔

(۲۸) صاوی

اس خاندان میں صرف یہی ایک بادشاہ امیرتیس ہوا جو سات سال حکمراں رہا۔ اس مدت میں اس نے مصر کے ان معبدوں اور معبودوں کی مرمت کرائی جو ایرانیوں کے عہد میں خراب ہو گئے تھے۔ اس کے بعد **نفرتیس** متغلب ہو گیا۔

(۲۹) منديسی

مدت حکومت ۲۱ سال۔ عدد ملوک ۴

۱	نفرتیس اول	۶
۲	اخوریس	۱۳
۳	بساموتیس	۱
۴	نفرتیس ثانی	۴ ماہ

Marfat.com

نفرتیس اول نے اسپارٹا کے بادشاہ کے ساتھ ایرانیوں سے جنگ کرنے کے لئے عہدنامہ کیا۔ اس نے فوجوں اور ساز سامان سے بھری ہوئیں کشتیاں روانہ کیں مگر ایرانیوں نے ان کو غرق کردیا۔

اخوریس نے یونانی سپہ سالار خائرس کی ماتحتی میں ایک عظیم الشان فوج تیار کی۔ ایرانی لشکر مقابلہ کے آیا مگر ناکام واپس گیا۔

اس کے عہد میں مصری علوم و فنون بہت ترقی پر تھے۔ خود یونانیوں نے بھی وہاں درسگاہیں قائم کی تھیں۔ افلاطون وغیرہ حکما یونان نے اسی زمانہ میں مصر آکر عین شمس، منف اور طیبہ کے کاہنوں سے علوم حاصل کیے۔

(۳۰) سمنودی

مدت حکومت ۳۸ سال۔ عدد ملوک ۳

۱	نکتانیوس اول	۱۸
۲	تاخو	۲
۳	نکتانیوس ثانی	۱۸

نکتانیوس اول کے زمانہ میں ایرانیوں نے پھر مصر پر حملہ کیا لیکن مصری فوجوں نے جن کی قیادت کارآزمودہ یونانی سپہ داروں کے ہاتھوں میں تھی شکست دے کر ان کو پسپا کردیا۔

اس بادشاہ کے کتبے کرنک اور خونسو کے ہیکلوں میں موجود ہیں۔

تاخو نے اٹھارہ ہزار مصریوں اور دس ہزار یونانیوں کا لشکر ترتیب دیا۔ اور جنگی کشتیاں تیار کرکے امیر ابتون پر جو فینقیہ میں حکمران تھا چڑھائی کی۔

Marfat.com

اہل ملک نے اس جنگ کو غیر مفید سمجھ کر اس کو معزول کر دیا۔ اور نکتا نیبوش ثانی کو بادشاہ بنایا۔ اس کے زمانہ میں اوخوس شاہ ایران نے مصر کو فتح کر لیا۔

(۳۱) فارسی

مدت حکومت ۸ سال۔ عدد ملوک ۳

اوخوس ظالم وسفاک تھا۔ کسی نے زہر دے کر اس کو مار ڈالا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اریسس تخت پر آیا۔ دو سال حکمران رہا۔ اس کی جگہ دارا ثالث[۱] نے لی جو اس کا قریبی رشتہ دار تھا۔ اس کے زمانہ میں سکندر کا ظہور ہوا جس نے شام اور مصر کو فتح کر لیا۔ یونانی ۳۳۲ ق م سے ۳۰ ق م تک قابض رہے۔ دو خاندان حکمراں ہوئے۔ مقدونی اور بطلیموسی۔

(۳۲) مقدونی

۹ سال

سکندر مقدونیہ کے فرماں روا فلیپس کا بیٹا اور مشہور یونانی حکیم ارسطاطالیس کا شاگرد تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد ۲۰ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ ایرانیوں کے مقابلہ کے لیئے ایک فوج گراں لیئے ہوئے دردانیال سے اُتر کر پیش قدمی کی۔ اناطولیہ میں دریائے غرانیکوس پر مقابلہ ہوا۔ سخت جنگ کے بعد ایرانیوں نے ہزیمت اُٹھائی۔ سکندر وہاں سے قبضہ کرتا ہوا مصر آیا۔ یہاں ہر شئی کو اس نے بدستور رہنے دیا۔ نہ بندوبست ملکی میں کسی قسم کا تغیر کیا نہ معاملات دینی میں۔ اپنے ایک مہندس دینو قراطس سے ساحل بحر پر ایک شہر تعمیر کرایا جس کا نام اسکندریہ

---

[۱] ایرانی تاریخوں میں دارائے ثالث کا وجود نہیں۔ سکندر دارائے ثانی کے عہد میں آیا تھا۔

Marfat.com

رکھا۔ اس کے بعد معبد آمون کی زیارت کو گیا۔ اسی سفر میں طرابلس غرب پر بھی بلا جنگ کے قبضہ کرلیا۔ جب واپس آیا تو مصر میں اقلیونیدس کو اپنا نائب مقرر کرکے ایران کی طرف چلا۔ دارا نے پوری قوت سے مقابلہ کیا۔ لیکن دریائے فرات کے ساحل پر شکست کھائی۔ اور اپنے امیروں کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔ سکندر نے ایران اور پھر ہندوستان فتح کیا۔ واپسی میں بابل پر قبضہ کرکے چاہتا تھا کہ اسی کو اپنا پایۂ تخت بنائے مگر موت نے مہلت نہ دی۔ اس کا جثہ مصر میں لاکر اس کے تعمیر کردہ شہر میں دفن کیا گیا۔

(۳۳) بطلیموسی (بطالسہ)

مدت حکومت ۲۹۳ سال۔ عدد ملوک ۱۴

۱	بطلیموس	اول (سوتر)	۳۹
۲	"	دوم (فیلادلفوس)	۴۰
۳	"	سوم (افرجیت اول)	۲۵
۴	"	چہارم (فیلوباطور)	۱۷
۵	"	پنجم (ابیفان)	۲۴
۶	"	ششم (فیلومانر)	۳۵
۷	"	ہفتم (افرجیت ثانی)	۲۹
۸	"	ہشتم (سوتر ثانی)	۱۷
۹	"	نہم . . .	. . .
۱۰	"	دہم (سکندر ثانی)	۸

Marfat.com

۱۱	بطلیموس یازدہم (اولیتیس)	۲۹
۱۲	" دوازدہم (دونیسیوس)	۵
۱۳	" سیزدہم ...	۲
۱۴	ملکۂ قیلیو بطرا	۲۲

بطلیموس اول سکندر کی طرف سے بابل میں نائب تھا۔ سکندر کی موت کے بعد جب مقدونیہ کی قوت خانگی نزاعوں سے مضمحل ہو گئی اُس وقت اس نے مصر میں آکر بالاستقلال اپنی حکومت قائم کر لی۔ اور اسکندریہ کو پایۂ تخت بنایا۔ پھر تونس۔ اور مصری سرحد کے متصل بلاد عربیہ نیز جزیرۂ قبرص اور جزائر بحر ابیض پر قابض ہوا۔ اسکندریہ میں جہازوں کی رہنمائی کے لئے ایک عظیم الشان منارہ تعمیر کرایا۔ اور ایک مدرسہ اور کتب خانہ بھی قائم کیا۔ چنانچہ تھوڑے دنوں میں یہ شہر علوم و معارف اور ثروت و تجارت میں نامور ہو گیا۔

بطلیموس ثانی نے جو بطلیموس اول کا بیٹا تھا اپنے عہد میں توریت کا ترجمہ عبرانی سے یونانی میں کرایا جس کے لئے ستر یہودی علما رجمع کئے گئے تھے۔ اسی کے حکم سے مانیتھو کاہن نے مصر کی تاریخ لکھی تھی۔ اس نے نہر سویز کی بھی تجدید و ترمیم کی۔

بطلیموس سوم نے نوبیا کو فتح کیا۔ پھر شام پر قبضہ کرتا ہوا دریائے فرات سے بھی آگے بڑھ گیا۔ اور ایرانیوں سے وہ تمام ذخیرے جو مصر کے ہیکلوں اور معبدوں سے قمبیز کے زمانہ میں گئے تھے واپس لایا اور ان کے مجاوروں کے حوالہ کر دیا۔ اس کے بیٹے بطلیموس چہارم نے ادفو کا ہیکل جو لقصر اور اصوان کے درمیان

واقع ہی تعمیر کرایا۔ یہ ظالم اور عیش پرست تھا۔ اس کا بیٹا بطلیموس پنجم بھی لہو و لعب اور عیش و عشرت میں رہا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا کم سن لڑکا بطلیموس ششم تخت نشیں ہوا۔ اس کی ماں اس کی طرف سے سلطنت کا کام کرتی تھی۔ اسی زمانہ میں شامیون نے آکر مصر پر تسلط کر لیا مگر چوتھے سال نکال دیئے گئے۔

بطلیموس ہفتم ظالم اور بے تدبیر تھا۔ لیکن علم کا ذوق رکھتا تھا۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ اس نے ۲۴ کتابیں تصنیف کی تھیں جن میں سے بیشتر علم الحیوانات میں تھیں۔

دسویں بطلیموس کے بعد اس خاندان میں کوئی شخص حکومت کے قابل نہ رہا۔ اس وجہ سے یونانیوں نے اپنی قوم کے ایک امیر اولیتیس کو بادشاہ بنا لیا۔ یہ شخص موسیقی کا عاشق تھا اور سلطنت کے مہمات سے غافل۔ اس کے عہد میں حکومت میں اضطراب رہا۔

بارہویں بطلیموس کی بیوی اس کی بہن قلیوبطرا تھی جو چاہتی تھی کہ حکومت خود اپنے ہاتھ میں لے۔ وزرا نے اس کو مصر سے نکال دیا۔ وہ شام میں چلی گئی۔ جولیوس قیصر نے اس کی مدد کی اور مصر کو فتح کر کے اس کے بھائی کو دریائے نیل میں غرق کرا دیا۔

قلیوبطرا نے اب اپنے دوسرے بھائی بطلیموس سیزدہم کے ساتھ شادی کی۔ مگر اس کو چھوڑ کر پھر قیصر مذکور کے پاس چلی گئی۔ وہاں سے دو سال کے بعد واپس آکر اس کو بھی زہر دے کر مار ڈالا اور خود حکمراں ہو گئی۔

اس زمانہ میں دو رومی امیر انتونیوس اور اوکتافیوس بروٹس کے ساتھ جنگ میں مصروف تھے۔ قلیوبطرا نے بروٹس کی بحری بیڑہ سے مدد کی۔ اس سے

پہلے اس کے شکم سے ایک بچہ پیدا ہو چکا تھا جس کا نام اس کے باپ قیصر کی نسبت سے قیصرون رکھا گیا تھا۔ اور اسی کے نام سے یہ حکومت کرتی تھی۔ اس وجہ سے انتونیوس نے اس کو بروٹس کی امداد کا مجرم گردان کر محاکمہ کے لیئے طرسوس میں طلب کیا۔

یہ ملکہ حسین اور عیارّ تھی۔ آراستہ و پیراستہ ہو کر ایسی زیب زینت سے وہاں پہونچی کہ انتونیوس فریفتہ ہو گیا۔ اور جو کچھ اس نے چاہا وہی لکھ دیا۔ پھر اس کے ساتھ شادی کر لی اور مصر چلا آیا۔ اور اپنی پہلی بیوی کو جو اس کے شریک کار اوکتافیوس کی بیٹی تھی چھوڑ دیا۔ قلیوبطرا کو قیصر کی بیوی اور قیصرون کی ماں ہونے کی وجہ سے شہنشاہ بیگم کا خطاب دیا۔ اس نے اس پر بھی بس نہ کیا اور اپنا لقب ایزیس (جدید معبود) رکھا۔

رومی مجلس نے واقعات سے اطلاع پا کر ۳۲ھ ق م میں مصر پر لشکر کشی کی۔ اور اوکتافیوس کو بیڑہ دے کر روانہ کیا۔ انتونیوس نے مقابلہ کے لیئے پانچسو جنگی جہاز تیار کیئے۔ ملکہ قلیوبطرا بھی ۶۰ کشتیوں کا بیڑہ لے کر اس کے ساتھ گئی۔ مگر اوکتافیوس کی قوت زبردست دیکھ کر مخفی طور پر اس کے ساتھ ساز باز کر لیا اور واپس چلی آئی۔ انتونیوس نے جب اس کے جہازوں کو دیکھا کہ سمندر کی موجیں چیرتے ہوئے مصر کی سمت جا رہے ہیں تو وہ بھی پیچھے پیچھے اسکندریہ میں آیا۔ اسکا بیڑہ شکست کھا گیا۔ ملکہ نے یہ سمجھ کر کہ اب وہ اس کی حمایت سے قاصر ہے اپنے آپ کو مخفی کر لیا۔ اور خودکشی کی افواہ اُڑا دی۔ اس کشتۂ عشق کو اب زندگی کا کیا لطف تھا اس نے بھی خودکشی کر ڈالی۔ مرتے وقت اس فریب پر مطلع ہوا مگر

Marfat.com

اب کیا ہو سکتا تھا۔
قیلوبطرا نے اوکتافیوس کو بھی اپنے دام تزویر پر پھنسانا چاہا لیکن کامیاب نہ ہو سکی۔ آخر موت کا فرمان اس کو سنا دیا گیا۔ جس میں اختیار دیا گیا تھا کہ وہ مرنے کے لئے جو صورت چاہے اختیار کرے۔ اس نے غیر کے ہاتھوں قتل ہونے کے بجائے یہی مناسب سمجھا کہ اپنے ہاتھ سے زہر کا پیالہ پی کر جان دے دے۔ جس سے ۱۵ اگست ۳۰ ق م میں اس کا اور اس کے ساتھ مصر سے یونانی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

(۳۴) رومی

مدت حکومت ۶۷۰ سال ۳۰ ق م سے ۶۴۰ء تک

رومی فاتح اوکتافیوس نے جو قیصر اگسٹس کے لقب سے مشہور رہا سکندر اعظم کی طرح اہل مصر کے دین رسوم اور امور حکومت میں کسی قسم کا تغیر نہیں کیا۔ اس کے عہد سے ملک مصر رومی سلطنت کا ایک صوبہ ہو گیا اور دربار روما کی طرف سے یہاں کے والی مقرر ہونے لگے۔ ان میں سے جن کے نام معلوم ہو سکے ذیل میں درج ہیں۔

۱	قورنیلوس غالوس	....
۲	بطرنیوس	۸
۳	طیباریوس	۳۲
۴	غاینوس	۴
۵	قیلوودیوس	۱۴
۶	قاردن	۱۴

۷	طیطوس	۲	
۸	دومطیانوس	۱۵	
۹	اوریانوس	۲۱	
۱۰	قوموروس	۱۳	
۱۱	دقلطیانوس	۲۱	

قورنیلوس نے پہلے آکر مصری حکومت کا نظام درست کیا اور رعایا کی رفاہیت کی کوشش کی لیکن بعد میں متکبر ہوگیا۔ اور شاہانہ سطوت کے ساتھ مصریوں پر سختی کرنے لگا۔ اپنے بڑے بڑے بت ترشوا کر عام مناظر پر نصب کرائے۔ تھوڑے دنوں کے بعد کسی سیاسی جرم پر دربار روما نے اس کو معزول کر دیا جس کی وجہ سے اس نے خودکشی کر لی۔

بطرنیوس نے اگسٹس کے حکم سے بلاد عرب پر فوج کشی کی۔ اول اول کچھ فتوحات ہوئیں لیکن آخر میں عرب کی جو کسی کی حکومت برداشت نہیں کر سکتے متواتر تاخت وتاراج سے بہت نقصان اٹھاکر واپس آنا پڑا۔ اس کی غیبت میں موقع پاکر ادھر سوڈانیوں نے اپنے سردار قنداقہ کی معیت میں مصر پر چڑھائی کرکے اصوان اور اس کے توابع پر قبضہ کر لیا تھا۔ بڑی مشکلوں سے ان کو نکالا۔

قیصر اگسٹس کے عہد حکومت کے تیسویں سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی جس کے ۱۴ سال بعد اس نے وفات پائی۔

طیباریوس نے اپنے زمانہ میں شام کا مشہور شہر طیباریہ آباد کرایا تھا۔
قلیودیوس کے زمانہ میں نصرانیت کے مشہور داعی شمعون قید کیے گئے تھے

یہودیوں نے پر اطلاع کرتے ہوئے روما پہونچے۔ وہاں قیصر کی بیگم نے اس دین کو اختیار کر لیا۔

قادعان (نیرون) نے اپنے زمانہ میں پولص اور بطرس داعیان مسیحیت کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد طیطوس آیا۔ اس نے بیت المقدس پر چڑھائی کی اور یہودیوں کی ایک جماعت کو پکڑ کر قید کیا اور بیچ ڈالا۔

دومطیانوس نے بھی یہود پر سختیاں کیں۔ اذریانوس کے عہد میں حکیم بطلیموس تھا جس نے کتاب مجسطی لکھی۔ اور قوموروس کا ہم عصر جالینوس تھا اس کے زمانہ میں مصر میں کثرت سے ساتھ نصرانیت کی اشاعت ہوئی۔ دقلطیانوس نے عیسائیت کا نہایت سختی کے ساتھ مقابلہ کیا اور بہت سے مصریوں کو ذبح کر ڈالا۔ چنانچہ اہل مصر نے اپنا سن قبطی انھیں شہدا کی یادگار میں اسی زمانہ سے مقرر کیا ہے۔ یہی مصر کا آخری بت پرست حاکم تھا اس کے بعد مسیحی دور شروع ہوا جس کی ولاۃ رومی نصاریٰ رہے۔

رومیوں نے اہل مصر کو حکومت میں بہت کم حصہ دیا تھا اور ان کی ہر چیز۔ زمین۔ باغ۔ مویشی۔ اثاث البیت یہاں تک کہ راستہ سے گزرنے والے زندوں اور قبرستان میں جانے والے مردوں پر بھی محصول لگایا تھا جس کی وجہ سے وہ محتاج ہو گئے اور ان کی علمی۔ ادبی اور تاریخی شان مٹ گئی۔

اس کے علاوہ مصر میں دین مسیحی پہونچنے کے بعد جب باشندے اس کو اختیار کرنے لگے تو رومیوں نے جو اس وقت بت پرست تھے ان پر بہت سختیاں کیں۔ ۳۱۳ء میں قسطنطین اعظم نے اپنی تخت نشینی کے پہلے سال جب اس دین کو اختیار

Marfat.com

کر لیا اور اسی کو سلطنت کا مذہب قرار دیا تو اہل مصر کو کسی قدر پناہ ملی۔ لیکن ۳۷۹ء میں قیصر تھیوڈوسیس نے زمام حکومت ہاتھ میں لیتے ہی فرمان جاری کر دیا کہ سلطنت کے تمام باشندے عیسائی بنائے جائیں۔ اس حکم کی بنیاد پر مصری بت پرستوں کی عبادت گاہیں ڈھا دی گئیں اور ان پر وہ مظالم کیئے گئے جو اس سے پہلے مصری عیسائیوں پر بھی نہیں ہوئے تھے۔

اسی درمیان میں نصاریٰ میں تفرقہ واقع ہو گیا۔ اور یعقوبی اور ملکی دو فریق ہو گئے۔

یعقوبیوں کا عقیدہ یہ تھا کہ مسیح کے اندر الوہیت اور بشریت دونوں مجتمع ہوئیں۔ پہلے وہ نفس لاہوتی تھے۔ تجسد میں ناسوتی ہوئے۔ پھر اپنی اصلی حالت پر عود کر گئے۔

ملکی کہتے تھے کہ ابن غیر مخلوق ہے وہ ازل سے باپ سے مولود اور اس کا جوہر اور نور ہے۔ وہی اُس انسان کے ساتھ جو مریم کے شکم سے پیدا ہوا متحد ہو کر ایک بن گیا جس کا نام مسیح رکھا گیا۔

یہ اختلاف چونکہ جوہری اور خود حقیقت مسیح کے متعلق تھا اس وجہ سے دونوں فرقوں میں سخت نزاع قائم ہوئی۔ اس کے فیصلہ کیلئے قیصر مرقیانوس نے پاپائے روم کے مشورہ سے مقام خلقدونیہ میں مسیحی علماء کا مجمع کیا۔ اُنھوں نے بحث و مناظرہ کے بعد یہ طے کیا کہ دیوسقورس اسکندریہ کا بطریق جو یعقوبی عقیدہ کا بانی ہے غلطی پر ہے لہذا اپنے منصب سے معزول کیا جائے اور ہر قسم کی کہنوتی خدمات اس سے نکال لی جائیں۔ جو شخص اس کے عقیدہ کو اختیار کرے

Marfat.com

واجب القتل ہے۔

اہل مصر تمامتر یعقوبی تھے۔ اور رومی سب کے سب ملکی۔ اس وجہ سے ان پر سختیاں کرنے لگے۔ لیکن وہ مقابلہ کے لئے پختگی کے ساتھ آمادہ ہوگئے۔ اور آخرکار بہت جھگڑوں کے بعد ایک یعقوبی بطریق کی کرسی اُنھوں نے قائم کرلی۔ مگر رومی حکام بوجہ تعصب مذہبی کے برابر ان پر ظلم وستم توڑتے رہے۔ اس وجہ سے اہل مصر نہ صرف سیاسی بلکہ مذہبی حیثیت سے بھی رومیوں سے الگ اور ان کی حکومت سے سخت بیزار ہوگئے۔ اور ان کی زبان۔ رسم اور لباس وغیرہ ہر چیز کو چھوڑ دیا۔

سنہ ۳۹۵ء میں رومی سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ مغربی حصہ کا پایۂ تخت رومۃ الکبریٰ رہا اور مشرق کا قسطنطنیہ قرار پایا جس کے ماتحت شام ومصر تھے۔ اس کی سرحدیں چونکہ ایران سے ملی ہوئی تھیں اس وجہ سے اکثر ان کے ساتھ لڑائیاں رہتی تھیں۔

سنہ ۶۱۰ء میں جب ہرقل قسطنطنیہ کے تخت پر بیٹھا تو اس کی غفلت اور عیش پرستی کو دیکھ کر ایرانیوں نے سنہ ۶۱۸ء میں چڑھائی کردی۔ اور شام اور فلسطین لیتے ہوئے مصر پر بڑھے۔ رومی سپہ سالار نیکیتاس مقابلہ سے عاجز رہا اور مصر سے چلا گیا۔ ایرانی وہاں قابض ہوگئے۔ اُنھوں نے اہل مصر کے مذہب میں دست اندازی نہیں کی اور ان کو آزاد چھوڑ دیا اس وجہ سے اس مشرقی دولت کے سایہ میں ان کو امن نصیب ہوا۔ اور اُنھوں نے اپنے ہر دلعزیز پیشوا بنیامین کو مصر کے بطریق کی کرسی پر لاکر بٹھایا۔ جس کی تمام ملک میں خوشی منائی گئی۔

لیکن یہ خوشی زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہی۔ کیونکہ ہرقل نے خواب غفلت سے

Marfat.com

بیدار ہو کر ۶۲۲ء میں تیاری کر کے ایرانیوں پر حملہ کیا۔ اور ان کو شام اور فلسطین سے نکال کر ۶۲۷ء میں مصر بھی واپس لے لیا۔ اور جوش انتقام میں مصریوں پر سختیاں شروع کیں۔ بنیامین اس کے خوف سے وادی نطرون کی طرف بھاگ کر روپوش ہو گیا۔ اس کا بھائی مینا گرفتار ہوا۔ رومیوں نے اس کو مجبور کیا کہ خلقدونی فیصلہ کو تسلیم کرے۔ اس نے انکار کیا۔ اس پر مشعل سے اس کے چہرہ کو یہاں تک جلایا کہ اس کی پیشانی سے زمین پر چربی ٹپکنے لگی۔ مگر وہ اپنے قول پر قائم رہا۔ رومیوں نے ایک ایک کر کے اس کے دانت اکھاڑے۔ اس پر بھی وہ اپنے عقیدہ سے نہیں پھرا۔ پھر اس کو ریت کے تھیلے میں ڈال کر ساحل پر لے گئے اور تین بار کہا کہ خلقدونی عقیدہ کو مان لے تو جان بخشی کر دی جائے گی۔ جب اس نے نہیں مانا تو سمندر میں غرق کر دیا گیا۔ اہل مصر ان سختیوں سے نالاں تھے۔ اور چاہتے تھے کہ کسی طرح رومی یہاں سے نکل جائیں۔

ہرقل نے ایک قبطی شہزادہ مقوقس کو قسطنطنیہ میں اپنے پاس رکھ کر تربیت دیا تھا۔ جو بخلاف اپنی قوم کے ملکی فرقہ کا تھا اور یعقوبیوں سے تعصب رکھتا تھا۔ قیصر نے مصریوں کی مذہبی سیاست کے لیئے اس کو وہاں کا والی بنا دیا کچھ دنوں کے بعد رومیوں کے مظالم دیکھ کر وہ بھی در پردہ یعقوبی اور اپنی قوم کا طرفدار ہو گیا جس کی وجہ سے اس میں اور رومی افواج کے امیر قیرس میں جو سخت متعصب ملکی تھا مخالفت ہو گئی تھی۔ اسی عہد میں ۶۲۹ء میں نامۂ نبوی عظیم القبط کے نام حاطب بن ابی بلتعہ لے کر مصر گئے تھے۔ وہ اسلام تو نہیں لایا مگر ایک خچر جس کا نام دلدل تھا اور دو لونڈیاں معہ دیگر تحف ہدایا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے بھیجیں۔ ان میں سے ایک ماریہ قبطیہ تھیں جن کے بطن سے آنحضرت کے بیٹے ابراہیم پیدا ہوئے۔ اس طرح ایک جدید رشتہ اہل مصر کا بھی نبی کے ساتھ قائم ہو گیا

Marfat.com

عہد اسلامی

سنہ ۱۸ھ مطابق سنہ ۶۳۹ء میں مصر پر اسلامی حملہ ہوا۔ اور دو سال کے اندر حضرت عمرو بن عاص نے مصر اور اس کے ساتھ برقہ اور طرابلس کو بھی فتح کر لیا۔ اس وقت سے آج تک یہ ملک مسلمانوں کے زیر نگیں ہے۔

مورخین نے عہد اسلامی کو بارہ ادوار میں تقسیم کیا ہے۔

۱	خلافت راشدہ	۱۸ھ سے ۴۱ھ تک	مطابق ۶۳۹ء سے ۶۶۱ء تک
۲	بنی اُمیّہ	— ۱۳۲	— ۷۵۰
۳	عباسی بار اول	— ۲۵۷	— ۸۷۰
۴	طولونی	— ۲۹۲	— ۹۰۵
۵	عباسی بار دوم	— ۳۲۳	— ۹۳۴
۶	اخشیدی	— ۳۵۸	— ۹۶۹
۷	فاطمی	— ۵۶۷	— ۱۱۷۱
۸	ایوبی	— ۶۴۸	— ۱۲۵۰
۹	ممالیک بحری	— ۷۸۴	— ۱۳۸۲
۱۰	ممالیک چرکسی (برجی)	— ۹۲۳	— ۱۵۱۷
۱۱	عثمانی	— ۱۲۱۶	— ۱۸۰۱
۱۲	خدیوی (محمد علی)	۱۲۱۶ —	۱۸۰۱ —

Marfat.com

خلافت راشدہ

۱۸ھ سے ۴۱ھ تک

عمرو بن عاصؓ

تاریخ الامت حصہ دوم میں ہم فتح مصر کی کیفیت مجملاً اور سیرۃ عمرو بن عاص میں مفصلاً لکھ چکے ہیں اس لیے اس موقع پر اس کو دُہرانے کی ضرورت نہیں۔

خلافت راشدہ میں اس کے سب سے پہلے والی خود فاتح مصر حضرت عمرو بن عاص تھے۔ اُنھوں نے مصر کا انتظام اسلامی عدل و انصاف کے اصول پر کیا۔ ہر قسم کے ظلم و ستم جو زمانۂ سابق سے وہاں کی رعایا پر ہوتے تھے مٹا دیئے۔ باشندوں کی دلجمعی کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ فرمائی۔ دینی اُمور میں اُن کو پوری آزادی بخشی۔ جان۔ مال۔ جائداد۔ اولاد اور عزت و حرمت وغیرہ ہر چیز کی حفاظت کا اطمینان دلایا۔ ان کے ہر دلعزیز پیشوا بنیامین کو جو تیرہ سال سے رومیوں کے ڈر سے مخفی تھا اماں نامہ لکھ کر بلوایا اور اسکندریہ میں لطریق کی کرسی عطا کی۔ نیز اس نے کنیسہ کے متعلق جو جو درخواستیں کیں ان کو منظور فرمایا۔

ملکی نظم و نسق کے لیے چن چن کر کارکن اور لائق لوگوں کو رکھا۔ مقدمات کے فیصلوں کے لیئے جابجا قضاۃ مقرر کیئے۔ خراج کی تحصیل خود قبطیوں کے سپرد کی اور دفتر بھی انھیں کی زبان میں رہنے دیا۔

ان کی نگاہ میں یعقوبی۔ ملکی۔ یہودی۔ نصرانی۔ مشرک اور ستارہ پرست سب یکساں تھے اور ہر ایک کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کا برتاؤ رکھتے تھے

Marfat.com

جس کی وجہ سے اہل ملک ان کے احسان کے گرویدہ ہو گئے۔ اور ان کے انصاف حسن سلوک اور مساوات کو دیکھ کر جوق جوق دین اسلام میں داخل ہوئے اور رفتہ رفتہ عربی اخلاق۔ عربی لباس بلکہ عربی زبان بھی اختیار کرنے لگے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمانہ مابعد میں مصر اسلامی علوم اور تہذیب کا ایک بڑا مرکز بن گیا۔ اور زوال بغداد سے تو حضارۃ اسلامی کا علمبردار رہی ہے۔[۱]

عمرو بن عاص نے خلیفہ ثانی کے حکم سے شہر فسطاط کو آباد کر کے دار الامارہ قرار دیا۔ اور ایک جامع بھی تعمیر کرائی جو آج تک ان کی یادگار ہے۔

نہر امیر المومنین

قبضہ مصر کے پہلے ہی سال عرب میں سخت قحط پڑا جو عام الرمادہ کے نام سے مشہور ہے اس لئے انھوں نے مصر سے عرب میں غلہ کی تجارت کے لئے ایک نہر دریائے نیل سے نکال کر قلزم میں ملا دی۔ یہ وہ نہر تھی جس کو سیتی اول (خاندان ۱۹) نے کھدوانا شروع کیا تھا اور نکاؤ (خاندان ۲۶) نے اس کی تکمیل کی تھی۔ لیکن رومیوں کی غفلت سے خراب ہو گئی تھی۔ عمرو بن عاص نے فسطاط کے کنارہ سے

---

[۱] ہیروڈوٹس مورخ نے لکھا ہے کہ مصر میں دو ہزار شہر ہیں۔ اور ڈیوڈورس نے اپنے زمانہ میں اس کی مردم شماری ۷۰ لاکھ اور یوسیفوس نے ۷۵ لاکھ لکھی ہے۔ عہد اسلامی میں یہ تعداد دو کرور تک پہونچ گئی تھی۔ لیکن سلاطین فاطمیہ اور ممالیک کے زمانوں میں اندرونی فتنوں۔ شورشوں۔ بلاؤں وباؤں اور قحطوں اور سب سے بڑھ کر بدنظمیوں کی وجہ سے گھٹ کر صرف تیس بتیس لاکھ رہ گئی۔ خدیوی عہد سے پھر ترقی پر ہے۔ اب وہاں کی آبادی تقریباً ڈیڑھ کرور ہے جس میں سے کم و بیش ایک ملین غیر مسلم ہیں۔ اسی میں قبطی بھی شامل ہیں اور آفاقی بھی۔ اور باقی کل مسلمان۔

اس کو کھدوانا شروع کیا اور عین شمس اور وادی طمیلات سے لاکر شہر قلزم کے مقا
بحیرہ میں گرادیا۔ اس کا طول ۸۰ میل تھا اور صرف چھ مہینے میں طیار ہوگئی تھی پہلے
سال اس کے ذریعے ساٹھ ہزار اردب غلہ مصر سے عرب میں آیا۔ اُسی وقت سے
تجارتی کشتیاں مصر سے عرب میں آنے جانے لگیں۔ خلیفہ عمر بن عبد العز
کے بعد والیوں کی غفلت سے اس کی مرمت نہ ہوئی جس کی وجہ اس میں ریت اٹ گئی
یہاں تک کہ بالکل بند ہوگئی۔ اس کے نشانات کہیں کہیں باقی تھے مگر ۱۸۹۶ء میں
مصری حکومت نے ان کو بھی پاٹنے کا حکم دے دیا۔

نہر سویز

عمرو بن عاص نے یہ بھی ارادہ کیا تھا کہ بحیرہ روم و قلزم کو بھی ملادیں۔ فرما
کے متصل ان دونوں میں صرف ۷۰ میل کا فاصلہ رہ جاتا ہے وہیں سے نہر نکالنی چاہتے
تھے۔ لیکن حضرت عمر نے اس خیال سے منع کردیا کہ رومی اس کے ذریعہ سے عرب پر
حملہ کرنے لگیں گے۔ کیونکہ اس وقت بحری قوت عربوں کے پاس نہ تھی اور وہ پانی میں
رومیوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے تھے۔

سرزمین مصر

عمرو بن عاص نے سرزمین مصر کی کیفیت کے متعلق دربار خلافت میں ایک
تحریر بھیجی تھی جو اب تک اہل ادب میں مشہور ہے۔ فرانسیسی ادیب موسیو دکتاف ونان
نے تو اس کو دنیا کی زبانوں میں بلاغت کا ایک حیرت انگیز نمونہ قرار دیا ہے اور
لکھا ہے کہ معمورۂ عالم کے جملہ مدارس میں اس کو پڑھانا چاہیئے تاکہ طلبا کو اشیا کے
حقائق بیان کرنے کا طریقہ معلوم ہو۔ گبن اور بٹلر نے بھی اپنی اپنی تاریخوں میں

Marfat.com

س کے ترجمے درج کیئے ہیں۔

یہ پورا خط النجوم الزاہرہ فی اخبار المصر و القاہرہ میں ثبت ہے ہم اس کو اُردو میں نقل کرتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ترجمہ میں اصل کی لطافت نہیں دکھائی جا سکتی صرف مفہوم کا اظہار ہو سکتا ہے۔

"مصر کی زمین سیر حاصل اور بار ور درختوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔ اس کا طول ایک ماہ اور عرض دس روز کی مسافت ہے۔ اس کے وسط میں سے وہ دریا گزرتا ہے جس کی خرام سحری فرخ فرجام اور روانی شام مبارک انجام ہے۔ اس کے فیضان میں مہر و ماہ کی طرح کبھی زیادتی ہو جاتی ہے اور کبھی کمی۔

جس وقت چڑھتا ہے اور اس کی موجیں سر اٹھاتی ہیں اُس وقت تمام نہریں اور چشمے لبالب ہو جاتے ہیں۔ اور باشندوں کے لیئے ایک جگہ سے دوسری جگہ تک بجز کشتیوں کے گزرنے کی کوئی سبیل نہیں رہتی۔ پھر جب اس کا جوش پورا ہو چکتا ہے تو پلٹا کھاتا ہے اور تیزی کے ساتھ اُتر کر اپنی حد پر آ جاتا ہے۔ اُس وقت کاشتکار اس کے ساحلوں کے فراز اور دامنوں کے نشیب میں نکل پڑتے ہیں۔ دانے بوتے ہیں۔ اور خرمن کے آرزومند ہوتے ہیں۔

جب دانے جمے۔ اور کھیتیاں اُگیں۔ اور نیچے زمین کی نمی اور اوپر بارش کی تری سے پرورش پا کر ان میں نشو و نما اور بالیدگی ہوئی تو ہرے بھرے کھیت لہلہانے لگتے ہیں اور زمین کی دولت اس کے شکم سے اس کی پشت پر آ جاتی ہے۔

امیر المومنین! میں اس زمین کا کیا حال لکھوں۔ ابھی گوہر سپید ہے۔ ابھی عنبر سیاہ اور ابھی زمرد سبز۔ یہ قدرت الٰہی کے کرشمے ہیں جس نے اس میں یہ صلاحیت رکھدی ہے۔

Marfat.com

اور باشندوں کی معیشت کے لئے اس کو ایسا بنا دیا ہے۔

یہاں کا خراج پیداوار سے قبل وصول نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ

محاصل کا کم سے کم ایک ثلث یہاں کی نہروں اور پلوں کی تعمیر و ترمیم میں صرف کیا جائے۔

کیونکہ اس سے آبادی بڑھے گی اور ملک کی آمدنی میں اضافہ ہوگا"۔

حضرت عمرؓ اس کو پڑھ کر شگفتہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ ابن عاص نے تو گویا مصر کی زمین میری آنکھوں کے سامنے رکھ دی۔

بندوبست اراضی

فراعنہ کے عہد میں مصر میں چہار سالہ بندوبست کا دستور تھا۔ تشخیص لگان کے لئے وہ چند سالوں کی پیداوار کا اوسط نکال لیتے تھے۔ اور خراج نقد و جنس دونوں میں وصول کرتے تھے۔ بلکہ ان محاصل کے علاوہ فوج کے اخراجات کے لئے کثیر مقدار میں غلہ بھی لیتے تھے۔ لیکن مصر ایک ایسا ملک ہے جس کی زراعت کا مدار نیل کے فیضان پر ہے۔ اور اس میں اکثر تفاوت رہتا ہے جس سے پیداوار میں بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔ اس لئے وہاں ہر سال آب نیل کی کمی یا زیادتی کے مطابق خراج کی تعیین قرین انصاف تھی۔ اس بنا پر اُنھوں نے خلیفہ سے استصواب کر کے ان کے حکم کے مطابق مقام حلوان میں مقیاس نیل بنوایا جو اب تک بھی باقی ہے[۱]۔ اسی پیمانہ سے پیداوار کا اندازہ لگا کر ہر سال تشخیص لگان کی جاتی۔ جس کے لئے ہر ہر پرگنہ سے فلاحوں کو بلاتے اور فصل اور پیداوار کا اندازہ پوچھ کر انھیں سے لگان کا تخمینہ لیتے۔ اسی حساب سے ہر جگہ کی تحصیل

---

[۱] بعض مورخ لکھتے ہیں کہ امنحات ثالث خاندان ۱۲ کے عہد میں جو مقیاس بنایا گیا تھا عمرو بن عاص نے اسی کی تجدید کی تھی۔

Marfat.com

ہوتی۔ جہاں جہاں کنیسے اور حمام ہوتے ان کے اخراجات نیز مسلمانوں کی ضیافت کے مصرف منہا کردیئے جاتے۔ کاشتکاروں ہی کی شرح لگان کی مقدار سے پیشہ وروں سے بھی خراج لیا جاتا۔ رومیوں کے عہد میں دوسرے محاصل جو رعایا سے وصول کیے جاتے تھے یک قلم موقوف کردیئے گئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہاجرہ کے قدیم رشتہ سے جو حضرت اسمٰعیلؑ اور عدنانی عربوں کی ماں تھیں مصریوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔ اس وجہ سے بندوبست اراضی میں خصوصیت کے ساتھ نرمی برتی گئی اور شرح لگان کم سے کم رکھی گئی۔ یعنی زیادہ سے زیادہ فی جریب ایک دینار یا تین اردب غلہ۔

مسلمانوں نے آنحضرتؐ کے جدید رشتہ کا بھی لحاظ رکھا۔ اور قریہ حفن کو جو توابع انصنا میں ہے اور جہاں کی رہنے والی حضرت ماریہ قبطیہ سریۂ رسول تھیں خراج سے بری کر دیا۔

اس سالانہ بندوبست کی وجہ سے ہر سال کی وصولی کی کوئی رقم متعین نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ عدم پیداوار کی وجہ سے کبھی کبھی بہت سے پرگنوں اور دیہاتوں کا خراج معاف کر دینا پڑتا تھا۔ اس لیئے رومیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی وصولی میں کمی ناگزیر تھی۔ چنانچہ سال اول میں تمام ملک مصر سے ایک کرور ۲۰ لاکھ دینار وصول ہوئے بحالیکہ سال ماسبق میں مقوقس نے دو کرور دینار وصول کئے تھے۔

لیکن باوجود اس نرمی کے زمانہ مابعد میں کبھی اس قدر وصولی نہیں ہوئی۔ صرف حضرت عثمانؓ کے عہد میں ایک سال عبداللہ بن سعد نے دو کرور دینار وصول کیئے تھے۔ امیر معاویہ کے سلیقۂ انتظام میں کس کو شک ہے مگر ان کے زمانہ میں بھی

Marfat.com

تحصیل ۹۰ لاکھ سے نہیں بڑھی۔ ان کے بعد بنی اُمیہ اور بنی عباس تو چالیس بلکہ تیس ہی لاکھ وصول کرتے رہے۔ خلفار فاطمیہ نے اپنے عہد میں شرح لگان بھی بہ نسبت سابق کے دُگنی کردی تھی مگر پھر بھی ۴۳ لاکھ سے زائد نہ وصول کر سکے۔

عبداللہ بن سعد

۲۴ھ میں حضرت عثمان خلیفہ ہوئے۔ اُنھوں نے عبداللہ بن سعد اپنے رضاعی بھائی کو افریقیہ کا امیر حرب مقرر کیا۔ اور عمرو بن عاص کو بدستور والی مصر رہنے دیا۔ اسی درمیان میں اسکندریہ کے رومی جن کی تعداد ڈہائی لاکھ تھی اور جو مسلمانوں سے عہد نامہ کر چکے تھے قیصر کے اشارہ اور بعض قبطی رئیسوں کے مشورہ سے بغاوت پر آمادہ ہوئے۔ قیصر قسطنطین پسر ہرقل نے قسطنطنیہ سے ایک عظیم الشان جنگی بڑہ ان کی امداد کے لئے بھیجا جس کا امیر منویل خصی تھا۔ یہ ساری جمعیت اسکندریہ سے نکل کر آگے بڑھی۔ عمرو بن عاص خبر پاتے ہی روانہ ہوئے۔ مقام نقیوس میں مقابلہ ہوا۔ بر و بحر دونوں میں جنگ ہوئی۔ رومیوں نے شکست کھائی۔ عمرو بن عاص نے تعاقب کیا اور سرعت کے ساتھ پہونچ کر اسکندریہ میں گھس گئے۔ وہاں کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ منویل بھی مارا گیا۔ اور رومی مغلوب ہو گئے۔ حضرت عثمان نے چاہا کہ انھیں کو امیر حرب مقرر کریں اور ابن سعد کو ان کی جگہ مصر کا والی بنا دیں۔ اس پر وہ راضی نہیں ہوئے۔ اس مخالفت کی بنیاد پر ان کو معزول کر دیا اور ابن سعد کو امارت حربی کے ساتھ ولایت مصر کا بھی فرمان لکھ دیا۔

ابن سعد نے چالیس ہزار فوج طیار کی اور شمالی افریقیہ۔ تیونس۔ الجزائر۔ مراقش اور طنجہ تک فتح کر لیا۔ ۳۱ھ میں اہل نوبیا نے عہد شکنی کی۔ ان کے ساتھ جنگ

Marfat.com

کی۔ اور دنقلہ میں ان کی جمعیت کو محصور کر لیا۔ مجبور ہو کر ان کے سردار اقلیدروس نے صلح کی درخواست کی جس کو منظور کیا۔

فتنۂ سبائی

۳۳ھ میں جب حضرت عثمان اور ان کے والیوں کے متعلق سبائی جماعت نے ہر طرف شکایات پھیلائیں اس وقت اُنھوں نے تمام صوبوں کے والیوں کو مشورہ کے لیئے حج کے موقع پر طلب کیا۔ ابن سعد بھی گئے۔ اور اپنی جگہ عقبہ بن عامر کو چھوڑ گئے محمد بن ابی حذیفہ نے جو مصر میں حضرت عثمان کے مخالفوں میں سے تھے سبائیوں کی ایک جمعیت فراہم کر کے عقبہ کو وہاں سے نکال دیا۔ اس کی اطلاع جب حضرت عثمان کو پہونچی تو اُنھوں نے سعد بن وقاص فاتح قادسیہ کو ان کے سمجھانے کے لیئے بھیجا مگر اُنھوں نے ان کی بات نہ مانی بلکہ اہانت کی۔ جب عبداللہ بن سعد واپس آئے تو ان کو مصر میں داخل نہیں ہونے دیا۔ چنانچہ مجبوراً وہ عسقلاں کو چلے گئے۔

اس کے بعد سبائی جماعت کے لوگ مصر۔ کوفہ اور بصرہ سے مدینہ پہونچے اور خلیفہ ثالث کو قتل کر ڈالا۔ اس قتل کی خبر جب مصر میں پہونچی تو شیعۂ عثمان نے ایک جھنڈا اکھڑا کیا کہ ان کے خون کا بدلہ لیا جائے۔ یہ عَلَم معاویہ بن خدیج کے ہاتھ میں تھا جس کے ساتھ خارجہ بن حذافہ۔ مسلمہ بن مخلد اور بُسر بن ارطاۃ وغیرہ تھے۔ یہ لوگ اپنی جمعیت کو لے کر صعید کی طرف بڑھے۔ ابن ابی حذیفہ نے ان کے مقابلہ میں ایک لشکر بھیجا جس نے جا کر شکست دی۔ معاویہ بن خدیج برقہ کی طرف نکل گئے۔ پھر اسکندریہ کی جانب آئے۔ ابن ابی حذیفہ نے دوبارہ فوج بھیجی ۳۶ھ میں فریقین کا مقابلہ مقام خربتا میں ہوا جس میں شیعہ عثمان غالب رہے۔ وہیں

Marfat.com

اُنھوں نے اپنا مرکز بنا لیا۔

قیس بن سعد

ادھر حضرت عثمان کے قتل کے بعد حضرت علی کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی۔ اُنھوں نے حضرت سعد بن عبادہ رئیس الانصار کے بیٹے قیس کو جو نہایت شجاع اور فرزانہ تھے مصر کا والی مقرر کیا جس نے جا کر اہل مصر کو قابو میں کر لیا۔ لیکن اہل خربتا اطاعت پر راضی نہ ہوئے کیونکہ وہ نہ صرف قیس کی امارت بلکہ حضرت علی کی خلافت کو بھی بوجہ حضرت عثمان کا قصاص نہ لینے کے ناجائز سمجھتے تھے۔ قیس نے ان کو نہیں چھیڑا۔ اور کہلا بھیجا کہ میں تم کو بیعت پر مجبور نہیں کرتا نہ تمھارے وظیفے بند کروں گا بشرطیکہ امن کے ساتھ رہو۔

جب امیر معاویہ حضرت عثمان کے خون کے مطالبہ کے لیے کھڑے ہوئے اُس وقت ان کو مصر میں قیس کی موجودگی سے خطرہ محسوس ہوا کہ ایک طرف سے اگر عراقی فوجیں آگئیں اور دوسری طرف سے مصری تو ہم بیچ میں پڑ جائیں گے۔ اس وجہ سے بہت کوشش کی کہ قیس کو اپنا طرف دار بنالیں۔ جب اس میں ناکامی ہوئی تو شامیوں سے کہنا شروع کیا کہ قیس کو بُرا نہ کہو وہ در پردہ ہمارا حامی ہے اس کے خطوط ہمارے پاس آتے رہتے ہیں۔ تم دیکھتے نہیں کہ اس نے اہل خربتا کے ساتھ نہ کوئی سختی کی نہ ان کے عطیے روکے۔ یہ خبر محمد بن ابوبکر اور محمد بن جعفر بن ابی طالب وغیرہ نے شام سے حضرت علی کو لکھ بھیجی۔ اُنھوں نے اپنے دونوں بیٹوں اور عبداللہ بن جعفر کو بلا کر یہ بات سُنائی اور کہا کہ میرا گمان قیس کی طرف ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ اگرچہ نہ ہو لیکن پھر بھی اس شک کی حالت میں ان کو معزول

Marfat.com

کر دینا چاہیئے۔

اسی درمیان میں قیس کا خط موصول ہوا جس میں اُنھوں نے اہل مصر کی بیعت اور خربتا والوں کی کیفیت لکھی تھی اور یہ بھی ظاہر کر دیا تھا کہ میں نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے۔ عبداللہ بن جعفر نے کہا کہ قیس کے اس فعل سے طرفداری کا شبہ ہوتا ہے لہذا حکم دیجئے کہ ان کے ساتھ جنگ کریں۔ حضرت علی نے یہی لکھا۔ اس پر قیس نے جواب دیا کہ اہل خربتا کی تعداد دس ہزار ہے جن میں سے زیادہ تر اعیان و اشراف مصر ہیں۔ میں نے جس طریقہ پر ان کو رکھ چھوڑا ہے یہی مناسب ہے۔ جنگ کی صورت میں ایک فتنۂ عام برپا ہو جائے گا۔ کیونکہ ایک تو خود وہ لوگ اس نیستان کے شیر ہیں دوسرے معاویہ ان کی امداد کریں گے۔

حضرت علی نے یہ عذر قبول نہیں کیا۔ اور قیس کو معزول کر کے محمد بن ابوبکر کو جو اُن کے ربیب تھے ولایت مصر کا فرمان بھیجا۔ اُنھوں نے جا کر اہل خربتا کو لکھا کہ تم لوگ بیعت کر دو ورنہ مصر سے نکل جاؤ۔ وہ مقابلہ کے لیئے طیار ہوئے۔ اسی اثنا میں جنگ صفین شروع ہو گئی۔ جس کے نتیجہ کے انتظار میں دونوں فریق خاموش بیٹھے رہے۔

اہل خربتا کو جب صفین سے حضرت علی کی واپسی اور تحکیم کا حال معلوم ہوا تو وہ مقابلہ کے لیئے نکل آئے۔ اور محمد بن ابوبکر کو شکست پر شکست دینے لگے۔ حضرت علی نے اشتر کو جو والی جزیرہ تھے مصر کی ولایت پر روانہ کیا۔ لیکن راستہ میں قلزم میں پہونچکر وہ انتقال کر گئے۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ امیر معاویہ کے اشارہ سے شہر قلزم کے مقدم نے شربت میں زہر پلا دیا تھا۔ لیکن یہ الزام بھی ویسا ہی بے ثبوت ہے جیسا امام حسن کو ان کی بیوی جعدہ سے زہر دلوانے کا۔

Marfat.com

امیر معاویہ نے عمرو بن عاص کو مصر کا امیر مقرر کر کے چھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ اور اہل خربتا کو لکھا کہ دل میں ہراساں نہ لانا میں امداد بھیجتا ہوں۔ عمرو بن عاص نے پہونچ کر محمد بن ابو بکر کو کہلا بھیجا کہ بہتر یہ ہے کہ مصر سے چلے جاؤ۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے ہاتھ سے تم کو کوئی صدمہ پہونچے۔ لیکن وہ فوج لے کر مقابلہ میں آئے اور مارے گئے۔

داخلہ عمرو بن عاص بار دوم

عمرو بن عاص پورے بارہ سال کے بعد ۳۸ھ میں پھر اپنے آباد کردہ شہر فسطاط میں داخل ہوئے۔ مصریوں کو جو شورشوں اور جنگوں کی وجہ سے مصیبت میں تھے خوشی اور طمانیت حاصل ہوگئی۔

عمرو بن عاص نے مفاسد کی اصلاح کی۔ اور سارے انتظامات از سر نو درست کیے۔ فوجوں کو مرتب کر کے شریک بن سمی کی قیادت میں بربر کے مقابلہ میں روانہ کیا۔ اُنھوں نے ان کو مغلوب کیا اور مصالحت کر کے چلے آگئے۔ بربر نے پھر عہد شکنی کی۔ عمرو بن عاص نے عقبہ بن نافع کو بھیجا۔ اُنھوں نے جا کر شکست دی۔ پھر ہوارہ کی طرف بڑھے اور فتح کر کے اس وقت واپس آئے جب عمرو بن عاص سکرات موت میں تھے۔

بنی اُمیہ

۴۱ھ سے ۱۳۲ھ تک

عمرو بن عاص نے ۴۳ھ میں عید الفطر کی شب کو فسطاط میں وفات پائی۔ تمام مصر میں ان کا ماتم ہوا۔

Marfat.com

بعض یورپین مورخوں نے اسکندریہ کے کتب خانہ جلانے کا الزام ان کے اوپر لگایا ہے۔ لیکن جس وقت یہ مسئلہ بساط بحث پر آیا تو خود یورپ کے محقق مورخوں مثلاً گبن۔ بٹلر۔ سدیو اور گستاؤلیبان وغیرہ نے اس الزام کو غلط قرار دیا۔ اور اس کے تسلیم کرنے سے قطعی انکار کیا۔ کیونکہ یہ کتب خانہ قیصر جولیوس کے زمانہ میں سنہ ۴۷ء میں جل چکا تھا۔ پھر جو کتابیں جمع کی گئیں وہ اسقف توفیل کے حکم سے سنہ ۳۹۱ء میں جلا دی گئیں۔ اسلامی فتح کے وقت اس کا وجود ہی نہیں ثابت ہے۔ مولانا شبلی مرحوم نے بھی اس الزام کی مدلل تردید لکھی ہے۔

عمرو بن عاص کی جگہ پر امیر معاویہ نے ان کے بیٹے عبد اللہ کو مقرر کیا۔ پھر بعض مصلحتوں کی بنا پر اپنے بھائی عتبہ بن ابی سفیان کو وہاں کا والی بنا کر بھیج دیا۔ سنہ ۴۴ھ میں وہ انتقال کر گئے۔ ان کی جگہ عقبہ بن عامر کو ملی جن میں ہر قسم کے صفات تھے مگر سیاست اور تدبیر نہ تھی۔ اس وجہ سے چند مہینوں کے بعد معزول ہوئے۔ ان کے بعد مسلمہ بن مخلد کو ولایت کا فرمان ملا۔ مسجدوں میں منارے سب سے پہلے انھوں نے ہی بنوائے۔

سنہ ۵۳ھ میں رومیوں نے بحری فوج مقام برنس میں اتار دی۔ مسلمہ نے مدافعت کی۔ اس جنگ میں عمرو بن عاص کے غلام وردان جو نامور مجاہد تھے بہت سے مسلمانوں کے ساتھ شہید ہو گئے۔

سنہ ۶۰ھ میں امیر معاویہ نے وفات پائی اور یزید خلیفہ ہوا۔ اس نے عقبہ بن نافع کو افریقہ کا امیر حرب مقرر کیا۔ اور مسلمہ کو بدستور مصر کا والی رہنے دیا۔ انھوں نے اہل مصر سے یزید کی خلافت کی بیعت لی۔ عبد اللہ بن عمرو بن عاص نے انکار کیا۔

Marfat.com

مسلمہ نے کہا کہ جماعت کا ساتھ اگر چھوڑو گے تو گھر میں آگ لگا دوں گا۔ بس راضی ہو گئے۔

۲۵ رجب سنہ ۶۴ھ میں مسلمہ نے انتقال کیا۔ پندرہ سال مصر کے والی رہے اور ان زمانہ میں امنیت اور رفاہیت رہی۔ ان کی جگہ پر سعید بن یزید فلسطینی آیا۔ پہلے مصریوں نے اس کے بعض احکام سے سرتابی کی لیکن پھر اس کے عدل و احسان کو دیکھ کر اطاعت کرنے لگے۔

سنہ ۶۴ھ میں جب مکہ میں عبداللہ بن زبیر خلیفہ ہو گئے تو انھوں نے سعید کو برطرف کر کے اپنے خاص معتمد عبدالرحمٰن بن عتبہ کو بھیجا۔ اس نے مصر پہونچ کر ان کی خلافت کی بیعت لی اور بنی امیہ کے حامیوں کو وہاں سے نکال دیا۔

مرج راہط کی جنگ کے بعد جس میں بنی امیہ نے فتح پائی تھی مروان اپنی فوجیں لیئے ہوئے مصر کی طرف گیا۔ عبدالرحمٰن نے مقابلہ میں شکست کھائی اور چلا گیا۔

مروان وہاں دو مہینہ رہا۔ اور اپنے بیٹے عبدالعزیز کو والی بنا کر واپسی کا ارادہ کیا۔ اس نوعمر لڑکے نے کہا کہ میں اس ملک میں اکیلا کس طرح رہوں گا جہاں نہ میرا کوئی بھائی ہے نہ عزیز۔ مروان نے کہا کہ سلوک اور احسان کرو گے تو سب تمھارے بھائی ہو جائیں گے چلتے وقت اس کو تقویٰ۔ عدل۔ نماز باجماعت اور عہد کی پابندی عجلت سے احتراز اور عقلاء کی مشاورت کی وصیتیں کر کے رخصت ہوا۔

سنہ ۶۵ھ میں مروان کی وفات کے بعد اس کا بیٹا عبدالملک سریر خلافت پر متمکن ہوا۔ اس کے حکم سے عبدالعزیز نے فسطاط کا بڑا پل بنوایا اور جامع عمرو بن عاصؓ کی جو منہدم ہو گئی تھی مرمت کی۔ اب تک قبطی کاہنوں پر سے سرکاری لگان معاف

Marfat.com

تھا۔ اس نے ان سے بھی وصول کرنا شروع کیا۔

عبدالعزیز بیس سال تک مصر کا والی رہا۔ سخی۔ حلیم۔ دانشمند اور خوش خلق تھا۔ سب لوگ اس سے خوش رہے۔ ۸۶ھ میں انتقال کر گیا۔ اس کی جگہ پر عبدالملک نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بھیجا۔

اسی سال عبدالملک بھی گزر گیا۔ اور ولید خلیفہ ہوا۔ اس نے عبداللہ کو برقرار رکھا۔ مصر کا دفتر اب تک قبطی زبان اور قبطیوں کے ہاتھ میں تھا۔ سر دفتر جس کا نام اتناش تھا اعتماد کے کافی وجوہ نہ تھے۔ اس لیے عبداللہ نے حمص کے ایک کاتب ابن یربوع فزاری سے سارا دفتر عربی میں منتقل کرا لیا۔ جو آج تک چلا جاتا ہی۔

۸۸ھ میں عبداللہ دمشق میں چلا آیا۔ اس کا قائم مقام عبدالرحمٰن بن عمر ہوا جس کے زمانہ میں اہل مصر شدت اور اوپر سے قحط کی مصیبت میں مبتلا رہے۔

۹۰ھ میں قرۃ بن شریک والی ہوا۔ یہ نہایت سخت گیر تھا۔ اور مصریوں کے اعتقادات و معابد کی تحقیر کیا کرتا تھا جس کی وجہ سے وہ آزردہ رہتے تھے۔

۹۶ھ میں فسطاط میں انتقال کر گیا۔ اس کی جگہ پر عبدالملک بن رفاعہ آیا۔

اسی سنہ میں ولید نے وفات پائی اور سلیمان بن عبدالملک خلیفہ ہوا۔ اس کے حکم سے ابن رفاعہ نے مقام روضہ میں مقیاس النیل بنوایا۔ اس زمانہ میں خراج مصر پر اسامہ بن یزید تھا جو نہایت ظالم تھا۔ اس نے دریائے نیل کے ہر وارد و صادر پر دس دینار محصول لگا رکھا تھا۔

بیان کیا گیا ہی کہ ایک تنگ دست عورت اپنے بیٹے کو ساتھ لیئے ہوئے

نیل سے گزرنا چاہتی تھی۔ اس کے لئے روپیہ درکار تھا جو اس وقت تک نہیں مل سکتا تھا جب تک کہ دونوں کے دس دس دینار ادا نہ کر دیئے جائیں۔ اس نے کسی نہ کسی طرح یہ رقم ادا کی اور دونوں کشتی میں بیٹھے۔ وسط دریا میں لڑکا پانی لینے کے لئے ایک طرف جھکا تھا کہ اس کو مگر سب کی آنکھوں کے سامنے سے کھینچ لے گیا۔ وہ مصیبت زدہ عورت روتی ہوئی کنارے پہونچی۔ وہاں اس سے روپیہ مانگا گیا جو اس کے پاس نہ تھا کیونکہ وہ لڑکے کی جیب میں گیا۔ ہر چند اس نے گریہ زاری کی اور کشتی کے مسافروں نے بھی کہا لیکن اس وقت تک نہیں چھوڑی گئی جب تک اپنا زیور بیچ کر دس دینار ادا نہ کر دیا۔

اسامہ کی ان سختیوں سے لوگ اس کے خلاف بغاوت پر آمادہ ہو گئے تھے کہ اسی درمیان میں ۹۹ھ میں سلیمان کا انتقال ہو گیا اور عمر بن عبدالعزیز تخت خلافت پر آگئے۔ انھوں نے فوراً ایوب بن شرجیل کو مصر کا امیر بنا کر روانہ کیا اور حکم دیا کہ اسامہ کے گلے میں طوق۔ ہاتھ میں ہتکڑی اور پاؤں میں بیڑی ڈال کر میرے پاس بھیج دینا۔ اس نے ایسا ہی کیا جس سے وہ راستہ ہی میں مر گیا۔
ایوب نیک نیت متقی۔ عادل اور عاقل امیر تھا۔ مگر مصری سپہ دار حیان بن شریح کے مزاج میں سختی تھی۔ وہ ان لوگوں سے بھی جزیہ طلب کرتا تھا جو مسلمان ہو جاتے تھے۔ اس پر عمر بن عبدالعزیز نے اس کو تہدیدی فرمان بھیجا۔ پھر کوڑے بھی لگوائے۔

سنہ ۱۰۱ھ میں یزید بن عبدالملک کی خلافت شروع ہوئی۔ اس نے کچھ دنوں ایوب ہی کو بحال رکھا پھر اس کی جگہ بشر بن صفوان کو مقرر کیا۔ تھوڑے

عرصہ کے بعد اس کو افریقہ کی طرف بھیج دیا اور حنظلہ بن صفوان کو امارت بخشی۔ اس نے خلیفہ مذکور کے حکم سے مصر کے باقی ماندہ بتوں اور مورتوں کو توڑ دیا۔

سنہ ۱۰۴ھ میں حنظلہ کے بجائے خلیفہ کا بھائی محمد بن عبد الملک آیا۔ سنہ ۱۰۵ھ میں جب ہشام خلیفہ ہوا تو اس نے محمد مذکور کو واپس بلا لیا اور حُر بن یوسف کو امارت دی۔ اس کے عہد میں سنہ ۱۰۷ھ میں قبطیوں نے بغاوت کی جس کی وجہ سے اس کو استعفا دینا پڑا۔ اس کی جگہ حفص بن ولید امیر ہوا۔ لیکن ایک سال بھی نہ رہنے پایا تھا کہ عبد الملک بن رفاعہ دوبارہ اپنی امارت کا فرمان خلافت سے لے کر پہونچا۔ اور اسی سال مر گیا۔ اس کی جگہ اس کے بھائی ولید بن رفاعہ کو ملی۔ اس نے ۹ سال تک نہایت خوبی کے ساتھ کام کیا۔ اور سنہ ۱۱۷ھ میں گزر گیا۔ اُس وقت عبد الرحمٰن بن خالد فہمی والی ہوا۔ دوسرے سال وہ بھی انتقال کر گیا اب دوبارہ حنظلہ بن صفوان آیا۔ اور چھ سال تک رہا۔ اس کے ظلم سے لوگ تنگ تھے۔ خلیفہ سے بھی شکایت کی۔ اس نے اس کو پھر افریقہ بھیج دیا اور حفص بن ولید کو جو پہلے بھی امیر رہ چکا تھا والی بنا دیا۔

سنہ ۱۲۵ھ میں ولید بن یزید کی خلافت کا آغاز ہوا۔ اس نے حفص کو برطرف کر کے عیسٰی بن عطار کو مقرر کیا۔ مگر اس کی بدتدبیری کی وجہ سے ملک میں ابتری پھیلی اس وجہ سے حفص سہ بارہ امیر ہوا۔

سنہ ۱۲۷ھ میں جب بنی امیہ کا آخری خلیفہ مروان تخت پر آیا تو اس نے حفص کے بجائے عتامیہ تجیبی کو بھیجا۔ اہل مصر راضی نہیں ہوئے اور انھوں نے کہا کہ ہم کو حفص کے بدلہ میں کسی امیر کی ضرورت نہیں ہے اگر خلیفہ مجبور کرے گا تو ہم

Marfat.com

اس کی بیعت توڑ دیں گے۔ اس لیئے وہ واپس چلا گیا۔ دوسرے سال خلیفہ نے حوثرہ بن سہل کو والی بنا کر بھیجا۔ مصریوں نے چاہا کہ اس کو روکیں مگر اس کے ساتھ فوج زیادہ تھی۔ ۱۳۱ھ میں حوثرہ کی جگہ مغیرہ بن عبد اللہ آیا۔ چند مہینے بھی نہیں گزرے تھے کہ وہ بھی معزول کر دیا گیا اور عبد الملک بن موسیٰ جو خراج پر متعین تھا کل مصر کا والی قرار پایا۔

مصر میں بنی امیہ کا سب سے آخری نائب یہی تھا۔ کیونکہ اس کے بعد کوفہ میں عباسی خلافت قائم ہوگئی اور بنی امیہ کا آخری خلیفہ مروان بھاگ کر مصر آیا جس کے تعاقب میں صالح بن علی فوجیں لیئے ہوئے پہونچا۔ اور مقام بوصیر میں گرفتار کرکے ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۲ھ کو قتل کر ڈالا۔

دولت عباسیہ اُولیٰ

۱۳۲ھ سے ۲۵۷ھ تک

اولین خلیفہ عباسی سفاح نے اپنے چچا صالح بن علی کو جس نے مروان کو قتل کیا تھا مصر کی ولایت دی۔ اس نے مصریوں سے بیعت لی اور بنی امیہ کے حامیوں کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کیا۔ اسی سال دربار خلافت سے اس کے پاس فلسطین کی امارت کا فرمان پہونچا۔ وہ ابوعون بن عبد الملک بن یزید جرجانی کو اپنی جگہ پر مصر میں چھوڑ کر فلسطین کو چلا گیا۔

۱۳۶ھ میں سفاح کا انتقال ہوگیا اور ابوجعفر منصور خلیفہ ہوا۔ اس کے حکم سے ابوعون نے وہ نہر جو عمر بن عاص نے نکالی تھی بند کر دی۔ منصور چونکہ نہایت

متلون طبع تھا اس وجہ سے ذرا سے وہم پر بھی والیوں کو نکال دیتا تھا چنانچہ پہلے سات سال میں یکے بعد دیگرے چھ والیوں کو مقرر اور معزول کیا۔ ۱۴۴ھ میں یزید بن حاتم مہلبی کو بھیجا۔ یہ آٹھ سال مصر کا امیر رہا۔ اس کے عہد میں مصر میں مخفی طور پر لوگ اہل بیت کی امامت کی بیعت کرنے لگے۔ منصور نے ذی حجہ ۱۴۵ھ میں ابراہیم بن عبداللہ نفس زکیہ کے بھائی کا جنھوں نے بصرہ میں خروج کیا تھا سر کٹوا کر مصر میں بھیجا۔ خطبا نے اس کو منبروں پر رکھ کر لوگوں کو بغاوت کا نتیجہ دکھلایا۔

اس سال بنی حسن کے خروج کی وجہ سے حجاز میں اضطراب تھا اس وجہ سے یزید نے مصریوں کو حج میں آنے سے روک دیا۔ ۱۴۸ھ میں سب سے پہلے اسی نے برقہ کو مصر کے ساتھ ملحق کیا۔

۱۵۲ھ میں یزید نے وفات پائی جس کے بعد منصور نے پھر یکے بعد دیگرے والیوں کا عزل و نصب شروع کیا۔ اس وجہ سے مصر میں کوئی پائدار انتظام نہ قائم ہو سکا۔ اور دن بدن حالت خراب ہوتی گئی۔ کیونکہ جو والی آتا وہ اس یقین کے ساتھ آتا کہ بہت جلد معزول کر دیا جائے گا۔ اس لئے مصالح ملکی کی بہ نسبت اپنے ذاتی مصالح کا زیادہ خیال رکھتا۔ انتظامی ابتری کی وجہ سے رعایا خستہ حال ہو گئی اور پیداوار کی کمی اور حکام کی سختی کی وجہ سے بہت سے باشندے ہجرت کر گئے۔

۱۵۸ھ میں منصور کے بعد مہدی خلیفہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی یہی صورت قائم رہی۔ بلکہ ایک ایک سال میں دو دو اور تین تین والی بدلتے رہے۔ جس سے ملکی نظام ایسا درہم و برہم ہو گیا کہ چوری۔ رہزنی اور بدامنی عام ہو گئی۔ اس وجہ

Marfat.com

ذی حجہ ۱۹۲ھ میں اس نے ابو صالح یحیی بن داؤد کو جو بڑا مہیب اور رعب دار شخص تھا مصر کی ولایت پر بھیجا۔ اس کی سخت گیری کی وجہ سے امن قائم ہوا۔ اس نے اعلان کرا دیا تھا کہ کوئی شخص رات کو نہ اپنے مکان کا دروازہ بند رکھے نہ دکان کا۔ جو مال چوری جائے گا وہ میں ادا کروں گا۔

دو سال کے بعد وہ بھی الگ کر دیا گیا۔ اور سوارہ تمیمی آیا۔ دوسرے سال صالح بن علی کا بیٹا ابراہیم بھیجا گیا۔ اس کے زمانہ میں دحیہ بن مصعب جو بقایائے بنی امیہ میں سے تھا بالائی مصر میں اپنی خلافت کا دعویٰ لے کر کھڑا ہوا۔ ابراہیم نے اس کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سارے سواحلی علاقہ پر قابض ہو گیا۔ مہدی کو جب یہ اطلاع پہونچی تو اس نے نہایت تحقیر کے ساتھ ابراہیم کو نالائق قرار دے کر برطرف کیا۔ اور موسیٰ بن مصعب کو بھیجا۔ اس نے آتے ہی اراضی کی لگان دگنی کر دی اور دکانوں اور مویشیوں پر بھی محصول لگا دیا۔ اس سے اہل مصر اس کے خلاف ہو گئے۔ اور جس وقت وہ ان کو لے کر دحیہ کے مقابل میں گیا اس وقت اس کو موت کے منہ میں تنہا چھوڑ کر واپس چلے آئے۔

دحیہ کی شوکت اب بہت بڑھ گئی۔ یہاں تک کہ امراء اس کے مقابلہ میں جاتے ہوئے ڈرتے تھے۔ آخر میں ۱۶۹ھ میں فضل بن صالح نے آکر اس کو شکست دی۔ اور اس کا سر کاٹ کر مہدی کے پاس بھیجا۔

اسی سال مہدی گزر گیا اور ہادی تخت پر آیا۔ اس نے فضل کو واپس بلا کر علی بن سلیمان کو امارت پر بھیجا۔ دوسرے سال ہادی کے بعد ہارون رشید خلیفہ ہوا۔ اس نے ابن سلیمان کو بدستور رہنے دیا۔

ابن سلیمان نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سختی سے کام لیا۔ نصاریٰ نے فسطاط اور جیزہ میں بعض جدید کنیسے جو تیار کیے تھے ان کو گرانے کا حکم دیا۔ انھوں نے پچاس ہزار دینار پیش کیے کہ باز رہے لیکن نہیں قبول کیا۔ اس کے عدل کی وجہ سے مصر میں پھر خوشحالی ہوگئی۔ اہل مصر نے چاہا کہ اسی کو خلیفہ بنالیں یہ خبر سن کر ہارون نے ۱۷۱ھ میں اس کو معزول کر دیا۔ اور موسیٰ بن عیسیٰ علوی کو امارت کا فرمان دے کر بھیجا۔ اس نے عیسائیوں سے رشوت لے کر کنیسوں کے تعمیر کی پھر اجازت دے دی۔

ہارون نے ۱۷۶ھ میں مصر کی ولایت جعفر بن یحییٰ برمکی کے سپرد کی۔ اس نے اپنی طرف سے عمران بن مہران کو بھیجا جو نہایت حقیر صورت تھا۔ جس وقت مصر میں پہونچا موسیٰ کے دربار میں جاکر صف پائیں میں بیٹھ گیا۔ جب محفل اٹھ گئی تو موسیٰ نے اس سے پوچھا کہ کوئی کام ہے؟ بولا کہ ہاں اور وہ فرمان اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس نے جب پڑھا تو کہا کہ امیر عمران بن مہران کب تشریف لائیں گے؟ جواب دیا کہ وہ میں ہی ہوں۔ موسیٰ نے کہا کہ اللہ کی لعنت کم بخت فرعون پر جو اسی مصر کی سلطنت پر خدائی کا دعویٰ رکھتا تھا۔

ابن مہران نے عدل و تقویٰ کے ساتھ امارت کی۔ اس کے زمانہ میں مصر کی جس قدر وصولی تھی بیباق ہوتی رہی۔ یہ ان تمام تحفوں اور ہدیوں کو بھی جو لوگ دیتے تھے ان کی لگان میں مجرا کر دیتا تھا۔

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ یہ صرف امیر خراج تھا۔ ولایت مصر مسلمہ بن یحییٰ کے ہاتھ میں تھی جس کی معزولی کے بعد محمد بن زہیر آیا۔ وہ ایک سال بھی نہ رہنے پایا تھا کہ داؤد بن یزید مقرر ہوا۔ وہ بھی الگ کیا گیا اور دوبارہ موسیٰ بن عیسےٰ

Marfat.com

بھیجا گیا۔ چند مہینوں کے بعد ابراہیم بن صالح کو امارت کا فرماں ملا جو مہدی کے زمانہ میں والی رہ چکا تھا۔ پھر ولایت عبداللہ بن مسیب کے سپرد کی گئی۔ اس نے محصول میں اس قدر اضافہ کر دیا کہ رعایا ادا نہ کر سکی اور حوف کے باشندے مقابلہ کر بیٹھے جس میں بہت سے سرکاری آدمی مارے گئے۔ خلیفہ نے ہرثمہ بن اعین کو فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ اس نے یہ بغاوت فرو کی۔

اسی طرح سلسلہ وار ولاۃ تبدیل ہوتے رہے اور انتظام کوئی مستقل صورت اختیار نہ کر سکا۔ جس کی وجہ سے فساد بڑھا اور خوں ریزی ہونے لگی۔ خاصکر اہل حوف سے تو بلا فوجی قوت کے خراج کی وصولی نہیں ہوتی تھی۔

ہارون کے آخری زمانہ میں خصیب بن عبدالحمید امیر خراج تھا جس کے نام سے قصبہ منیہ خصیب آباد ہے۔

ہارون کی وفات کے بعد جب امین اور مامون میں نزاع برپا ہوئی اُس وقت مصر میں سری بن الحکم مامون کی حمایت کے لیئے کھڑا ہو گیا اس نے ۲۲ جمادی الثانی ۱۹۶ھ میں خلع امین اور خلافت مامون کی بیعت لی۔ مامون نے خلیفہ ہونے کے بعد اسی کو وہاں کا والی کر دیا۔

۲۰۴ھ میں سری نے فسطاط میں وفات پائی۔ اسی سال اور اسی مقام میں امام شافعی نے بھی جو وہاں سکونت گزیں ہو گئے تھے انتقال کیا۔

سری کے بعد مصری فوج نے اس کے بیٹے محمد کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ مرکز خلافت سے دور ہونے کی وجہ سے مصری وہاں کے احکام کی زیادہ پروا بھی نہیں کرتے تھے۔ اور ملک میں اس قدر ابتری تھی کہ کوئی نظام درست نہ تھا۔ اسی

Marfat.com

[...]یان میں اسکندریہ پر اہل اسپین آکر قابض ہو گئے۔ پانچ سال کے بعد مامون نے [...] اللہ بن طاہر کو فوج دے کر بھیجا۔ اس نے محمد کو شکست دی۔ اہل اسپین کو نکالا [...]مام ملک میں امن و امان قائم کیا۔

۲۱۳ھ میں مامون نے اس کو واپس بلا لیا۔ اور مصر و شام کی ولایت اپنے [...]ائی معتصم کو دی۔ اس نے عمیر بن ولید کو اپنا نائب بنا کر مصر میں بھیج دیا۔ اہل حوف [...] مقابلہ کیا اور اس کو قتل کر ڈالا۔ اس کی جگہ عیسیٰ جلودی مقرر ہوا۔ اس نے بھی [...]ست کھائی۔ اس وجہ سے معتصم خود چار ہزار ترکوں کی فوج لے کر آیا حوف کے [...]یوں کو جو بغاوت کے بانی تھے قتل کیا۔ اور عیسیٰ جلودی کو برطرف کر کے عیسیٰ [...]ن منصور کو مقرر کیا۔ اس کے پاس ایک ترکی فوج چھوڑ کر جس کا امیر افشین حیدر بن کاؤس تھا خود شام کی طرف چلا گیا۔ اہل حوف پھر مقابلہ کے لئے کھڑے [...] گئے۔ اور سلسلہ وار جنگ جاری رہی جس سے ملک کا سارا انتظام ابتر ہو گیا۔

[...]وجہ سے ۲۱۷ھ میں مامون رومیوں کی جنگ سے واپس ہوتے ہوئے خود [...]ر میں آیا۔ اس نے تمام حالات اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ والی مصر عیسیٰ بن منصور [...] ان خرابیوں کا ذمہ دار قرار دے کر برطرف کیا۔ اور کیدر صفدی کو معتصم کے [...]ب کی حیثیت سے والی بنایا۔ اسی نے مقیاس وضہ کی مرمت کرائی اور وہاں خلیفہ [...]کم سے ایک جامع بنوائی۔

۲۱۸ھ میں مامون کے بعد معتصم[۵] خلیفہ ہوا۔ اس کے آٹھ سال کے عہد میں پانچ

---

۵ معتصم کو مورخین نے مثمنی کا لقب دیا ہے کیونکہ آٹھ کا عدد اس کے مقسوم میں آیا ہے۔ وہ آٹھواں عباسی [...]ہے۔ اس کی ولادت شعبان میں ہوئی جو قمری سال کا آٹھواں مہینہ ہے۔ ۲۱۸ھ میں (بقیہ صفحہ ۶۸)

Marfat.com

والی مصر میں تبدیل ہوئے۔ آخری ابوجعفر اشناس تھا معتصم کے بعد واثق کے
عہد میں اشناس مرگیا۔ اس کی جگہ علی بن یحییٰ ارمنی آیا۔ وہ بھی معزول ہوا اور عیسیٰ
بن منصور کو دوبارہ ولایت کا فرمان دیا گیا۔

متوکل کے عہد میں ۲۳۲ھ میں جبکہ مصر کا والی حاتم بن ہرثمہ تھا اہل نوبہ نے
فوج کشی کی۔ اور کثیر تعداد میں جنگی ہاتھی لے کر آئے۔ حاتم نے گھوڑوں کی گردنو
میں گھنٹیاں بندھوائیں جس کی آواز سے وہ بھاگے اور تھوڑی دیر میں حبشی شکست
کھا گئے۔ رئیس نوبہ نے مصالحت کی درخواست کی جس کے لیئے وہ خلیفہ کے پاس
بھیج دیا گیا۔

انتظامی ابتری کی وجہ سے سواحل مصر پر رومیوں کے حملے ہونے لگے
متوکل نے حکم دیا کہ دمیاط۔ فرما اور تانیس تینوں مقامات پر قلعے تعمیر کیئے جائیں تاکہ
ان کے حملوں سے ملک کی حفاظت ہو سکے۔ ابھی یہ قلعے تعمیر بھی نہیں ہو چکے تھے
کہ رومیوں نے تین سو جنگی کشتیوں کے ذریعہ سے تینوں مقامات پر فوجیں اتار
دیں۔ تمام مال و متاع اور عورتوں بچوں کو لوٹ لے گئے اور مسجدوں میں آگ
لگا دی۔ والی مصر عنبسہ بن اسحاق نے جملہ امراء اور افواج کو محفل عید کی
شرکت کے لیئے فسطاط میں بلا رکھا تھا اس وجہ سے ان کا مقابلہ کرنے والا بھی کوئی نہ تھا

متوکل کے بعد منتصر اور نیز مستعین کے عہد میں بھی یزید بن عبداللہ مصر
کا والی رہا۔ معتز نے ۲۵۳ھ میں اس کو معزول کر کے مزاحم بن خاقان کو بھیجا جس

خلیفہ ہوا جبکہ اس کی عمر ۳۸ سال ۸ مہینے کی تھی۔ ۸ سال۔ ۸ ماہ۔ ۸ روز حکومت کی۔ ۸ لڑائیوں میں فتح
ہوا۔ ۸ ربیع الاول کو ۴۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ۸ بیٹے ۸ بیٹیاں اور ۸ کرور دینار اور ۸۰ لاکھ درہم
چھوڑے۔

گابوں اور مچھلی کے شکار پر بھی محصول لگا دیا اور مساجد میں بسم اللہ بالجہر پڑھنا
شافعیہ کا مذہب ہی بند کرا دیا۔ لوگ اس کے خلاف بغاوت کے لیئے تیار ہوئے
وہ مرگیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے احمد کو مصر کی ولایت دی گئی لیکن اس نے
ول نہ کی۔ اس لیئے ترکی امیر بائکباک کو سپرد کی گئی۔ اس نے اپنی طرف سے
مد بن طولون کو وہاں کا امیر الجیش اور احمد بن مدبر کو امیر خراج مقرر
کے بھیجا۔

اسی زمانہ میں مرکزِ خلافت کی کمزوری کی وجہ سے مصر میں ایک علوی نے
ابن صوفی کے نام سے مشہور تھا علَم امامت بلند کیا اور اقلیم اسنا پر قابض ہو گیا۔
ابن طولون نے اس کو شکست دی جس سے وہ الواحات کی طرف بھاگ گیا۔

دولتِ طولونیہ

۲۵۷ھ سے ۲۹۲ھ تک

طولون ایک ترکی غلام تھا جس کو نوح بن اسد سامانی نے مامون کے پاس
۲۰۰ھ میں ہدیتاً مرو میں بھیجا تھا۔ مامون نے اس کو دانا اور توانا دیکھ کر خدم میں
خل کرلیا۔ اور اپنے ساتھ بغداد لایا۔

۲۲۰ھ میں سامرا میں طولون کا بیٹا احمد پیدا ہوا۔ اس نے قرآن حفظ کیا اور
علم و آداب کی تکمیل کی۔ جب اس کا سن بیس سال کو پہونچا اور اس کا باپ
گیا اُس وقت یہ امیر بائکباک کی فوج میں داخل کر دیا گیا۔ ۲۵۴ھ میں جب
مذکور کو مصر کی ولایت ملی تو اس نے احمد بن طولون کی لیاقت اور صلاحیت

دیکھ کر اپنی طرف سے اس کو وہاں کی فوج کا امیر بنا کر بھیجا اور اپنے خاص کاتب احمد بن محمد واسطی کو ساتھ کر دیا۔ خراج پر احمد بن مدبر کو مقرر کیا۔

ابن طولون متقی اور انصاف دوست تھا اور ابن مدبر ظالم اور بے تدبیر نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں میں عداوت ہو گئی اور ایک دوسرے کے خلاف بساط سیاست پر شطرنج بازی کرنے لگے۔ اسی درمیان میں ۲۵۵ھ میں مہتدی سریر خلافت پر آگیا اور اس نے بائکباک کو قتل کر کے مصر کی امارت امیر ماجور کو دے دی جس کی لڑکی ابن طولون کے نکاح میں تھی۔ اس نے ابن طولون کو مصر کے سارے اختیارات سپرد کر دیئے۔ ابن طولون نے چاہا کہ ابن مدبر کو برطرف کر دے لیکن اس کا بھائی دربار خلافت میں وزیر خزانہ تھا اس لیئے صبر کیا۔

ابن مدبر نے دیکھا کہ اب وہ اپنے حریف کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس وجہ سے اپنا تبادلہ ملک شام میں کرا لیا۔ اور ابن طولون کے ساتھ رابطہ مودت پیدا کرنے کے لیئے اپنی بیٹی اس کے بیٹے خمارویہ کے ساتھ بیاہ دی اور جو کچھ ملکیت مصر میں رکھتا تھا اس کو ہبہ کر کے شام میں چلا گیا۔ شقیر خادم بھی جو اس کا دست راست اور ابن طولون کا مخالف تھا مر گیا۔

حکومت مصر

اب ابن طولون کے لیئے راستہ صاف تھا۔ ملک مصر کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا اور چاہا کہ ان تمام ناروا محاصل کو موقوف کر دے جو رعایا پر لگائے گئے ہیں۔ امین خراج عبداللہ بن دسومہ کو بلا کر اپنا خیال ظاہر کیا۔ وہ ایک طماع اور دنیا دار شخص تھا۔ اس نے حساب لگا کر بتلایا کہ اس سے سالانہ ایک لاکھ دینار کا خسارہ ہوگا

Marfat.com

اور نشیب و فراز سمجھا کر باز رکھنے کی کوشش کی۔ ابن طولون نے کہا کہ اچھا سوچوں گا۔
رات کو اپنے ایک متوفی طرسوسی دوست کو جو بڑا متقی تھا خواب میں دیکھا کہ وہ آیا ہے اور کہتا ہے کہ جو رائے تم کو دی گئی وہ صحیح نہیں ہے۔ اگر تم اللہ کے خوف سے اس ناجائز آمدنی کو چھوڑ دوگے تو وہ اس کے عوض میں تم کو بڑے بڑے خزانے دے گا۔
صبح کو بیدار ہوتے ہی اس نے فوراً ان محاصل کے الغاء کے احکام نافذ کر دیئے۔ ابن دسومہ پھر پہونچا اور سمجھانے لگا۔ ابن طولون نے رات کا تو اب اس سے بیان کیا۔ اس نے کہا کہ تعجب ہے کہ ایک مردہ کے قول پر آپ عمل کرتے ہیں اور ایک زندہ ناصح کی بات نہیں سنتے۔ بولا کہ اب تو جو ہونا تھا ہو گیا۔

دفینۂ غیبی

ایسا اتفاق کہ دوسرے دن وہ اپنے خدام کے ساتھ صحرا میں نکلا ان میں سے کسی کے گھوڑے کا پاؤں زمین کے اندر گھس گیا۔ دیکھا گیا تو اندر تہ خانہ تھا جس میں سے اس قدر خزانہ برآمد ہوا جس کی قیمت دس لاکھ دینار تھی۔ اس کی خبر تمام عالم اسلامی میں پھیل گئی۔ ابن طولون نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ یہ رقم کس مصرف میں لگائی جائے۔ اس نے لکھا کہ وجوہ خیر میں۔ چنانچہ ایک حصہ غرباء اور فقراء میں تقسیم کرایا۔ بقیہ سے ایک قلعہ اور ایک مارستان بنوایا۔ اور راستوں کی مرمت کی۔
فسطاط میں یہ مارستان مصر کا سب سے پہلا شفاخانہ تھا۔ اس کے ساتھ اطباء کے لیئے مکانات بھی تھے بہت سی دُکانیں بھی تعمیر کرائی گئیں تاکہ ان کے کرایہ سے صرفہ چلے۔ نیز نخاس کی ساری آمدنی اس پر وقف کی گئی۔ ابن طولون اکثر خود اطباء اور ان کے معالجات کو دیکھنے اور مریضوں کی عیادت کو یہاں آیا کرتا

تھا۔ ایک بار کسی مجنون نے اس پر ایسا حملہ کیا کہ ہلاکت سے بال بال بچا لیکن پھر بھی آنا ترک نہ کیا

روضہ کا مقیاس خراب ہو گیا تھا۔ دس ہزار دینار لگا کر اس کو اچھی طرح پختہ

کر دیا۔ ملک میں متعدد پُل بنوائے۔ اسکندریہ کی نہر جس میں ریتا اٹ گیا تھا صاف کرائی

اور اس میں جا بجا حوض اور سقائے بنوائے۔ اور منارہ کو بھی از سرِ نو تعمیر کرایا۔

۲۵۵ھ میں امیر ماجور نے وفات پائی۔ اُس وقت سے یہ مصر کا خود مختار حکمراں

ہو گیا۔ اہل مصر اس کے حسن انتظام اور پسندیدہ اخلاق سے بہت خوش تھے۔

جامع طولونی

خود مختاری کے بعد اپنی قوت بڑھانی شروع کی۔ فوج کی تعداد اس قدر ہو گئی

کہ فسطاط میں گنجائش نہ رہی۔ اس وجہ سے اسی کے متصل ایک جدا چھاؤنی قطائع کے

نام سے آباد کی۔ جبل مقطم پر تنور فرعون کے قریب یشکر نامی ایک ٹیکرا تھا جس کی

بابت مشہور تھا کہ وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام مناجات کے لیئے آیا کرتے تھے

اسی کو جامع مسجد کے لیئے پسند کیا۔ بنیاد کھودتے وقت وہاں بھی ایک دفینہ ملا جو

اُس سے بھی زیادہ تھا جو صحرا میں ملا تھا۔

دو سال کی کوشش سے ۲۶۳ھ میں یہ جامع تیار ہوئی جس کے آثار اب تک

باقی ہیں۔ افتتاح کے دن امراء اور ارکان دولت کے علاوہ علماء اور فقہاء بھی

بلائے گئے۔ مگر وہ اُس وقت تک مسجد میں داخل نہیں ہوئے جب تک کہ اُن کو یقین

نہ دلا دیا گیا کہ اس میں اس خزانہ کی ایک پائی بھی صرف نہیں کی گئی ہو جو اتفاقاً ملا ہو

اور جو مسلمانوں کی کمائی کا نہیں ہو۔

اسی جامع میں علامہ محمد بن ربیع نے حدیث کا درس شروع کیا۔ ابن طولون

Marfat.com

اور اس کے بیٹے بھی معمولی طلبار کی طرح آکر شریک ہوتے تھے۔

واقعہ عمری

ابن صوفی علوی جس کی بابت ہم لکھ چکے ہیں کہ الواحات کی طرف بھاگ گیا تھا پھر وہاں سے ایک فوج لے کر اشمونین کی طرف آیا۔ ابن طولون نے مدافعت کے لئے لشکر بھیجا۔ لیکن اس سے پہلے ابو عبدالرحمٰن نے جو حضرت عمر کی اولاد میں سے تھے ایک جماعت کے ساتھ اس کو وہاں سے مار کر بھگا دیا۔ اس نے اصوان میں جاکر لوٹ مار شروع کی۔ ابن طولون نے اس طرف فوج بھیجی جس کے خوف سے وہ قلزم کی طرف آیا اور بھاگ کر مکہ پہونچا۔ والی مکہ نے گرفتار کر کے مصر بھیج دیا۔ ابن طولون نے کچھ دنوں قید رکھا پھر چھوڑ دیا۔ وہ مدینہ چلا آیا اور وہیں مر گیا۔

ادھر عمری کی جمعیت بڑھ گئی۔ اور کثرت سے لوگ ان کے تابع ہوگئے۔ ابن طولون نے شبہ بیگی کی ماتحتی میں لشکر بھیجا۔ عمری نے اس سے کہا کہ غالباً ابن طولون کو میرا حال معلوم نہیں ہوا۔ میں بغاوت یا فساد کے لیئے نہیں کھڑا ہوا ہوں۔ نہ مجھ سے کسی مسلمان یا ذمی کو اذیت پہونچی ہے۔ میرا مقصد صرف اہل نوبیا کے ساتھ جہاد ہے جو مسلمانوں پر حملے کرتے رہتے ہیں۔ لہذا امیر کو تم میرا حال لکھ دو اگر وہ تم کو واپس بلالے تو چلے جانا ورنہ پھر معذور سمجھے جاؤ گے۔ اس نے یہ منظور نہ کیا اور جنگ کی۔ آخر کار شکست کھائی۔ جب لوگوں نے ابن طولون سے یہ حقیقت بیان کی تو وہ شبہ بیگی پر بہت برہم ہوا۔ اور کہا کہ مجھے کیوں نہ لکھا۔ تمھارے اسی عناد کی وجہ سے عمری نے فتح پائی۔

اسی درمیان میں عمری کے دو غلام ان کا سر لیئے ہوئے آئے۔ ابن طولون

Marfat.com

نے پوچھا کہ تم نے اپنے آقا کو کیوں قتل کر ڈالا۔ بولے کہ آپ کی خوشنودی کے
اس نے کہا کہ اس جرم کے ارتکاب پر تم قتل کے مستحق ہو۔ چنانچہ ان سے قصاص
لیا اور سر کو غسل دے کر احترام کے ساتھ دفن کرایا۔

اس واقعہ کے دوسرے سال محمد بن فاراب فرغنی اہل برقہ کو ساتھ لے کر
باغی ہوگیا۔ ابن طولون نے اپنے غلام لو لو کی ماتحتی میں فوج بھیجی جس نے اس کی
بغاوت فرو کی۔

موفق کی عداوت

اس زمانہ میں معتمد خلیفہ تھا اور اس کا بھائی موفق سپہ سالار جو سیاہ و سفید
کا مالک تھا۔ اس کے پاس خبریں پہونچیں کہ ابن طولون نے شاہانہ شان و شوکت
پیدا کرلی ہے۔ موفق نے اس کو معزولی کی دھمکی دی۔ ابن طولون کی طرف سے
بھی جواب سخت گیا۔ اُس نے موسیٰ بن بغا کی سرکردگی میں فوج روانہ کی۔
ابن طولون مقابلہ کی تیاری کرنے لگا۔ اور ایک قلعہ بنانا شروع کیا جس میں علاوہ
عملہ اور مزدوروں کے تمام فوج اور امراء اور خود وہ بھی دن رات کام کرتا تھا۔
بغدادی فوج مقام رقہ میں پہونچ کر رسد کی کمی سے رُک گئی۔ دس مہینہ تک
وہیں پڑی رہی اور آخر کار وظائف نہ ملنے کی وجہ سے واپس چلی گئی۔ جس دن یہ
خبر مصر میں پہونچی اُسی دن ابن طولون نے قلعہ کی تعمیر بند کردی۔ جس کو جو کچھ پیشگی
دے دیا تھا سب معاف کردیا۔ اور اس شکریہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے بلا جنگ نجات
دے دی بہت کچھ صدقہ اور خیرات تقسیم کیا۔

شام کی ولایت

ساحلِ شام پر رومیوں کے سلسلہ وار حملے ہوتے تھے۔ خلیفہ کے پاس مدافعت کی طاقت نہ تھی۔ اس لیے مجبوراً ۲۶۳ھ میں ابن طولون کو طرسوس کی ولایت کا فرمان بھیج کر ان کے مقابلہ کے لیئے مامور فرمایا۔ اس نے جا کر سرحد کو محفوظ کیا۔ اور سارے ملک شام پر قابض ہو گیا۔ اب اس کی سلطنت برقہ سے ساحل فرات تک پہونچ گئی۔ اور خلیفۂ عباسی کے پاس صرف عراق۔ جزیرہ اور اہواز تین صوبے رہ گئے۔

موفق اس زمانہ میں حبشیوں کی جنگ میں مصروف تھا۔ ابن طولون نے موقع کو غنیمت سمجھ کر جہاں تک ہو سکا اپنی قوت بڑھائی۔ اس کو یہ بھی معلوم تھا کہ خلیفہ موفق کے استبداد سے تنگ ہی۔ اس لیئے تحفے اور ہدیئے بھیج کر درخواست کی کہ آپ مصر میں آجائیے۔ وہ سامرا سے روانہ بھی ہوا لیکن موفق کو خبر لگ گئی اور اس نے روک لیا۔

اب موفق ابن طولون کے اور زیادہ خلاف ہو گیا۔ اور خلیفہ سے اس پر لعنت بھیجنے کا حکم لکھوایا۔ اس نے بادلِ ناخواستہ لکھا۔ کیونکہ وہ ابن طولون کا طرفدار تھا۔

عباس کی بغاوت

ابن طولون جس وقت شام کی طرف گیا تھا مصر میں اپنے بیٹے عباس کو اپنی جگہ چھوڑ گیا تھا۔ جب واپس آیا تو معلوم ہوا کہ عباس بغاوت کی تیاری میں ہی۔ خزانہ کی کل رقم جو بیس لاکھ دینار تھی اپنے قبضہ میں کر لی ہی مزید براں تین لاکھ دینار قرض بھی لیئے ہیں۔ اور جنگ کے ارادہ سے برقہ میں جا کر فوجیں مرتب کر رہا ہی۔ ابن طولون نے اس کو سمجھانے کی بہت کوشش کی۔ جب وہ راہ پر نہ آیا تو فوج بھیجی۔ وہ اپنے

Marfat.com

ساتھیوں کے مشورہ سے افریقیہ کی طرف چلا گیا۔ وہاں اغالبہ اوران کے عمال سے لڑائیاں کیں۔ آخر میں ہزیمتیں اُٹھاکر اور مال و متاع اور فوج کو تباہ کرکے برقہ میں آیا۔ وہاں کے والی نے گرفتار کرکے بھیج دیا۔ ابن طولون نے اس کے مشیروں کو سخت سزائیں دیں۔ اوراس کو سو کوڑے لگوائے۔ مگر رقت اور شفقت سے آنسو خود اس کی آنکھوں سے جاری تھے۔ پھر قید کردیا۔

وفات

۲۰ ذیقعدہ شب یکشنبہ کو ۲۷۰ھ میں احمد بن طولون نے وفات پائی۔ شجاعت اور عدل میں مشہور تھا۔ نہایت متواضع۔ مردم شناس۔ علم دوست اور فیاض۔ دسترخوان عام تھا۔ شکریہ اور نذر کے علاوہ روزانہ صدقے اور خیرات دیتا اور ہر ہفتہ میں تین ہزار دینار بیواؤں۔ مسکینوں اور یتیموں کو تقسیم کراتا۔ ایک بار متولی صدقات ابراہیم نے کہا کہ بعض وقت ارباب استحقاق کا پہچاننا بہت دشوار ہوتا ہے۔ کیونکہ برقع کے نیچے سے حنائی ہاتھ نکلتے ہیں جن کی کلائیوں میں مزرکش آستین اور مرصع کنگن اور انگلیوں میں طلائی انگوٹھیاں ہوتی ہیں۔ ابن طولون نے جواب دیا کہ "جو ہاتھ پھیلائے اُس کو دو"

حافظ قران اور خوش آواز تھا۔ تلاوت بڑے ذوق سے کرتا تھا۔

۱۷ بیٹے اور ۱۳ بیٹیاں چھوڑیں۔

خمارویہ

ابن طولون کے بعد اس کا بیٹا خمارویہ تخت نشین ہوا۔ سب لوگوں نے بیعت

Marfat.com

کی مگر دمشق کے والی نے انکار کیا۔ مصری فوجوں نے جا کر اس کو شکست دی وہ شیزر کی طرف بھاگ گیا۔

خمارویہ نے سب سے پہلے اسکندریہ کے بطریق کو قید خانہ سے رہا کیا جس کو ابن طولون نے ایک موعودہ رقم ادا نہ کرنے کی وجہ سے محبوس کیا تھا۔ اس کی وجہ سے مصری عیسائی اس سے بہت خوش ہو گئے۔

خلیفہ کے ساتھ اس کے تعلقات اچھے تھے۔ تخت پر آتے ہی اس کے لیئے بیس خچر اشرفیوں سے لدے ہوئے۔ دس غلام۔ دو صندوق زیور۔ ۱۷ راس اسپ معہ طلائی ساز۔ ۲۷ شتر جن کے جھول زربفت کے تھے۔ سواری کے پانچ خچر اور ایک زرافہ بیس سواروں کے ساتھ جن کی قبائیں ریشمی اور کمریں مرصع بجواہر تھیں بھیجا۔

مزید تقریب کے لیئے اپنی بیٹی قطر الندیٰ خلیفہ معتضد کے ساتھ بیاہ دی۔ اس کو جہیز میں اس قدر ساز و سامان دیا جس کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔ اس کے بیٹھنے کے لیئے سونے کا ایک تخت بنوایا تھا جس کے چاروں گوشوں پر مرصع ستون تھے۔ ان پر جالی دار طلائی قبہ تھا جس کے ہر ہر حلقہ میں ایک ایک انمول موتی سونے کے تار میں لٹکتا تھا۔ جوڑوں کی قیمت کا اندازہ کچھ اس سے ہو سکتا ہے کہ صرف ایک ہزار ازار بند ایسے دیئے تھے جن کا صرفہ بارہ ہزار دینار تھا۔ رخصتی کے وقت مصر سے بغداد تک ہر ہر منزل پر اپنے محل کے مشابہ ایک ایک قصر تعمیر کرا کے آلات و فروش وغیرہ سے آراستہ کرا دیا تھا۔ عروس کو نرم رفتار سے لاتے تھے اور قصر میں اُتار دیتے تھے۔ اس طرح پر مصر سے بغداد تک گویا وہ برابر اپنے باپ ہی کے گھر میں قیام

Marfat.com

کرتی چلی آئی۔ آغاز محرم ۲۶۲ھ میں بڑی شان کے ساتھ بغداد میں اس کا داخلہ ہوا۔
خمارویہ کو درختوں اور جانوروں کا بڑا شوق تھا۔ اس نے قصر شاہی کو بڑھا
ایک بڑا میدان اس کے اندر داخل کر لیا۔ جس میں قسم قسم کے درختوں کے تختے۔
رنگ برنگ کے پھولوں کے چمن لگائے اور طرح طرح کے خوشنما اور خوش آواز پرند
منگا کر ان میں رکھے۔

اسی طرح ایک بڑے احاطہ میں ہر قسم کے جنگلی جانور خاصکر درندے فراہم کیے۔
شیروں اور چیتوں سے اس کو ایسی دلچسپی تھی کہ دربار میں بھی ہمیشہ اپنے سامنے
بندھوائے رکھتا تھا۔ ان میں سے بعض بعض اس قدر مانوس ہو گئے تھے کہ کھلے ہوئے
اس کے پیچھے پیچھے گھومتے تھے۔

محل کی دیواروں کو لاجورد محلول اور طلا اور مختلف قسم کی چوبیں تصویروں سے
آراستہ کیا تھا۔ اور اپنے سونے کے لیے ایک حوض بنوایا تھا جس میں پارہ بھر دیا تھا۔
اس کے دونوں کناروں پر ریشم کی ڈوریاں چاندی کے کڑوں میں بندھی ہوئی
تھیں جن کے اوپر چرمی گدا ہوا سے بھر کر ڈال دیا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ اس کو
کم خوابی کی شکایت تھی۔ طبیب نے بتلایا کہ چپی سے نیند آجائے گی۔ اس نے کہا کہ
میری طبیعت گوارا نہیں کر سکتی کہ کوئی بدن پر ہاتھ رکھے۔ اس وجہ سے یہ صورت
اختیار کی۔ کیونکہ پارہ برابر حرکت میں رہتا تھا جس سے نیند آجاتی تھی۔

خمارویہ ۲۸۲ھ میں مقتول ہوا۔ وجہ یہ ہوئی کہ اس کے ایک خاص خادم اور محل کی
کسی کنیز میں اس قسم کے تعلقات کا انکشاف ہوا جس سے یہ ان پر سخت برہم ہوا۔ انھوں نے
اپنی جان کے خوف سے سازش کر کے رات کو سوتے میں ذبح کر ڈالا۔

Marfat.com

جیش بن خمارویہ

خمارویہ کے بعد اس کے بیٹے ابوالعساکر جیش کے ہاتھ پر امارت کی بیعت ہوئی مگر اس کی کم سنی کی وجہ سے حاکم شام طغج بن جف نے بیعت سے انکار کیا۔ مصری فوجیں بھی اس کے ہم خیال ہوگئیں۔ اور ہنگامہ برپا کر کے اس کو قتل کر دیا۔ محل بھی لوٹ لیا اور شہر میں آگ لگادی۔ پھر ہارون کو تخت پر بٹھایا۔

ہارون بن خمارویہ

ہارون کو چونکہ امرار فوج نے بادشاہ بنایا تھا اس لیئے وہ اس کو اپنا احسان مند سمجھتے تھے۔ اور اس کے حکموں کی زیادہ پروا نہیں کرتے تھے۔

خلیفہ معتضد نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر لشکرکشی کی۔ جب شہر امیدہ میں پہونچا تو وہاں کے عامل محمد بن احمد نے اطاعت قبول کر لی ہارون کو خطرہ ہوا۔ اس نے خلیفہ کو لکھا کہ میں فرماں بردار ہوں اور ولایت طرسوس بطور نذر پیش کرتا ہوں۔ معتضد نے خوشی سے قبول کیا اور طرسوس کو قبضہ میں لایا۔ پھر قنسرین اور عواصم بھی اس سے نکال لیا اور اس کی ولایت شام اور مصر پر محدود کر دی۔ وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ سالانہ چار لاکھ دینار خزانہ خلافت میں بھیجا کرے۔

معتضد کے بعد مکتفی خلیفہ ہوا۔ اس نے ۲۹۲ھ میں محمد بن سلیمان کے ساتھ ایک فوج بھیجی کہ شام و مصر پر قبضہ کرلے۔ محمد نے جا کر شام پر تسلط قائم کیا پھر مصر کی طرف بڑھا۔ یہاں فوجیں متحد نہ تھیں۔ اس وجہ سے ہارون مقابلہ میں ناکام رہا۔ اور

Marfat.com

صفر سنہ مذکور میں قتل کیا گیا۔

اس کے بعد بعض امیروں نے اس کے چچا شیبان بن احمد کو امیر بنایا لیکن عوام نے بیعت نہیں کی۔ اب مصر طولونی قبضہ سے جو ۳۷ سال ۷ ماہ اور ۲۰ یوم رہا نکل کر پھر عباسی خلافت کے ماتحت آگیا۔

دولتِ عباسیہ ثانیہ

سنہ ۲۹۲ھ سے سنہ ۳۲۳ھ تک

مکتفی نے عیسٰی نوشری کو مصر کا امیر بنایا تین سال کے بعد مقتدر خلیفہ ہوا اس نے بھی عیسٰی مذکور کو اپنے عہدہ پر قائم رکھا۔ سنہ ۲۹۷ھ میں عیسٰی نے انتقال کیا۔ اس کی جگہ پر تکین خزری مقرر ہوا۔ اس کے زمانہ میں عبید اللہ فاطمی مہدی کی طرف سے حباسہ بن یوسف نے آکر برقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور ایک لاکھ سے زیادہ سوار لیئے ہوئے محرم سنہ ۳۰۲ھ میں اسکندریہ کی طرف بڑھا تکین کی امداد کے لیئے بغداد سے فوجیں گئیں۔ سخت ہولناک جنگ ہوئی جس میں فریقین کے بے شمار آدمی مارے گئے۔ آخر کار حباسہ کامیاب نہ ہو سکا اور واپس چلا گیا۔

خلیفہ بغداد نے اس کے بعد تکین کی جگہ پر زکا رومی کو مقرر کیا۔ اس کے عہد میں ۸ صفر سنہ ۳۰۷ھ میں فاطمی خلیفہ نے ابو القاسم کی ماتحتی میں پھر ایک لشکر گراں بھیجا۔ زکا اس اثنا میں مر گیا۔ اس لیئے مقابلہ پر تکین خزری مامور ہوا۔ بغداد سے تین لاکھ فوج لے کر مونس خادم بھی پہونچ گیا تھا۔ مقام الفیوم اور اسکندریہ میں سخت لڑائیاں ہوئیں اور ابو القاسم بھی بے نیل مرام پلٹ گیا۔

Marfat.com

دوسرے سال تکین نے وفات پائی۔ اس کا بیٹا محمد بالحکم خلافت کے والی بن بیٹھا۔

مقتدر کی وفات کے بعد ۳۲۰ھ میں قاہر کے ہاتھ پر خلافت کی بعیت ہوئی۔ اس نے محمد بن طغج کو مصر کی ولایت دی۔ مگر وہ اس وقت نہ جا سکا۔ اس وجہ سے احمد بن کیغلغ بھیجا گیا۔

۳۲۲ھ میں راضی باللہ نے پھر ابن طغج کو فرمان دیا۔ وہ مصر کی طرف آیا۔ احمد نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھائی اور بھاگ کر خلیفہ فاطمی کے پاس چلا گیا۔ محمد بن طغج نے مصر کی ولایت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس کے عہد میں فاطمی فوج نے آکر اسکندریہ لے لیا۔

دولت عباسیہ اس وقت ایسی کمزور ہو گئی تھی کہ قرمطی شام اور عرب کے ایک حصہ پر قابض ہوئے تھے۔ سامانیوں کی ریاستیں خراسان میں مستقل ہو چکی تھیں۔ آل بویہ فارس پر متغلب تھے۔ حمدانی جزیرہ اور دیار بکر پر۔ یہ دیکھ کر ابن طغج نے بھی مصر میں اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔

دولت اخشیدی

۳۲۳ھ سے ۳۵۸ھ تک

ابوبکر محمد بن طغج ملوک فرغانہ کی نسل سے تھا۔ معتصم کے زمانہ میں جب ترکوں کی آمد شروع ہوئی تو ان کی زبانی خلیفہ کو معلوم ہوا کہ ترکستان میں ایک رئیس جف نامی نہایت قوی اور بہادر ہے۔ معتصم نے اس کو طلب کیا۔ اور جب وہ پہونچا

Marfat.com

تو نہایت اکرام کے ساتھ رکھا۔ اور جاگیر عطا کی۔

جف سامرا میں رہا۔ وہیں اس کی اولاد پیدا ہوئی۔ ۲۴۷ھ میں جب متوکل مارا گیا۔ اس کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا طغج بن طولون کے غلام لولو کے پاس آگیا جو اس وقت جزیرہ میں تھا۔ خمارویہ نے اس کو پسند کرکے اپنے حشم کا سرخیل بنایا اور طبریہ کی امارت بخشی۔ اس کے قتل ہو جانے کے بعد طغج کو خلیفہ مکتفی نے اپنے پاس بلا لیا۔ اور خلعت وانعام سے سرفراز فرماکر درباریوں میں داخل کیا۔

اس زمانہ میں عباس بن حسین وزیر تھا۔ طغج کے ساتھ اس کو عداوت ہوگئی۔ اور اس نے اس کو معہ اس کے بیٹے محمد کے قید کرا دیا۔ طغج قید خانہ ہی میں مر گیا۔ لیکن محمد کو رہائی ملی جس نے اپنے بھائی عبید اللہ کی مدد سے ۲۹۶ھ میں وزیر عباس سے اپنے باپ کا بدلہ لیا اور بھاگ کر بادیہ شام میں تکین خزری کے پاس چلا گیا۔ وہاں بعض معرکوں میں شہرت حاصل کی۔ ۳۰۶ھ میں قافلۂ حجاج کو راہزنوں کے حملہ سے بچایا۔ خلیفہ مقتدر نے اس پر خوش ہو کر خلعت بھیجا۔ ۳۱۶ھ میں تکین سے ناموافقت ہو جانے کے باعث رملہ میں گیا۔ مقتدر نے جب سنا تو ۳۱۸ھ میں رملہ کی امارت کا فرمان اس کے نام لکھ دیا۔

۳۲۱ھ میں قاہر نے اس کو مصر کی ولایت دی مگر وہ جا نہ سکا۔ دوبارہ ۳۲۳ھ میں راضی باللہ نے فرمان بھیجا۔ اس وقت وہاں پہونچا اور امارت پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے استقلال کا اعلان کر دیا۔ خلیفہ نے بھی مجبوراً اس کے استقلال کو تسلیم کیا۔ اور ۳۲۷ھ میں اس کو اخشید کا لقب دیا جس کے معنی فرغانی زبان میں شاہنشاہ کے ہیں۔

Marfat.com

استقلال کے بعد اس نے شام پر بھی قبضہ کرلیا۔ بغداد کے امیر الامرا محمد بن رائق نے ۳۲۸ھ میں اس پر فوج کشی کی۔ پہلے شام میں جاکر اس کے عامل کو شکست دی پھر مصر کی طرف بڑھا۔ فرما میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔ بعض امیروں نے بیچ میں پڑکر اس طرح صلح کرادی کہ اخشید مصر سے رملہ تک قابض رہے اور دمشق سے دست بردار ہو جائے جس کا سالانہ دس ہزار خراج اس کو ملتا رہے گا۔ دونوں فریق اس پر راضی ہو گئے۔

۳۳۰ھ میں راضی نے انتقال کیا اور اس کا بھائی متقی خلیفہ ہوا۔ اس نے بھی اخشید کی امارت کو سابقہ قرارداد کے مطابق بحال رکھا۔ جب ناصر الدولہ بن حمدان والی موصل نے امیر الامرائی حاصل کرنے کے خیال سے ابن رائق کو قتل کرڈالا اس وقت اخشید نے پھر دمشق پر قبضہ کرلیا۔

۳۳۳ھ میں ناصر الدولہ کے بھائی سیف الدولہ نے حلب پر چڑھائی کی۔ جو اخشید کے زیر حکومت تھا۔ اخشید نے اپنے غلام کافور کے ساتھ فوج بھیجی۔ مگر سیف الدولہ نے شکست دے دی اور حلب کے بعد حمص پر بھی قبضہ کرلیا اور دمشق کی طرف بڑھا۔ قنسرین میں طرفین نے صف آرائی کی۔ لیکن جنگ میں کوئی ایک دوسرے پر غالب نہ آسکا۔ آخر کار اس بات پر مصالحت ہوئی کہ دمشق تک اخشیدی حکومت رہے اور حمص و حلب وغیرہ پر حمدانی قابض ہوں۔

۳۳۴ھ میں ۱۱ سال ۳ ماہ حکومت کرنے کے بعد محمد بن طغج اخشید نے وفات پائی۔ مدبر اور شجاع تھا۔ اور لشکر کا شیدائی۔ کم و بیش چار لاکھ فوج مرتب کی تھی۔

Marfat.com

انوجور بن اخشید

اخشید کے بعد اس کا بیٹا انوجور تخت نشیں ہوا۔ چونکہ کم سن تھا اس وجہ سے مہمات سلطنت غلام کافور کے ہاتھ میں تھے۔ جو فرزانہ اور منتظم تھا۔

سیف الدولہ نے اخشید کی موت کی اطلاع پاتے ہی دمشق پر آ کر قبضہ کر لیا کافور نے جاکر اس کو نکالا۔ اور بدر اخشیدی کو وہاں کا حکم دار مقرر کر کے واپس آیا۔

۳۴۰ھ میں شاہ نوبیا نے مصر پر حملہ کیا۔ کافور نے ایسی شکست دی کہ اصوان سے بھاگ کر ۵۰ میل پر جا کر دم لیا۔

۸ ذیقعدہ ۳۴۹ھ میں انوجور نے انتقال کیا۔

علی بن اخشید

انوجور کی جگہ اس کا بھائی علی بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں مصر میں سخت قحط پڑا۔ اور اندرونی نزاعات کی وجہ سے فوجی طاقت گھٹ گئی۔ ۳۵۵ھ میں وہ مر گیا۔

کافور اخشیدی

یہ ایک حبشی غلام تھا جس کو اخشید نے ۳۱۲ھ میں کسی مصری رئیس سے خریدا تھا۔ چونکہ بعض معرکوں میں اس نے شہرت حاصل کی اس وجہ سے اخشید کی اولاد کا اتالیق ہو گیا۔ علی کے مرنے کے بعد اس کے ہاتھ پر امارت کی بیعت ہوئی۔ خلیفہ مطیع کا عہد تھا اس نے بھی تسلیم کر لیا۔ اس کی عظمت و شان اس قدر بڑھ گئی کہ مصر کے علاوہ

Marfat.com

حجاز اور شام میں خطبوں میں اس کا نام بھی خلیفہ کے نام کے ساتھ لیا جانے لگا۔
دو سال چار ماہ حکومت کرکے بعد ۔ اجمادی الاول ۳۵۷ھ میں گزر گیا۔
اس کی کنیت ابو المسک تھی اور چہرہ سخت مشکیں۔ غالباً یہ مصرع کسی فارسی شاعر نے اسی کے نام کی مناسبت سے موزوں کیا ہو۔

برعکس نہند نام زنگی کافور

لیکن باوجود حبشی ہونے کے نہایت رعب دار تھا۔ اور اہل علم و صلاح کی توقیر کرتا تھا۔

ابو جعفر مسلم بن عبد اللہ بن طاہر علوی کا بیان ہے کہ ایک بار کافور کے ساتھ ہم چند آدمی سوار ہو کر سیر کو نکلے۔ راستہ میں کوڑا اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ میں نے فوراً اتر کر اُٹھا لیا اور اُس کو دے دیا۔ کہنے لگا "اللہ اکبر" اس رتبہ پر پہونچنے کی مجھے کبھی امید نہیں ہو سکتی تھی۔ میں تو ایک زر خرید غلام ہوں۔ یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

واپسی کے بعد جب میں گھر آیا تو اس نے شکریہ میں اپنے غلاموں کے ہاتھ میرے پاس گھوڑے اور خچر مال و متاع سے لدے ہوئے بھیجے۔ جن کی قیمت پندرہ ہزار دینار سے کم نہ تھی۔

مصر میں کسی واعظ نے اپنے وعظ میں کہا کہ دنیا کی خواری دیکھو کہ اللہ تعالےٰ نے کیسے کیسے لوگوں کو اس کا مالک بنا رکھا ہے۔ بغداد میں معز الدولہ دیلمی ہے وہ مخذول اور مصر میں کافور اخشیدی ہے وہ خصی۔ یہ بات کافور تک پہونچی۔ ہنسا اور کہا کہ اس واعظ سے میں ایک بار سختی سے پیش آیا تھا اسی وجہ سے اس نے ایسا کہا۔

Marfat.com

پھر بلا کر اس کو ایک رقم دے دی۔ اس کے بعد سے وہ اپنے وعظ میں کہا کرتا تھا کہ حام کی اولاد میں سے صرف تین شخص کامل نکلے۔ لقمان حکیم۔ حضرت بلال موذن رسول اللہ۔ اور کافور اخشیدی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ۔

سیف الدولہ والی موصل کا مداح خاص عرب کا مشہور شاعر متنبی آخر میں اُس کے دربار سے خفا ہو کر کافور ہی کے دربار میں چلا آیا تھا۔ اور اس کی مدح نیز ہجو میں متعدد قصیدے لکھے جو اس کے دیوان میں ہیں۔

احمد بن علی

کافور کے بعد اخشید کا پوتا احمد امیر بنایا گیا جس کا سن صرف ۱۱ سال کا تھا۔ شامیوں نے اس کی امارت تسلیم نہیں کی۔ اور حسن اخشیدی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ قرامطہ کا اس زمانہ میں زور تھا اُنھوں نے حسن کو شکست دے کر شام پر قبضہ کر لیا۔ حسن اپنی فوجیں لے کر بھاگا ہوا مصر آیا کہ احمد سے امارت چھین لے۔ یہ باہمی خلفشار دیکھ کر بعض ارکین دولت نے خلیفہ فاطمی معز لدین اللہ کو قبضہ مصر کی دعوت دی جو اسی تاک میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اپنے غلام جوہر صقلی کے ساتھ ایک فوج بھیجی جس نے ۳۵۸ھ میں آکر بلا مقابلہ مصر کو لے لیا۔

دولتِ فاطمیہ

۳۵۸ھ سے ۵۶۷ھ تک

۲۶۹ھ سے شمالی غربی افریقہ میں فاطمی دعوت کا آغاز ہوا۔ اور فاس کے متصل

Marfat.com

۲۷۸ھ میں ابو محمد عبید اللہ نے اپنی مہدویت کا اعلان کیا۔ جس کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ امام جعفر صادق کے بیٹے اسماعیل کی اولاد میں ہے۔ اور فاطمی علوی ہونے کی وجہ سے امامت کا اصلی حقدار ہے۔ ادارسہ اور اغالبہ کی جماعتوں نے اس کا ساتھ دیا جن کی مدد سے رفتہ رفتہ اس نے غلبہ حاصل کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ۲۸۰ھ میں قیروان (مرکز افریقہ) کو بھی فتح کر لیا۔

۲۹۵ھ میں جب اس کی قوت بڑھ گئی اس نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔[۱]

مہدی کی نگاہیں مصر کے زرخیز خطہ پر لگی ہوئی تھیں جس کو وہ اپنا مرکز بنانا چاہتا تھا۔ لیکن اس کو لینے کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔ اس وجہ سے قیروان کے متصل مہدیہ آباد کر کے فتح مصر تک اسی کو اپنا عارضی دارالخلافہ قرار دیا۔ ۳۰۱ھ کے آخر میں حباسہ کی قیادت میں مصر پر فوج بھیجی لیکن امیر مصر تکین خزری نے جس کی امداد کے لیئے خلیفہ بغداد نے فوجیں بھیج دی تھیں اس کو شکست دے دی۔ ۳۰۷ھ میں پھر ابو القاسم کی ماتحتی میں لشکر بھیجا مگر وہ بھی شکست کھا کر واپس گیا۔

۳۲۲ھ میں عبید اللہ مہدی نے انتقال کیا اور اس کا بیٹا ابو القاسم محمد قائم بامر اللہ خلیفہ ہوا۔ یہ اپنے باپ سے بھی زیادہ مصر کا آرزومند تھا۔ اسی سال بغداد میں راضی باللہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی جس نے محمد بن طغج کو مصر کا والی بنا کر بھیجا۔

---

[۱] فاطمیہ کا یہ اعلان اور عباسیہ کی کمزوری دیکھ کر عبد الرحمٰن ناصر امیر اندلس نے بھی جو ۳۰۰ھ میں تخت نشین ہوا اپنی خلافت کا دعویٰ کر دیا۔ جس سے دنیائے اسلام میں تین خلافتیں ہو گئیں جو ایک دوسری کی حریف تھیں۔ اور وہ اسلامی خلافت جس سے سارے عالم کا نظام قائم ہوتا ان قریشی خانوادوں کی دنیاوی منافست اور باہمی رقابت میں بازیچۂ طفلاں بن گئی جس سے امت کا شیرازہ بکھر گیا۔

اس نے وہاں جاکر احمد کیغلغ کو نکال دیا۔ وہ بھاگ کر قائم بامر اللہ کے پاس پہونچا اور فتح مصر کے لیئے اس کو آمادہ کیا۔ اس نے ایک لشکر گراں بھیجا۔ ابن طغج نے ہر چند مدافعت کے لیئے غربی حدود میں قلعے اور مورچے بنوائے لیکن فاطمی لشکر نے آکر اسکندریہ کو فتح کر لیا۔

(۱) معزلدین اللہ
۳۵۸ھ سے ۳۶۵ھ تک

۳۵۸ھ میں دولت اخشیدی کے خاتمہ پر قائم بامر اللہ کا بیٹا ابو تمیم معد معزلدین اللہ کے لقب سے مہدیہ میں خلیفہ تھا جو برقہ سے مراقش تک اور مالطہ۔ ساردینیہ۔ صقلیہ نیز اکثر جزائر بحر متوسط پر قابض ہو چکا تھا۔ اس نے موقع دیکھ کر اپنے غلام جوہر کو جس نے فاس اور سجلماسہ وغیرہ کی فتوحات سے بڑی عظمت حاصل کر لی تھی ایک لاکھ سوار اور بے شمار مال و متاع اور ساز و سامان دے کر فتح مصر کے لیئے روانہ کیا۔

مصر اس زمانہ میں سخت قحط میں مبتلا تھا جس میں تقریباً چھ لاکھ آدمی مر گئے تھے اور کوئی طاقت بھی وہاں موجود نہ تھی۔ علاوہ بریں خود بہت سے امراء مصر فاطمی قبضہ کے خواہاں تھے اس لیئے کوئی مدافعت نہیں ہوئی اور جوہر آکر قابض ہو گیا۔ ۱۲ شعبان ۳۵۸ھ کو امراء۔ وزراء اور علماء و قضاۃ نے فسطاط کے دروازہ پر اس کا استقبال کیا۔ جمعہ کے دن اس نے جامع عمرو بن عاص میں خلیفہ فاطمی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ عباسی سیاہ شعار کو اٹھا کر فاطمی سفید شعار[1] مقرر کیا اور اذان میں

---

[1] عباسیوں کا شعار سیاہ تھا۔ فاطمیوں کا سفید اور بنی امیہ کا سبز۔

"حی علےٰ خیر العمل" پکارنے کا حکم دیا۔

اس کے بعد بغداد کے نقشہ پر قاہرہ[51] کی داغ بیل ڈالی۔ وسط میں خلیفہ کے لئے دو عظیم الشان قصر بنوائے اور جامع ازہر[52] تعمیر کرائی۔

جب مصر پر تسلط ہوگیا تو جعفر بن فلاح کتامی کو فوج دے کر شام کی طرف بھیجا۔ اس نے وہاں قبضہ کر کے سب سے فاطمی خلافت کی بیعت لی۔ جو لوگ مخالف تھے ان کو گرفتار کر کے مصر بھیج دیا۔

ان فتوحات کے بعد جوہر نے معز کو مصر میں آنے کی دعوت دی۔ وہ ۵ صفر ۳۶۲ھ میں مہدیہ سے روانہ ہوا۔ راستہ میں قیام و شکار و سیر و تفریح کرتا ہوا ۲۴ شعبان کو اسکندریہ میں داخل ہوا جہاں جملہ طبقات کے لوگ اس کے استقبال کے لئے

---

۵۱ اس شہر کی تاسیس کے دن جوہر نے نجومی کو ایک بلند مقام پر کھڑا کیا۔ اور داغ بیل پر ہر طرف رسیاں بندھوا کر ان میں گھنٹیاں لٹکا دیں۔ تاکہ جب وہ نیک ساعت آئے جو نجومی نے تجویز کی ہو اُس وقت وہ رسی ہلائے اور بنیادیں ڈال دی جائیں۔ اتفاق سے رسی میں اُڑتا ہوا کوئی کوا اُلجھ گیا اور گھنٹیاں بج گئیں جس سے بنیادیں ڈال دی گئیں۔ نجومی یہ دیکھ کر چلایا کہ القاہر۔ القاہر یعنی مریخ ستارہ سامنے ہے۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ اسی نام سے یہ شہر مشہور ہوگیا۔

۵۲ اس جامع میں علوم و فنون کا درس بھی شروع ہوا۔ عزیز کے عہد میں اس میں علمی کتابوں کا بھی ایک ذخیرہ جمع کیا گیا۔ اس مدرسہ نے زمانۂ مابعد میں بہت ترقی کی۔ اور اسلامی علوم اور عربی زبان کی گراں قدر خدمت انجام دی۔ سلاطین و امراء نے اس پر بڑے بڑے اوقاف کئے۔ آج تک یہ جامع قائم ہے۔ اور دنیا کی سب سے قدیم اور غالباً سب سے بڑی یونیورسٹی ہے۔ اس کے طلبا کی تعداد کم و بیش پندرہ بیس ہزار رہتی ہے جس میں ہر ملک اور ہر قوم کے مسلمان ہوتے ہیں۔ اساتذہ پانچ اور چھ سو کے درمیان ہیں جن میں سے کسی کی تنخواہ چھ گنی مصری سے کم نہیں۔ اور شیخ ازہر کی تنخواہ تو اس قدر ہے کہ کسی ملک کے وزیر اعظم کی بھی نہ ہوگی۔

حاضر تھے۔ مجمع کے سامنے ایک طویل تقریر کی جس میں یہ کہا کہ مصر کے قبضہ سے زیادتی مال یا توسیع ملک ہم کو مقصود نہیں ہے بلکہ اقامت حق اور جہاد فی سبیل اللہ مدِ نظر ہے۔

قاضی مصر ابو طاہر ذہلی کہتے ہیں کہ میں اس جلسہ میں معز کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا کہ تم نے مجھ سے بہتر کوئی خلیفہ دیکھا ہے؟ میں نے کہا کہ بجز آپ کے کسی خلیفہ کا دیکھنا مجھے نصیب ہی نہیں ہوا۔ بولا کہ حج کو تو گئے ہو گے اور مدینہ میں ابوبکرؓ عمرؓ کی قبریں تو دیکھی ہوں گی؟ یہ سُن کر میں حیران ہو گیا کہ کیا جواب دوں۔ نظر اُٹھائی تو سامنے اس کا بیٹا کھڑا ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ وہاں رسول اللہؐ کی زیارت میں شیخین کا مجھے خیال نہ رہا جس طرح کہ اس وقت آپ کی گفتگو میں ولی عہد کو سلام نہ کر سکا۔ یہ کہہ کر فوراً اُٹھا اور اس کو سلام کیا۔ اس میں وہ سلسلہ کلام جاتا رہا۔

معز اسکندریہ سے جیزہ میں آیا جہاں جوہر نے مع فوج کے سلامی ادا کی۔ ۵ رمضان کو قاہرہ میں داخل ہوا اور قصر کبیر میں ایک عام جشن کیا جس میں لوگوں نے جمع ہو کر خوشی منائی اور اس کو مبارکباد دی۔ اس وقت سے قاہرہ کو دار الخلافہ قرار دیا۔

قصر کبیر کا ایک حصہ گورستان کے لئے مخصوص کر کے اس میں اپنے آباء و اجداد کو دفن کرایا جن کی نعشوں کے تابوت اپنے ساتھ لایا تھا۔ اس کے بعد سے خاندان خلافت کے جملہ اموات اسی میں دفن ہوتے رہے اور یہ قبرستان تربۃ زعفران کے نام سے مشہور ہوا۔

مصر میں سب سے پہلا مقدمہ جو اس کے سامنے پیش ہوا یہ تھا کہ کافور اخشیدی

Marfat.com

کی بیوی نے ایک یہودی پر دعویٰ کیا کہ میں نے موتی کی ایک قبا جو سونے کے تاروں سے بُنی ہوئی تھی اس کے پاس امانت رکھی تھی۔ اب یہ انکار کرتا ہے۔ معز نے خانہ تلاشی کا حکم دیا۔ یہودی نے دیگ میں رکھ کر زیر زمین دفن کر دیا تھا۔ سرکاری سپاہیوں نے برآمد کر لیا۔ مل جانے کے بعد اس عورت نے وہ قبا بطور نذر کے خلیفہ کے سامنے پیش کی۔ لیکن اس نے ایک بیوہ کا مال لینا گوارا نہ کیا۔ تمام حاضرین نے اس کے اس فعل کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔

سنہ ۳۶۳ھ میں قرامطہ نے حسن بن احمد کی قیادت میں مصر پر چڑھائی کی۔ معز نے ان کو لکھا کہ تم ہماری ہی امامت کی دعوت کو تو لے کر کھڑے ہوئے تھے اب جب اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کو پورا کر دیا۔ اور اہل بیت کو خلافت دے دی تو بجائے حمایت کے مخالفت پر کیوں آمادہ ہو گئے۔ مگر قرامطہ نے اس کی بات نہ سنی اور جنگ کے لیے بڑھے۔ حسن کا خیال یہ تھا کہ اس جدید طاقت کو جس نے ابھی تک رسوخ نہیں حاصل کیا ہے نکال کر اپنی بادشاہت قائم کرلے۔ معز ان کی کثرت اور قوت سے سخت متردد ہوا۔ آخر وزیروں نے یہ تدبیر کی کہ حسان بن جراح عربی رئیس کو جو شام کے ایک حصہ کا امیر تھا اور قرمطیوں کے ساتھ ایک قوی جمعیت لے کر آیا تھا ایک لاکھ دینار دے کر توڑ لیا۔ چنانچہ مقابلہ کے دن اس نے میدان چھوڑ دیا۔ حسن کی فوج یہ دیکھ کر بددل ہو گئی۔ اور شکست کھا کر بھاگی۔ ابو محمد ابراہیم ان کے تعاقب میں بھیجا گیا جس نے بہتوں کو قتل کیا اور تقریباً ڈیڑھ ہزار کو پکڑ لایا جن کی گردنیں ماری گئیں۔

مصر میں خلافت فاطمیہ کے قیام سے جو قوی اور تازہ دم تھی عباسی خلفاء کا

Marfat.com

رتبہ گھٹ گیا۔ اور چونکہ وہ مقابلہ سے عاجز رہے اس وجہ سے ان کے نسب پر طعن کرنے لگے تاکہ عوام میں ان کو نامقبول بنا دیں۔ علماء و اعیان سادات کے دستخط سے ایک محضر تیار کرایا کہ یہ فاطمی نہیں ہیں مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اس لئے کہ یہ خلافت محض نسب پر نہیں بلکہ طاقت پر قائم ہوئی تھی۔ چنانچہ جس وقت معز قاہرہ میں داخل ہوا اس وقت سرگروہ سادات عبداللہ بن طباطبا نے اس سے اس کے نسب کی بابت سوال کیا۔ بولا کہ میں اس کا جواب مجلس عام میں دوں گا۔ جب مجلس منعقد ہوئی اور جملہ سادات و اشراف جمع ہوئے اس وقت معز نے اپنی تلوار کھینچ لی اور کہا کہ یہ میرا نسب ہے۔ پھر سب کے آگے اشرفیوں کے توڑے ڈال دیئے۔ اور کہا کہ لو۔ یہ میرا حسب ہے۔ سب یکزبان ہو کر بول اُٹھے کہ ہم خادم اور غلام ہیں۔

معز نے ۱۱ ربیع الثانی یوم جمعہ ۳۶۵ھ کو انتقال کیا۔ ۴۵ سال کی عمر تھی۔ اسی دن اس کے بیٹے نزار بن معد ابو منصور کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی اور اس کا لقب عزیز بدین اللہ رکھا گیا۔

(۲) عزیز بدین اللہ
۳۶۵ھ سے ۳۸۶ھ تک

اس کی ولادت ۱۴ محرم ۳۴۴ھ کو مہدیہ میں ہوئی تھی۔ ۲۱ سال کی عمر میں خلیفہ ہوا۔ اس کے عہد میں فاطمی خلافت کا رقبہ اور بھی وسیع ہوا اور مکہ تک پہونچ گیا۔ اس نے کل فوج امیر جوہر کے ہاتھ میں دے دی اور کل سلطنت یعقوب بن یوسف کے جس کو اپنا وزیر مقرر کیا تھا اور خود عیش و عشرت میں مشغول ہوا۔

یعقوب منتظم۔ مدبر اور ذی علم تھا۔ اس نے تمام دواوین اور دفاتر باقاعدہ

Marfat.com

مرتب کیئے۔ اور ملک کا سارا انتظام درست کر دیا۔ علماء و فضلا کا سرپرست تھا اور علوم و فنون کا مربی۔ فقہ اور قرأت میں کتابیں بھی تصنیف کی تھیں جن کو ہر جمعہ کے دن بیٹھ کر خود سُناتا۔ ۳۸۰ھ میں وفات پائی۔ خلافت فاطمی میں سب سے پہلا وزیر یہی تھا۔

۳۶۴ھ میں معز کے عہد میں ہفتگین شرابی نے جو معزالدولہ احمد بن بویہ کا غلام تھا اور بغداد سے شام میں آکر حمص پر قابض تھا دمشق میں جاکر ریّان خادم کو جو فاطمیہ کی طرف سے حکمدار تھا نکال دیا۔ ۳۶۵ھ میں عزیز نے خلیفہ ہونے کے بعد جوہر کو اس کے مقابلہ کے لیئے بھیجا۔ مگر ہفتگین نے قرامطہ کو ساتھ لے کر اس کو شکست دے دی۔ وہ بھاگ کر عسقلان کے قلعہ میں پناہ گیر ہوا اور محصور ہو گیا۔ آخر میں مجبور ہو کر جو کچھ مال و متاع تھا سب ہفتگین کے حوالہ کر کے جان بچا کر مصر آیا۔ عزیز اب خود فوج لے کر گیا اور سخت جنگوں کے بعد غلبہ حاصل کیا۔ ہفتگین روپوش ہو گیا۔ عزیز نے اعلان کرایا کہ جو اس کو گرفتار کرائے گا اُس کو ایک لاکھ دینار انعام دیا جائے گا۔ ہفتگین اپنے ایک دوست مفرج بن دغفل طائی کے گھر میں تھا۔ اس نے لالچ میں آکر اطلاع کر دی اور گرفتار کراکے انعام حاصل کر لیا۔ مگر عزیز نے بہادری کی وجہ سے ہفتگین کی قدردانی کی اور اس کو اپنے ساتھ مصر لایا اور عزت کے ساتھ رکھا۔ وہیں ۳۶۷ھ میں اس نے وفات پائی۔

یعقوب کے بعد اس نے دو وزیر رکھے۔ ایک عیسائی جس کا نام تھا عیسیٰ بن نسطورس دوسرا یہودی جس کو منشیا کہتے تھے۔ ان دونوں نے اپنی اپنی قوموں کی حمایت شروع کی اور مسلمانوں پر ظلم کرنے لگے۔ آخر میں شکایات ہوئیں جن سے معزول کیئے گئے۔ عیسیٰ سے تین لاکھ دینار تاوان بھی وصول کیا گیا۔

۲۸ رمضان ۳۸۶ھ میں عزیز نے وفات پائی۔ کریم الطبع اور شجاع تھا شعر و ادب سے دلچسپی رکھتا تھا۔ جامع ازہر میں اس کے عہد میں جملہ علوم و فنون کی تقریباً دو لاکھ کتابیں جمع کی گئیں۔

(۳) حاکم بامر اللہ
۳۸۶ھ سے ۴۱۱ھ تک

عزیز کے بعد اس کا بیٹا ابو علی منصور حاکم بامر اللہ کے لقب سے خلیفہ بنایا گیا۔ اس کا سن ساڑھے گیارہ سال تھا۔ اس وجہ سے ارجوان خادم مدبر دولت قرار پایا۔ اس نے اکثر صوبوں کی امارتوں پر خدام خاص کو بھیج دیا۔ تین سال کے بعد جب وہ مقتول ہو گیا اس وقت حاکم نے عنان حکومت خود اپنے ہاتھ میں لی۔

مورخین لکھتے ہیں کہ اس کی عقل میں فتور تھا جو آخر دم تک رہا۔ چنانچہ اس کے اکثر احکام و اعمال سے دماغی خلل صاف ظاہر ہوتا ہے۔

۳۹۱ھ میں دن کو کاروبار کرنے کی ممانعت کر دی اور حکم دیا کہ رات کو دوکانیں کھلیں۔ لوگ اس کے مطابق عمل کرنے لگے۔ خود راتوں کو سڑکوں پر اور گلیوں میں گھوم گھوم کر دیکھتا تھا۔ ایک بار دن کو نکلا۔ دیکھا کہ ایک بڈھے نے دُکان کھول رکھی ہے۔ باز پرس کی۔ اس نے جواب دیا کہ جب دن کو کاروبار ہوتا تھا اُس وقت بھی تو بعض لوگ کبھی کبھی ضرورت کے موقع پر راتوں کو جاگتے تھے۔ یہ اسی قسم کی دن کی بیداری ہے۔ یہ سُن کر مسکرایا اور چلا گیا۔

علم کی اشاعت کے لئے بہت سے مدارس قائم کیے جن میں علماء و فقہاء کو تعلیم کے لئے مقرر کیا۔ پھر کچھ زمانہ کے بعد ان کو قتل کرا دیا اور مدرسے بند کرا دیئے۔

Marfat.com

رتوں کے متعلق فرمان شائع کیا کہ نہ وہ باہر نکلیں نہ کھڑکیوں سے جھانکیں نہ

یں جائیں۔ اس میں ایسی سختی کی کہ جب کبھی ان کو حماموں میں دیکھا دروازہ چنوا دیا۔

عہ بچوں کے اسی میں تڑپ تڑپ کے مرگئیں۔

شراب مطلقاً اُٹھا دی۔ اور اس کے ظروف تڑوا دیئے۔ شہر کے تمام کتوں کو

لنے کا حکم دیا۔ کار آمد گائے اور بیل کو بجز قربانی کے ذبح کرنا ممنوع قرار دیا۔

شکار روک دیا۔ اور اُن پھلوں اور ترکاریوں کی خرید و فروخت بند کرادی

معاویہ یا خلیفہ متوکل عباسی کو پسند تھیں اس بنا پر کہ یہ دونوں اہل بیت کے

تھے۔ قاہرہ کے دربانوں کو حکم دیا کہ نہ شہر میں گدھا آنے پائے نہ باب القاہرہ

ی آدمی داخل ہو۔

شہر میں احتساب کے لئے خود گشت لگاتا جس کو اپنے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دیکھتا

شی غلام مسعود نامی کو حکم دیتا کہ بر سرِ بازار اُس کے ساتھ فاحشہ کبریٰ کا

کرے۔ اسی مسعود کے متعلق شعراء مصر نے بعض ظریفانہ اشعار اور قطعات

یں۔

عیسائیوں نے اس کے زمانہ میں بہت عروج پا لیا تھا اور مسلمانوں پر ظلم کرنے

جب اس کے کان میں ان کی شکائیتیں پہونچیں تو ان کے سرغنوں اور رئیسوں

ڈالا۔ اور کینسے گروا دیئے۔ یہاں تک کہ بیت المقدس کا کنیسہ قمامہ بھی منہدم کرا دیا۔

بعض موِرخوں کا بیان ہے کہ عیسائیوں کے قتل اور کنیسوں کے ہدم کا سبب یہ تھا

نہ میں رومیوں نے شام پر حملے کر کے مسلمانوں کو تاخت و تاراج کیا تھا اور

ڈالی تھیں۔ اس کے انتقام میں حاکم نے ان کے ہم مذہبوں پر سختیاں کیں۔

Marfat.com

۳۹۵ھ میں صحابۂ کرام کے نام پر گالیاں لکھوا کر مساجد مقابر اور شوارع
لگوائیں۔ اور ہر ہر صوبہ میں بھیجیں۔ لیکن لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے دو برس
بعد اس کو بند کیا۔ بلکہ اعلان شائع کیا کہ جو اس کا مرتکب ہوگا اس کو سزا دی جا
اس کے زمانہ میں ایک شخص ضرار نامی ظاہر ہوا جس نے ایک جدید شریعت
نکالی جس میں نہ نماز تھی نہ روزہ نہ زکوٰۃ۔ حج کے بدلے یمن میں مقام طالب کی زیارت
کافی تھی۔ اور بہن بیٹی۔ ماں وغیرہ کسی کے ساتھ نکاح حرام نہ تھا۔ ضرار کے ایک
شاگرد حمزہ بن احمد نے جس کا لقب ہادی تھا اس کی تبلیغ شروع کی۔ حاکم بھی ا
نصرت وحمایت کرنے لگا۔ اس کے بعد غیب دانی کا بھی دعویٰ کیا اور کہا کہ حضرت
موسیٰؑ کی طرح اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی ہم کلام ہوتا ہے۔ چنانچہ روزانہ صبح کو جبل مقطم
پر مناجات کے لیئے جاتا تھا۔

اسی زمانہ میں کسی باطنی نے اس کو ایک کتاب لکھ دی جس میں یہ بیان
کہ روح الٰہی حضرت آدم میں آئی۔ ان سے حضرت علی میں منتقل ہوئی۔ اب اس
ظہور حاکم میں ہوا۔ اس بنیاد پر اس نے "خدائی" کا دعویٰ کر دیا۔ اور مساجد میں
بھیجا کہ جس وقت خطبہ میں میرا نام لیا جائے سب لوگ سجدہ میں گر جائیں۔ نیز
اور سڑکوں پر سے گزرتا تو لوگوں سے سجدہ کراتا۔ اپنے لقب حاکم بامر اللہ
بدل کر حاکم بامرہ کر دیا تھا۔ جہال کی ایک جماعت نے اس عقیدہ کو تسلیم بھی
چنانچہ آج بھی جبل دروز کے باشندے اس کی خدائی کے قائل ہیں۔

اہل مصر ان بے دینیوں کی وجہ سے اس کے دشمن ہو گئے۔ یہاں تک
اس کا مذاق اُڑانے لگے۔ اس نے غضبناک ہو کر غلاموں کو حکم دیا کہ شہر

Marfat.com

یں۔ اُنھوں نے آتش زنی اور قتل و نہب شروع کیا۔ باشندوں نے مصاحف
لے کر مسجدوں میں پناہ لی اور اللہ تعالیٰ سے استغاثہ کیا۔ آخر ایک ثلث شہر جل جانے
تیسرے دن یہ عذاب ان کے اوپر سے رفع ہوا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ
نے یہ بھی چاہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعش کو مدینہ سے قاہرہ میں منتقل کرا لے
س کا پایہ تخت مقبول انام اور زیارت گاہ خاص و عام بن جائے۔ اس کام
لئے اپنے ایک امیر ابوالفتوح کو مدینہ میں بھیجا۔ لیکن وہاں سخت مخالفت
ی اور اتفاق سے اسی روز ایک خوفناک آندھی بھی آئی جس کو لوگوں نے اسی
ک ارادہ کی نحوست قرار دیا۔ اس وجہ سے ابوالفتوح خوف زدہ ہو کر واپس
یا۔ اور حاکم کو اس کے انجام سے ڈرا کر باز رکھا۔

سنہ ۴۱۳ھ میں حجر اسود پر اس کو توڑنے کے لئے جس مصری نے وار کئے تھے
بھی اسی کا درباری تھا۔ اس کے کچھ ریزے ٹوٹ کر گرے تھے جس کے آثار اب تک
اں ہیں۔

حاکم کے زمانہ میں ایک شخص ابورکوہ نے جو اپنے آپ کو بنی امیہ میں سے
بتاتا علم بغاوت بلند کیا۔ اس کے ساتھ بڑی جمعیت ہو گئی جس نے حاکم کی فوجوں کو
ر شکستیں دیں۔ الفیوم کے ناحیہ پر قبضہ بھی کر لیا۔ آخر میں فضل بن صالح نے سخت
ائیوں کے بعد اس کو گرفتار کیا حاکم نے تشہیر کا حکم دیا۔ اور اس کے پیچھے ایک ہزار
ر دیا جو اس کے سر پر تپانچے مارتا جاتا تھا۔ اس پیہم ضربات سے تشہیر کے بعد وہ
ہو گیا۔

فضل پر از راہ قدردانی بڑی مہربانی کا اظہار کیا۔ وہ بیمار ہوا تو اس کی عیادت کو

Marfat.com

گیا مگر جب شفا پائی تو قتل کر ڈالا۔

اواخر شوال ۴۱۱ھ میں حاکم مفقود ہو گیا۔ اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں عام بیان یہ ہے کہ اس نے اپنی بہن پر تہمت لگا کر اس کے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر اس پتہ پاکر پیش قدمی کی اور اپنے غلاموں سے اس کو قتل کرا دیا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ بنی ... میں سے ایک شخص نے اس کے ملحدانہ افعال دیکھ کر غیرت دینی کے جوش میں جبل ... پر جہاں وہ مناجات کے لیئے جایا کرتا تھا پہونچ کر اس کو مارا اور وہیں پیوند زمین ... حاکم کی یادگار جامع حاکمی ہے جس کی بنیاد عزیز نے ڈالی تھی مگر تکمیل اس نے کرائی

حاکم میں باوجود اس شائبۂ جنون کے علمی ذوق بھی تھا۔ چنانچہ اس نے بغد... کے بیت الحکمۃ کے مقابلہ پر اپنے قصر کے متصل دار الحکمۃ کے نام سے ایک عمارت بنوا... تھی جس میں ہر علم و فن کی کتابیں جمع کی تھیں تاکہ لوگ آکر مطالعہ کریں اور جس کتا... کی چاہیں نقل لیں۔ ناقلیں کو جملہ سامان کتابت خود دار الحکمۃ سے دیا جاتا تھا۔

اس عمارت کا ایک حصہ اہل علم کے مناظرہ کے لیئے مخصوص تھا جس میں خود حا... بھی شریک ہوتا۔ اور جس کی تقریر یا قابلیت اس کو پسند آتی اُس کو خلعت و انعام ... حاکم کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ مگر بحثوں میں نوبت جنگ و جدال تک پہونچنے لگی۔ نیز اہل بدعت اس کو اپنے خیالات کی اشاعت کا ذریعہ بنانے لگے۔ اس و... چھٹی صدی ہجری میں افضل بن امیر الجیوش نے اس کو بند کر دیا۔ مگر تھوڑے دنوں کے بعد ابن بطائحی نے وزارت کے منصب پر پہونچ کر پھر اجازت دے دی۔ سلط... صلاح الدین نے اپنے عہد میں اس کو مدرسہ شافعیہ بنا دیا۔ اس میں کتابوں کی تعداد ایک لاکھ سے کم نہ تھی۔

Marfat.com

(۴) ظاہر لاعزاز دین اللہ
۴۱۱ھ سے ۴۲۷ھ تک

حاکم کے مفقود ہونے کے بعد امراء فوج نے کئی دن تک خلاف معمول جب اس کو نہ دیکھا تو پانچویں روز اس کی بہن ست الملوک کے پاس پہونچے۔ اور کیفیت دریافت کی۔ اس نے جواب دیا کہ خلیفہ کا رقعہ مجھے ملا ہے کہ پرسوں دربار کریں گے۔ یہ سن کر لوگ واپس گئے۔

اس کے بعد ست الملوک نے خادم ابن دواس کے ہاتھ ان لوگوں کے پاس بڑی بڑی رقمیں پہونچا دیں۔ اور تیسرے دن حاکم کے بیٹے ابوالحسن علی کو جس کی عمر ۱۶ سال تھی شاہی لباس پہنا کر دربار میں بٹھایا۔ ابن دواس نے اس وقت حاکم کی موت کا اعلان کیا اور ابوالحسن کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان امرائے بھی جن کے پاس اشرفیوں کے توڑے پہونچ چکے تھے اس کی تقلید کی۔ پھر بیعت عام ہوئی۔ اور ہر ہر صوبہ میں اعلان بھیج دیا گیا۔ ابوالقاسم علی بن احمد وزیر مقرر ہوا۔

ظاہر اگرچہ انصاف دوست تھا لیکن عیش پرست اور ضعیف الرائے۔ اس وجہ سے امرائے اس پر قابو پا لیا۔ سوائے چند مخصوص ارکان دولت کے کوئی اس سے مل نہیں سکتا تھا۔ اس استبداد سے مخلوق پر مظالم ہونے لگے۔ اور ملک میں ابتری پھیل گئی اوپر سے قحط اور وبا کی بلائیں نازل ہوئیں۔ اور گرانی اور قلاشی کی وجہ سے چوری اور رہزنی عام ہو گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ رعایا کا ایک حصہ تباہ و برباد ہو گیا۔

زراعت کی ترقی کے لئے ۴۱۵ھ میں خلیفہ کی طرف سے منشور عام تمام ملک میں شائع کیا گیا کہ کوئی گائے یا بیل جو کار آمد ہو ذبح نہ کیا جائے۔

اس کے زمانہ میں عیسائیوں پر سے وہ تمام قیود اُٹھا دیئے گئے۔ جو حاکم نے لگائے تھے۔ نیز کنیسوں کی تعمیر کی بھی ان کو اجازت دے دی گئی۔ وسط رمضان ۴۲۷ھ میں ظاہر نے وفات پائی۔

(۵) مستنصر باللہ

۴۲۷ھ سے ۴۸۷ھ تک

ظاہر کے بعد اس کا بیٹا ابو تمیم معد جس کا سن سات سال کا تھا مستنصر باللہ کا لقب دے کر خلیفہ بنایا گیا۔ یہ ایک حبشی کنیز کے شکم سے تھا جس کو ظاہر نے ایک یہودی تاجر ابو سعید سہل بن ہارون تستری سے خریدا تھا بیعت کے بعد اس کی ماں نے اپنے قدیم مالک ابو سعید کو بلا کر مستشار دولت اور سیاہ و سفید کا مالک بنا دیا۔

مستنصر کی مدت خلافت جملہ خلفاء اور سلاطین اسلام سے زیادہ رہی یعنی ساٹھ سال۔ اور اس میں حوادث اور انقلابات بھی بہت پیش آئے۔

قیصر روم نے اس زمانہ میں اسلامی حدود پر پیہم حملے کر کے حلب پر قبضہ کر لیا۔ اور شام پر بھی نفوذ جمانے لگا۔ مستنصر نے ۴۲۹ھ میں اس کے ساتھ مصالحت کر لی جس سے وہ حلب چھوڑ کر چلا گیا۔ اور اس دیار میں امن قائم ہوا۔

۴۳۴ھ میں مصر میں ایک شخص سُکین نامی نے دعویٰ کیا کہ وہ حاکم بامر اللہ ہے۔ جو لوگ حاکم میں خدائی قوت مانتے اور اس کی رجعت کے قائل تھے اُنھوں نے اس کا ساتھ دیا جس کی ایک ظاہری وجہ بھی تھی کہ اس کی شکل حاکم سے بہت ملتی جلتی تھی۔ اس نے اپنے اعوان و انصار کو لے کر دن دھاڑے قصر خلافت پر دھاوا کیا۔ آخر میں بڑی خوں ریزی کے بعد گرفتار ہوا اور سُولی پر چڑھایا گیا۔

خلیفہ کی والدہ نے اس درمیان میں وزارت میں تبدیلی کی اور زمام حکومت احمد بن علی عنبری کے ہاتھ میں دی۔ پھر اس سے لے کر صدقہ علاجی کے سپرد کی لیکن وہ قتل کیا گیا اور حسین جرجرائی اس کی جگہ پر متقرر ہوا۔ وہ بھی معتوب ہو کر نکالا گیا۔

آخر میں قاضی یازوری نے مستنصر کی رضامندی حاصل کی اور وزیر اعظم ہوا۔

معز الدولہ

اسی اثنا میں حلب میں اضطراب رونما ہوا۔ وہاں ۴۳۶ھ میں خلیفہ نے معز الدولہ کو والی بنا کر بھیجا تھا۔ اس نے استقلال کا دعویٰ کر دیا۔ خلافت سے متعدد فوجیں گئیں لیکن ہزیمت اٹھاتی رہیں۔ معز الدولہ نے مصالحت کے لئے خلیفہ کے پاس اپنی ایک بیوی کو بھیجا۔ جس کے رعب حسن سے اس نے وہ سب کچھ لکھ دیا جو وہ لکھوانا چاہتا تھا۔ اور حلب کا مستقل فرماں روا اس کو تسلیم کر لیا۔

افریقہ

مغرب قیروان کا والی معز بن بادیس وزیر یازوری کی سختیوں سے تنگ آکر فاطمی خلافت سے باغی ہو گیا۔ اور اس نے اپنے صوبہ میں عباسی خطبہ رائج کر دیا۔

قائم بامر اللہ خلیفہ بغداد نے یہ سن کر اس کے پاس امارت کا فرمان اور خلعت بھیجا۔

اس وقت ملک مصر میں دو عربی قبیلے زابح اور بنی رباح باہم بر سر پیکار تھے۔ وزیر نے ان دونوں کو متفق کرا کے معز بن بادیس کے مقابلہ میں بھیجا اور وعدہ کیا کہ اگر تم فتحیاب ہو جاؤ گے تو برقہ اور طرابلس تم کو دے دیا جائے گا۔ گو ان قبائل کی تعداد تین ہزار سے زیادہ نہ تھی مگر انھوں نے جا کر تیس ہزار قیروانی فوجوں کو

Marfat.com

شکست دی۔ معز پھر دوسری فوج لایا۔ اور سلسلۂ وار چھ سال تک جنگ جاری رہی مستنصر کو امن مل گیا۔ اس نے ۴۶۱ھ میں قاہرہ میں بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کرائیں۔ جامع عمرو بن عاص کی مرمت کی اور اس میں جدید منبر اور منارے بنوائے۔

۴۴۲ھ میں خلیفہ معز کی دونوں بیٹیوں راشدہ اور عبدہ نے انتقال کیا جن کی موت کا خلفاء فاطمیہ کو مدت سے انتظار تھا۔ ان میں سے پہلی نے ۷۰ لاکھ دینار کی ثروت اور دوسری نے بھی اسی کے قریب دولت چھوڑی جو مستنصر کے لئے غنیمت بارده تھی۔

مشرق

۴۴۴ھ میں مشرق سے دو مختلف خبریں مصر میں موصول ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ خلیفہ عباسی نے ایک منشور شائع کیا ہے جس میں خلفاء فاطمیہ کے نسب کو صحیح نہیں مانا ہے۔ دوسری یہ کہ امیر یمن علی بن محمد صالحی نے عباسی خطبہ اُٹھا کر اپنے یہاں فاطمی خطبہ جاری کر دیا۔ مستنصر کو ایک خبر سے اگر رنج ہوا تو دوسری سے خوشی۔ اس لیئے خاموش رہا۔

۴۴۶ھ میں مصر میں سخت قحط پڑا۔ اسی کے ساتھ طاعون پھیلا جو شام بلکہ بغداد تک پہونچ گیا۔ اور لاکھوں آدمی ہلاک ہوئے۔ ادھر رومیوں سے جنگ چھڑ گئی۔ اس لیئے مصریوں پر نہایت سختی گزر گئی۔ بلی اور کتے تک کھانے پڑے۔ وہ بھی پانچ پانچ اور دس دس دینار میں میسّر ہوتے تھے۔ وزیر کی کوششوں سے رفتہ رفتہ دوسرے صوبوں سے رسد آنے لگی جس سے یہ مصیبت کم ہوئی۔

بساسیری

سنہ ۴۵۰ھ میں خلیفہ عباسی قائم بامراللہ کے ایک فوجی امیر بساسیری نے غلبہ اور قوت حاصل کر کے بغداد میں فاطمی خلیفہ کا خطبہ پڑھا۔ اور سیاہ عباسی علم کو گرا کر سفید فاطمی جھنڈا نصب کیا۔ اسی کی تقلید واسط۔ کوفہ اور دیگر شہروں میں بھی کی گئی۔ خلیفہ عباسی نے بھاگ کر عربی امیر قریش بن بدران عقیلی کے پاس پناہ لی اور سلطان طغرل بک سلجوقی کو لکھا کہ آکر اس فتنہ کو رفع کرے۔ اس نے پہونچ کر ۲۶ ذیقعدہ سنہ ۴۵۱ھ کو بغداد میں پھر عباسی خطبہ جاری کیا۔

بساسیری کی مدد کے لیئے مستنصر نے ۵ لاکھ دینار۔ ساز و سامان۔ ذخائر و اسلحہ مع ایک فوج گراں کے بھیجے تھے۔ لیکن طغرل کی خبر پا کر مزید امداد سے دستکشی کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلجوقی فوجوں نے شکست دے کر اس کا سر کاٹ لیا۔ ورنہ سارا مشرق فاطمی خلافت میں آچکا تھا۔

قضیۂ حلب

حلب میں گو معزالدولہ مستقل رئیس ہو گیا تھا لیکن اس کا استقلال قائم نہ رہ سکا۔ کیونکہ عربی قبائل متفق ہو کر اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے متواتر حملوں سے تنگ آکر اس نے مستنصر کو لکھا کہ حلب عباسیوں کے حوالہ کر دیا جائے اور مجھے اس کی بجائے کسی ایسی امارت پر بھیجا جائے جو ان عربوں کی دسترس سے باہر ہو۔ مستنصر نے اس کی درخواست منظور کر کے بیروت کی ولایت کا فرمان بھیج دیا۔ اور حلب پر اپنے ایک سپہ سالار مکین الدولہ کو مقرر کیا۔ اس نے وہاں جا کر عربوں سے مصالحت کی اور امن قائم کیا۔ لیکن بنی کلاب کا رئیس محمود مخالف رہا۔ اس نے

Marfat.com

ثمال الدولہ کو محصور کر لیا۔ ثمال الدولہ نے مستنصر سے مدد مانگی۔ اس نے ناصر الدولہ حمدانی کو بھیجا۔ محمود نے اس کو بھی شکست دی اور حلب پر قبضہ کر لیا۔ مستنصر نے یہی مناسب سمجھا کہ محمود کو حلب کا امیر تسلیم کر لے۔ چنانچہ امیر الامراء کا خطاب مع خلعت فرمان ولایت کے اس کے پاس بھیج دیا۔ اور ناصر الدولہ کو شکست کی تلافی کے لئے دمشق کا والی کر دیا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد برطرف کر کے اس کی جگہ بدر جمالی کو بھیجا۔

وزارت

مصر میں وزیر یازوری نے نصاریٰ پر تشدد کیا جس سے ایک شورش عام برپا ہو گئی۔ خلیفہ نے اس کو موقوف کر کے ابو الفرج بابلی کو بلایا۔ دو مہینے کے بعد عبداللہ بن یحییٰ مقرر ہوا۔ پھر سلسلہ وار تبدیلیاں ہوتی رہیں یہاں تک ۱۲ سال کے عرصہ میں ۳۵ وزیر بدلے۔ اس سے مہمات میں پیچیدگیاں پڑ گئیں۔ اور روزانہ خلیفہ کے پاس عُمّال کی اس قدر شکائیتیں موصول ہونے لگیں کہ وہ حیران ہو گیا۔ کاروبار تمامتر معطل ہو گئے۔ کیونکہ امراء کو ان شکایات کی جوابدہی سے اپنے فرائض ادا کرنے کی فرصت نہیں ملتی تھی۔ بہت سے لوگ مناصب چھوڑ بیٹھے اور ترک وطن کر کے دوسرے ملکوں میں چلے گئے۔

مزید وضاحت کے لئے اس موقع پر ضرورت ہے کہ خلافت فاطمیہ کی فوجی کیفیت مختصراً بیان کر دی جائے۔

افواجِ فاطمیہ

جس طرح بنی امیہ کی خالص عربی حکومت سے غیر قومیں بیزار تھیں اور بنی عباس نے

Marfat.com

[مو]قع دیکھ کر خراسان میں اپنی امامت کی دعوت پھیلائی اور ان کی مدد سے خلافت [حاص]ل کی اسی طرح فاطمیئن نے بغداد سے فاصلہ پر افریقہ کو اپنی دعوت کا مرکز [قر]ار دیا۔ اقوام بربر جو جنگ اور عقیدہ دونوں میں سخت تھیں ان کی حمایت [ک]ے لیئے تیار ہوگئیں۔ کیونکہ بغدادی خلافت ان کو ہمیشہ محکوم رکھنے کی کوشش [کر]تی تھی حالانکہ ان کے ہاتھوں مغربی افریقہ اور ماوراء بحر کے جملہ ممالک فتح ہوئے تھے جن کی وجہ سے ان کے حقوق بہت بڑے تھے۔

جب عبید اللہ مہدی وہاں پہونچا اور اس نے عباسیوں کے مقابلہ میں فاطمی خلافت کی دعوت شروع کی تو قبائل بربر خاص کر کتامہ۔ صنہاجہ اور ہوارہ اس انقلاب کے لیئے جس میں ان کو اپنا فائدہ نظر آتا تھا اس کی مدد کو آمادہ ہوگئے۔ چنانچہ ۲۹۷ھ میں جب یہ دولت قائم ہوگئی تو مہدی مذکور نے تمام امراء اور ارکین دولت انھیں میں سے منتخب کیئے۔ یہی حال اس کے بیٹے قائم بامر اللہ اور پوتوں منصور بنصر اللہ اور معز لدین اللہ کے عہد تک رہا۔ بربر نے نہ صرف افریقہ سے عباسی حکومت اٹھادی بلکہ سارے مغربی صوبے اور بحر متوسط کے تمام جزائر فتح کر کے فاطمی مقبوضات میں شامل کر دیئے۔ پھر معز کے عہد میں مصر اور شام کو بھی قبضہ میں لائے۔

عزیز باللہ نے ۳۶۵ھ میں مصر میں بھی عباسیوں کی طرح ترکوں اور دیلمیوں کی ایک بڑی تعداد کو فوج میں بھرتی کیا۔ اب ان میں اور بربر میں باہمی منافقت شروع ہوئی۔

عزیز کے بعد حاکم خلیفہ ہوا۔ اس کو بھی بربر کی خیرخواہی پر زیادہ اعتماد تھا۔ اسی وجہ سے ابن عمار کتامی کو اپنا مشیر ناصح سمجھ کر حاجب خاص مقرر کیا۔ ترکوں اور دیلمیوں نے

Marfat.com

جو عزیز کے زمانہ سے محترم تھے اس کو گوارا نہ کیا اور ابن عمار کی تذلیل کرنے لگے۔ یہاں
وہ مجبور ہو کر اپنے عہدہ سے دست بردار ہو گیا۔ اس کی جگہ ارجوان آیا جس نے محل
اندر اور باہر سے بربر کو نکال کر ترکوں کو متعین کیا اور صوبوں کی ولائیتیں بھی انھیں
دیں۔ یانس خادم کو برقہ۔ میسور خادم کو طرابلس اور یمنا خادم کو غزہ و عسقلان
حاکم کے مزاج کو بدلنا کیا مشکل تھا۔ اس کو بھی بربر کا دشمن بنا دیا۔ اس نے ابن عمار
اور بڑے بڑے بربری رئیسوں کو قتل کر ڈالا۔ جس سے ان کی شوکت جاتی رہی۔
اور ترک مسلط ہو گئے۔ ظاہر کے عہد میں بھی یہی حالت رہی۔

جب مستنصر خلیفہ ہوا تو اس کی ماں نے جو حبشی تھی تمام غلام اپنی ہی قوم کے
رکھے۔ اور فوج میں بھی کثرت سے انھیں کو بھرتی کرایا۔ اب ترکوں اور ان حبشیوں میں
عداوت پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے بڑی بڑی لڑائیاں پیش آئیں۔

مستنصر کا دستور تھا کہ قافلۂ حجاج کے ساتھ حج کے لئے نکلتا اور پہلی منزل برکۂ
عمیرہ میں پہونچ کر رات بھر شراب کباب کی محفل گرم رکھتا۔ صبح کو اپنے ہمراہیوں سمیت
واپس آجاتا۔ ۴۵۴ھ میں اسی مقام پر اس کے حشم میں سے ایک ترک نے مستی کی
حالت میں تلوار کھینچ کر ایک حبشی غلام پر جو خلیفہ کے محافظوں میں سے تھا وار کیا۔ اس کے
ساتھیوں نے اُس ترک کو قتل کر ڈالا۔ اس پر سارے ترک بگڑ بیٹھے۔ اور جا کر مستنصر سے
کہا کہ اگر یہ قتل آپ کے حکم سے ہوا ہے تو ہم مجبور ہیں ورنہ اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔
اس نے جواب دیا کہ نہ میرے حکم سے ہوا ہے نہ رضامندی سے۔ یہ سُن کر ترک حبشیوں پر
ٹوٹ پڑے۔ فریقین میں دیر تک جنگ ہوتی رہی۔ آخر میں اس بات پر صلح ہوئی کہ
ملزم ترکوں کے حوالہ کر دیا جائے۔ اس کے بعد قاہرہ واپس آئے۔ مگر دونوں طرف

کینہ دلوں میں بڑھتا رہا۔

ناصر الدولہ

شیدیوں کا پشت پناہ وزیر یازوری تھا۔ ترکوں نے اپنا رئیس ناصر الدولہ حمدانی کو بنایا جو اگرچہ عرب تھا لیکن دمشق کی ولایت سے معزول ہونے کے بعد سے خلیفہ اور وزیر دونوں کا نہایتی دشمن اور قاہرہ میں ان کی تاک میں فرصت کا منتظر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اپنے ساتھ چند عربی قبائل کو بھی متفق کر لیا۔ شیدیوں نے جب دیکھا کہ ترکوں کا جتھا بڑا قوی ہے اور وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو قاہرہ چھوڑ کر بالائی مصر کی طرف چلے گئے۔ اور وہاں کے اکثر باشندوں کو اپنے ساتھ ملا لیا جس سے ان کی جمعیت پچاس ہزار تک پہونچ گئی۔ اب وہ قاہرہ کی طرف پلٹے۔ ترکوں نے نکل کر مقام کوم شریک میں کمینگاہیں بنائیں اور ان میں چھپ رہے۔ جب ان کا جھنڈا سامنے آیا اُس وقت نکل کر اچانک حملہ کر دیا۔ بہت سے شیدی مارے گئے۔ کچھ غرق ہوئے اور جو بچے وہ بھاگ نکلے۔

مستنصر کی والدہ علی الاعلان اپنی قوم کی طرفدار تھی۔ اس پر یہ ہزیمت نہایت شاق گزری۔ اس لیئے اس نے شیدیوں کو ہر قسم کی مدد پہونچائی۔ وہ پھر ترکوں کے مقابلہ میں آ گئے۔ مختلف مقامات پر فریقین میں لڑائیاں ہوئیں۔ آخر میں دونوں تھک کر بیٹھ رہے۔ مگر دلوں میں عداوت بدستور مضمر رہی۔

ترکوں کی تعداد دن بدن بڑھتی گئی۔ اکثر امارتوں پر بھی وہ قابض ہو گئے۔ اور ان کی تنخواہیں بجائے ۲۸ ہزار کے ۴ لاکھ دینار ماہانہ تک پہونچ گئیں۔ خلیفہ ادا کرنے سے قاصر رہا۔ اُنھوں نے تقاضوں سے اس کا ناک میں دم کر دیا۔ یہاں تک کہ ۴۵۷ھ میں

Marfat.com

پیدل بھاگ کر اس نے جامع عمرو بن عاص میں پناہ لی اور ارادہ کر لیا کہ سلطنت چھوڑ دے
لیکن ارکانِ دولت سمجھا بجھا کر واپس لائے۔

۴۵۹ھ میں ترکوں کی سختیاں اور بڑھ گئیں۔ خلیفہ کی والدہ نے شیدیوں کو پھر ان کے مقابلہ میں اُٹھایا۔ مقام جیزہ میں فریقین میں جنگ ہوئی جس کا سلسلہ عرصہ تک جاری رہا۔ آخر میں ترک غالب آ گئے۔ ناصر الدولہ ان کو لیئے ہوئے قاہرہ میں پہونچا اور خلیفہ سے سختی کے ساتھ پیش آیا۔

شیدیوں نے پھر پندرہ ہزار کی جمعیت فراہم کی اور ترکوں کے مقابلہ میں آ گئے۔ ناصر الدولہ نے نہایت غضبناک ہو کر ان پر چڑھائی کی۔ متعدد جنگوں کے بعد نتیجہ یہ ہوا کہ بالائی مصر شیدیوں کے ہاتھ میں رہا اور نشیبی ناصر الدولہ کے۔
مستنصر وزرا اور امرا کے ساتھ مل کر اپنے نفوذ اور اقتدار کی کوشش کر رہا تھا۔
لیکن نہ کسی کی نگاہ میں اس کی وقعت تھی نہ کوئی اس کو خلافت یا سلطنت کا اہل سمجھتا تھا۔

مرکز میں اِدھر یہ خلفشار تھا اُدھر بدر جمالی نے شام میں اپنے استقلال کا اعلان کر دیا۔ اور امیر یمن صلیحی جس نے فاطمی خطبہ جاری کیا تھا قتل کر دیا گیا جس کے بعد یمن میں پھر عباسی خطبہ پڑھا جانے لگا۔ مستنصر نے امیر الامرا محمود والی حلب کو لکھا کہ آ کر ترکوں کو نکال دے۔ اس نے جواب دیا کہ ترک مجھ سے زبردست ہیں وہ مجھ ہی کو نکال دیں گے۔ اس جواب سے خفا ہو کر بدر جمالی کو فرمان بھیجا کہ حلب پر قبضہ کرے۔ اس نے یہ حکم پاتے ہی اس طرف دھاوا کر دیا۔

ناصر الدولہ شیدیوں کے مقابلہ میں بڑھا۔ انھوں نے بار بار اس کو شکستیں دیں۔
مگر آخر میں ہزیمت اُٹھائی جس سے ان کی قوت ٹوٹ گئی۔ ناصر الدولہ قاہرہ میں آیا۔

Marfat.com

اور خلیفہ اور اس کی ماں کی شیدیوں کے حامی ہونے کی وجہ سے تحقیر شروع کی۔
ترکوں کی تنخواہیں نہیں ملی تھیں اس وجہ سے اُنھوں نے خلیفہ کو مجبور کیا کہ قصر کا سامان فروخت کرکے ادا کرے۔ چنانچہ سارے امتعہ و ذخائر اس کو بیچنے پڑے جس کو خود انھیں ترکوں نے سستے دام تجویز کرکر کے لے لیا۔ یہاں تک کہ کتب خانہ سے کتابیں اور قبرستان سے قدیم خلفار کی یادگاریں بھی اُٹھالے گئے۔

مورخین نے ان ذخائر کی حیرت انگیز فہرستیں لکھی ہیں اور ان کی قیمتوں کا اندازہ کروروں دینار لگایا ہے۔

ناصر الدولہ چاہتا تھا کہ مستنصر کو تخت سے اُتار دے لیکن اس کے لیئے موقع نہیں پاتا تھا۔ ۴۶۱ھ میں ایک دن ایوانِ وزارت سے نکلتے ہوئے کسی نے اس کو خنجر مارا۔ ضرب اچھی پڑی تھی چند دنوں میں اچھا ہوگیا۔ اب اس نے مشہور کیا کہ یہ حملہ مستنصر کے اشارہ سے ہوا ہے اور علی الاعلان کہنے لگا کہ ایسا فاسق۔ فاجر شرابخوار شخص خلافت کے قابل نہیں۔

اس زمانہ میں شریف ابوطاہر علوی جس کو بدر جمالی نے شام سے نکال دیا تھا قاہرہ میں تھا۔ اس کے زہد و تقوے کے لوگ بہت قائل تھے۔ ناصر الدولہ نے اس کے ساتھ سازباز کیا۔ اور کہا کہ میں تم کو خلیفہ بنا دوں گا۔ لیکن خطرہ صرف بدر جمالی سے ہے۔ اگر تم جاکر اس کو کسی صورت سے قتل کردو تو معاملہ آسان ہے۔ شریف اس کے لیئے تیار ہوگیا۔ اور ایک شامی اور ایک عربی امیر کو بھی اپنے ساتھ شریک کرلیا۔ ناصر الدولہ نے ان تینوں کو چالیس ہزار دینار دے کر دمشق کی طرف رخصت کیا۔ وہاں جاکر اُنھوں نے بہت سے لوگوں کو اپنے ساتھ ملایا۔ مگر بدر جمالی بیدار تھا۔ اس نے سب کچھ

Marfat.com

پکڑ لیا اور شریف مذکور کی کھال کھنچوائی۔

ناصر الدولہ پھر بھی مستنصر کی معزولی کی کوشش میں لگا رہا۔ جب اس نے کوئی چارۂ کار نہ دیکھا تو مقابلہ کی کوشش کی۔ اور ناصر الدولہ کو لکھا کہ ہم نے جس قدر تمہارے ساتھ احسانات کیے اُسی قدر تمہاری ناشکری اور سرکشی بڑھتی گئی۔ تم نے ہماری فوجوں کو مخالف بنا دیا۔ اور ہماری عداوت اور تحقیر میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔ اس لیئے ہمارا شہر چھوڑ دو۔ جو کچھ مال و متاع چاہو لے کر نکل جاؤ تم کو امان ہے۔ اور اگر نہ نکلے تو سخت سے سخت سزا دی جائے گی۔

ایلدکز

مستنصر نے امیر ایلدکز کو جو ناصر الدولہ کا سخت دشمن تھا اپنے ساتھ متفق کر لیا۔ اور مغاربہ۔ بربر اور بعض عربی رؤسا اور ان کے قبائل کو بھی۔ اس طرح پر اس کے پاس ایک جمعیت ہو گئی جس نے حمایت کی بیعت کی۔ ناصر الدولہ تاب مقاومت نہ دیکھ کر قاہرہ سے نکلا اور جیزہ کی طرف چلا۔ خلیفہ کے حامیوں نے اس کا گھر لوٹ لیا۔ اس کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور ہر طرف فتح کا اعلان کر دیا جس سے بقیہ تمام لوگ بیعت میں شامل ہو گئے۔ ناصر الدولہ نے اسکندریہ میں جا کر پناہ لی اور وہاں جا کر مستنصر کے خلاف نفرت پھیلانے لگا۔

اس زمانہ میں مصر سخت قحط میں مبتلا تھا اور متواتر پانچ سال سے پیداوار نہیں ہوئی تھی جس کی وجہ سے فسطاط اور قاہرہ میں لوگ بھوکوں مرتے تھے۔ ناصر الدولہ نے نشیبی مصر کا سارا غلہ فراہم کر لیا اور ایک قوی جماعت لے کر قاہرہ پر چڑھائی کی۔ شدت قحط سے مستنصر فوج کا سامان نہ کر سکا۔ اور مجبور ہو گیا کہ شہر کا دروازہ کھول دے۔

Marfat.com

ناصرالدولہ نے داخل ہو کر پھر اس کی تحقیر و تذلیل شروع کی۔ اور اپنے پرانے مطالبات کی وصولی کے لیئے ایک آدمی اس کے پاس بھیجا۔ قحط اور ناداری سے خلیفہ کا یہ حال تھا کہ قصر کبیر میں بوریا کے فرش پر ایک بوسیدہ چادر لپیٹے بیٹھا ہوا تھا۔ تین شیدی اس کی خدمت میں تھے جو تقریباً نیم برہنہ تھے۔ اس نے قاصد سے کہا کہ کیا ناصرالدولہ کے لیئے یہ کافی نہیں ہے کہ میں اس محل میں اس چٹائی پر ایسی حالت میں بیٹھا ہوا ہوں کہ نہ پہننے کو کپڑا میسر رہی نہ سدرمق کو کھانا۔ رقم کہاں سے لاؤں۔ فرستادہ رو پڑا۔ اور واپس جا کر ناصرالدولہ کو یہ کیفیت سنائی اس کو بھی ترس آگیا اور اس نے خلیفہ کے گزارے کے لیئے ایک رقم بھیج دی۔

۴۶۵ھ میں ایلدکز نے ناصرالدولہ کے ساتھ ظاہر میں مصالحت کر لی مگر باطن میں اس کے خون کا پیاسا رہا۔ چنانچہ اپنے ایک ہمراز کو لے کر ایک دن اس کے مکان پر گیا اور موقع پا کر اس پر تلوار کا وار کیا۔ وہ گھبرا کر حرم کی طرف بھاگا۔ لیکن وارکاری پڑا تھا گر گیا ان دونوں نے اس کا سر کاٹ لیا۔ اس کے بعد ایلدکز نے ایک آدمی کو بھیج کر اس کے بھائی فخرالعرب کو بھی قتل کرا دیا جس سے مصر میں حمدانیوں کا چراغ گل ہو گیا۔ لیکن مستنصر کو اس سے کچھ فائدہ نہ پہونچا کیونکہ ایلدکز کا استبداد ناصرالدولہ سے بھی سخت تھا۔ اس لیئے اس نے مخفی طور پر بدرجمالی والی شام کو لکھا کہ تم آکر اس مصیبت سے مجکو رہائی دلاؤ۔

بدرجمالی

بدرجمالی ارمنی نژاد اور امیر جمال الدولہ کا زرخرید غلام اور اسی کی طرف منسوب تھا۔ چونکہ متعدد مواقع پر اس سے شہامت اور بسالت کے جوہر کا ظہور ہوا

تھا اس وجہ سے امرار خلافت میں امتیاز رکھتا تھا۔ خلیفہ نے شام کی ولایت اس کے سپرد کی تھی جس میں اس نے اپنے استقلال کا اعلان بھی کر دیا تھا۔ خط پہونچتے ہی اپنی منتخب سپاہ کو ساتھ لے کر مصر کی طرف آیا۔ ۲۹ جمادی الاول ۴۶۷ھ کو وہاں داخل ہو کر ترکی امرار کو قتل کیا اور ان کے محلات و اموال کو قبضہ میں لایا۔ پھر اسکندریہ میں جا کر مخالفین کو فنا کیا۔ اور جہاں جہاں وہ بھاگے ڈھونڈ ڈھونڈ کر پکڑا۔ سارے ملک پر اس کا رعب غالب آ گیا۔ خلیفہ نے اس کو ملکی اور فوجی دونوں وزارتوں کا عہدہ دیا اور بڑے بڑے خطابات بخشے۔

اس نے ہر طرف امن قائم کیا۔ کاشتکاروں اور فلاحوں کو جو مدت سے خستہ حال ہو رہے تھے اطمینان دلایا۔ جا بجا پلوں کی مرمت کرائی۔ مقیاس النیل کو درست کیا۔ تجارت کو فروغ دیا جس سے سارا ملک خوش حال ہو گیا۔ اور خلیفہ کی دینی عزت اور دنیاوی سطوت پھر قائم ہو گئی۔ یہاں تک کہ اہل مکہ نے اس کی بیعت کی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگے حالانکہ وہاں پانچ سال سے عباسی خطبہ رائج تھا۔

دمشق سے بدر جمالی کے چلے آنے کے بعد آتسز ترکمانی نے وہاں اپنی مستقل حکومت قائم کر لی۔ اور اسی پر بس نہ کیا بلکہ بیس ہزار فوج لے کر مصر پر بھی چڑھائی کی اور قاہرہ کے متصل پہونچ گیا۔ بدر جمالی نے فوجوں کو مسلح کر کے اچانک پہونچ کر اس کو ایسی شکست دی کہ دمشق بھی ہاتھ سے چھین لیا۔

بدر جمالی کے حسن انتظام سے ملک میں آبادانی اور پیداوار میں ترقی ہو گئی۔ ۴۸۳ھ میں اس نے بندوبست کرایا۔ باوجود شرح لگان میں کمی کر دینے کی ۳۱ لاکھ دینار

سالانہ وصول ہونے لگے۔ حالانکہ اس سے پہلے فاطمیہ نے کبھی ۲۰ لاکھ سے زیادہ تحصیل نہیں کی تھی۔

اوائل ذی حجہ ۴۸۷ھ میں بیس سال امارت کرنے کے بعد اس نے مصر میں وفات پائی۔ اس کی شجاعت۔ سخاوت۔ رعایا پروری۔ علم اور علماء کی قدر افزائی اور سب سے بڑھ کر بیدار مغزی اور مخلوق کی بہی خواہی کی وجہ سے سب کے دلوں میں اس کا احترام تھا۔ اور لوگ اس کو احمد بن طولون کے درجہ کا امیر سمجھتے تھے۔

اسکندریہ کی جامع عطارین اسی کی تعمیر کردہ ہے۔ قاہرہ کی فصیل بھی اس نے از سرِ نو درست کرائی تھی۔ شعر سے بھی ذوق رکھتا تھا۔ اس کے دربار میں بڑے بڑے شعراء تھے جن میں سے علقمہ نے خاص طور پر شہرت حاصل کی۔

اس کے بعد اس کا بیٹا شاہنشاہ افضل امیر الجیوش ہوا۔ اس کو بھی وہی القاب دیئے گئے جو اس کے باپ کے تھے۔

وفات مستنصر

بدر جمالی کے انتقال کے چند روز بعد ۱۰ ذی حجہ ۴۸۷ھ میں مستنصر نے بھی وفات پائی۔ اسی سال کے آغاز میں بغداد کے ستائیسویں عباسی خلیفہ مقتدی نے انتقال کیا تھا۔

وفات کے وقت مستنصر کی عمر ۶۷ سال تھی جس میں سے پورے ۶۰ سال اس نے خلافت میں گزارے تھے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ خلافت کی اہلیت اس میں مطلقاً نہ تھی۔ نہ کسی کام کی صلاحیت رکھتا تھا۔ اس پر عیب یہ کہ کان کا کچا۔ الٹی سیدھی سنتا صحیح سمجھتا۔ اسی وجہ سے اس کے خیر خواہ بہت کم لوگ تھے۔

Marfat.com

جزیرۂ صقلیہ

اسی کے عہد میں جزیرۂ صقلیہ جو سلطنت فاطمیہ کا ایک بیش قیمت اور زرخیز صوبہ تھا مسلمانوں کے ہاتھ سے جاتا رہا۔

صقلیہ کو تیسری صدی ہجری کے آغاز میں زیادۃ اللہ اغلبی نے فتح کیا تھا ان سے فاطمیہ کو ملا۔ مرکز خلافت سے بعید ہونے کی وجہ سے جو والی وہاں بھیجا جاتا وہ استقلال کا دعویٰ کر دیتا۔ اس جزیرہ میں فرنگی بھی تھے جو اپنے اہل ملک کو مسلمانوں کے خلاف حملوں کے لیئے بلاتے رہتے تھے۔ والیوں میں ان کی مدافعت کی طاقت نہ ہوتی تھی اس وجہ سے وہاں ہمیشہ اضطراب رہتا تھا۔ خود مسلمان بھی باہم متفق نہ تھے۔ بلکہ دو متضاد گروہ تھے جو ایک دوسرے سے برسر پرخاش رہتے تھے۔ ان میں سے ایک جماعت کا رئیس ابو تمامہ تھا۔ اس نے دوسرے فریق سے شکست کھا کر مقام کاتانئہ جس پر ۳۷۲ھ میں فرنگیوں نے قبضہ کر لیا تھا پناہ لی اور ان سے مدد کا خواستگار ہوا۔ وہ تو اسی دن کے آرزو مند تھے فوراً تیار ہو گئے۔ دوسرے گروہ نے والی قیروان معز بن بادیس سے مدد چاہی اس نے فوج بھیجی۔ لڑائی میں ابو تمامہ غالب آیا۔ مگر یہ غلبہ در اصل اس کے حامی فرانسیسی سپہ سالار روجرادل کا تھا جس نے سارے جزیرہ پر قبضہ کر کے ۴۵۳ھ میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ اور اسلامی حکومت کو اٹھا دیا۔

(۶) مستعلی باللہ

۴۸۷ھ سے ۴۹۵ھ تک

مستنصر نے تین بیٹے چھوڑے تھے۔ نزار۔ احمد اور اسماعیل۔ ان میں سے

Marfat.com

نزار جو سب سے بڑا تھا شجاع اور تنومند تھا۔ اس کے ساتھ امرار کی ایک جماعت بھی تھی۔ لیکن امیر الجیوش افضل کے ساتھ اس کے تعلقات اچھے نہ تھے۔ ایک بار شہر کے دروازہ سے گزرتے ہوئے افضل سامنے آگیا۔ اس نے ڈانٹ کر کہا کہ اپنی گھوڑے سے اُتر جا۔ اس وجہ سے افضل نے مستنصر کے مرنے کے بعد اس کے دوسرے بیٹے ابوالقاسم احمد کو تخت نشین کرا کے امرار سے بیعت لے لی۔ اور اس کا لقب مستعلی باللہ رکھا۔ نزار کو بھی بلایا کہ بیعت کرے۔ اس نے مخالفت کی اور کہا کہ میرا ہاتھ بھی کاٹ لیا جائے تب بھی میں بیعت نہیں کروں گا۔ میرے پاس خلیفہ کے قلم کا لکھا ہوا ولی عہدی کا فرمان موجود ہے۔ یہ کہہ کر فرمان لینے گیا۔ اس کے اعوان و انصار نے کہا کہ اب فرمان لے جا کر دکھانے سے بھی کچھ نہ ہوگا۔ اور یہ گرہ بلا تلوار کے نہیں کھلے گی۔ بہتر یہ ہے کہ ہم اسکندریہ نکل چلیں اور وہاں سے سامان کرکے آئیں اور خلافت حاصل کریں۔ چنانچہ وہ امیر ابن مصال کو ساتھ لیے ہوئے بھیس بدل کر اسکندریہ کو نکل گیا۔ وہاں کا والی نصر الدولہ افتگین تھا جس کو بدر جمالی نے امارت کے رُتبہ پر پہونچایا تھا۔ رات کے وقت اس کے پاس گیا۔ اور وزارت کی امید دلا کر اس کو اپنے ساتھ متفق کر لیا۔

افضل نے لشکر کشی کی۔ اسکندریہ کے باہر محرم ۴۸۸ھ میں مقابلہ ہوا۔ افضل ہزیمت اُٹھا کر بھاگا نزار سواحلی علاقوں پر قابض ہو گیا۔ افضل دوبارہ فوج لے کر گیا اور اس کو اسکندریہ میں محصور کر لیا۔ شدت محاصرہ سے تنگ آ کر ابن مصال معہ اپنے مال و منال کے مغرب کی طرف بھاگ گیا۔ نزار اور افتگین گرفتار ہوئے اور قاہرہ میں لا کر قتل کیے گئے۔

Marfat.com

۱۷ صفر ۴۹۵ھ میں مستعلی نے قاہرہ میں وفات پائی۔ اسی کے عہد میں اہل یورپ نے صلیبی جنگ شروع کی اور جوق جوق آ کر الجزیرہ اور شام پر قابض ہو گئے۔ بیت المقدس دولت فاطمیہ کے رقبہ میں تھا۔ ۲۲ شعبان ۴۹۲ھ میں چالیس دن کے محاصرے کے بعد اس میں بھی داخل ہو گئے۔ اور سارے مسلمانوں کو تہ تیغ کر ڈالا۔ اس کے بعد مصر کی طرف بڑھے۔ امیر الجیوش نے سعد الدولہ کی قیادت میں ایک فوج بھیجی جس نے عسقلان کی فصیل کے نیچے شکست دے کر ان کا رخ مصر کی طرف سے پھیر دیا۔

چونکہ جنگ صلیبی کا تعلق تاریخ مصر کے ساتھ مسلسل دو سو سال تک چلا جائے گا اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر اختصار کے ساتھ ان حملوں کی تفصیل بیان کر دی جائے تاکہ آئندہ واقعات سمجھنے میں آسانی ہو۔

حروبِ صلیبیہ

سلجوقیوں نے جب قونیہ میں اپنی سلطنت قائم کر لی اور ارضِ روم سے عیسائیوں کا تسلط اٹھا دیا اُس وقت ایک فرانسیسی راہب بطرس نامی نے جو مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کو آیا تھا پاپائے روم اُربانُس کے پاس جا کر فریاد کی اسی وجہ سے یہ لڑائیاں جیسا کہ ہم حصہ پنجم میں لکھ چکے ہیں ارضِ مقدس و آثارِ مسیح کی حفاظت کے نام سے یورپین کلیسا نے دینی عداوت اور تعصب کی بنیاد پر مسلمانوں کے ساتھ شروع کیں جن کا سلسلہ ۴۹۰ھ سے ۶۹۰ھ پورے دو سو سال تک قائم رہا۔ اس مدت میں صلیبیوں کی آٹھ یورشیں ہوئیں۔

Marfat.com

۸۹ھ میں یورپ سے روانہ ہوئی۔
ندوں سے لڑتی ہوئی بہزار خرابی
رسلاں سلجوقی کی فوجوں نے

یا۔ پاپائے روم اور راہبوں کی
ہزادوں کی قیادت میں متعدد فوجیں
ھوں نے آکر انطاکیہ۔ رہا۔ اور

سلطان نورالدین زنگی نے
ایک بڑا مستقر تھا فتح کر لیا صلیبیو
ے ہمت ہار بیٹھے اور ادجانیوس
کے لئے بھیجے۔ اس نے تمام یورپین
فرانس۔ جرمنی۔ آسٹریا نیز انگلستان

بیت المقدس بھی لے لیا اس وقت پاپائے روم اربانس ثالث نے پھر تمام یورپ میں شور مچایا اور استرداد قدس کے لئے عیسائیوں کو آمادہ کیا۔

اس زمانہ میں فرانس اور انگلستان میں جنگ قائم تھی مگر اس مذہبی جنگ کے لئے دونوں نے باہم صلح کرلی اور بادشاہ فرانس فلپ آگسٹس اور بادشاہ انگلستان رچرڈ شیردل دونوں اپنی اپنی فوجیں لے کر بڑے سازوسامان کے ساتھ چلے۔ آسٹریا کا بادشاہ فریڈرک بھی جو دوسری یورش میں شامل تھا اپنے امرا اور لشکر کو لے کر روانہ ہوا۔ بحری راستہ سے یہ لوگ فلسطین پہونچے۔ لیکن صلاح الدین کا مقابلہ آسان نہ تھا۔ آخر کار مجبور ہوکر ۵۸۸ھ میں اس کے ساتھ صلح کرکے واپس گئے۔

(۴) یورپ میں جب سلطان صلاح الدین کی وفات کی خبر پہونچی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ اپنی سلطنت کو تین حصوں میں تقسیم کرگیا ہے اس وقت پاپائے سلیسٹنوس ثالث نے موقع دیکھ کر پھر یورپین طاقتوں کو آمادہ کیا۔ انگلستان اور فرانس کے بادشاہ تو باہمی جنگ کی وجہ سے مستعد نہ ہوئے لیکن شاہ آسٹریا ہنری جو فریڈرک مذکور کا بیٹا تھا فوجیں لے کر چلا۔ راستہ میں سسلی کو فتح کرکے خود وہیں رہ گیا اور لشکر قدس کی طرف بھیج دیا۔ یہاں صلاح الدین کے بیٹے ملک عزیز اور اس کے بھائی سیف الدین عادل نے ان کو مغلوب رکھا۔ یہاں تک کہ ۵۹۴ھ میں ہنری مذکور کی موت کی خبر آگئی اور یہ فوج واپس چلی گئی۔

(۵) ۵۹۵ھ میں اینوشانیسوس جس کی عمر ۳۳ سال تھی روم میں پاپائی کے مسند پر آیا۔ اس نے نئے سر سے دینی جہاد کا جوش پھیلایا اور تمام ملوک یورپ کے پاس قاصد بھیج کر قدس کو مسلمانوں سے واپس لینے کی ترغیب تحریک دلائی۔

Marfat.com

تخت نشیں ہوا۔ اس نے دمیاط سے ان کو نکالا۔

اس اثناء میں ایوبی امراء میں باہمی نزاعیں واقع ہوگئیں جن کی وجہ سے صلیبی صلحاً بیت المقدس پر قابض ہوگئے۔ ۶۳۷ھ میں ملک ناصر والی کرک نے آکر ان کو پھر وہاں سے نکالا۔

(۷) استرجاع قدس کی خبر سے یورپ میں پھر ہیجان پیدا ہوا۔ لیکن اس زمانہ میں چنگیز خاں کے حملوں کی وجہ سے جن کے شعلے آسٹریا اور ہنگری تک پہونچ گئے تھے یورپین سلطنتیں اپنی حفاظت میں مشغول تھیں۔ جب وہ خوف جاتا رہا تو ۶۴۳ھ میں شاہ فرانس لوئس تاسع اپنے امراء کے ساتھ ایک عظیم الشان فوج لے کر روانہ ہوا۔ قبرص ہوتے ہوئے مصر کے سواحل پر آیا اور دمیاط پر پہونچ کر اس کو فتح کر لیا۔ ملک صالح نجم الدین جو بیمار تھا مدافعت کے لیے آیا لیکن انتقال کر گیا۔ اس کی بیوی شجرۃ الدر نے اس کی موت کو مخفی رکھا یہاں تک کہ اس کا بیٹا ملک معظم حصن کیفا سے آکر تخت نشیں ہوا۔ اس نے صلیبیوں کو دمیاط سے نکالا۔ اس جنگ میں ممالیک بحریہ نے نمایاں کام کیے۔ تیس ہزار صلیبیوں کو قتل کر ڈالا اور شاہ لوئس کو بھی پکڑ لیا۔ اور قید کر دیا۔

ملک معظم کے بعد جب شجرۃ الدر تخت پر بیٹھی تو اس نے شاہ مذکور سے ۸ لاکھ دینار فدیہ لے کر رہا کر دیا۔ وہ عکا میں چلا گیا۔

۶۴۹ھ میں ناصر الدین یوسف ایوبی والی دمشق اور معز جاشنگیر سلطان مصر میں جب صلیبیوں کے مقابلے کے لیے باہمی اتحاد کا عہد و پیمان ہوا اس وقت لوئس مذکور نے یورپ سے کمک کی درخواست کی۔ مگر کوئی نہ آیا۔ اسی اثنا

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۵) [illegible]

[illegible]

[illegible] میرس [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کرنے کے [illegible] صلح [illegible] کے بعد [illegible] چلے گئے

شام کے صلیبی جو سلطنت [illegible] رہ گئے تھے [illegible]

[illegible] والوں کو ملک منصور قلاوون الفی نے [illegible] میں اور آخری صلیبی جماعت کو

[illegible] میں رہ گئی تھی اس کے بیٹے ملک اشرف خلیل نے [illegible] میں نکال دیا۔ اور

[illegible] مقدس کو دو سو سال کے بعد ان سے بالکل خالی کرالیا۔

(۷) آمر باحکام اللہ

۴۹۵ھ سے ۵۲۴ھ تک

مستعلی کے بعد اس کا بیٹا ابو علی منصور آمر کے لقب سے خلیفہ ہوا۔ اسی سال

[illegible] نے عکا پر قبضہ کیا۔ پھر طرابلس شام لے لیا۔ اس کے بعد سلسلہ وار

Marfat.com

سات سال تک یکے بعد دیگرے شام اور فلسطین کے شہروں پر قبضہ کرتے رہے۔ اور رہا۔ انطاکیہ اور بیت المقدس تین مستقل ریاستیں قائم کرلیں خلیفہ فاطمی بھی خلیفہ عباسی کی طرح خاموش بیٹھا مسلمانوں کے قتل وغارت اور تباہی وبربادی کا تماشا دیکھتا رہا اور سوائے ایاٹ وبار کے جو صرف مصر کی حفاظت کے لیئے تھی کبھی ان کی مدافعت کا خیال نہ کیا۔

ماہ آخر ۵۱۱ھ میں شاہ بالڈوین قدس سے ایک بڑی جمعیت لے کر فتح مصر کے لیئے روانہ ہوا۔ اور فرما میں پہونچ کر وہاں کے باشندوں کو ذبح کرڈالا۔ ان کے مکانات لوٹ لیئے اور مسجدوں میں آگ لگا دی۔ آمر عیش پرستی میں منہمک تھا۔ کوئی مقابلہ نہ کیا۔ مگر بالڈوین خود بیمار ہو کر واپس چلا گیا اور راستہ ہی میں مرگیا۔

رمضان ۵۱۵ھ میں آمر نے امیر الجیوش افضل کو قتل کرا دیا۔ چالیس دن تک اس کے گھر کا مال ومتاع خچروں پر خلیفہ کے محل میں منتقل ہوتا رہا۔ اس کی اولاد بھی قید کردی گئی۔

افضل کے بعد ابن بطائحیؒ وزیر مقرر ہوا۔

ادھر یہ اضطرابات تھے اُدھر باطنیوں نے موقع پاکر اپنی قوت بڑھالی۔ اور شام میں بڑے بڑے قلعے بنالیئے۔ جو امیر یا والی ذرا بھی ان کے خلاف حرکت کرتا باطنی فدائی پہونچ کر بے دریغ اس کو قتل کردیتے۔ مجبوراً لوگ ان کو رضامند رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ اسی جماعت کے ایک شخص نے ۲ ذی قعدہ ۵۲۴ھ میں آمر کو قتل کردیا۔

آمر نہایت بدتدبیر اور عیاش تھا۔ نہ مہمات سلطنت کی اس کو خبر تھی نہ

Marfat.com

ان کو انجام دینے کی لیاقت رکھتا تھا۔ افضل امیر الجیوش اگر نہ ہوتا تو صلیبی مصر کو فتح کر لیتے۔ ناواقفی سے اس کو بھی خدام قصر کی شکایت پر قتل کرا دیا۔

(۸) حافظ لدین اللہ

۵۲۴ھ سے ۵۴۴ھ تک

آمر نے کوئی نرینہ اولاد نہیں چھوڑی تھی۔ لیکن اس کی بیوی حاملہ تھی۔ اس وجہ سے انتظار کیا گیا کہ شاید بیٹا ہو مگر لڑکی پیدا ہوئی۔ اس لیئے خاندان فاطمی میں سے اس کا چچازاد بھائی عبد المجید حافظ لدین اللہ کے لقب سے خلیفہ بنایا گیا۔ اس نے افضل کے بیٹے احمد کو وزیر مقرر کیا۔ مخالفین نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد ایک شخص بہرام نامی وزارت پر بلایا گیا وہ بھی ۵۴۳ھ میں مقتول ہوا۔

صلیبیوں کی طرف سے اس زمانہ میں اہل مصر مطمئن تھے کیونکہ ان کو سلطان نور الدین زنگی کے پیہم حملوں سے مصر کی طرف نگاہ اٹھانے کی بھی فرصت نہ تھی لیکن مغرب سے ایک اس سے بھی بڑا خطرہ رونما ہوا۔ وہ یہ تھا کہ روجر ثانی فرماں روائے سسلی نے ڈھائی سو جنگی کشتیاں بے کر افریقہ پر حملہ کیا۔ پہلے برقہ پر فوجیں اتاریں۔ وہاں مسلمانوں کو قتل کیا۔ اور ان کی عورتوں اور بچوں کو پکڑ لیا۔ پھر ۵۴۱ھ میں طرابلس غرب پر قابض ہو گیا۔ اس کے دو سال کے بعد مہدیہ پر جو خلافت فاطمیہ کا مہد اور اولیں مرکز تھا تسلط کر لیا۔ وہاں سے اسکندریہ کی طرف بڑھا۔ اہل مصر نہایت خوف زدہ تھے مگر خود سسلی پر رومیوں کے حملہ کی وجہ سے وہ واپس چلا گیا۔

۵۴۴ھ میں ۷۸ سال کی عمر میں حافظ لدین اللہ نے انتقال کیا۔ ساٹھ سال کی عمر میں خلیفہ ہوا تھا۔ بجز دستخط کر لینے کے خلافت کی اور کوئی قابلیت اس میں نہ تھی۔

Marfat.com

اس کو اکثر درد قولنج کا دورہ ہوا کرتا تھا۔ موسیٰ طبیب نے سات دھاتوں کو مرکب کر کے ایک طبل تیار کیا جس پر ساتوں ستاروں کے نقوش بنائے۔ اس کے بجانے سے ریاح خارج ہوتے اور درد جاتا رہتا۔

خزانۂ خلافت میں یہ طبل محفوظ تھا۔ صلاح الدین کے زمانہ میں کسی کرد سپاہی نے اس پر ہاتھ رکھا اور ریح خارج ہو گئی۔ شرما کر اُس کو توڑ ڈالا۔ لوگوں نے جب دیکھا تو اس کے ضائع ہونے پر افسوس کیا۔ کیونکہ یہ طبل فنِ طب کا ایک نادر کرشمہ سمجھا جاتا تھا۔

(۹) ظافر بامر اللہ

۵۴۴ھ سے ۵۴۹ھ تک

حافظ کے بعد اس کا سب سے چھوٹا بیٹا ابو المنصور اسماعیل ظافر بامر اللہ کے لقب سے خلیفہ بنایا گیا۔ اس کی عمر اُس وقت ۱۷ سال تھی۔ امورِ سلطنت سے کوئی سروکار نہیں رکھتا تھا اور دن رات بہیمی شہوات میں منہمک۔ آغازِ عہد ہی میں وزیر بھی مر گیا اور دوسرا وزیر امراء کے باہمی اختلاف کی وجہ سے مقرر نہ ہو سکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سارا نظام ابتر ہو گیا۔

۵۴۸ھ میں صلیبیوں نے بڑھ کر عسقلان کو فتح کر لیا اور مغرب سے روجر ثانی پھر ایک جنگی بیڑا لے کر پہونچا۔ شہر تانیس میں آگ لگا دی۔ فرما کو تاخت و تاراج کیا اور بے شمار مالِ غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس گیا۔

اب عباس وزیر مقرر کیا گیا۔ اس کا بیٹا نصر جو نہایت درجہ حسین تھا خلوت اور جلوت میں ظافر کے ساتھ رہتا تھا جس کی وجہ سے لوگ اس کو متہم کرنے لگے۔ اس داغ کو مٹانے کے لئے وزیر زادہ نے اپنے باپ کے اشارہ سے مخفی طور پر ظافر کو وسط محرم ۵۴۹ھ

میں اپنے گھر دعوت کے لیئے بلاکر ذبح کرکے وہیں دفن کر دیا۔

عباس دوسرے دن حسب معمول خلیفہ کو سلام کرنے کے لیئے قصر میں پہونچا۔ جب وہ نہ ملا تو تلاش شروع کی اور اس کے دونوں بھائیوں جبریل اور یوسف کو بلاکر پوچھا۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم کو کچھ علم نہیں۔ عباس نے اپنے بیٹے کے جرم کو چھپانے کے لیئے انھیں دونوں پر خلیفہ کے قتل کا الزام رکھ کر اُسی وقت ان کے سر کٹوا لیئے۔

(۱۰) فائز بنصر اللہ

۵۴۹ھ سے ۵۵۶ھ تک

عباس نے ظافر کے بیٹے فائز کو جس کی عمر اُس وقت پانچ سال سے زائد نہ تھی اپنے کندھے پر اُٹھا لیا۔ اور امراء اور خدام سے مخاطب ہو کر کہا کہ خلیفہ کو اس کے دونوں بھائیوں نے مارا تھا جو قصاص میں قتل کیئے گئے۔ اب ہمارا فرض یہ ہے کہ اپنے اس کم سن آقازادہ کو امام بنائیں اور اخلاص کے ساتھ اس کی اطاعت کریں۔ حاضرین نے اس زور سے "بسر وچشم" کا نعرہ لگایا کہ خلیفہ نے سہم کر وزیر کے کندھے کو تر کر دیا۔ اس کے دل و دماغ میں بھی خلل پڑ گیا جس کی وجہ سے مسلسل مرگی اور اختلاج کے دورے ہونے لگے۔

عباس خوش تھا کہ ایک بچہ کو تخت پر بٹھا کر وہ سلطنت کا مالک بن گیا لیکن اہل قصر کو اصل حقیقت کی خبر لگ گئی۔ اور وہ انتقام کی فکر کرنے لگے۔

صالح طلائع بن رزیک ارمنی والی منیتہ الخصیب جو نہایت غالی شیعہ اور ظافر کے خاص معتمدین میں سے تھا اس زمانہ میں نجف اور کربلا کی زیارت کو

گیا ہوا تھا۔ جرم نے یہ کیفیت اس کو لکھی اور مدد چاہی۔ وہ اپنے ساتھیوں کے علاوہ اعراب کی ایک جمعیت ساتھ لے کر سیاہ ماتمی لباس پہنے ہوئے مصر آیا۔ امرائے سب اس کے استقبال کے لیئے حاضر ہوئے۔ عباس معہ اپنے بیٹے کے عسقلان کی طرف بھاگا۔

صالح نے قاہرہ میں داخل ہو کر وزیر کے گھر میں سے ظافر اور اس کے ساتھیوں کی نعشیں نکلوائیں اور ان کو تربت زعفران میں دفن کرایا۔ اس کے بعد مسند وزارت پر بیٹھ کر ملکی انتظامات میں مصروف ہوا۔

ظافر کی بہن نے عسقلان کے صلیبیوں کو ایک کثیر رقم کا وعدہ دے کر لکھا کہ جس طرح ہو سکے عباس اور اس کے بیٹے کو پکڑ کر بھیج دیں۔ انھوں نے گھیر کر عباس کو لوٹ لیا اور قتل کر ڈالا۔ اور نصر کو پکڑ کر مصر لائے۔ اور موعودہ رقم لے کر اس کو خدام کے حوالہ کیا جنھوں نے ہر قسم کی سزائیں دے کر مار ڈالا۔ اور جثہ کو سولی پر لٹکا دیا۔ پھر ۵۵۱ھ میں عین عاشورہ کے دن اس کی ہڈیاں جلائیں۔

فائز ۵۵۶ھ میں مر گیا۔ اس کے زمانہ میں مصر زوال و اضمحلال کی انتہائی حد پر پہونچ گیا تھا۔ چنانچہ ہر سال صلیبیوں کو ایک بڑی رقم اس لیئے بھیجی پڑتی تھی کہ وہ مصر پر چڑھائی نہ کریں۔

(۱۱) عاضد لدین اللہ
۵۵۶ھ سے ۵۶۷ھ تک

فائز کی وفات کے بعد صالح نے فاطمی خاندان کے ایک سن رسیدہ شخص کو خلافت کے قابل سمجھ کر اس کی بیعت کا ارادہ کیا۔ مگر کسی خیر خواہ نے اس کے کان

میں کہا کہ پہلے وزراء تم سے زیادہ عاقل تھے جو بچوں کو خلیفہ بنا کر خود امور سلطنت کے متولی بن جاتے تھے۔ یہ سُن کر اس نے حافظ لدین اللہ کے ایک نابالغ پوتے عبداللہ کو عاضد کا لقب دے کر خلیفہ بنا دیا۔ اور مہمات سلطنت پر بلا شرکت غیرے قابض ہو گیا۔ مزید تقرب کے لیئے اپنی بیٹی بھی خلیفہ کے ساتھ بیاہ دی۔ اور رخصتی کے وقت بیش قیمت جہیز اس کو دیا۔

قتل صالح

صالح کے استبداد سے لوگ تنگ آ گئے۔ خاصکر خلیفہ کی پھوپھی۔ اس لیئے اس نے اپنے چند غلاموں کو بھیجا جو قصر کی دہلیز میں چھپے رہے جب وہ نکلنے لگا تو خنجر سے اس کا شکم چاک کر دیا۔ لوگ اس کو اٹھا کر اس کے گھر لے گئے۔ جہاں وہ ۱۹ رمضان ۵۵۶ھ میں مر گیا۔ مگر مرنے سے پہلے خود خلیفہ کے حکم سے اس کی پھوپھی سے اپنا انتقام لے لیا۔

یہ شخص فاضل۔ شجاع۔ سخی اور مدبر تھا۔ فرائض شرعیہ کا پابند۔ لیکن شیعیت میں غلو رکھتا تھا۔ حضرت علی کی خلافت بلا فصل پر علماء و فقہاء سے مناظرے کیئے۔ اور ایک کتاب بھی لکھی جس کا نام رکھا "الاعتماد فی الرد علی اہل العناد"۔ شعر بھی کہتا تھا۔

مشہد حسین

اسی کے زمانہ میں مشہد حسین تعمیر کیا گیا۔ صورت یہ ہوئی کہ افضل امیر الجیوش جب شام کی مہم پر گیا تھا اس کو معلوم ہوا کہ عسقلان میں امام حسین کا سر مدفون ہے۔ اس نے اس مدفن پر ایک قبہ تعمیر کرا دیا۔ صالح نے اپنے عہد میں چاہا کہ اس کو مصر میں لائے۔ اس کے لیئے قاہرہ کی فصیل کے باہر ایک مدفن اور جامع تیار کرائی

Marfat.com

لیکن خلیفہ نے اس اثر شریف کو شہر کے باہر رکھنا گوارا نہ کیا بلکہ اپنے قصر زمرد میں ایک جگہ اس کے لیئے مخصوص کی۔ وہیں مشہد بنایا گیا جس میں عسقلان سے خاک منتقل کی گئی۔

شاور

صالح طلائع کے بعد اس کا بیٹا محی الدین وزیر ہوا جس کو خلیفہ نے ملک عادل کا خطاب دیا۔ مگر وہ زیادہ عرصہ تک نہیں رہ سکا اور اس کی جگہ شاور نے لی صالح کے پروردوں کی ایک جماعت تھی جس کا سرغنہ ضرغام تھا۔ اس نے اپنے رفیقوں کو متفق کر کے چاہا کہ اس کی جگہ لے رمضان ۵۵۹ھ میں اس کے محل پر حملہ کیا۔ شاور کا بڑا بیٹا مارا گیا مگر وہ خود بچ کر شام کی طرف نکل گیا اور ضرغام نے وزارت حاصل کر لی

ضرغام

ضرغام میں عقل۔ شجاعت۔ کرم۔ شیریں زبانی اور حسن صورت جملہ صفتیں تھیں لیکن ایک عیب یہ تھا کہ جو شکایت کسی کی سنتا اس پر فوراً یقین کر لیتا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد کسی کے ذریعہ سے اس کو یہ خبر ملی کہ امراء پھر شاور کو وزارت پر بلانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اس بنیاد پر اس نے جملہ امراء کو جن کی تعداد ۷۰ تھی اپنے گھر میں بلا کر قتل کرا دیا۔ ان رجال دولت کے خاتمہ سے ملک میں ترد اضمحلال پیدا ہو گیا۔ چنانچہ صلیبیوں نے چڑھائی کر دی۔ ضرغام نے اپنے بھائی ہمام کو مقابلہ کے لیئے بھیجا۔ وہ شکست کھا کر بحال تباہ قاہرہ واپس آ گیا اور صلیبی بلبیس کے قلعہ پر قابض ہو گئے۔

اسد الدین شیرکوہ

Marfat.com

شاور مصر سے سلطان نورالدین کے پاس پہونچا جو اُس وقت صلیبیوں کے مقابلہ میں سرگرم جہاد تھا۔ اور جملہ سلاطین و ملوک اسلام میں قوت و شوکت میں سربلند۔ اور اس سے مدد کا طالب ہوا۔ اس نے مصر کو زیر بار احسان رکھنے کے لیے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور اپنے امراء میں سے ایک خاص معتمد اسدالدین شیرکوہ کو فوج دے کر اس کے ساتھ روانہ کر دیا۔

شیرکوہ کرد کے قبیلہ رواویہ سے تھا جن کی سکونت دربند ناحیۂ آذربیجان میں تھی۔ اس نے اور اس کے بھائی نجم الدین ایوب نے سلطان نورالدین کے ہمراہ صلیبیوں کے مقابلہ میں ایسی شجاعت۔ بسالت اور جنگی لیاقت کا اظہار کیا تھا جس سے سلطان کے دل میں ان کی خاص وقعت ہو گئی تھی۔

صلاح الدین

یوسف صلاح الدین پسر نجم الدین ایوب بھی اپنے چچا کے ہمراہ چلا۔ اس کا باپ بوجہ نو عمری کے اس کو بھیجنے پر رضامند نہ تھا لیکن تقدیر یوسف صدیقؑ کی طرح اس کو کھینچ کر لے گئی کہ عزیز مصر بنا دیے۔

اس کی ولادت قلعۂ تکریت میں ۵۳۲ھ میں ہوئی تھی۔ یہی وہ نوجوان ہے جو آگے چل کر سلطان صلاح الدین ایوبی فاتح جنگ صلیبی کے لقب سے مشہور ہوا اور جس کے کارنامے اسلامی تاریخ کے اوراق کے زیب و زینت بنے۔

۲۹ جمادی الاول ۵۵۹ھ کو یہ لوگ مصر میں داخل ہوئے۔ ضرغام مقابلہ میں مارا گیا۔ اور شاور پھر وزارت پر آیا۔ اس نے ایک ثلث مصر کا خراج سلطان نورالدین کے پاس اس کے احسان کے معاوضہ میں بھیجا۔ مگر سلطان کی غرض یہ نہ تھی۔

Marfat.com

وہ چاہتا تھا کہ فاطمی سلطنت پر جو انتہائی ضعف کو پہونچ چکی ہے خود قابض ہو جائے۔ اس بارے میں شیرکوہ کو لکھا۔ اس نے شاور سے مشورہ کیا۔ دونوں مخفی طور پر باہم متفق ہوئے کہ سلطانی قبضہ کا اعلان کر دیں۔ لیکن پھر شیطان نے شاور کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ وہ شیرکوہ اور اس کے مٹھی بھر ساتھیوں کو مصر سے نکال سکتا ہے۔ اور نورالدین یہاں پہونچ نہیں سکتا۔ پھر کیوں ملک اس کے حوالہ کرے۔ یہ سوچ کر صلیبیوں کو لکھا کہ تم فوج لے کر آؤ اور شیرکوہ کو مصر سے نکالنے میں میری مدد کرو ورنہ اگر مصر نورالدین کے قبضہ میں چلا گیا تو تمھاری بھی خیر نہیں۔ اس کے علاوہ ان کو بہت کچھ مال و متاع دینے کا بھی وعدہ کیا۔

صلیبیوں نے جمعیت کثیر فراہم کرکے کوچ کیا۔ سلطان نورالدین کو جب اس کا علم ہوا تو فوجیں لے کر ان کے شہروں پر حملہ آور ہوا تاکہ وہ مصر کی طرف نہ جا سکیں لیکن وہ نہیں رُک سکے۔ کیونکہ مصر کا نورالدین کے قبضہ میں چلا جانا ان کے لیئے بہت بڑا خطرہ تھا۔ علاوہ بریں یہ بھی اُمید رکھتے تھے کہ شاید اس نادر موقع پر مصر کو فتح کر لیں۔

شیرکوہ اطلاع پا کر بلبیس کے قلعہ میں جہاں سے صلیبیوں کو نکالا تھا جا کر قلعہ گیر ہو گیا۔ شاور نے صلیبیوں کو ساتھ لے کر محاصرہ کیا۔ باوجود اس کے کہ اس کی فصیلیں بلند نہ تھیں اور روزانہ صبح و شام کو نکل کر وہ مقابلہ بھی کرتا تھا مگر تین مہینے گزر گئے اور یہ لوگ اس کا کچھ نہ کر سکے۔

اس درمیان میں نورالدین نے شام میں صلیبیوں کو شکستیں دیں۔ اور

Marfat.com

قلعہ حارم پر بھی جوان کا خاص مامن تھا قبضہ کر لیا۔ جب یہ خبریں مصر میں پہونچیں تو صلیبیوں نے گھبرا کر اپنے گھر کی حفاظت کے لیئے مصر سے واپسی کا ارادہ کیا۔ شیرکوہ کو لکھا کہ تم اگر یہاں سے چلے جاؤ تو ہم محاصرہ اٹھالیں۔ وہ واقعات سے بے خبر اور قلت ذخیرہ سے تنگ تھا۔ راضی ہو گیا۔ اور مصر کو چھوڑ کر نور الدین کے پاس چلا آیا۔

وہاں ۵۶۲ھ تک رہا۔ لیکن مصر کا خیال اس کے دل کو چین نہ لینے دیتا تھا۔ آخر کار اس نے منتخب بہادروں کی ایک فوج مرتب کر کے سلطان سے مصر کی اجازت چاہی۔ وہ راضی نہ تھا مگر اس کے وفور شوق سے مجبور ہو کر پروانگی دی۔ اور چند امیروں کو بھی ساتھ کر دیا۔ اس کل جماعت کی تعداد دو ہزار سوار تھی۔

شاور نے اس کی اطلاع پا کر پھر صلیبیوں کو بلایا۔ وہ یلغار کرتے ہوئے پہونچے۔ شیرکوہ آب نیل سے اُتر کر بالائی مصر میں پہونچ چکا تھا۔ اس کے پیچھے مصری اور صلیبی لشکر دریا کی طرح موجیں مارتے ہوئے چلے۔

شیرکوہ نے دیکھا کہ میری جمعیت قلیل اور غریب الدّیار ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ان کے دل چھوٹ جائیں۔ اس لیئے سب کو جمع کر کے مشورہ لیا۔ بعضوں نے کہا کہ یہاں اگر ہم شکست کھا گئے۔ اور ظن غالب یہی ہے۔ تو ہمارے لیئے کوئی صورت پناہ کی نہ ہوگی۔ اور اس ملک کے عامی اور لشکری اور بازاری و فلاح سب کے سب چُن چُن کر ہم کو قتل کر ڈالیں گے ایک بھی بچ کر گھر نہ جا سکے گا۔

یہ سُنکر نور الدین کے ممالیک میں سے ایک شخص شرف الدین برغش نامی کھڑا ہوا اور بولا کہ جو قتل یا قید سے ڈرتا ہے وہ فوج میں کیوں شامل ہوتا ہے۔ چاہیئے کہ بیوی کے ساتھ گھر میں بیٹھے۔ یاد رکھیئے کہ اگر یہاں سے بلا جنگ یا غلبہ حاصل کیئے ہم

Marfat.com

واپس گئے تو نورالدین ہماری تنخواہیں بند اور جاگیریں ضبط کرلے گا اور کہے گا کہ تم مسلمانوں کا مال کھاتے ہو اور ان کے دشمنوں سے بھاگتے ہو۔ مصر کو کیوں کفار کے حوالہ کر آئے۔ اس کا کوئی جواب ہمارے پاس نہ ہوگا۔

صلاح الدین نے بھی اس کی تائید کی۔ اور کہا کہ اب سوائے جنگ کے اور کوئی سبیل نہیں۔ شیرکوہ نے کہا کہ یہی رائے صحیح ہے اور میں اسی پر عمل کروں گا۔ چنانچہ مقابلہ کے لیئے صف آرائی کی۔ اور اپنی جنگی مہارت اس روز کام میں لاکر ایسی بے جگری اور تدابیر کے ساتھ لڑا کہ ایک ساتھ دونوں فوجوں کو شکست دی اور کشتوں کے پشتے لگادیئے۔ میمنہ پر خود تھا اور قلب میں صلاح الدین کو رکھا تھا۔

شیرکوہ کے اس عجیب کارنامہ پر مورخین انگشت بدنداں ہیں کہ کس طرح اس نے صرف دو ہزار سواروں سے ساری مصری اور فرنگی طاقت کو چند گھنٹوں میں توڑ دیا۔

اس فتح سے وہ صعید سے اسکندریہ تک قابض ہوگیا۔ وہاں اپنے بھتیجے صلاح الدین کو متعین کیا اور خود بالائی مصر کا خراج تحصیل کرنے لگا۔

ہزیمت خوردہ جماعت نے پھر اپنا ساز و سامان درست کرکے اسکندریہ پر چڑھائی کی۔ اور صلاح الدین کو محصور کرلیا۔ شدت محاصرہ اور قلت رسد کی وجہ سے اس پر ایسی سختی گزر گئی جس کو وہ زندگی بھر نہیں بھولا۔

جب شیرکوہ مقابلہ کے لیے پہونچا اس وقت مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی۔ طے یہ پایا کہ جو کچھ اس نے وصول کرلیا ہے اس کے علاوہ پچاس ہزار دینار اور لے اور اپنی فوج کو لے کر مصر سے چلا جائے۔ شیرکوہ نے منظور کیا بشرطیکہ صلیبی بھی یہاں سے واپس جائیں اور مصر کے ایک گاؤں پر بھی قبضہ نہ کریں۔

شیرکوہ اسکندریہ کو مصریوں کے حوالہ کرکے ذی قعدہ ۵۶۲ھ کو واپس چلا گیا۔ لیکن صلیبیوں نے قاہرہ میں اپنا شحنہ اور سواروں کا ایک دستہ چھوڑا کہ اگر نورالدین کوئی فوج بھیجے تو وہ شہر کی حفاظت کر سکیں۔

اس شحنہ اور اس کی فوج نے اہل قاہرہ پر سخت ظلم وستم ڈھائے۔ اور دو سال کے بعد جب دیکھا کہ یہاں کوئی طاقت نہیں ہے شام میں اپنے بادشاہ اموری کو دعوت دی کہ آکر مصر پر قبضہ کرے۔ صلیبی امرائنے اس پر خوشی کا اظہار کیا۔

اموری اگرچہ دلیر اور خوں ریز تھا لیکن مدبر بھی تھا۔ کہنے لگا کہ ہمارا مصر کی طرف چلنا مناسب نہیں۔ کیونکہ وہاں کے لوگ ملک کو ہمارے حوالہ نہ کریں گے اور جنگ کے لئے آمادہ ہو جائیں گے بلکہ یقین ہے کہ نورالدین کو بلائیں گے۔ اس صورت میں اگر شیرکوہ کو اس نے مصر بھیج دیا اور خود شام پر چڑھائی کی تو سوائے جلاوطنی کے ہمارے لئے کوئی سبیل نہ رہے گی۔ لیکن صلیبی امرار نے اس کی بات نہ مانی اور کہا کہ جب تک نورالدین تیاری کرے گا اس وقت تک ہم مصر پر قبضہ کر چکیں گے۔

اسی اثنا میں مصر کے بعض ارکان دولت کے بھی اس کے پاس خطوط پہونچے کہ ہم تمہاری مدد کریں گے۔ اس وجہ سے وہ قوی دل ہو کر روانہ ہوا۔ اور مصر پہونچ کر صفر ۵۶۴ھ میں بلبیس کو قتل وغارت سے تباہ کر ڈالا۔ پھر قاہرہ کی طرف بڑھا۔

اہل قاہرہ بلبیس کے قتل عام کو دیکھ کر ڈر گئے۔ شہر کا دروازہ بند کر لیا اور پوری قوت سے مدافعت کرنے لگے۔ خلیفہ عاضد نے سلطان نورالدین کے پاس خط بھیجا کہ آکر اس مصیبت سے مصریوں کو نجات دلائے۔ خط کے اندر حرم کے سر کے

Marfat.com

بال بھی رکھ دیئے تاکہ اس کو ترس آئے۔ اس نے فوراً شیرکوہ کو چھ ہزار سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ اس کے پہونچتے ہی صلیبی خائب وخاسر شام کی طرف لوٹ گئے۔ لیکن اس ہنگامہ میں فسطاط جیسا عظیم الشان شہر بالکل ویران ہوگیا جس میں مورخین کے بیان کے مطابق تین ہزار سے زائد مسجدیں تھیں۔

شیرکوہ کے آجانے سے مصریوں کو امن مل گیا۔ انھوں نے اس کی فوج کی ضیافتیں کیں۔ خلیفہ نے بھی اس کو خلعت اور اس کے سپاہیوں کو انعامات دیئے۔ شاور البتہ دل میں پیچ وتاب کھاتا تھا۔ آخر میں چاہا کہ دعوت کے بہانے سے بلاکر شیرکوہ کو قتل کردے۔ لیکن اس کے بیٹے کامل نے مخالفت کی اور کہا کہ اگر تم نے ایسا ارادہ کیا تو میں خود اس کو مطلع کردوں گا۔ شاور نے کہا کہ اگر ہم اس کو نہ ماریں گے تو یہ یقینی ہے کہ وہ ہم کو مار ڈالے گا۔ کامل نے جواب دیا کہ بلا سے ہم قتل ہوجائیں۔ ملک تو مسلمانوں کے ہاتھوں میں رہے گا۔ یہ سمجھ رکھئے کہ جس دن شیرکوہ مارا گیا اسی دن صلیبی آکر سارے مصر پر قبضہ کرلیں گے اس وقت اگر خود عاضد بھی نورالدین کے پاس جائے گا تب بھی وہ ایک سپاہی مدد کے لئے نہ دے گا۔ مجبوراً شاور اپنے ارادہ سے باز رہا۔

صلاح الدین کو یہ اطلاع ملی کہ شاور پھر صلیبیوں کے ساتھ سازباز کررہا ہے اس لئے جرأت کرکے اس کو گرفتار کرلیا۔ خلیفہ کو جب معلوم ہوا تو اس نے بھی قتل کا فرمان دیا۔ لوگوں نے اس کا گھر بھی لوٹ لیا۔ اسی میں اس کا بیٹا کامل مارا گیا۔ شیرکوہ کو اس کے مارے جانے کا افسوس ہوا۔ کہا کہ اگر وہ زندہ رہتا تو میں اس کو اس کے اس احسان کا کہ اپنے باپ کو میرے قتل سے روکا تھا اچھا بدلہ دیتا۔

Marfat.com

شاور کے قتل کے بعد خلیفہ نے شیر کوہ کو بلا کر وزارت کا خلعت عطا کیا۔ مگر وہ صرف دو مہینہ پانچ دن اس منصب پر رہنے پایا تھا کہ ۲۲ جمادی الثانی ۵۶۴ھ کو انتقال کر گیا۔

عاضد نے اس کے بعد صلاح الدین کو وزارت عطا کی۔

موتمن الخلافہ

صلاح الدین کے صفات اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے اہل مصر اس کے گرویدہ ہو گئے۔ یہ دیکھ کر حسّاد کو رشک آیا جن میں سب سے مقدم موتمن الخلافہ تھا۔ یہ خصی غلام قصر خلافت کے جملہ امور کا منصرم اور خدم وحشم کا سردار تھا۔ اس نے چند مصری امراء کے ساتھ اتفاق کر کے صلیبیوں کے پاس خط لکھا کہ صلاح الدین کو مصر سے نکالنے میں ہماری مدد کرو۔ یہ خط جوتے کے تلے میں سلوا کر ایک غلام کو دیا کہ مخفی طور پر پہونچا دے۔ وہ راہ میں جوتا ہاتھ میں لیئے ہوئے جا رہا تھا۔ صلاح الدین کے کسی آدمی کو شبہ ہوا اس نے پکڑ لیا۔ خط برآمد ہوا۔ اور تحقیقات سے ساری کیفیت منکشف ہو گئی۔ موتمن الخلافہ نے خوف کی وجہ سے قصر سے نکلنا چھوڑ دیا۔ صلاح الدین خاموش رہا۔ جب وہ مطمئن ہو گیا اور باہر آنے جانے لگا اس وقت اس کو قتل کرا دیا۔ شیدیوں نے غضبناک ہو کر شورش کی اور تقریباً پچاس ہزار جمع ہو کر صلاح الدین پر حملہ آور ہوئے۔ خلیفہ نے بھی قصر کے ایک جھروکہ میں بیٹھ کر ان کی حمایت شروع کی تھی صلاح الدین نے نفط اندازوں کو حکم دیا کہ اُس میں آگ لگا دیں۔ جب خلیفہ وہاں سے بھاگا اس وقت شیدی سُست پڑ گئے۔ صلاح الدین کے بھائی شمس الدولہ نے ان سب کو شکست دے کر تعذیب و تحریق سے فنا کر دیا۔ اس وقت سے ان کا نام

Marfat.com

ونشان مٹ گیا۔ اور عاضد بھی بیکس اور گمنام ہو گیا۔ لوگوں نے اس کا ذکر بھی چھوڑ دیا۔
عجیب بات یہ ہے کہ فاطمیوں کے لیے مصر کو جس غلام نے فتح کیا تھا اُس کا نام بھی جوہر تھا اور جس کی بدولت مصر ان کے قبضہ سے نکل گیا یعنی موتمن الخلافہ۔ اس کا نام بھی جوہر تھا۔

صلاح الدین نے اب اطمینان کے ساتھ ملکی انتظامات شروع کیے۔

صلیبیوں کو سخت خطرہ ہوا کہ ایک طرف نورالدین۔ اور ایک طرف صلاح الدین اس لیے ۵۶۵ھ میں اموری نے ایک فوج گراں لے کر مصر پر چڑھائی کی۔ اور دمیاط کو محصور کر لیا۔ مگر وہاں سے بہت نقصان اٹھا کر واپس گیا۔

دوسرے سال خود صلاح الدین نے اس پر فوج کشی کی شکست دے کر عسقلان۔ رملہ اور پھر غزہ کو بھی فتح کر لیا۔ اس کے بعد مصر آیا اور کشتیاں بنوا کر بر و بحر دونوں راستوں سے فوجیں لے گیا اور ایلہ پر قبضہ کر لیا۔

خطبۂ عباسی

جب صلاح الدین کا مصر پر پورا تسلط ہو گیا۔ یہاں تک کہ قصر خلافت کے اُمور بھی اس کے ہاتھ میں آ گئے جس کا متولی امیر **قراقوش** کو بنا دیا۔ اور خلیفۂ عاضد بالکل بے بس اور گمنام ہو گیا۔ اس وقت سلطان نورالدین نے حکم بھیجا کہ فاطمی خطبہ موقوف کر کے وہاں عباسی خطبہ جاری کرو۔ صلاح الدین ڈرتا تھا کہ اہل قاہرہ جو فاطمیوں کے اثر سے زیادہ تر شیعہ ہو گئے ہیں مخالفت پر آمادہ ہوں گے۔ مگر ایک مشرقی شخص نے جس کا نام امیر عالم تھا جرأت کر کے محرم ۵۶۷ھ کے پہلے جمعہ میں قاہرہ کی جامع مسجد میں مستضی باللہ خلیفہ عباسی کے نام کا خطبہ پڑھ دیا۔ کوئی بھی مخالفت کے لیے نہیں اُٹھا۔ اس وقت سے فاطمی خطبہ منقطع ہو گیا اور شام و مصر کے تمام شہروں

Marfat.com

میں عباسی ہی خطبہ پڑھا جانے لگا۔

بغداد میں جس وقت یہ خبر پہونچی وہاں بڑا جشن منایا گیا۔ خلیفہ نے سلطان نور الدین کے پاس خلعت اور مصر و شام کی امارت کا فرمان بھیجا۔ نیز صلاح الدین کے لئے بھی خلعت اور سیاہ عباسی علم روانہ کئے۔

عاضد اُس وقت مرض الموت میں تھا۔ صلاح الدین نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ ایسی حالت میں اس کو اس خبر کی اطلاع دی جائے جو اس کے لئے رنج کا موجب ہوگی۔ چنانچہ وہ بلا اس اطلاع کے عاشورہ کے دن گزر گیا۔ اس کی موت پر فاطمی خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔

عاضد نہایت غالی شیعہ تھا۔ اور سُنیوں کے خون کو حلال سمجھتا تھا۔

خلفار فاطمیّہ

خلفار فاطمیّہ کی تعداد خلفار بنی اُمیّہ کے برابر ہوئی۔ یعنی ۱۴ جن میں سے مہدی، قائم اور منصور تین افریقہ میں گزرے اور بقیہ گیارہ مصر میں۔ لیکن زمانہ اُنھوں نے بنی اُمیّہ سے دُگنا پایا اور ۲۹۵ھ سے ۵۶۷ھ تک ۲۷۲ سال خلافت کی۔

مورخین بالعموم ان کی نسبت اچھی رائیں نہیں رکھتے۔ کیونکہ جہانبانی اور ملک داری میں یہ لوگ حصہ نہیں لیتے تھے۔ بلکہ مہمات سلطنت وزرار کو سُپرد کر کے خود حرم میں تعیشات اور تکلفات میں زندگیاں گزارا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ملک کی انتظامی حالت ان کے عہد میں بہ نسبت سابق کے خراب رہی۔ اور مستنصر کے عہد سے تو بالکل غلاموں کے قبضہ میں پڑ گئے۔ اور کسی کام کے قابل نہیں رہ گئے۔ یہاں تک کہ

Marfat.com

جزیرہ صقلیہ بھی نکل گیا۔ صلیبیوں نے آکر شام کو لے لیا اور وہاں ڈیرے ڈال دیئے روجر نے دو بار مصر کو تخت و تاراج کیا۔ اور اگر وہ اپنی ملک کی اندرونی شورشوں کی وجہ سے واپسی پر مجبور نہ ہوا ہوتا تو پورے مصر پر قبضہ کر لیتا۔

چونکہ یہ خلافت بھی عباسی خلافت کی طرح قرابت رسولؐ کے دعوے پر قائم ہوئی تھی۔ اور عبیداللہ نے فاطمی اور علوی نسب کی بنیاد پر اپنی مہدویت و امامت کا علم بلند کیا تھا اس وجہ سے تشیع اس کے اصل قوام میں داخل تھا جس میں یہ تمام خلفاء اول سے آخر تک غلو رکھتے تھے۔ اور عوام الناس میں یہی عقائد پھیلاتے تھے۔ مصر پر قبضہ کرنے کے بعد اسماعیلیت کی تبلیغ کے لیئے جس میں بنی فاطمہ کی امامت کا عقیدہ سب سے مقدم تھا ایک خاص مرکز قائم کیا گیا جس کے رئیس کا لقب داعی الدعاۃ ہوتا اور اس کا درجہ قاضی القضاۃ سے بھی برتر سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ قاضی یا زوری مستنصر کا مقبول ترین وزیر پہلے اسی رتبہ پر تھا۔

اس مرکز میں طریق دعوت اور اسرار امامت کی تعلیم دے کر دوسرے ممالک میں مبلغ بھیجے جاتے تھے کہ مخفی طور پر لوگوں کو ان عقائد کی تلقین کریں۔

ان خلفاء کی نگاہیں ایران و خراسان پر لگی ہوئی تھیں جو شیعیت کا گہوارہ رہ چکے تھے۔ اس لیئے ان میں کثرت کے ساتھ مبلغ بھیجے گئے جن کی وجہ سے سلیہ کی مرتب باطنی جماعت پیدا ہوئی جن کو بوجہ حشیش (بھنگ) کے استعمال کے حشیشین کہنے لگے۔

اور عراق میں قرامطہ کی شورش بڑھی جس کی بدولت نہ صرف خلافت عباسی بلکہ تمام مشرق میں اضطراب پھیل گیا۔

باطنیہ کا سلسلہ اصفہان اور مرو تک پہونچ گیا تھا۔ اور حسن بن صباح جس نے

Marfat.com

مصر میں اصول دعوت کی تعلیم حاصل کی تھی اور مستنصر سے مل کر مشرق میں گیا تھا ساحل بحر قزوین پر قلعہ الموت میں اپنا مرکز بنا رکھا تھا۔

ان جماعتوں کے رات دن کے فتنوں۔ خلفار، سلاطین۔ امرار۔ وزرار اور علمار وغیرہ کے قتل و ذبح سے ممالک مشرقیہ کمزور اور بے جان ہوگئے۔ خلفار عباسیہ کی تو یہ نوبت پہونچ گئی کہ بساسیری نے جو خود انھیں کا غلام تھا بغداد میں فاطمی خطبہ رائج کردیا اور وہ کچھ نہ کرسکے۔ اور اگر سلجوقی حمایت کو نہ کھڑے ہوجاتے تو سارا مشرق فاطمیوں کے زیر اثر آچکا تھا۔

اس تبلیغ میں سنی علمار چونکہ حائل تھے اس وجہ سے قتل و تعذیب سے ان کو مٹانے کی کوشش کی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ خلیفہ سوم منصور نے خود اپنے بھائی ابو یزید مخلد کو اسی مخالفت کی وجہ سے سُولی پر چڑھادیا۔ معز نے بہت سے علمار کو خفیہ قتل کرایا۔ شام کے فقیہ ابن نابلسی کو پنجرہ میں پکڑوا کر منگوایا اور زندہ کھال کھنچوائی۔ حاکم نے علی الاعلان صحابۂ کرام کے ناموں کے ساتھ گالیاں پتھروں پر کندہ کرا کے مساجد وغیرہ میں لگوائیں۔

اس دولت کے امرار کا بھی یہی وتیرہ تھا۔ والی شام نے ایک مغربی سنی کو تشہیر کرا کے سُولی پر لٹکایا اور اعلان کرایا کہ ابوبکر و عمر کے دوست داروں کی یہی سزا ہے۔ واسط کے ایک نیک نام بزرگ ابو القاسم نے بیت المقدس میں اذان میں "حیّ علیٰ خیر العمل" کے بجائے "حیّ علیٰ الفلاح" پکار دیا۔ اس پر وہاں کے امیر نے ان کی زبان کاٹ لی۔

اکابر علمار نے ان کے الحاد۔ فسق و فجور اور ظلم و ستم کے واقعات پر مفصل کتابیں

Marfat.com

لکھی ہیں جن میں سے قاضی ابوبکر باقلانی کی کشف الاسرار عبدالجبار بصری معتزلی کی تثبیت النبوۃ اور ابوشامہ اور حافظ ابوالقاسم کی تاریخیں مشہور ہیں۔

خلفار عباسیہ نے بھی ایک محضر تیار کرایا جس میں اس عہد کے شرفار اور علمار نے شہادتیں لکھیں کہ فاطمیہ کا دعوی نسب صحیح نہیں ہے۔ بلکہ یہ میمون بن قداح کی نسل سے ہیں جو ایک شعبدہ گر ملحد مجوسی تھا۔ اور عبیداللہ مہدی کا نام سعید تھا جس کا باپ سلمیہ میں آہنگری کا کام کرتا تھا۔ اسی سعید نے مغرب میں جاکر اپنا نام عبیداللہ رکھا اور فاطمی اور علوی بن کر مہدویت کا مدعی ہوا۔

فاطمیہ چونکہ اپنے آپ کو عباسیہ کا مدمقابل سمجھتے تھے اس وجہ سے جاہ وجلال اور نام ونمود کے ساز وسامان میں ان سے فوقیت کی کوشش کرتے تھے۔ اور مصر کی بےشمار دولت کی وجہ سے اس میں ناکام بھی نہیں رہتے تھے۔ چنانچہ صلاح الدین نے جب عاضد کے قصر پر قبضہ کیا اس وقت اس قدر آلات وفروش۔ امتعہ وذخائر اور نقود وجواہر ملے جو حد شمار سے باہر تھے اور جن کے بیان سے تاریخ کے صفحات تنگ ہیں۔ مزید براں دو لاکھ کتابیں تھیں جن میں سے بڑا حصہ قاضی فاضل کو ملا۔ بقیہ فروخت کی گئیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں کی بہت سی کتابیں اب جرمنی کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔

دولتِ ایوبی

۵۶۷ھ سے ۶۴۸ھ تک

صلاح الدین نے قصر خلافت پر قبضہ کرنے کے بعد وہاں کے غلاموں اور

Marfat.com

کنیزوں کو امرا میں تقسیم کر دیا۔ حرم خلافت کے لئے ایک حویلی مخصوص کی اور خاندان فاطمی کے افراد کو نظر بند رکھا۔ اس کے بعد رفض و شیعیت کو مٹانے اور مذہب شافعی کو فروغ دینے پر کمر باندھی۔ اذان میں حی علے خیر العمل کے بجائے حی علے الفلاح پکارنے کا حکم دیا۔ جامع ازہر میں اسماعیلیت کی تعلیم بند کر دی اور مذاہب اربعہ کے اساتذہ وہاں تدریس کے لئے مقرر کئے۔ اور ملک سے جملہ شعائر اسماعیلیت کے اُٹھا دیئے۔ نیز جو ناجائز ضرائب عہد فاطمی میں رعایا پر لگائے گئے تھے منسوخ کئے۔ جن پر بقایا تھا معاف کر دیا۔ ملک کی ابتری کی اصلاح کی اور رعایا کی بہبود اور اراضی کی آبادانی کی طرف متوجہ ہوا۔

داعی الدعاۃ اور عمارہ یمنی نے جو فاطمیہ کے پروردہ تھے بہت بڑی سازش کی کہ صلاح الدین کو قتل کر ڈالیں۔ مگر راز کھُل گیا۔ صلاح الدین نے سرغنوں کو سُولی پر چڑھایا اور بقیہ فاطمیوں پر نگرانی زیادہ بڑھا دی۔

سلطان نور الدین محمود زنگی

صلاح الدین مصر میں اگرچہ سلطان نور الدین کے نائب کی حیثیت سے تھا لیکن اس کی نیت استقلال کی تھی۔ اور در پردہ اسی کا سامان کر رہا تھا۔ اور برابر اپنی مالی اور فوجی قوت بڑھانے میں مصروف تھا۔ اپنے بھائی کو اصوان کا امیر بنایا۔ اس نے نوبیا اور اس کے دوسرے سال یمن پر قبضہ کر لیا۔

نور الدین نے اس امر کو محسوس کر لیا۔ چاہا کہ اس کو اپنے پاس بلالے۔ لکھا کہ میں صلیبیوں پر حملہ کرتا ہوں تم بھی فوجیں لے کر مصر سے آؤ اور مقام کرک میں مجھ سے ملو۔ صلاح الدین نہیں گیا اور جواب بھیج دیا کہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے مصر میں

رہنا ناگزیر تھا۔ نورالدین کو اب یقین ہو گیا۔ اس نے لکھا کہ آؤ ورنہ میں خود آؤں گا۔

صلاح الدین نے اپنے حامیوں کو جمع کر کے مشورہ لیا۔ اس کے بھتیجے تقی الدین نے کہا کہ آنے دیجئے ہم مقابلہ کریں گے۔

نجم الدین ایوب

اس مجمع میں صلاح الدین کا باپ نجم الدین بھی تھا۔ بولا کہ یہ رائے غلط ہے۔ ہم سب نورالدین کے خدام اور اس کے نمک پروردہ ہیں جس وقت وہ سامنے آجائیگا کون ہے جو گھوڑے سے اُتر کر اس کو سلام نہ کرے۔ مناسب یہ ہے کہ تم یہ جواب لکھو کہ آپ خود یہاں آنے کی زحمت کیوں اُٹھائیں اگر میری گرفتاری منظور ہے تو ایک پیادہ کو بھیج دیجئے وہ میرے گلے میں رسی ڈال کر لے جائے۔ یہاں کون ہے جو کچھ چون و چرا کر سکے۔

اس کے بعد جب سب امراء چلے گئے تو اس نے صلاح الدین کو سمجھایا کہ سلطان سے بغاوت کا اعلان نادانی ہے۔ کیونکہ پھر وہ پوری قوت سے چڑھائی کرے گا اور ہم مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ اور فرماں برداری کے اظہار سے ہماری طرف سے غافل ہو کر دوسرے مہمات میں مشغول رہے گا اور تقدیر اپنا کام کرتی رہے گی۔ یہ تم یقین رکھو کہ وہ اگر یہاں سے ایک جبہ بھی لینا چاہے گا تو سب سے پہلے میں لڑوں گا مگر زہر کی بہ نسبت شہد سے کام لینا زیادہ بہتر ہے۔

صلاح الدین نے اپنے باپ کی رائے کے مطابق جواب دیا جس سے سلطان مطمئن ہو گیا۔ اور اس کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد شوال ۵۶۹ھ میں دمشق میں اس کا انتقال ہو گیا۔ عمر ساٹھ سال تھی۔

Marfat.com

...ت نورالدین

سلطان نورالدین پہلے حلب کا والی تھا لیکن صلیبی جنگوں میں ایسی عظیم الشان
...ات کیں کہ اس کی شجاعت کا سکہ بیٹھ گیا۔ اور اس کی سلطنت بہت وسیع ہوگئی
...شام۔ یمن میں بھی اس کا نام خطبوں میں لیا جانے لگا۔
نہایت متقی۔ عالم اور علم دوست تھا۔ بیت المال میں سے کبھی ایک پائی اپنے
...میں نہ لایا۔ اور ہمیشہ گزر اوقات ایک جائداد سے کی جس کو اپنی خاص حلال
...ئی سے خرید کیا تھا۔
...علماء و صلحاء کی بہت تعظیم و توقیر کرتا تھا۔ ملک میں جا بجا مدارس۔ مساجد۔
...ستان اور سرائیں تعمیر کرائیں اور ان پر املاک وقف کیے۔ شام کے اکثر شہروں کی
...یلیں بنوادیں کہ فرنگیوں کے حملہ سے محفوظ رہیں۔ جہاد میں خود سپاہیوں کی
...دو دو کمانیں لے کر لڑتا تھا۔ فقیہ قطب نساوی نے ایک بار کہا بھی کہ آپ اپنی
...کو خطرہ میں نہ ڈالیں کیونکہ اگر کوئی بات ہوگئی تو پھر مسلمانوں کی خیر نہیں۔ بولا
...سے پہلے مسلمانوں کا کون محافظ تھا۔ یہ کام اللہ کا ہے اور بس۔
...ات کا بڑا حصہ دعا اور عبادت میں گزارتا۔ اور عدل و انصاف میں یگانہ اور
...چھوٹے اور بڑے سب کو ایکساں سمجھتا تھا۔
...چوڑی پیشانی۔ مطبوع شکل اور بادامی آنکھیں تھیں۔ چہرہ سے رعب و وقار
...تھا۔

...خین نے شاہان اسلام میں سب سے بہتر اسی کو قرار دیا ہے۔
...کی سلطنت کا رقبہ بہت وسیع ہوگیا تھا۔ اور اکثر صلیبیوں کے ساتھ

Marfat.com

جنگ جہاد میں مصروف رہتا تھا اس وجہ سے خبر رسانی کا کام زیادہ تر نامہ بر کبوتر دل لیتا تھا۔ جو سکھا کر اس کے لیئے تیار کیئے جاتے تھے۔

اس کے جنگی کارناموں اور فتوحات پر مفصل مستقل کتابیں علماء نے لکھی ہیں ان کے بیان کی یہاں گنجائش نہیں۔

سلطان صلاح الدین

نورالدین کی وفات کے بعد مصر اور شام کی مستقل حکومت صلاح الدین کے ہاتھ میں آگئی۔ ۵۷۱ھ میں حلب۔ رہا۔ سنجار اور موصل وغیرہ بھی جو نورالدین کے بیٹے اسماعیل کے قبضہ میں تھے اس کو مل گئے۔ اُس وقت یہ سلطان کے لقب سے مشہور ہوا۔ خلیفہ بغداد مستضی نے معز امیر المومنین کا خطاب بخشا۔ اس کے بعد جب ناصر لدین اللہ خلیفہ ہوا تو اس نے ملک ناصر کا خطاب دیا۔ لیکن صلاح الدین نے اس کو قبول نہ کیا اور کہا کہ خود خلیفہ کا لقب میں اپنے جیسے خادم کے لیئے خلاف ادب سمجھتا ہوں۔

صلاح الدین جس زمانہ میں حلب کی طرف گیا تھا صلیبیوں نے موقع پاکر شام کے مغربی شہروں کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔ اس کا بھائی تورانشاہ مدافعت کے لیئے فوجیں لے کر گیا مگر مقابلہ نہ کرسکا۔ سلطان نے اطلاع پاکر اپنے لشکر میں سے ایک مصری فوج کمک کے لیئے بھیج دی جس نے صلیبیوں کو پسپا کیا۔

جب حلب سے سیف الدین غازی اور ملک صالح وغیرہ سے معاہدہ کر کے واپس آرہا تھا مقام عیزازمیں دو باطنی جو اس کے مارنے کے لیئے آئے تھے پکڑے گئے

Marfat.com

...ن کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔۔ ۲ محرم ۵۷۰ھ کو مصر میں پہونچا۔ اور اس کا انتظام وزیر بہاء الدین اسدی کے سپرد کرکے خود صلیبی مہم پر روانہ ہوا۔

وزیر مذکور نے نہایت دیانت۔ دانشمندی اور چستی کے ساتھ کام کیا۔ عہد فاطمی میں جتنی خرابیاں پڑ گئی تھیں ان کی اصلاح کی۔ نہروں اور پلوں کی مرمت کرائی۔ راستے ٹھیک کیے۔ تجارت اور زراعت کو ترقی دی جس سے ملک خوش حال ہوا یا فارغ البال اور خزانۂ سلطنت معمور ہو گیا۔ سلطان ہمیشہ اس کے حسن انتظام سے خوش رہا۔

۵۷۰ھ سے صلیبیوں کے ساتھ جہاد شروع کی۔ اور متواتر چودہ سال تک لڑ کر شام کا ایک ایک شہر ان کے ہاتھوں سے نکال لیا۔ یہاں تک کہ بیت المقدس بھی لے لیا جہاں اُنھوں نے اپنی پوری قوت سے آخری جنگ کی تیاری کی تھی۔ ان معرکوں کی تفاصیل سے تاریخیں بھری پڑی ہیں۔

بالآخر صلیبیوں نے مجبور ہو کر ۲۲ شعبان ۵۸۸ھ میں حلف نامہ لکھ کر مصالحت کی اُس وقت لڑائی ختم ہوئی۔ طے یہ پایا کہ اسلامی اور عیسائی بلاد ایکساں ہیں ہر شخص آزادانہ بلا خوف وخطر جہاں چاہے آئے جائے۔

اس کے بعد سلطان دمشق میں گیا جہاں اس کے اہل و عیال موجود تھے۔ وہیں کرک سے اس کا بھائی ملک عادل بھی آ گیا اور سارا خاندان نہایت امن اور علم کے ساتھ رہنے لگا۔ سلطان کو دمشق اس قدر پسند تھا کہ مصر جانے کا خیال بھی نہ کیا۔ آخر وہیں ۵۸۹ھ میں ۲۷ صفر کو ۵۷ سال کی عمر میں انتقال کر گیا۔ ... بیٹے چھوڑے اور صرف ایک بیٹی مونسہ خاتون۔

...ات صلاح الدین

صلاح الدین شجاعت۔ عدل۔ کرم اور تقوے میں نورالدین ثانی تھا۔
سخی اور بے انتہا رقیق القلب۔ دشمنوں پر بھی ترس کھاتا تھا۔ صلیبی جنگوں میں
کوئی سرہنگ فرنگی فوج میں سے ایک شیرخوار بچہ اُٹھا لایا۔ اس کی ماں رنج و
غم سے بے قرار ہو گئی۔ اور اپنے سرداروں کے پاس جا کر روئی۔ اُنھوں نے
کہا کہ سلطان بڑا نرم دل ہے اُس کی خدمت میں جا کر عرض کر۔ وہ روتی ہوئی آئی
اور اپنی کہانی سُنائی۔ سلطان مضطرب ہو گیا اور اُسی وقت اُٹھا۔ فوج میں تلاش
کرایا۔ معلوم ہوا کہ بچہ بیچ دیا گیا ہے دام دے کر واپس منگایا۔ جب بچہ آگیا تو اس کو ماں کے
گود میں دیا اور سوار کرا کے عزت کے ساتھ پہونچا دیا۔

جس زمانہ میں رملہ کے متصل خیمہ زن تھا یافا میں انگلستانی بادشاہ رچرڈ
بیمار پڑا۔ فرانسیسی اُس وقت جا چکے تھے۔ اور رچرڈ کے پاس صرف دو تین سو سپاہی
رہ گئے تھے۔ سلطان بجائے اس کے کہ کسی امیر کو حکم دیتا کہ وہاں قبضہ کرے روزانہ
اس کے واسطے میوہ اور برف بھیجتا تھا۔ بلکہ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ خود طبیب بن کر
اس کو دیکھنے گیا اور علاج بھی کیا۔

بیت المقدس میں فرنگی جب اس کے محاصرہ سے تنگ آگئے تو امان کے
طالب ہوئے۔ سلطان نے کہا کہ ۴۹۲ھ میں جب تم اس میں داخل ہوئے تھے تو
کس مسلمان کو امان دی تھی! میں بھی امان نہیں دوں گا اور وہی سلوک تمھارے
ساتھ کروں گا۔ آخر میں اسقف بالیان اور دیگر رؤسا کے کہنے سے اس شرط پر
ان کو امان دی کہ فی مرد ۱۰۔ فی عورت ۵ اور فی طفل دو دینار دیں اور اپنا
مال و متاع لے کر چالیس دن کے اندر یہاں سے نکل جائیں۔ اسلامی فوج شہر میں

Marfat.com

داخل ہوئی سپاہیوں نے دیکھا کہ فرنگی اشرفیوں کے صندوق بھرے لئے جا رہے ہیں۔ سلطان سے جا کر کہا کہ فاتح فوج ایسی غنیمت سے کیوں محروم کی جاتی ہے۔ بولا کہ بدعہدی ہمارا شیوہ نہیں۔

پرنس رانوڈو می شاتیلون والی کرک نے ایک بار معاہدہ کر لینے کے بعد مسلمانوں کی ایک جماعت کو بلاوجہ قتل کر ڈالا تھا اور کہا تھا کہ میرے مقابلہ میں محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کون نصرت کر سکتا ہے!! سلطان نے سُن کر یہ قسم کھائی تھی کہ وہ گرفتار ہو گا تو اپنے ہاتھ سے اُس کو قتل کروں گا۔ معرکہ حطین جو صلیبی لڑائیوں میں سب سے سخت تھا اور ربیع الثانی ۵۸۳ھ میں ہوا اس میں ان کا سب سے بڑا بادشاہ جافرے (گوے دی لوزینانا) مع اپنے بھائی پرنس کورکے گرفتار ہوا۔ جب یہ دونوں دربار میں لائے گئے اُس وقت جافرے بہت پیاسا تھا۔ سلطان نے اس کے لیے برف کا شربت منگوایا۔ پینے کے بعد اس نے پرنس کو بھی پلایا۔ سلطان نے کہا کہ آپ پلا رہے ہیں میں نہیں۔ کیونکہ کھلانے یا پلانے کے بعد کسی کو قتل کرنا اس کے نزدیک سپاہیانہ روح کے منافی تھا۔ اس کے بعد تلوار لے کر اُٹھا اور کہا کہ دیکھ میں محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کے لیئے تیار ہوں۔ اور اگر اب بھی تو اسلام قبول کرے تو چھوڑ دوں۔ لیکن یہ سعادت اس کی قسمت میں نہ تھی۔ جافرے اس کے قتل سے سہم گیا۔ سلطان نے اس کو اطمینان دلایا کہ میں تم کو قتل نہیں کروں گا۔ یہ تو غدار اور بے دین تھا اور انبیاء کی شان میں زبان درازی کرتا تھا۔

علم کا ایسا قدردان تھا کہ سیکڑوں مدرسے بنوائے۔ علماء و صلحاء کے وظائف

Marfat.com

مقرر کیئے۔ اور اپنے دونوں بیٹوں عزیز اور افضل کو ساتھ لے کر امام سلفی سے سماع حدیث کے لیئے اسکندریہ کا سفر کیا۔

۵۷۲ھ میں عسقلان کی جنگ میں جب فقیہ علیلی جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے تھے صلیبیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے تو ان کو واپس لے کر چین لیا اگرچہ چھ لاکھ دینار فدیہ میں دینے پڑے۔

اس کی تمام فوج مطیع و فرماں بردار اور دل سے محبت اور عزت کرتی تھی۔ اور رعب اس قدر تھا کہ باوجود کثرت کے کبھی ان میں سے کوئی منحرف نہ ہو سکا۔ دنیا سے بے نیازی کی کیفیت یہ تھی کہ گو بے حد مال و متاع زندگی میں اس کو ملا مگر مرنے کے بعد خزانہ خاص میں صرف ایک دینار چھوڑا تھا اور ۴۷ درہم۔

مصر اور شام میں اس کی بہت سی یادگاریں ہیں قاہرہ کے متصل جبل مقطم کا قلعہ اسی نے اپنی سکونت کے لیئے بنوایا تھا۔ جو اب تک موجود ہے اور مصر کے کل قلعوں سے زیادہ سنگین۔ بڑا اور موقع کے لحاظ سے بہتر ہے۔

ملک عزیز

صلاح الدین نے امرا کے مشورہ سے اپنی زندگی ہی میں سلطنت کو اپنے تین بیٹوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ عماد الدین عثمان کو ملک عزیز کے لقب کے ساتھ مصر کی ولایت دی۔ نور الدین کا خطاب ملک افضل رکھا اور اس کو دمشق کا بادشاہ بنایا۔ اور غیاث الدین ابو الفتح غازی کو ملک ظاہر کا لقب دے کر عراق عجم حوالہ کیا۔ بقیہ بیٹوں کو چھوٹے چھوٹے اقطاعے دے دیئے۔

عزیز فیاض اور شجاع تھا لیکن امور سلطنت میں سہل انکار۔ اس کے عہد میں وہ محاصل جن کو سلطان صلاح الدین نے شرع کے خلاف ہونے کی وجہ سے موقوف کر دیا تھا پھر لگا دیئے گئے۔ قحط بھی پڑا۔ ۲۰ محرم ۵۹۵ھ کو اس نے وفات پائی۔ ارباب خیر و صلاح کو بہت عزیز رکھتا تھا۔

ملک منصور

عزیز کے بعد اس کا بیٹا منصور جس کا سن صرف آٹھ سال تھا مصر کے تخت پر بیٹھا۔ ملک عادل سیف الدین ابوبکر بن ایوب کرک سے فوج لئے ہوئے آیا اور اس دعوے سے کہ وہ منصور کا دادا ہوتا ہے سلطنت کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ پھر شوال ۵۹۶ھ میں علماء کے فتوے کے مطابق اس نابالغ کو اُتار کر خود تخت نشین ہو گیا۔

ملک عادل

عادل کے تخت پر آتے ہی دَورِ صلاح الدین تازہ ہو گیا۔ کیونکہ اس نے افضل سے شام بھی لے لیا اور حلب کو بھی تابع کر لیا۔ اس طرح پر پوری سلطنت جو حصوں میں بٹ کر منقسم ہو گئی تھی پھر ایک علم کے نیچے آ گئی۔

اسی کے عہد میں ۵۹۷ھ میں مصر کا وہ مشہور قحط پڑا تھا جس میں آدمی آدمیوں کو کھانے لگے تھے۔ اور جس کی چشم دید پر درد کیفیت عبداللطیف بغدادی نے اپنے سفرنامہ میں لکھی ہے۔

سلطان صلاح الدین کے انتقال کے بعد صلیبیوں نے جب دیکھا کہ اس کی

Marfat.com

سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تو یورپ سے مدد طلب کی اور خود بھی اپنی قوتیں بڑھانے لگے تاکہ اپنی کھوئی ہوئی شوکت پھر حاصل کر لیں۔ مگر یہ مدد اُس وقت پہونچی جب ملک عادل سلطنت کو متحد کر چکا تھا۔ اس وجہ سے وہ کچھ نہ کر سکے۔

سنہ ۶۱۳ھ میں جب چھٹاں حملہ صلیبیوں کا ہوا اُس وقت بوجہ کثرت کے اُنھوں نے شام کے اکثر شہروں کو لے لیا۔ سنہ ۶۱۵ھ میں مصر کی طرف بڑھے۔ اور دمیاط کو فتح کر لیا۔ اسی درمیان میں ملک عادل نے وفات پائی۔

یہ سلطان صلاح الدین کا بھائی اور اسی کی طرح شجاع۔ عاقل حلیم اور اقبال مند تھا۔ صلیبی معرکوں میں اس کا رعب اس قدر غالب تھا کہ دشمن صلاح الدین سے زیادہ اس سے ڈرتے تھے۔ رچرڈ شیردل کوشش میں تھا کہ اپنی بہن جون کی جو سسلی کے بادشاہ کی بیوہ تھی اس کے ساتھ شادی کر دے۔ صلیبیوں کی دونوں جماعتوں جمعیت ہیکلین اور جمعیت ماری یوحنا کے مشورہ سے بار بار اس کے لئے قاصد بھیجے۔ شرط یہ تھی کہ قدس اور وہ بلاد جو مسلمانوں کے پاس ہیں عادل کو دے دئے جائیں اور عکا اور وہ بلاد جو صلیبیوں کے پاس ہیں جون کو ملیں۔ عادل نے اس شرط کو مسلمانوں کے لئے مفید سمجھ کر منظور کر لیا اور سلطان صلاح الدین نے بھی اجازت دے دی۔ لیکن کشیشوں اور راہبوں نے جا جا کر جون کو سمجھایا کہ اس سے تو مسیح کی نافرمان ہو جائے گی اور آسمانی بادشاہت میں داخل نہ ہو سکے گی۔ اس وجہ سے وہ رُک گئی۔

ملک کامل

عادل کے بعد اس کا بیٹا کامل محاصرہ دمیاط ہی میں تخت نشین ہوا۔ اس نے

و رجب سنہ ۶۱۸ھ میں صلیبیوں کو وہاں سے نکالا۔ اس کے بعد قاہرہ میں آیا اور فتح کی خوشی میں جشن عام کیا۔

مصر میں اس کی بنائی ہوئی متعدد عمارتیں ہیں۔ امام شافعی کی قبر پر اسی نے خوش اعتقادی سے قبہ تعمیر کرایا۔ حدیث کی تعلیم کے لیئے ایک عظیم الشان مدرسہ بنوایا جس کے لیئے جائداد وقف کی۔ زمانہ مابعد میں یہ مدرسہ کاملیہ کے نام مشہور ہوا۔

ایک بار شرف الدین بن عین الدولہ قاضی القضاۃ کے سامنے ایک مقدمہ میں شہادت دی۔ اُنھوں نے اس کو پایہ اعتبار سے ساقط گردانا اس بنا پر کہ وہ روزانہ ایک مغنیہ عجیبہ نامی کو بلوا کر گانا سُنا کرتا تھا۔ اس پر اس نے قاضی کی شان میں سخت کلمہ استعمال کیا۔ قاضی نے کہا کہ یہ مسند عدالت کی توہین ہے میں اس پر نہیں بیٹھ سکتا۔ اُسی وقت اپنی برطرفی کا اعلان کر کے گھر چلے آئے۔ کامل نے مجبوراً جا کر ان کو راضی کیا کیونکہ اس کو اپنی بدنامی کا خوف ہوا۔

کامل سنہ ۶۳۵ھ میں دمشق میں بیمار ہوا۔ اور وہیں ۲۲ رجب کو انتقال کر گیا۔ ۲۰ سال دو مہینے حکومت کی۔ شان و شکوہ اور ہیبت و وقار میں ممتاز تھا۔

عادل ثانی

کامل کے بعد اس کا بیٹا سیف الدین ابوبکر عادل سلطان ہوا لیکن دو سال سے زیادہ نہ رہ سکا۔ وجہ یہ ہوئی کہ اس کا بھائی ملک صالح نجم الدین جزیرہ کا فرمانروا تھا۔ اور امیر موئس شام کا۔ صالح نے امیر مذکور سے امارت کا تبادلہ کر لیا۔ اور شام میں آگیا۔ غرض یہ تھی کہ مصر پر تغلب حاصل کرے۔ چنانچہ فوج کشی کی۔

Marfat.com

عادل مقابلہ کے لیئے چلا۔ مگر مقام بلبیس میں پہونچ کر امراء فوج نے جو درپردہ صالح کے حامی تھے اس کو گرفتار کر لیا۔ صالح آکر مصر پر قابض ہو گیا۔

ملک صالح

۲۰ ذی حجہ ۶۳۷ھ میں اس کی سلطنت کی بیعت ہوئی۔ اس کے بعد امیر مونس کو جزیرہ سے معزول کر کے مصر میں طلب کیا۔ اس کو خطرہ ہوا اور اس نے صلیبیوں کے پاس پناہ لی۔ والی دمشق اسماعیل۔ امیر حمص ابراہیم اور حاکم کرک بھی اس کے ساتھ مل گئے۔ اور سب نے متفق ہو کر لشکر کشی کی۔ لوئس نہم فرانسیسی بادشاہ بھی ان کے ساتھ آکر شریک ہو گیا۔ ۲۲ صفر ۶۴۷ھ میں دمیاط کو لے لیا پھر فارسکور کی طرف بڑھے۔ ملک صالح بیمار تھا مگر ۴ مہینے تک مقابلہ میں جما رہا۔ آخر اسی سال ۱۴ شعبان کو انتقال کر گیا۔ اس کی بیوی شجرۃ الدر نے اس کی موت کو مخفی رکھا۔ یہاں تک کہ اس کا بیٹا ملک معظم توران شاہ حصن کیفا سے آکر تخت نشین ہوا۔ اس نے صلیبیوں کو سخت شکست دے کر نکال دیا۔

قاضی عزالدین

ملک صالح کے زمانہ میں علامہ عزالدین بن عبدالسلام مصر میں آئے۔ پہلے یہ دمشق میں قاضی تھے۔ وہاں کے امیر اسماعیل نے جب صلیبیوں کو صیدا اور قلعۂ شقیق دینے کا وعدہ کر کے اپنے ساتھ ملایا اُس وقت اُنھوں نے اعلان کرایا کہ خطبوں میں سے اسماعیل کا نام نکال دیا جائے۔ وہ یہ سُن کر نہایت غضبناک ہوا۔ اس لیئے یہ دمشق چھوڑ کر مصر کی طرف چلے۔ چونکہ نہایت محترم تھے اس وجہ سے امرار اور اعیانِ شہر نے

Marfat.com

روکنے کی کوشش کی۔ اور کہا کہ ہم اسماعیل کو راضی کرلیں گے آپ ہمارے ساتھ چل کر صرف اس کی دست بوسی کر لیجئے۔ فرمایا کہ میں تو اس پر بھی راضی نہیں ہوں کہ تمہارا امیر میری دست بوسی کرے چہ جائیکہ میں خود اس کا ہاتھ چوموں۔ اللہ کا شکر ہے جس نے اس آفت سے مجھکو پناہ میں رکھا ہے جس میں تم لوگ مبتلا ہو۔ جاؤ۔ تم دوسرے عالم میں ہو۔ میں دوسرے عالم میں ہوں۔ جب مصر پہونچے تو ملک صالح نے تکریم کی اور قضار کا عہدہ دیا۔

اس زمانہ میں سلطانی حاجب امیر فخرالدین نے جس کے ہاتھ میں سلطنت کی باگ تھی ایک مسجد کے دروازہ پر بالاخانہ بنایا تھا جس پر نوبت بجائی جاتی تھی۔ قاضی موصوف نے جب اس کو دیکھا تو فوراً توڑنے کا حکم دیا اور امیر فخرالدین کے ناقابل شہادت ہونے کا اعلان کردیا۔ اور یہ خیال کرکے کہ اس کی مخالفت میں اپنے منصبی فرائض ادا نہ کرسکوں گا استعفا دے کر عدالت سے چلے آئے۔ ملک صالح نے خود جاکر اس بالاخانہ کو گروا دیا اور ان کو راضی کرکے دوبارہ مسند عدالت پر لایا۔ فخرالدین اور اس کے رفقاء سمجھتے تھے کہ ان کے اعلان کا ہمارے اوپر کیا اثر پڑسکتا ہے۔ لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ اسی درمیان میں سلطان نے بغداد کے خلیفہ معتصم کے پاس کسی امر خاص کے متعلق سفارت بھیجی۔ سفیر نے وہاں پہونچ کر جب خلیفہ کو پیغام سنایا تو خلیفہ نے پوچھا کہ اس کو تم سے خود سلطان نے کہا تھا یا کسی اور نے؟ اس نے جواب دیا کہ امیر فخرالدین نے۔ خلیفہ نے کہا کہ عزالدین نے اس کو ساقط الاعتبار کردیا ہے اس لیئے اس کی روایت ہم قبول نہیں کرسکتے۔ مجبوراً سفیر نے واپس آکر سلطان کی زبان سے پیغام لیا اور جاکر جواب لایا۔

Marfat.com

قاضی موصوف کے نزدیک یہ امر بھی پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا کہ ممالیک بحریہ جو سلطان کے زرخرید ہیں آزاد نہیں کئے گئے ہیں اس لئے اعلان کرایا کہ ان کے جملہ تصرفات خود مختارانہ از قسم بیع وشرا و نکاح و طلاق وغیرہ بوجہ عدم حریت ناجائز ہیں۔ اور حکم بھیجا کہ وہ سب کے سب حاضر آئیں میں ان کو فروخت کروں گا کیونکہ وہ بیت المال کی ملکیت ہیں۔

ممالیک نے جب یہ سُنا تو قیامت برپا ہوگئی۔ اس لئے کہ وزارت۔ امارت۔ سپہ سالاری وغیرہ سلطنت کے تمام بڑے بڑے مناصب پر وہی لوگ تھے۔ قاضی موصوف کو ان کے احباب سمجھانے اور اس کے انجام سے ڈرانے لگے مگر انھوں نے مطلق توجہ نہ کی اور تنفید حکم شرعی پر اڑے رہے۔ نائب السلطنت نے غضبناک ہو کر کہا کہ ہم روئے زمیں کے ملوک ہیں۔ قاضی کی کیا مجال ہو کہ وہ ہمارے سامنے دم مارے۔ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے ہاتھ سے اس کی گردن ماروں گا۔ یہ کہہ کر اپنے اعوان کی ایک جماعت کو ساتھ لئے ہوئے چلا۔ سب کے سب غصہ میں بھرے ہوئے اور برہنہ تلواریں ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے جب ان کے گھر کے پاس پہونچے تو شورش کر ان کا لڑکا باہر نکل آیا۔ کیفیت دیکھ کر سہما ہوا اندر بھاگا اور باپ کو مطلع کیا۔ نہایت بے پروائی سے بولے کہ تیرے باپ کا یہ رتبہ کہاں کہ اس کا خون راہ حق میں بہایا جائے اور یہ کہتے ہوئے باہر نکل آئے۔

نائب السلطنت کی نگاہ جب ان پر پڑی تو جلال حق سے کانپنے لگا۔ تلوار ہاتھ سے گر گئی اور رو کر بولا کہ یا مولانا! آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایا کہ تم لوگوں کو فروخت کروں گا۔ بولا کہ قیمت کون لے گا۔ جواب دیا کہ میں۔ اور اس کو مسلمانوں کے

مصالح میں صرف کروں گا۔ چنانچہ یہی کیا۔ اور بڑی بڑی قیمتوں پر ان کو بیچ ڈالا۔
قاضی عز الدین کا لقب سلطان العلماء تھا۔ مصر کے مشہور اور نامور امام شیخ تقی الدین ابن دقیق العید جن کو بعضوں نے ساتویں صدی کا مجدد لکھا ہے ان کے شاگرد تھے۔

ملک معظم

غیاث الدین توران شاہ پسر ملک صالح نجم الدین ملک معظم کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ اس نے جملہ امراء کو برطرف کر کے اُن لوگوں کو مقرر کیا جو اس کے ساتھ حصن کیفا سے آئے تھے۔ اس وجہ سے ممالیک ناراض ہو گئے۔ اور دو مہینے بھی نہ گزرنے پائے کہ محرم ۶۴۸ھ میں اس کو قتل کر ڈالا۔

شجرۃ الدُّر

چونکہ معظم کے کوئی بیٹا نہ تھا اس وجہ سے امراء میں اختلاف پیدا ہوا کہ کس کو تخت پر بٹھائیں۔ قریب تھا کہ جنگ تک نوبت پہونچ جائے۔ شجرۃ الدر نے جو ایک شامی کنیز تھی اور ملک صالح نے اس کے حُسن و جمال اور عقل و فہم کو دیکھ کر اپنے نکاح میں لے لیا تھا ممالیک کا پلہ بھاری دیکھ کر ان کے سرغنہ عز الدین ایبک کو اپنے ساتھ متفق کر لیا۔ خود۔ ۱ صفر ۶۴۸ھ کو تخت سلطنت پر بیٹھ گئی۔ اور اس کو اپنا وزیر بنا لیا۔
خلیفہ بغداد مستعصم نے عورت کی سلطنت کو جائز نہیں رکھا۔ اس وجہ سے تین مہینے

Marfat.com

کے بعد اس کو تخت چھوڑ دینا پڑا۔ عز الدین ایبک نے ملکۂ مذکورہ کے ساتھ شادی کر لی اور خود تخت نشین ہو گیا۔ اس وقت سے ایوبی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔
شجرۃ الدر کی ایک یادگار اب تک قائم ہے۔ یعنی مصری محمل جو اسی کے عہد سے مکہ کو بھیجا جاتا ہے۔

دولت ممالیک بحریہ

۶۴۸ھ سے ۷۸۴ھ تک

ترکی مملوک خلیفہ معتصم اور اس کے بعد احمد بن طولون کے زمانہ سے مصر میں آ گئے تھے۔ پھر عہد فاطمی میں ان کی اور کثرت ہوئی۔ مگر ان ممالیک بحریہ کا مولد و منشا دوسرا تھا۔ یہ روسی ممالک مثلاً قبچاق۔ قزوین۔ اور کوہ قاف کے علاقوں سے تاتاری حملوں کے زمانہ میں بھاگ کر اسلامی ملکوں میں آ گئے تھے۔ لوگوں نے جا بجا سے لے جا کر ان کو مصر میں فروخت کیا۔ ملک صالح نجم الدین ایوبی نے خرید کر ان میں سے اپنے درباری اور امراء دولت منتخب کیے۔ بڑے بڑے عہدوں پر مقرر کیا۔ اور جزیرہ روضہ کے قریب رہنے کے لیے ان کو زمین عطا کی جہاں انھوں نے عظیم الشان محلات اور قلعے تعمیر کر لیے۔

چونکہ اس مقام پر دریائے نیل کی دو شاخیں ملی ہیں جن کی وجہ سے وہ بحر کے نام سے مشہور ہو گیا ہے۔ اس لیے یہ ممالیک بحری کہلائے۔ دولت ایوبی کی کمزوری اور اپنے استیلا کی وجہ سے آخر میں تخت سلطنت پر قابض ہو گئے۔

Marfat.com

معز جاشنگیر

عزالدین ایبک جمادی الاول ۶۴۸ھ میں تخت نشیں ہوا۔ اور اپنا لقب معز جاشنگیر رکھا۔ اہل مصر مملوک ہونے کی وجہ سے اس کی حکومت سے خوش نہ تھے مگر اس نے داد و دہش سے فوج کو ہمیشہ اپنے قابو میں رکھا۔

ناصرالدین یوسف ایوبی جو دمشق پر متغلب ہو گیا تھا ملک معظم کا انتقام لینے کے لیئے صلیبیوں کے ساتھ مل کر مصر پر لشکر کشی کا ارادہ رکھتا تھا۔ معز نے بھی اطلاع پا کر صلیبیوں کو کچھ دے کر اپنے موافق کر لیا۔ ناصرالدین نے بیس ہزار فوج روانہ کی جس کو غزہ میں مصریوں نے شکست دے دی۔ اس کے بعد وہ خود ایک لشکر گراں لے کر دمشق سے آیا۔ اس کو بھی معز اور اس کے سپہ سالار فارس الدین قطائی نے پسپا کر دیا۔

اب اسے مجبوراً مصر کو ممالیک ہی کے ہاتھ میں چھوڑ دینا پڑا۔ لیکن ازراہ دانشمندی ان کے ساتھ یہ معاہدہ کر لیا کہ صلیبیوں کے مقابلہ میں دونوں فریق متحد رہیں گے۔

مصالحت کے بعد قاہرہ میں پہونچ کر معز نے والی موصل کی بیٹی سے شادی کا پیغام بھیجا۔ شجرۃ الدر نے اس رشک میں اپنی لونڈیوں کے ذریعہ سے ربیع الاول ۶۵۵ھ میں حمام میں اس کو قتل کرا دیا۔ اس کے غلاموں نے جب سُنا تو شجرۃ الدر کو بھی مار کر فصیل کے نیچے خندق میں پھینک دیا۔

معز نے مصر قدیم میں شاطی نیل پر ایک بڑا مدرسہ بنوایا تھا جس پر ملکیت وقف کی تھی۔

Marfat.com

ملک منصور نور الدین

معز کے بعد امرا نے اس کے بیٹے نور الدین علی ایبک کو جس کا سن ۱۵ سال تھا تخت پر بٹھایا۔ اور سیف الدین محمود قطوزی بن مودود کو جو خوارزم شاہ کا بھانجا تھا اور تاتاریوں کے خوف سے مصر میں آکر معز کا معتمد خاص بن گیا تھا اتابک مقرر کیا۔ منصور کی تخت نشینی کے دوسرے سال ۶۵۶ھ میں ہلاکو نے بغداد کو تباہ کیا جس سے مصر میں بھی خوف چھا گیا۔

قطوزی نے امراء اور علماء کو جمع کر کے کہا کہ یہ موقع اسلامی سلطنتوں کے لئے سخت خطرہ کا ہے۔ تاتاریوں نے مرکز خلافت کو غارت کر ڈالا۔ اب شام کی طرف آئے ہیں اور بالیقین مصر پر بھی حملہ آور ہوں گے۔ اس لئے اس وقت کار آزمودہ اور مدبر سلطان کی ضرورت ہے۔ نہ کہ ایک نادان بچہ کی جو دن بھر غلاموں کے ساتھ بجز کبوتر اڑانے کے اور کچھ نہیں جانتا۔ لوگوں نے اس کی رائے سے اتفاق کیا اور ۲۴ ذی قعدہ ۶۵۷ھ میں منصور کو تخت سے اتار کر اسی کو بوجہ شجاع و مدبر ہونے کے مسند نشیں کر دیا۔ اور مظفر لقب رکھا۔

ملک مظفر سیف الدین

ہلاکو نے دمشق اور سواحل شام کو فتح کر کے مصر کا ارادہ کیا۔ اور ملک مظفر کو لکھا کہ ملک بلا جنگ میرے حوالہ کر دو ورنہ تمہارا بھی وہی حشر ہوگا جو اہل بغداد کا ہوا۔ مظفر ہراساں ہوا۔ مگر مصری فوج نے جو صلیبیوں پر پیہم فتوحات حاصل

کر چکی تھیں ہلاکو کی دھمکی کی پروا نہ کی اور لڑنے کے لیئے تیار ہوگئیں۔ وہ ان کو لے کر مقابلہ کے لیئے چلا۔

اسی درمیان میں ہلاکو کو اپنے باپ کے انتقال خبر پہونچی۔ اور وہ شام میں مصریوں کے مقابلہ کے لیئے اپنے نائب امیر کتبغا کو چھوڑکر خود واپس چلا گیا۔

شوال ۶۵۸ھ میں عین جالوت پر فریقین میں معرکہ ہوا جس میں تاتاریوں نے سخت ہزیمت اٹھائی۔ کتبغا مارا گیا۔ اس کا بیٹا قید ہوا۔ اور مصریوں کو بہت مال اور بے شمار ساز و سامان غنیمت میں ملا۔

مظفر نے بیبرس بندقداری کو تاتاریوں کے تعاقب میں بھیجا اور وعدہ کیا کہ اگر تم ان کو شام کی سرحد سے نکال دوگے تو میں تم کو حلب کی ولایت دوں گا۔ اس نے سارا شام تاتاریوں سے خالی کرالیا۔ لیکن مظفر نے وعدہ نہیں پورا کیا اور والی موصل کے بیٹے علاء الدین کو حلب کا والی کر دیا۔

بیبرس نے جب یہ دیکھا تو مملوکوں کی ایک جماعت کو ملا کر وایسی میں قاہرہ کے متصل موقع پا کر مظفر کو مار ڈالا۔ اس کے بعد فوراً یہ جماعت قصر سلطانی میں پہونچی۔ وہاں فارس الدین اقطائی نے جو منصور کا اتالیق اور ممالیک کا سرغنہ تھا پوچھا کہ پہلا وار کس نے کیا تھا؟ بیبرس نے کہا کہ میں نے۔ بولا کہ تمھیں تخت پر بیٹھ جاؤ۔ اسی وقت اس کی مسند نشینی کا اعلان ہوا۔

ملک ظاہر بیبرس

رکن الدین بیبرس بندقداری ۱۷ ذی قعدہ ۶۵۸ھ کو تخت سلطنت پر بیٹھا۔

Marfat.com

بہار الدین کو وزیر اور بیلی ملک کو خزانچی مقرر کیا۔ ملک مظفر کے جتنے لوگ تھے ان کی دلجوئی کی اور مناصب پر بحال رکھا۔

خلافت عباسی

بغداد کی تباہی اور خلیفہ مستعصم کے قتل کے بعد ۶۵۹ھ میں عباسی خاندان کا ایک شخص ابوالقاسم احمد جو اپنے آپ کو ظاہر بامر اللہ خلیفہ بغداد کا بیٹا کہتا تھا مصر کی طرف پہونچا۔ بیبرس نے اس کا شاہانہ استقبال کیا اور بڑے تزک و احتشام کے ساتھ اس کو قاہرہ میں لے گیا۔

چونکہ مستعصم کے بعد سے ساڑھے تین سال سے منصب خلافت خالی تھا اس لیے چاہا کہ پھر اس کو قائم کرے۔ علماء اور قضاۃ کو جمع کیا۔ احمد مذکور کا نسب ثابت کرنے کے بعد مستنصر کے لقب سے اس کو خلیفہ بنایا۔ اور سب نے بیعت لی۔ اس وقت سے عباسی خلافت قاہرہ میں آگئی۔

فتوحات

ملک کے اندرونی انتظامات کی طرف سے جب اس کو اطمینان ہو گیا اس وقت لشکر تیار کر کے صلیبیوں کے مقابلہ کے لئے بڑھا۔ پورے دو سال ۶۶۳-۶۴ھ تک لڑتا رہا۔ اور شام کے ایک ایک شہر سے ان کو نکالا۔ پھر آرمینیہ کو فتح کرتا ہوا اناطولیہ تک پہنچ گیا۔ وہاں ہلاکو کا بیٹا ابغا خاں مقابلہ کے لیے آیا۔ اس کو ہزیمت دی۔ ۶۶۵ھ میں مصر آکر پھر ملکی انتظام کے ساتھ ساتھ جنگی تیاری شروع کی۔ اور ۶۶۶ھ میں فلسطین کے صلیبیوں پر حملہ کیا۔ وہاں سے انطاکیہ بلکہ اس سے بھی آگے مقام مرقیہ تک فتح کرتا ہوا چلا گیا۔ ادھر سے پلٹ کر اسی سال بغداد واپس لیا۔

Marfat.com

باطنیوں کو ہرچند ہلاکو نے غارت کر ڈالا تھا مگر ان کا خاتمہ نہیں ہوا تھا۔ ۶۷۰ھ میں پھر ان کی شورشیں بڑھیں۔ بیبرس خود فوج لے کر گیا۔ ان کے قلعے فتح کر لیئے اور سب کو تہ تیغ کر ڈالا جس کے بعد یہ جماعت ہمیشہ کے لیئے ختم ہو گئی۔

تاتاریوں نے پھر شام پر یورش کی۔ ان کے مقابلہ کے لیئے امیر قلاؤون کو بھیجا جس نے شکست پر شکست دے کر ان کو وہاں سے نکالا۔ بیبرس امیر مذکور کی بہادری سے نہایت خوش ہوا۔ اور اپنے بیٹے کو اس کی بیٹی کے ساتھ بیاہ دیا کہ اس کا حامی رہے۔

۶۷۴ھ میں امیر آق سنقر کو نوبیا کی طرف بھیجا۔ اس نے وہ سارا علاقہ فتح کر لیا۔

۶۷۵ھ میں تاتاریوں نے اباقا خاں پسر ہلاکو کی قیادت میں عراق عجم پر چڑھائی کی۔ بیبرس مقابلہ کے لیئے پہونچا۔ نہایت خوں ریز جنگ ہوئی جس میں فریقین کے تقریباً ایک لاکھ آدمی مارے گئے۔ آخر میں تاتاری ہزیمت اٹھا کر بھاگے۔ اس کے بعد بیبرس نے قیساریہ کا رُخ کیا جو صلیبیوں کے قبضہ میں تھا اور جنھوں نے تاتاریوں کی آمد کی خبر پا کر مسلمانوں پر حملے شروع کر دیئے تھے۔ ان کو مغلوب کر کے شہر میں نہایت شان و شوکت سے داخل ہوا۔

فتح قیساریہ کے بعد دمشق میں آیا۔ وہیں بیمار ہو کر ۲۷ محرم ۶۷۶ھ میں وفات پائی۔

صفات بیبرس

سلطان بیبرس اپنے کارناموں۔ فتوحات۔ شجاعت۔ شان و شوکت اور وسعت سلطنت کے لحاظ سے سلطان صلاح الدین سے کم نہ تھا۔ ایک طرف اس نے صلیبیوں کو

Marfat.com

سخت سے سخت شکستیں دے کر بجز عکا اور طرابلس شام کے ان کے تمام مقبوضات چھین
دوسری طرف بغداد واپس لیا۔ اور تاتاریوں کو ایسی ہزیمتیں دیں کہ ان کا رُخ شام
اور مصر کی طرف سے پھیر دیا۔ اور باطنیوں کو جو مار آستین تھے ہمیشہ کے لئے فنا کر
کشیدہ قامت۔ خوش رو۔ خوش وضع۔ جاہ و جلال میں بے نظیر شہسواری
میں فرد۔ سپہگری کا ایسا شائق کہ امراء، شاہزادوں اور سپاہیوں کو لے کر میدان
میں تیراندازی، شمشیرزنی۔ نیزہ بازی اور سواری کی روزانہ مشق کرتا۔ اور سب کو
اس کی ترغیب دلاتا۔ ہمہ تن عمل تھا۔ جہاد کا عاشق اور شرع کا پابند۔ تمام ناجائز محاصل
موقوف کر دیئے۔ مسکرات یک قلم اُٹھا دیں۔ فواحش کا انسداد کیا۔ اور شعائر دینی کا
ہمیشہ احترام رکھا۔ اسی کے عہد سے مصر میں یہ دستور جاری ہے کہ جب محمل شریف
کعبہ کے لئے روانہ ہوتا ہے تو پہلے اس کو سارے شہر میں گشت کراتے ہیں اس کے
آگے غلاموں کے اکھاڑے ہوتے ہیں جو جگہ جگہ ٹھہر کر نیزوں اور تلواروں کے
کرتب دکھاتے ہیں۔

سنہ ۶۶۷ھ میں وہ خود حج کے لئے گیا تھا۔ خانہ کعبہ کو عرقِ گل سے اپنے ہاتھوں سے
مل مل کر غسل دیا۔ اور دیبا کا غلاف چڑھایا۔ مدینہ میں دیکھا کہ لوگ قبر شریف نبوی
کے قریب جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اس کو ادب کے خلاف سمجھ کر وہ محجر لگوا دیا جو آج تک
موجود ہے۔ مسجد نبوی اس سے بیشتر جل گئی تھی۔ خلیفہ مستعصم نے اس کی تعمیر بھی
شروع کرائی تھی لیکن اسی درمیان میں وہ تاتاریوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ بیبرس نے
اس کو مکمل کرایا۔

سخاوت اور فیاضی میں بے مثل تھا۔ ہزاروں من غلہ فقراء مساکین اور

Marfat.com

ارباب زوایا میں تقسیم کراتا۔ رمضان میں مطبخ سے بے شمار اہل حاجت کو کھانا دیتا۔ اور حرمین میں شرفار و مجاورین کے لیئے وظائف بھیجتا بیکسوں کی تجہیز و تکفین کے لیئے اپنی ایک خاص ملکیت وقف کردی تھی۔

قضاۃ اربع

مصر میں علاوہ دیگر رفاہ عام کے کاموں کے اس نے ایک عظیم الشان جامع اور دار العدل تعمیر کرایا۔ ہفتہ میں اک روز خود بھی آکر قضاۃ کے ساتھ فصل مقدمات کے لیئے بیٹھا کرتا۔

مصر اور شام میں ابتدا سے بالعموم شافعی مذہب رائج تھا۔ اسی وجہ سے وہاں قاضی بھی ہمیشہ اسی مذہب کے مقرر ہوتے رہے۔ کبھی کبھی ضرورت پر وہ خود اپنی طرف سے دوسرے مذاہب کے علمار کو اپنا نائب بنا لیتے تھے۔

فاطمیہ کے عہد میں جب شیعیت اور اسماعیلیت پھیلی اُس وقت افضل امیر الجیوش کے بیٹے احمد نے اپنی وزارت ۵۲۵ھ میں چار مذاہب کے مستقل قاضی مقرر کیئے۔ سلطان بن رشا شافعی۔ ابو محمد عبد المولیٰ مالکی افضل بن ازرق اسماعیلی اور ابن ابی کامل اثنا عشری۔

فاطمیہ کے انقراض کے بعد نور الدین اور صلاح الدین وغیرہ چونکہ شافعی تھے اس وجہ سے ان ممالک میں پھر اسی مذہب کے قاضی ہونے لگے۔ بیبرس کے زمانہ میں قاہرہ میں جمعہ کی نماز مذہب شافعی کے مطابق صرف ایک ہی جگہ جامع حاکمی میں ہوتی تھی۔ بیبرس نے جامع ازہر میں بھی چاہا کہ جمعہ ہوا کرے۔ قاضی تاج الدین نے اجازت دینے سے انکار کیا۔ اس وجہ سے اس نے ایک

Marfat.com

حنفی قاضی صدر الدین سلیمان کو مقرر کر کے ان سے فتویٰ لے لیا۔ پھر مالکی قاضی شرف الدین عمر اور حنبلی شمس الدین محمد بھی مقرر کیے گئے۔ اس وقت سے چاروں مذاہب اربعہ کے قضاۃ ہونے لگے۔

امام نووی

بیبرس نے جب دمشق میں تھا چاہا کہ جہاد کے صرفہ کے لیے مسلمانوں سے کچھ رقم وصول کرے۔ شامی علمار نے جواز کا فتویٰ لکھ دیا۔ علامہ محی الدین نووی صحیح مسلم کے مشہور شارح بھی بلائے گئے۔ اور ان سے بھی دستخط کرنے کی درخواست کی گئی۔ انھوں نے انکار کیا اور سلطان سے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ تو امیر بندقدار کا زرخرید غلام تھا اور ایک جبہ کا بھی مالک نہ تھا۔ اب اللہ نے تجھکو سلطنت دے دی ہے اور تو نے ہزاروں غلام خریدے ہیں جن کے سازو سامان طلائی ہیں نیز تیرے محل میں سو کنیزیں ہیں جو زر و جواہر سے لدی ہوئی ہیں۔ جب تک مجھے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ یہ سب قیمتی چیزیں اپنے غلاموں اور کنیزوں سے تو نے فوجی ضرورت کے لیے لے لی ہیں اس وقت تک میں غریب مسلمانوں کے مال لینے کا فتویٰ تیرے حق میں کیسے لکھ دوں۔

یہ سخت جواب سن کر وہ برہم ہوا۔ اور ان کے شہر بدر کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ اپنے وطن نویٰ میں چلے گئے۔ اس کے بعد علمار نے جا کر سلطان سے عرض کیا کہ نووی ہماری جماعت کے پیشوا اور امام ہیں ان کو یہاں سے نکال دینا مناسب نہ تھا۔ اس پر اس نے اپنے حکم کو منسوخ کیا۔ اور ان کو دمشق میں رہنے کی اجازت دے دی۔ مگر انھوں نے کہا کہ میں اس وقت تک وہاں نہیں آسکتا جب تک

Marfat.com

بیبرس موجود ہے۔ اس کے دوسرے ہی مہینہ بیبرس کا انتقال ہوگیا۔

مورخین بالعموم امام نووی کے طرفدار ہیں۔ اور ان کے قول کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔ لیکن جن علمار نے دستخط کیئے تھے وہ سب کے سب نادان یا دنیا پرست نہ تھے۔ بیش ازیں نیست کہ سلطان اگر اپنے گھر سے جہاد کے اس چندہ کو شروع نہ کرے تو قصور وار ہے لیکن جواز میں کیا شبہ۔ کیونکہ یہ اس کا ذاتی کام نہیں ہے۔ بادشاہ اسلام کو مدافعت کفار کے لیئے مال دے دینا اس سے کہیں زیادہ آسان ہے کہ وہ غلبہ کرکے جان ومال دونوں پر مسلط ہو جائیں۔ یہی وجہ تھی کہ سلطان ان سے برہم ہوا۔ ورنہ علمار کی توقیر ہمیشہ سے اس کا شیوہ تھا۔ چنانچہ اس کے آغاز عہد میں مصر میں علامہ عز الدین بن عبدالسلام کا ایسا اثر تھا کہ جو کہتے وہی ہوتا۔ اس نے کبھی ان کے خلاف دم مارنے کی جرأت نہ کی۔ اور جب وہ انتقال کرگئے تو کہا کہ آج تک شیخ فرماں روا تھا اب میری حکومت شروع ہوئی۔

ملک سعید برقہ خاں

بیبرس کے بعد اس کا بڑا بیٹا ناصرالدین برقہ خاں سریر سلطنت پر آیا۔ اس نے اپنے باپ کے ایک زرخرید غلام بلبانی کو وزیر مقرر کیا جس کے حسن انتظام سے اہل مصر خوش تھے مگر وہ بہت جلد مر گیا۔ ملک سعید نے یہ خیال کیا کہ امرار نے قصداً اس کو ہلاک کر ڈالا ہے اس وجہ سے ان کی طرف سے بدگمان ہو گیا بہت کچھ غور و تامل کے بعد آخر میں آق سنقر فاتح نوبیا کو وزارت پر بلایا۔ مگر اس سے خوش نہ ہوا۔ اس وجہ سے اسکندریہ کے برج میں گلا گھونٹ کر مار ڈالا! ارکین سلطنۃ

Marfat.com

اس کے خلاف ہوگئے اور سازشیں کرنے لگے۔ اسی درمیان میں مشہور ہوا کہ شرف الدین سنجر امیر دمشق نے خود مختاری کا اعلان کردیا۔ ملک سعید فوجیں لے کر پہونچا۔ وہاں معلوم ہوا کہ یہ امراء مصر کا ایک فریب تھا جس کی کچھ حقیقت نہیں۔ واپس آکر ان کو سزا دینی چاہی۔ مگر انھوں نے جتھا باندھ کر اسی کو محصور کرلیا۔ چاہتے تھے کہ قتل کر ڈالیں۔ لیکن خلیفہ حاکم بامر اللہ نے روکا۔ آخر میں انھوں نے اس کو تخت سے اُتار کر قلعہ میں مقید کردیا۔ اور اس کے بھائی سلامش کو ملک عادل کے لقب سے سلطان بنایا۔

ملک عادل سلامش

ربیع الاول ۶۷۸ھ میں تخت پر بیٹھا۔ اس کا سن صرف سات سال تھا۔ امیر سیف الدین قلاوون اتابک مقرر کیا گیا۔ اس نے چھ مہینہ کے بعد اس کو تخت سے اُتار کر قلعہ کرک میں بھیج دیا اور خود تخت نشیں ہوگیا۔ لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور ملک منصور لقب دیا۔

ملک منصور قلاوون الفی

سیف الدین قلاوون کو آق سنقر نے ایک ہزار دینار پر خرید کیا تھا اس وجہ سے الفی کہا جاتا تھا۔ ملک صالح نے اس کی قابلیت دیکھ کر ۶۴۷ھ میں آزاد کرادیا۔ اس وقت سے اس نے عروج حاصل کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ جب ۶۷۸ھ میں تخت سلطنت پر پہونچ گیا۔

حکومت پر آتے ہی اپنے اعوان و انصار کو بڑے بڑے عہدوں پر مقرر کیا اور اپنے کاتب خاص فخر الدین کو وزارت کا قلمدان بخشا۔

شرف الدین سنجر والیٔ دمشق نے اب واقعی خودمختاری کا اعلان کر دیا اور اپنا لقب ملک عادل رکھا۔ شامیوں نے بالعموم اُس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ملک منصور نے امیر طرنطائی سپہ سالار افواج مصر کو اس فتنہ کے رفع کرنے کے لئے بھیجا۔ مقابلہ بہت سخت تھا مگر آخر میں ملک عادل گرفتار ہو گیا۔ اُس کو قاہرہ میں لائے اور سلطانی حکم سے تاریک زنداں میں قید کر دیا۔ دمشق کی امارت حسام الدین لاجین کو دیگئی۔

۸۰ھ میں ہلاکو کے دو بیٹوں نے شام پر فوج کشی کی اور دو لشکر لے کر آئے۔ ایک اباقاخاں کی قیادت میں تھا اور دوسرا جسمیں اسی ہزار سوار تھے اسکے بھائی منجو تیمور کی۔ ملک منصور اپنی ساری فوجیں مرتب کر کے لیگیا۔ حمص کے متصل ۱۴ رجب کو صف آرائی ہوئی نہایت سخت جدال و قتال کے بعد آخر میں منجو تیمور مارا گیا۔ اباقاخاں ہزیمت خوردہ فوج کو لئے ہوئے بھاگ کر ہمدان پہونچا۔ وہاں اُس کے بھائی تیکودار اوغلان نے اُس کو زہر دیکر مار ڈالا اور خود حکمراں ہو گیا۔ اس کے بعد اسلام قبول کر کے اپنا نام احمد خاں رکھا۔ اس وجہ سے تعلقات مصریوں کے ساتھ برادرانہ ہو گئے اور فریقین میں باہمی موالات کا عہدنامہ لکھا گیا۔

تاتاریوں میں اسلام

تاتاری اگرچہ جاہل، وحشی، سفاک اور خوں آشام تھے مگر انمیں کچھ صفات بھی تھیں جن میں سے نمایاں تر آئین و نظام کی پابندی، صداقت، باہمی محبت اور رواداری تھی۔ ہمیشہ دوسروں کے عقائد کا احترام کرتے اور مکر و فریب سے نفرت رکھتے تھے۔ غالباً انھیں خوبیوں کے باعث اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے اِن کے دلوں کو کھول دیا۔ ورنہ یہ قیمتی دولت

سب کو نہیں ملتی۔

چنگیز خاں کے ساتھی تاتاری جب اسلامی ممالک میں داخل ہوئے اور مسلمانوں سے میل جول کا انکو موقع ملا اسی وقت سے ان میں سے لوگ مسلمان ہونے شروع ہو گئے مگر جو اس دین کو اختیار کرتے وہ اپنے امراکے خوف سے اسلامی ریاستوں خاصکر مصر میں چلے جاتے۔

۶۸۰ھ میں جب انکے بادشاہ احمد خاں مذکور نے اسلام قبول کر لیا تو بالعموم تاتاری مسلمان ہو گئے۔ یہانتک کہ قوبیلای قاآن کے پوتے انندہ سلطان نے بھی جو ختا کا حکمران تھا مع اپنی ڈیڑھ لاکھ فوج کے اس دین کو اختیار کر لیا اور دن رات عبادت اور تلاوت میں بسر کرنے لگا۔ خاقانِ اعظم نے اس کو بلا کر سمجھانے اور باز رکھنے کی کوشش کی مگر اس نے ایسے جوابات دئے جن سے خود اُسکی اور دینِ اسلام کی وقعت اُس کی دل میں بڑھ گئی اور پھر اُسنے کچھ نہ کہا چنانچہ ختا کے اکثر باشندے بھی مسلمان ہو گئے۔

۶۸۸ھ میں طرابلس شام کے صلیبیوں نے سر اُٹھایا۔ ملک منصور نے جاکر اس کو فتح کر لیا اور پورے ۱۸۵ سال کے بعد ان کے تغلب سے اس اسلامی خطہ کو آزادی دلائی۔ وہاں سے واپس آکر ۱۶ ذیقعدہ ۶۸۹ھ کو قاہرہ میں انتقال کر گیا۔

ملک منصور عاقل، شجاع، مطبوع اور کم سخن تھا۔ حسن انتظام سے اس کے عہد میں رعایا کو کامل امن اور آرام نصیب رہا۔ اس کی یادگار جامع منصوری اور ایک عظیم الشان مارستان ہے۔ اُس نے اپنے بیٹے علی کو جو شاہانہ اوصاف رکھتا تھا ولیعہد بنا کر سلطنت اور جہانبانی کے طریقے سکھائے تھے مگر وہ ۶۸۷ھ میں مرگیا۔ اس غم نے موت تک اسکا ساتھ نہ چھوڑا

ملک اشرف خلیل

Marfat.com

ملک منصور کے بعد اس کا بیٹا خلیل تخت پر بیٹھا صلیبیوں کی حکومت صرف عکا میں رہ گئی تھی سنہ ۶۹۰ھ میں اس نے جا کر اُن کو وہاں سے بھی نکال دیا۔ اب کل ارض مقدس اسلامی قبضہ میں آگئی۔

سنہ ۶۹۱ھ میں آرمینیہ کی طرف فوجکشی کی اور ارض روم کو فتح کیا۔ وہاں سے واپسی پر سنہ ۶۹۳ھ میں غلاموں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ وجہ یہ ہوئی کہ ملک اشرف اور نیز اُس کا باپ دونوں چرکسی غلاموں کے بہت قدردان تھے۔ ہزاروں خرید ڈالے اور وہی اُن کے معتمد علیہ ہو گئے۔ ممالیک سابقہ کو رشک پیدا ہوا اسوجہ سے انہوں نے اتفاق کر کے اسکو قتل کیا۔ اس سازش میں رئیس الممالیک بیدرا، لاجین نائب شام، قراسنقر والی حلب اور بہادر شیدیوں کا سردار شریک تھے۔

قتل کے بعد بیدرا کے سر پر تاج رکھا گیا لیکن چرکسوں نے اسی روز اُس کا سر کاٹ لیا۔ اور نیزہ پر رکھکر شہر میں تشہیر کی۔ لاجین وغیرہ خوف سے روپوش ہو گئے۔

ملک ناصر محمد بن قلاؤون (باراول)

چرکسوں نے ملک اشرف کے دوسرے بھائی محمد کو تخت پر بٹھایا۔ اس کی عمر صرف نو سال تھی۔ اس وجہ سے ملک منصور کے غلاموں میں سے زین الدین کتبغا نے نیابتاً سلطنت کی باگ اپنے ہاتھ میں لی اور علم الدین سنقر وزیر ہوا۔ ان دونوں میں سے ہر ایک تخت سلطنت کا خواہاں تھا۔ اس باہمی کش مکش کا نتیجہ یہ ہوا کہ سنقر مارا گیا۔ اب کتبغا کے لئے راستہ صاف تھا۔ اُس نے ۹ محرم سنہ ۶۹۴ھ میں ناصر کو تخت سے اتار کر قلعہ کرک میں جو سلاطین کی نظربندی کے لئے مخصوص تھا بھیجدیا اور خود اس پر بیٹھ گیا۔

Marfat.com

ملک عادل کتبغا

کتبغا کا لقب ملک عادل رکھا گیا جو بیبرس کے بیٹے سلامش کا تھا۔ اور امیر حسام الدین لاچین جو منفی تھا بلاکر وزیر بنایا گیا۔ اُس کے زمانہ میں مصر میں طاعون اور قحط دونوں ایک ساتھ پھیلے اور کثرت سے مخلوق تباہ ہوئی۔

۶۹۵ھ میں تاتاریوں کی ایک جماعت اپنے سردار طرغائی کے ساتھ جو ہلاکو کے بیٹے منجو تمور کا داماد تھا مصر میں آئی یہ لوگ اویراتیہ قبیلہ کے کفار تھے جو سلطان غازان محمود بن ارغون کے خوف سے بھاگ کر آئے تھے۔ ملک عادل نے بوجہ ہمقوم ہونے کے اُن کو اپنی حمایت میں لیا۔ سواحل پر رہنے کے لئے زمین دی اور اُن کے تین سو سرداروں کو بلاکر اپنے پاس رکھا اور بڑے بڑے عہدے عطا کئے۔ امراء دولت نے اس کو گوارا نہ کیا۔ کتبغا کو تخت سے اُتار دیا۔ اور امیر لاچین کو ملک منصور کا خطاب دیکر جو اسکے آقا تھا سلطان بنالیا۔

ملک منصور لاچین

محرم ۶۹۶ھ میں لاچین کے ہاتھ پر امارت کی بیعت ہوئی۔ اس زمانہ میں آرمینیہ کی طرف سے برابر اضطراب کی خبریں موصول ہوئی تھیں۔ اُس نے جاکر پورا صوبہ قابو میں کیا۔ جب واپس آیا تو چرا کسہ نے بوجہ عداوت کے ۶۹۸ھ میں قتل کرڈالا اور اپنے آقا زادہ ملک ناصر کو جسکی عمر اب پندرہ سال ہوگئی تھی کرک کے قلعہ سے لاکر تخت پر بٹھایا۔

ملک ناصر (باردوم)

Marfat.com

لاچین کے حامیوں نے کوشش کی کہ اسکو قتل کر ڈالیں مگر ناکام رہے۔ ۷۰۰ھ میں سلطان غازان محمود مغول نے ایک فوج گراں لے کر شام پر چڑھائی کی۔ ناصر نے جا کر اسکو شکست دی اور نکالا۔ تاتاریوں کے حملہ کی وجہ سے آرمینیہ والوں نے بغاوت کردی تھی اسکو فرو کرنے کے لئے ایک غازندار اور بدرالدین بکتاش کو فوجیں دیکر روانہ کیا۔ کتبغا کو بھی جو سلطنت سے مخلوع ہونے کے بعد حلب کی امارت پر تھا ساتھ جانے کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے جا کر وہاں امن قائم کیا۔

جزیرۂ ارواد میں فرنگیوں کی ایک جماعت قلعہ گیر تھی جن کا پیشہ بحری غارتگری تھا۔ ناصر نے ۷۰۲ھ میں بحری فوج بھیجی جسنے پہونچکر وہاں قبضہ کرلیا۔

۷۰۴ھ میں سلطان مغرب ابوالعقوب یوسف نے پانسو گھوڑے اور خچر معہ طلائی ساز اور بیش قیمت ہدایا کے بھیجے جس سے دونوں ملکوں میں دوستانہ تعلقات قائم ہوگئی حبش کا بادشاہ ابابلی بھی قسم قسم کے جانور اور تحفے لیکر حاضر ہوا اور اپنے دشمنوں کے مقابلہ کے لئے امداد طلب کی۔ ناصر نے ایک فوج اُس کے ساتھ کردی۔

باوجود اس عظمت کے وہ اپنے باپ کے غلاموں جاشنگیر اور سلار کے استبداد سے تنگ تھا۔ آخر نوبت یہانتک پہونچی کہ تخت پر رہنا اُس کے لئے ناممکن ہوگیا۔ اسوجہ سے ۷۰۸ھ میں حج کے بہانہ سے قلعہ کرک میں بھاگ گیا اور وہاں سے مہر حکومت اور سلطنت سے دستبرداری لکھکر بھیجدی۔ ممالیک نے رکن الدین بیبرس جاشنگیر کو ملک مظفر کے لقب سے تخت نشین کردیا۔

ملک مظفر بیبرس

Marfat.com

بیبرس ثانی ۲۳ شوال ۷۰۸ھ کو تخت پر بیٹھا۔ پہلے از راہ مہربانی ناصر کو کرک کی امارت کا فرمان بھیجدیا۔ جس سے وہ خوش ہوا یہاں تک کہ اُس کے نام کا خطبہ کرک میں پڑھا۔ مگر اسکے بعد مظفر نے اس کے غلاموں، سواری کے گھوڑوں اور اس رقم کا بھی مطالبہ کیا جو اس کو وہاں کی اپنی ملکیت سے حاصل ہوتی تھی۔ اس سے تنگ ہو کر ناصر نے امرا شام کے پاس فریاد کی۔ انہوں نے لکھا کہ ہم حمایت کے لئے تیار ہیں۔ ناصر نے کرک میں اپنے غلام ارغون کو چھوڑا اور خود شام کی طرف گیا۔ والی شام امیر برلک جو ممالیک کا سرغنہ اور مظفر کا دشمن تھا ایک جماعت کو لیکر اُس کے ساتھ مصر کی طرف چلا۔ جب یہ لوگ غزہ میں پہونچے اکثر امرا مصر نے آکر اطاعت کا اظہار کیا۔ مظفر کے لئے مقابلہ کی کوئی صورت نہ تھی اسلئے امان مانگی۔ ناصر نے اُس کو قید کر دیا۔ اور ۷۰۹ھ میں عید کے دن تخت پر بیٹھا۔

ملک ناصر (بار سوم)

ملک میں اب کوئی حریف نہ تھا اس وجہ سے اطمینان اور سکون کے ساتھ انتظامات کی طرف توجہ کی۔ ناجائز محاصل موقوف کئے۔ دار العدل قائم کیا۔ جا بجا پل بنوائے۔ باغات لگوائے۔ قصور و محلات تعمیر کرائے۔ رصد گاہ قائم کی۔ اور وسیع مارستان بنوایا جسکے اخراجات کیلئے املاک وقف کیں۔

اس کے عہد میں شام اور مصر میں ہر زمانہ سے زیادہ عمارات، مساجد اور جوامع تعمیر ہوئیں۔ اور اب کی بار ۳۲ سال حکومت کر کے ۱۹ ذی حجہ ۷۴۱ھ میں وفات پائی۔

ملک ناصر جلیل القدر اور بارعب تھا۔ امن و امان اور دولت کی فراوانی کی وجہ سے اس کی سلطنت کی شان و شوکت بہت بڑھ گئی تھی۔ علم کا بھی شائق تھا۔ اور قاضی القضاۃ

Marfat.com

...علامہ بدرالدین کے درس حدیث میں جاکر شریک ہوتا تھا۔ سیاسی سازشوں اور خطروں سے محفوظ رہنے کے لئے اُس نے اپنے عہد میں خلیفۂ عباسی کا نام خطبوں سے نکالدیا۔

اولادِ ناصر

ملک ناصر نے اپنے سب سے لائق بیٹے انوک کو سلطنت کے لئے تیار کیا تھا اور اُسی کو ولی عہد بنایا تھا۔ لیکن وہ اُس کی زندگی ہی میں ۷۴۰ھ میں وفات پا گیا۔ ناصر اُس کے غم میں گھل گیا۔ یہاں تک کہ اس کے دوسرے سال انتقال کر گیا۔

اُس نے آٹھ بیٹے چھوڑے تھے جو یکے بعد دیگرے تخت سلطنت پر آئے لیکن کچھ ایسے انقلابات رہے کہ ان میں سے کوئی زیادہ عرصہ تک نہیں رہنے پایا۔

سب سے پہلے ناصر کا بڑا بیٹا سیف الدین ابوبکر سلطان بنایا گیا۔ اور ملک منصور رابع اس کا لقب رکھا گیا۔ لیکن چالیس دن کے بعد معزول کر کے مقام قوص میں جو بالائی مصر میں ہے بھیجدیا گیا۔ وہیں ۷۴۲ھ میں مر گیا۔

اس کی جگہ علاؤالدین کو جک ملک اشرف کے لقب سے تخت پر بٹھلایا گیا جسکی عمر صرف چھ سال تھی۔ پانچ مہینہ کے بعد یہ بھی مخلوع ہوا۔ اور شہاب الدین احمد جو کرک میں نظر بند تھا لایا گیا۔ اُس کا لقب ملک ناصر ثانی ہوا۔ ۱۲ محرم ۷۴۳ھ کو ممالیک نے اُس کو معزول کر کے پھر کرک میں بھیجدیا۔ اور عماد الدین اسماعیل کو ملک صالح کے لقب سے تخت نشین کیا۔ اُس نے تین سال ڈھائی مہینے سلطنت کی اور ۴ ربیع الثانی ۷۴۶ھ فوت ہو گیا۔ پھر زین الدین شعبان سلطان ہوا۔ اس کا لقب ملک کامل رکھا گیا لیکن بدتدبیری اور بدخلقی میں تھا۔ اس وجہ سے امرائے اُس کو اتار دیا اور زین الدین

Marfat.com

حاجی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور مظفر لقب رکھا۔ یہ اس سے بھی زیادہ نا اہل نکلا اس وجہ سے
ایک سال تین ماہ کے بعد ۷۴۸ھ میں قتل کر دیا گیا۔ اس کی جگہ حسن تخت نشین ہوا۔ اور
ملک ناصر ثالث اپنا لقب رکھا۔ ۷۵۲ھ میں اتار دیا گیا۔ پھر صلاح الدین ملک صالح ثانی
آیا۔ تین سال اور ساڑھے تین مہینہ کے بعد ۲۲ شوال ۷۵۵ھ میں یہ بھی نکالدیا گیا۔ اور
حسن ملک ناصر ثالث دوبارہ لایا گیا۔ یہ چھ سال ۷ ماہ تخت پر رہا۔ آخر میں اپنے مملوک
یلبغا خاصگی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

ملک منصور خامس

حسن کے بعد اس کا بھتیجا محمد بن حاجی ملک منصور خامس تخت پر آیا۔ وسط شعبان
۷۶۴ھ میں ممالیک نے اس کو اتار دیا۔ اور اس کے چچا زاد بھائی شعبان بن حسن بن
محمد بن قلاؤوں کو لائے۔

ملک اشرف ثالث

شعبان مذکور کا لقب ملک اشرف ثالث ہوا۔ اس کے عہد میں فرنگیوں نے اسکندریہ
کو لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں کو پکڑ لیگئے۔ ملک اشرف مدافعت کے لئے پہونچا لیکن وہ
بھاگ چکے تھے۔

اس کے باپ کے مملوک یلبغا نے جو نائب سلطنت تھا ممالیک پر سختی کی جبکی وجہ
سے انہوں نے اس کو مار ڈالا۔ پھر قصر سلطانی کی طرف بڑھے لیکن فوج نے ان کو روکا
اور شکست دیکر تعاقب کیا۔ بہت سے مارے گئے اور بہت سے بھاگتے ہوئے دریا میں

Marfat.com

ڈوبے۔ بقیہ شہر بدر کردئے گئے۔

۷۷۸ھ میں ملک اشرف حج کے ارادہ سے نکلا۔ راستہ میں ممالیک کے سرغنہ طشتمر دوادار اور اُس کی جماعت نے چاہا کہ قتل کردیں۔ اس لئے بھاگ کر قاہرہ واپس آیا۔ یہاں دیکھا کہ امرا نے اُس کے بیٹے علی کو ملک منصور سادس کے لقب سے سلطان بنا رکھا ہے۔ اسوجہ سے قبہ نصر میں پناہگیر ہوا۔ ممالیک نے وہیں پہونچکر ۵ اذی حجہ ۷۷۸ھ کو اسکا گلا گھونٹ دیا۔

ملک منصور سادس

علی کا سن سات سال کا تھا۔ امیر لاین اتابک مقرر ہوا۔ پھر اُس کی جگہ امیر قرطائی آیا۔ آخر میں برقوق نائب سلطنت ہوا۔ یہی دولت جراکسہ کا بانی ہے۔ سلطنت کا خیال اپنی امارت کے روز اول ہی سے اُس کے دلمیں تھا۔ لیکن آقا کی وفاداری کی وجہ سے کچھ دنوں صبر سے کام لینا مناسب سمجھا۔

ملک منصور ۷۸۳ھ میں گزر گیا۔

ملک صالح حاجی

منصور کی وفات کے دن حاجی بن شعبان سلطان ہوا۔ ڈیڑھ سال کے بعد ۱۹ رمضان ۷۸۴ھ کو برقوق اُس کو تخت سے اُتار کر خود اُسپر بیٹھ گیا۔

ملک صالح دولت ممالیک بحری کا آخری سلطان تھا۔

Marfat.com

دولتِ ممالیک چرکسیہ (برجیہ) ۷۸۴ھ سے ۹۲۳ھ تک

ان ممالیک کا اصل مولد و منشا چرکس یا کرغز ہے جو نواحی سیبیریا اور بحیرۂ بیکال کی طرف واقع ہے۔ چھٹی صدی عیسوی میں ان کے آبا و اجداد بالائی ایشیا کی طرف آئے اور بحر قزوین کے سواحل پر سکونت گزیں ہو گئے۔ انہیں کی اولاد کو ممالیک بحریہ میں سے منصور اور اشرف نے کثرت کے ساتھ خریدا۔ چونکہ دماغی اور جسمانی دونوں لحاظ سے یہ لوگ بہ نسبت سابقہ ممالیک کے بہتر تھے اس لئے قلعوں کی حفاظت اور فوجی امارت وغیرہ ان کے سپرد ہوئی اور محل سلطانی کے امور بھی ان کے ہاتھ میں آ گئے۔

جب ان کی قوت اور تعداد بڑھ گئی اور ملک کی سیاست میں انکا عنصر غالب ہو گیا اسوقت ان کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کرسیٔ سلطنت پر جلوس فرمائیں۔ چنانچہ برقوق نے صالح کو اتار کر خود تخت پر قبضہ کر لیا۔

برقوق کا باپ انس قبیلۂ کسا کا تھا۔ سرکیشیا سے ایک تاجر اسکو قرم میں لیگیا وہاں ایک مسلمان عثمان نامی نے خرید لیا۔ اور ۷۶۲ھ میں مصر میں لاکر امیر یلبغا کے ہاتھ بیچدیا۔ اس نے اپنے غلاموں میں شامل کر لیا۔ اُس کے بیٹے برقوق میں حسن و جمال، ذہن و ذکا، عقل و فہم اور رعب و ہیبت کے آثار تھے۔ اسوجہ سے یلبغا نے اس کو مصاحب خاص بنایا۔

برقوق نے علم و ادب بھی حاصل کیا اور علوم اسلامیہ میں اچھی مہارت پیدا کر لی جسکے باعث اسکا وقار بہت بڑھ گیا۔ یلبغا نے اُس کو شیخ کہنا شروع کیا اور امارت کا عہدہ دیا۔

جب یلبغا مخالفین کے ہاتھوں سے مارا گیا اسوقت برقوق اور ایک دوسرا مملوک امیر برکہ دونوں قید خانہ میں تھے۔ وہاں سے آزادی پاکر امیر منجک والیٔ دمشق کے پاس پہنچے اور اُس کی فوج میں داخل ہو گئے۔ ملک اشرف شعبان نے برقوق کو مصر میں بُلا لیا۔

Marfat.com

اور ایک ہزار سپاہیوں کا امیر بنا دیا۔ اُس وقت سے سلطنت کی آرزو اُس کے دل میں پیدا ہوگئی۔ چنانچہ سخت کوشش کر کے ملک منصور کے عہد میں اتابکی کے عہدہ پر آگیا۔ آخر میں ملک صالح کے تخت نشین ہونے پر اپنی جماعت کی مدد سے سلطنت پر تغلب کرلیا۔

ملک ظاہر برقوق

برقوق نے خلیفۂ وقت سے اپنی امارت کا فرمان لکھوایا۔ قضاۃ، علماء اور امراء سے بیعت لی اور مصر کے سب سے بڑے آخری سلطان رکن الدین بیبرس بندقداری کا لقب ملک ظاہر اپنے لئے منتخب کیا۔

اس نے ملک کی انتظامی حالت درست کی۔ ممالیک بحریہ کے عہد میں جو ناجائز رسوم اور محاصل تھے اُن کو موقوف کیا۔ اور رعایا کی اقتصادی اور اخلاقی اصلاح کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کی۔

اس زمانہ میں تیموری حملوں سے مشرقی ممالک میں ایک ہیجان برپا تھا۔ ۷۸۶ھ میں تیمور شام کی طرف پہونچا جسکی وجہ سے مصر میں بھی اضطراب پیدا ہوگیا۔ برقوق نے فوجیں جمع کیں اور جاکر حدود شام سے اُس کو روکا۔ لیکن ادہر مصر میں خلیفۂ متوکل نے اس کے عزل کا فتویٰ دیدیا۔ جب وہ واپس آیا تو دیکھا کہ حالت دگرگوں ہے۔ امراء اور قضاۃ سے مل کر بڑی کوشش کے بعد آخر میں خلیفہ کو قید کیا۔ اور اس کی جگہ عمر بن ابراہیم کو واثق باللہ کے لقب سے خلافت کی گدی پر بٹھایا۔ لیکن وہ شوال ۷۸۸ھ میں گزر گیا۔ اس لئے زکریا بن ابراہیم کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی۔ اُس نے مخالفت شروع کی۔ برقوق نے اُس کو بھی معزول کر کے ۷۹۱ھ میں دوبارہ متوکل کو خلیفہ بنایا۔ اُس نے پھر اُس کی معزولی کی کوشش شروع

Marfat.com

کی۔ چونکہ امیر الامرا منطاش اور دوسرے ارکان دولت بھی خلیفہ کے ساتھ سازش میں شریک تھے اسوجہ سے برقوق کا کچھ بس نہ چلا۔ وہ قلعۂ کرک میں بھیجدیا گیا اور حاجی بن شعبان ملک صالح دوبارہ تخت پر لایا گیا۔ مگر ایک سال بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ وہ معزول ہوا اور ۱۴ صفر ۷۹۲ھ میں برقوق پھر بلایا گیا۔ اُسکے اُس نے ملک صالح اور اسکے حامیوں کا خاتمہ کردیا۔

۷۹۴ھ میں قرا یوسف والی فارس نے تبریز کو بطور نذر پیشکش کیا۔ برقوق نے اُسکے لئے خلعت بھیجا۔ اور فرمان لکھا کہ سلطنت مصر کی طرف سے تبریز اور اس تمام علاقہ کی امارت تمکو دیجاتی ہے جو فتح کرسکو۔ اسی درمیان میں ادہر تیمور کا گزر ہوا۔ قرا یوسف معہ اپنے ایک حلیف احمد بن اویس کے بھاگا۔ اور قیصر قسطنطنیہ منویل کے پاس پناہ لینی چاہی۔ اُس نے انکار کیا کیونکہ وہ ایک جدید طاقت یعنی دولت عثمانیہ سے جسکی صبح سعادت طلوع ہو رہی تھی۔ لرزاں تھا۔ اس لئے وہ دونوں مصر آئے۔ برقوق نے انکو عزت کے ساتھ رکھا۔

۷۹۷ھ میں سلطان عثمانی بایزید پسر مراد نے مصر میں معاہدہ کے لئے سفیر بھیجا اور یہ بھی خواہش کی کہ خلیفہ عباسی اناطولیہ اور اُس کے مفتوحہ علاقوں کی امارت کا فرمان اُس کے نام لکھدے۔ چنانچہ عہدنامہ اور فرمان دونوں لکھے گئے۔

اس کے بعد امیر تیمور کے قاصد پہونچے اور قرا یوسف کی حوالگی کا مطالبہ کیا۔ برقوق نے نرمی کے ساتھ اس سے انکار کیا۔ قاصدوں نے سخت کلامی کی جسپر اُن کو قتل کرادیا۔ تیمور نے برافروختہ ہوکر شام پر حملہ کردیا اور رہا سے حلب تک خون کے دریا بہادئے مگر وہیں تک آکر رک گیا۔

برقوق نے مصر میں افواج اور اسلحہ کی ترتیب شروع کی اور ساز و سامان درست کر کے مدافعت کے لئے تیار ہوگیا۔ لیکن ۸۰۱ھ میں ۱۵ شوال کو مرگی کے دورہ میں

Marfat.com

اچانک انتقال کر گیا۔

جامع برقوق اور مدرسہ ظاہریہ اس کی یادگاریں باقی ہیں۔ نہایت فیاض اور علم دوست تھا۔

ملک ناصر زین الدین

برقوق کا بڑا بیٹا زین الدین فرج باپ کی جگہ سریر سلطنت پر بیٹھا۔ اتابک لطمش نے تم فرسانی نائب دمشق اور ملیغا والی حلب کو متفق کر کے بغاوت کر دی۔ ناصر نے تو حلبشی کی فلسطین میں فریقین کا مقابلہ ہوا جس میں باغیوں نے شکست کھائی اور اپنی سزا کو پہونچے۔

۸۰۳ھ میں تیمور ہندوستان اور ایران سے ہوتا ہوا بغداد اور ملاطیہ پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد شام کی طرف پہونچا۔

اس زمانہ میں ایشیا دو عظیم الشان فاتحوں کی جولانگاہ بنا ہوا تھا۔ ایک تیمور گورگانی دوسرا بایزید عثمانی۔ بدقسمتی سے یہ دونوں قوتیں آپس ہی میں ٹکرا گئیں۔ اور ۸۰۴ھ میں تیمور نے انگورہ کو فتح کر کے بایزید کو قید کر لیا۔

مصری تیمور کی طرف سے مطمئن تھے۔ مگر اب بایزید کی شکست کے بعد اُن کو پھر اضطراب لاحق ہوا۔ کیونکہ ۸۰۷ھ میں تیمور نے سلطانِ مصر کے پاس تحف و ہدایا کے ساتھ جن میں ایک ہندوستانی ساتھی بھی تھا یہ حکم بھیجا کہ ہماری سلطنت تسلیم کر لو۔ ناصر کو مجبوراً اسکی سیادت ماننی پڑی مگر اسی سال تیمور نے انتقال کیا۔ اس کے بعد اس کی اولاد میں تخت سلطنت کے لئے نزاع پڑ گئی جسکی وجہ سے مصری اُن کے تسلط سے آزاد ہو گئے۔

۸۰۸ھ میں متوکل کے بعد اُس کا بیٹا ابو الفضل مستعین باللہ خلیفہ بنایا گیا۔ وہ دل میں ناصر سے عداوت رکھتا تھا۔ اُس نے امراء دولت کو جن میں سب سے مقدم شیخ محمودی تھا

Marfat.com

اپنے ساتھ ملالیا اور ناصر کے خلع کا اعلان کر دیا۔ ناصر نے دیکھا کہ اس کے طرفدار کم ہیں اسوجہ سے بھاگنا چاہا مگر گرفتار ہو گیا۔ خلیفۂ مذکور نے تخت پر بیٹھکر اس کو قتل کرا دیا۔

ملک عادل مستعین باللہ

ملک عادل کے لقب سے مستعین کے ہاتھ پر ۲۵ محرم ۸۱۵ھ میں سلطنت کی بھی بیعت ہوئی۔ اور عباسی خلیفہ کے سر پر مستعصم کے بعد ایک بار اور دینی دستار کے ساتھ دنیاوی سلطنت کا تاج بھی رکھا گیا۔ اس نے شیخ محمودی کو وزارت سیف و قلم دونوں کے عہدے دئے لیکن اُس نے دیکھا کہ خلیفہ ضعیف العقل ہے اسوجہ سے درخواست کی کہ مجھکو شریک سلطنت بنایا جائے۔ اُس نے اس کو بھی منظور کیا اور ملک مؤید کے لقب سے اس کو اپنا سہیم قرار دیا۔ مگر یہ شرکت نہ چل سکی اور ۸ ربیع الاول ۸۱۵ھ میں شیخ نے اُس کو اتار کر اپنی سلطنت کا اعلان کر دیا۔

شیخ محمودی

شیخ محمودی برقوق کے غلاموں میں شجاعت اور دانائی میں ممتاز اور شہسواری میں فرد تھا۔ صاحب علم بھی تھا اور شرع کا پابند۔ اسوجہ سے لوگوںمیں مقبول تھا۔

مستعین نے معزولی کے بعد اس کے خلاف سازش شروع کی۔ اور اپنے ایک مخلص دوست نوروز کو جس کو شام کی ولایت دی تھی مخفی طور پر اپنا حال لکھ بھیجا اور مدد چاہی۔ اُس نے جواب دیا کہ مَیں لشکر لے کر آتا ہوں لیکن اس سے پہلے تم اپنے دینی اثر سے کام لو اور اُس کی معزولی کا فتویٰ شائع کر دو۔

یہ سب کچھ ہوا مگر محمودی معزول نہ ہو سکا۔ بلکہ اُس نے خود مستعین کو خلافت کی گدی سے اُتار کر اُس کے بھائی داؤد کو معتضد کے لقب سے خلیفہ بنا دیا۔

محمودی منصف مزاج اور منتظم تھا۔ اس کے زمانہ میں مصریوں نے آرام پایا۔ ۸ سال حکومت کرنے کے بعد ۹ محرم ۸۲۴ھ کو مر گیا۔ جامع مؤید اور مدرسہ محمودی اسی نے بنائے تھے جس میں شیخ شمس بن مدیری اس زمانہ کے ممتاز محدث درس دیتے تھے۔ محمودی معہ اپنے بیٹے ابراہیم کے ان کے درس میں حاضر ہوتا تھا۔ اور انکا فرش بچھاتا تھا اور مسند لگاتا تھا۔

احمد بن محمودی۔ سیف الدین تتر۔ محمد بن تتر

محمودی کے بعد ممالیک نے اس کے شیر خوار بچہ احمد کو تخت نشیں کیا۔ اور سیف الدین تتر کو اتالیق۔ اس نے شوال ۸۲۴ھ میں احمد کے سر سے تاج لے کر اپنے سر پر رکھ لیا۔ لیکن تین ہی مہینہ کے بعد گزر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد سلطان ہوا جس کا اتابک سیف الدین برس بائے تھا۔ سنت جاریہ کے مطابق اس نے بھی محمد کو تخت سے اتار دیا۔ ممالیک میں اختلاف پیدا ہوا اور لڑائیاں ہونے لگیں۔ برس بائے خاموش بیٹھا رہا۔ جب باہمی جنگوں میں ان کا زور ٹوٹ گیا اُس وقت بلا کسی مزاحمت کے تخت پر آ گیا۔

ملک اشرف برس بائے

برس بائی سیف الدین تتر کا زر خرید غلام تھا۔ ربیع الاول ۸۲۵ھ میں اس کے ہاتھ پر سلطنت کی بیعت ہوئی۔

اس کے عہد میں بجز ایک خفیف شورش کے جو ۸۲۶ھ میں شام کے والی نجاشی کی

بغاوت کی بدولت ہو گئی تھی اور فوراً رفع کر دی گئی اور کوئی فتنہ برپا نہیں ہوا۔ نہ قحط پڑا نہ طاعون آیا۔ اسوجہ سے تمام ملک خوشحال ہو گیا۔

حسن سیاست، تدبیر، رعب اور وقار میں اُس کا رتبہ شیخ محمودی سے فائق تر تھا۔ نہایت شجاع اور عاقل۔ مورخین لکھتے ہیں کہ آخر میں حاکم بامر اللہ کی طرح اُس نے بھی عجیب و غریب احکام دینے شروع کئے تھے۔ قاہرہ سے تمام کتے نکلوا دئے۔ عورتوں کا سڑکوں پر بلا اجازت نکلنا ممنوع کر دیا۔ یہانتک کہ اگر کوئی غسالہ کو بلوانا تو وہ محتسب کا اجازت نامہ سر پر رکھے بغیر شاہراہ سے نہیں گذر سکتی تھی۔

۱۷ سال ۸ ماہ حکومت کرکے ۶۰ سال کی عمر میں ۱۳ ذی حجہ ۸۴۱ھ کو انتقال کیا۔ سلاطین چراکسہ میں گلِ سر سبد یہی سمجھا جاتا ہے۔

ملک عزیز یوسف

برس بائے کے بعد اُس کے بیٹے جمال الدین یوسف کے ہاتھ پر بیعت ہوئی سیف الدین جقمق نائب مقرر ہوا جب دستور تین مہینہ کے بعد اُس نے یوسف کو نکالکر سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ اور ۱۹ ربیع الاول ۸۴۲ھ میں اُس کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔

ملک ظاہر جقمق

بیعت کے وقت اُس کا سن ۶۹ سال کا تھا۔ اُس کے زمانہ میں معتضد باللہ خلیفہ نے انتقال کیا جو بڑا متقی اور دیندار تھا۔ اُس کی جگہ اُس کا بھائی مستکفی باللہ خلیفہ ہوا۔ وہ ۸۵۴ھ میں گذر گیا۔ پھر قائم بامر اللہ خلیفہ ہوا۔ اس نے جقمق کے خلاف سازش شروع کی۔

Marfat.com

جقمق کا سن اس وقت ۸۰ سال سے متجاوز ہو چکا تھا۔ دیکھا کہ خلیفہ کے وسائس کا میں مقابلہ نہ کر سکوں گا۔ اس وجہ سے اپنے بیٹے عثمان کو تخت پر بٹھا دیا۔ اس کے چند روز کے بعد ۸۵۷ھ میں جس میں کہ سلطان محمد ثانی فاتح نے قسطنطنیہ کو فتح کیا انتقال کر گیا۔

جقمق منکسر المزاج۔ درویش دوست اور غریب پرور تھا۔ اس کے زمانہ میں کثرت سی مساجد اور عمارات وغیرہ تعمیر ہوئیں۔ اس کے عہد میں مصر میں سخت طاعون پھیلا تھا جس سے بہت مخلوق تباہ ہوئی۔

ملک منصور عثمان

فخر الدین عثمان ابھی تخت پر متمکن ہونے بھی نہ پایا تھا کہ خلیفہ قائم نے امرا کی ایک جماعت کے ساتھ ملکر اُس کے عزل کا فرمان شائع کیا چنانچہ یکم ربیع الاول ۸۵۷ھ میں اسکو تخت چھوڑ دینا پڑا۔ خلیفہ مذکور چاہتا تھا کہ مستعین کی طرح اپنی سلطنت قائم کرے لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ کیونکہ ممالیک نے اپنی جماعت میں سے ایک پیر کہن سال ابو نصر ینال کو تخت پر بٹھا دیا۔

ملک اشرف ینال

ینال کی تخت نشینی سے بھی خلیفہ کی امیدیں ختم نہیں ہوئیں۔ وہ سمجھتا تھا کہ یہ بڈھا عنقریب مرجائیگا۔ اس کے بعد میں تخت لیلونگا۔ مگر چھ سال اس انتظار میں گزر گئے۔ آخر میں اس نے سازش شروع کی۔ سلطان کو پتہ مل گیا۔ معزول کر کے اسکندریہ میں بھیجدیا اور اُس کے بھائی یوسف کو مستنجد کے لقب سے خلافت کا منصب عطا کیا۔

ینال آٹھ سال ڈھائی مہینے سلطنت کرنیکے بعد ۵ جمادی الاول ۸۶۵ھ میں گزر گیا۔

Marfat.com

ملک مؤید احمد

ینال کی وفات کے بعد اس کا بیٹا شہاب الدین احمد سلطان ہوا۔ یہ باپ کے وقت سے مہمات سلطنت میں دخیل تھا۔ چونکہ امرا اس سے ناراض تھے اسوجہ سے چار مہینے کے بعد معزول کر دیا گیا۔

ملک ظاہر خوش قدم

خوش قدم نسباً یونانی تھا اور ملک ناصر کا زرخرید غلام۔ اسوجہ سے ناصری اور یونانی دونوں نسبتوں سے مشہور ہے۔ اس کے عہد میں ملک کا انتظام اچھا رہا۔ ۱۰ ربیع الاول ۸۷۲ھ کو انتقال کر گیا۔

ملک ظاہر بلبائے۔ ملک ظاہر تمر بوغا

ابوسعید بلبائے خوش قدم کے بعد سلطان ہوا لیکن ظالم اور غضبناک تھا۔ اسلئے دو مہینہ کے بعد نکال دیا گیا۔ اور اسی لقب کے ساتھ تمر بوغا تخت پر بٹھلایا گیا۔ یہ بھی دو مہینہ کے بعد ۶ رجب کو مخلوع ہوا۔

ملک اشرف قایت بائے

قایت بائے چقمق کا آزاد کردہ غلام تھا۔ ۸۷۲ھ میں تمر بوغا کے بعد عنان سلطنت اسکے ہاتھ میں آئی۔ اس نے دانشمندی سے مختلف جماعتوں کو قابو میں کیا اور ملک کا انتظام بہت اچھا رکھا۔

Marfat.com

اس زمانہ میں سلاطین عثمانیہ اپنی سلطنت کا دائرہ وسیع کر رہے تھے۔ ایرانیوں نے انکے خوف سے مصریوں کے ساتھ اتحاد کا معاہدہ کر رکھا تھا۔ جب عثمانیوں نے اوزون حسن والی فارس کو شکست دیدی اسوقت قایت بائے کو خوف ہوا کہ شام پر حملہ آور ہوں گے اسلئے ایک فوج گراں اس کے حدود پر بھیجدی جس نے ترکی سلطنت کے دو شہر اذنہ اور ترسوس فتح کرلئے عثمانی اس وقت یورپین اقوام کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو گئے اسوجہ سے ادھر کا خیال نہ کرسکے۔ ۸۸۵ھ میں وہاں ان کو فتوحات حاصل ہوئیں مگر اسی اثنا میں سلطان محمد فاتح کا انتقال ہوگیا۔ اور اس کے بیٹوں میں تخت سلطنت کے لئے نزاع واقع ہوگئی۔ آخری لڑائی ینکی شہر میں ہوئی جس میں بایزید غالب آگیا اور اسکے بھائی جم نے بھاگ کر مصر میں پناہ لی۔

قایت بائے نے اس موقع کو غنیمت سمجھکر اس کو احترام کے ساتھ رکھا۔ اور حمایت کی امید دلا کر عثمانیوں پر حملے بھی شروع کر دئے۔ بایزید نے اب شام پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ لیکن اتمام حجت کیلئے سفیر بھیجا کہ اذنہ اور ترسوس سے دست بردار ہوجاؤ۔ اور جو خسارہ ہوا ہے اس کا تاوان دو۔ قایت بائے نے سفیروں کو واپس کر دیا۔ اسوجہ سے ترکی فوجوں نے بڑھکر اپنے مقامات واپس لے لئے۔

قایت بائے نے امیر ازبکی کو بھیجا۔ اس نے پھر ان شہروں پر قبضہ کرلیا اور ہندوستان سے ایک سیاسی وفد بایزید کے پاس جا رہا تھا اس کو بھی پکڑ لیا۔ بایزید یہ سنکر غصہ میں بھر گیا۔ ۳ ربیع الاول ۸۹۳ھ کو خود آستانہ سے فوج لے کر چلا۔ اور تہدید آمیز لہجہ میں قایت بائے کو لکھا کہ اس کشمکش سے باز آؤ ورنہ میں تمام آل عثمان کو جمع کرکے چڑھائی کرونگا اور مصر بھی فتح کرلونگا۔ قایت بائے نے سلامتی اسی میں دیکھی کہ ان دونوں شہروں سے دست بردار ہو کر عثمانیوں سے صلح کرلے۔ اس کے پانچ سال کے بعد ۲۹ سال ۴ ماہ ۲۰ روز حکومت کرکے

۹۰۱ھ میں ۲۲ ذی قعدہ کو وفات پائی۔

ملک ناصر محمد بن قایت بائے (باراوّل)

قایت بائے کے بعد اُس کا بیٹا محمد تخت پر بیٹھا مگر چھ مہینے کے بعد ۱۸ جمادی الاول ۹۰۲ھ کو اتار دیا گیا۔

ملک اشرف قانصوہ خمسمایہ

قانصوہ پانسو دینار پر خرید اگیا تھا اسی وجہ سے خمسمایہ کے لقب سے مشہور ہوا۔ محمد کے بعد امرا نے اس کو تخت پر بٹھایا لیکن اُس نے دیکھا کہ مَیں سلطنت کا کام نہیں کر سکتا اس لئے دست بردار ہو گیا۔

ملک ناصر (بار دوم)

ممالیک دوبارہ محمد بن قایت بائے کو تخت پر لائے لیکن وہ سخت وحشی اور جاہل نکلا۔ ایک بار ایک نوعمر کنیز کی زندہ کھال کھینچ ڈالی۔ اس قسم کی سختیوں سے ڈیڑھ سال کے بعد ۱۶ ربیع الاول ۹۰۴ھ کو ذبح کر دیا گیا۔

ملک ظاہر قانصوہ اشرفی

ناصر کے قتل کے دوسرے دن تخت نشیں ہوا۔ ایک سال آٹھ ماہ کے بعد معزول کر دیا گیا

ملک اشرف قانصوہ جان بلد

Marfat.com

۔ قانصوہ ثالث ذیقعدہ ۹۰۵ھ میں سلطان بنایا گیا۔ ۷ مہینے کے بعد ۱۸ جمادی الاول کو مخلوع ہوا

ملک عادل طومان بائے اوّل

جان بلد کے بعد قایت بائے کے غلاموں میں سے طومان بائے کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ ساڑھے چار مہینہ کے بعد ذیقعدہ ۹۰۶ھ میں قتل کر دیا گیا۔

ملک اشرف قانصوہ غوری

یہ بھی قایت بائے کے غلاموں میں سے تھا۔ نہایت متقی اور پرہیزگار۔ اور ان تمام سیاسی جھگڑوں سے الگ جو ممالیک میں جاری تھے۔ طومان بائے کے بعد امرا نے اسی کو منتخب کیا۔ اس نے معافی چاہی اور کہا کہ میں اس منصب کا اہل نہیں لیکن انہوں نے اصرار کیا اور کہا کہ اہل ملک کو جو اعتماد تمہارے اوپر ہے وہ تمہاری اہلیت کیلئے کافی ہے۔ اس لئے مجبور ہو کر بادل ناخواستہ قبول کیا۔ مگر یہ کہا کہ میرے لئے وہ دن بڑی خوشی کا ہوگا جس دن تم لوگ اس گرفتاری سے مجھکو آزادی کی خوشخبری دوگے اور میں تخت چھوڑ کر اپنے اس بوریا پر آبیٹھونگا۔

غوری نے زمام سلطنت ہاتھ میں لیکر عدل و حسن انتظام کے ساتھ حکومت شروع کی۔ جس سے ملک میں اس سرے سے اُس سرے تک امن و امان ہو گیا۔

پرتگالیوں نے اس زمانہ میں اپنے ہندوستانی مقبوضات سے بحری قزاقی شروع کر دی تھی جس سے مصر اور ہندوستان کی تجارت بند ہو گئی تھی۔ ایک بیڑہ ان کے استیصال کیلئے روانہ کیا مگر اسکو بحر احمر میں فرنگیوں نے تباہ کر ڈالا۔

Marfat.com

۹۱۸ھ میں سلطان سلیم اوّل عثمانی کا بھائی کرکو دجو اُس کے ساتھ تخت وتاج کیلئے برسرپیکار تھا ہزیمت اُٹھانے کے بعد بھاگ کر مصر میں آیا۔ غوری نے حمایت کے لئے جنگی کشتیاں اُس کے ساتھ کر دیں کہ جاکر قسطنطنیہ فتح کرے۔ سلطان سلیم نے مشتعل ہو کر شام پر لشکر کشی کردی مصریوں نے شاہ ایران اسماعیل صفوی کے ساتھ جو ترکوں کا دشمن تھا ملکر مقابلہ کیا۔ مگر ترکوں نے دونوں کو ایک ساتھ شکست دیدی۔ غوری نے مصالحت کے لئے ایلچی بھیجا۔ سلطان نے جواب دیا کہ اب میں تمہارے فریب میں نہیں آسکتا۔

مصری فوجیں مقابلہ کے لئے بڑھیں حلب کے متصل مرج دابق میں معرکہ آرائی ہوئی۔ غوری اور اُس کے سپاہیوں نے بے مثل بہادری کا اظہار کیا۔ لیکن ترکوں کی توپوں کے سامنے اُنکی ساری جرأت اور دلاوری بیکار ہو گئی۔ کیونکہ وہ ابھی تک صرف نیزوں اور تلواروں سے لڑتے تھے اور توپیں ان کے پاس نہ تھیں۔

۲۵ رجب ۹۲۲ھ کو مصری افواج کے میمنہ اور میسرہ کے سرانِ سپاہ عثمانیوں کیساتھ مل گئے۔ غوری جو قلب میں تھا گھوڑے پر بھاگا۔ راستہ میں گرا اور ٹاپوں کے نیچے پڑکر ہلاک ہو گیا۔

ملک اشرف طوماں بائے ثانی

غوری قاہرہ میں اپنے بھتیجے طوماں بائے کو نائب بنا کر چھوڑ گیا تھا۔ لوگوں نے اسی کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ سلطان سلیم فوجیں لئے ہوئے مصر کی طرف آیا۔ طوماں بائے نے شکست کھائی اور بھاگ کر اسکندریہ کی طرف چلا۔ راستہ میں ایک دیہاتی نے پکڑ لیا اور لاکر ترکوں کے حوالہ کردیا۔

Marfat.com

سلطان سلیم نے دس دن تک اس کو اپنے پاس رکھا اور امور ملک میں مشورے لیتا رہا۔ جب ضرورت باقی نہ رہی تو ۱۹ ربیع الاوّل ۹۲۳ھ میں سولی پر چڑھا دیا۔ اس روز دولت چرکسی ختم ہو گئی اور مصر سلطنتِ عثمانیہ کا ایک صوبہ ہو گیا۔

سلطان سلیم نے اسکندریہ میں ایک فوج متعین کی اور خیر بک کو جو غوری کی فوج کا ایک امیر تھا مصر کا والی مقرر کر دیا۔ پھر متوکل سے جو اُس وقت خلیفہ تھا خلافت کا منصب بھی لے لیا۔ اور اُس کو اپنے ساتھ آستانہ لیتا گیا۔ یہی سب سے آخری عباسی خلیفہ تھا جس سے عثمانیوں کو خلافت مل گئی۔

گو میں عموداً تاریخ اسلام یعنی خلافت کے ساتھ ساتھ چل رہا ہوں لیکن اس موقع پر میرا جی یہ چاہتا تھا کہ عثمانی اور خدیوی خاندانوں کے حالات بھی لکھ کر شامل کر دیتا کہ مصر کی تاریخ آغاز عہد سے آج تک کی مکمل ہو جاتی۔ مگر میں نے دیکھا کہ یہ تتمہ بجائے خود ایک مستقل حصہ کی ضخامت چاہتا ہے اس لئے سرِ دست اس ارادہ کو چھوڑ دیا۔

خلفاء عباسیۂ مصر

(۱) مستنصر باللہ

۶۵۹ھ

سقوطِ بغداد کے بعد عباسی خاندان کے دو شخص وہاں سے نکل بھاگے تھے۔ ایک ابوالقاسم احمد بن ظاہر بامر اللہ۔ دوسرا ابوالعباس احمد بن حسن بن علی بن ابوبکر بن مسترشد باللہ۔ ابوالقاسم احمد جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں رجب ۶۵۹ھ میں مصر میں پہونچا۔ ملک ظاہر بیبرس بند قداری نے اُس کے استقبال کے لئے قاہرہ کی آئین بندی کرائی۔ پھر عظیم الشان دربار کر کے امرا، قضاۃ اور علماء کو جمع کیا۔ قاضی تاج الدین نے ثبوت لینے کے بعد جب علی رؤوس الاشہاد اس کے صحیح النسب ہونے کا فیصلہ کر دیا اُسوقت اسکے ہاتھ پر خلافت کی بعیت ہوئی۔

اب خلیفہ کا پہلا کام یہ تھا کہ تاتاریوں کے قبضہ سے بغداد کو نکالے۔ بیبرس نے ایک فوج گراں اُس کو دی اور خود اُس کے ساتھ دمشق تک آیا۔

ابوالعباس احمد حلب میں خلیفہ بنا لیا گیا تھا دمشق میں اس نے بھی آکر مستنصر کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے ساتھ شامل ہو گیا۔ دیگر امراء شام وحلب بھی اس جہاد میں شریک ہوئے۔ بیبرس نے دس لاکھ دینار کے صرفہ سے سارا ساز و سامان درست کر کے اُن کو روانہ کیا۔ ۳ محرم ۶۶۰ھ میں مقام ہیت سے آگے بڑھکر تاتاریوں سے مقابلہ ہوا۔ انہوں نے شکست دیدی۔ بہت سے مسلمان مقتول ہوئے۔ اور غالباً مستنصر بھی مارا گیا کیونکہ اس دن سے اس کا

Marfat.com

پتہ نہ ملا۔ اُس کی خلافت چھ مہینے سے بھی کم رہی۔

(۲) حاکم بامر اللہ اوّل

۶۶۱ھ سے ۷۰۱ھ تک

مستنصر کے بعد حلبی خلیفہ ابو العباس احمد مصر میں بلایا گیا۔ اور ۸ محرم ۶۶۱ھ کو اُس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی۔ سلطان بیبرس نے اپنے قصر کبیر میں ایک محل اس کی سکونت کے لئے نامزد فرمایا۔ اور اُسکی کل ضروریات کا انتظام کر دیا۔

حاکم ۴۱ سال تک اس منصب پر قائم رہا اور ۷۰۱ھ میں یوم جمعہ ۱۲ جمادی الاوّل کو سلطان محمد بن قلاؤون کے عہد میں انتقال کر گیا۔ سیدہ نفیسہ کے مزار کے متصل دفن ہوا۔ تمام امرا اور اعیان دولت جنازہ میں ازراہ ادب ننگے پاؤں شریک تھے۔

(۳) مستکفی باللہ اوّل

۷۰۱ھ سے ۷۴۰ھ تک

ابو الربیع سلیمان بن حاکم اپنے باپ کا نامزد کردہ ولیعہد تھا۔ اس کے عہد میں ۷۰۹ھ میں تاتاری بادشاہ خوبندہ نے رفض اختیار کیا اور اپنے تمام قلمرو میں حکم بھیجدیا کہ خطبوں میں سے خلفاء ثلاثہ کے نام نکال دیے جائیں۔ اس کی وجہ سے سخت شورش برپا ہوئی۔ اسی اثنا میں وہ مر گیا۔ اور اسکی جگہ سلطان ابو سعید آخری تاتاری بادشاہ تخت نشین ہوا جو سنی تھا۔ اس نے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔

مصر کے ذمیوں نے وزیر کے پاس یہ درخواست دی کہ اہل ذمہ کے اوپر جو قیود ہیں

Marfat.com

وہ اٹھا دی جائیں ہم اس کے عوض میں سالانہ سات لاکھ دینار دیتے رہینگے۔ وزیر اور سلطان کا میلان طبع یہ تھا کہ منظور کرلیں مگر امام تقی الدین احمد ابن تیمیہ نے مخالفت کی اور کہا کہ شریعت کے احکام کسی قیمت پر فروخت نہیں ہوسکتے۔ خلیفہ نے بھی ان کی تائید کی۔ اس لئے باز رہے۔

سلطان مصر محمد بن قلاؤون اور خلیفہ میں بہت یگانگت تھی۔ دونوں ایک ساتھ سیر و شکار اور چوگان بازی کے لئے نکلا کرتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بھائی بھائی ہیں مگر ۷۳۶ھ میں بعض دشمنوں کی دور اندازی سے ان میں باہم رنجش پیدا ہوگئی۔ اسوجہ سے سلطان نے خلیفہ کو برج قصر میں نظر بند کر کے لوگوں کو اس سے ملنے سے روکدیا پھر ذی حجہ ۷۳۷ھ میں اس کو قاہرہ سے معہ اہل و عیال اور متعلقین کے جو تقریباً سو نفوس تھے مقام قوص میں بھیدیا۔ اور حکم دیا کہ خطبوں میں سے اس کا نام نکال دیا جائے لیکن گزارہ بڑھا دیا۔

شعبان ۷۴۰ھ میں مستکفی نے قوص ہی میں انتقال کیا۔ عمر ۵۰ سال سے زیادہ تھی۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ مستکفی فاضل، کریم الطبع، شجاع اور سپہ گری میں کامل تھا۔ ہمیشہ علماء و فضلاء کے ساتھ مجالست رکھتا۔ اور سلوک کرتا۔ خط نہایت پاکیزہ لکھتا تھا۔

(۴) واثق باللہ

۷۴۰ھ سے ۷۴۱ھ تک

حاکم بامر اللہ نے اپنے بیٹے ابو عبد اللہ محمد کو اپنا ولی عہد بنایا تھا لیکن وہ اس کی زندگی ہی میں مرگیا۔ اسوجہ سے اسکے بیٹے ابراہیم بن محمد کے نام ولایت عہد لکھدی مگر جب دیکھا کہ اراذل کی صحبت میں بیٹھنے سے اس کی خصلتیں خراب ہوگئی ہیں تو اپنے دوسرے بیٹے

مستکفی کو ولیعہد کیا۔ چنانچہ اس کے خلیفہ ہو جانے پر اسی ابراہیم نے ملک ناصر محمد بن قلاؤون کو اس کا دشمن بنا دیا تھا۔

مستکفی مرتے وقت اپنے بیٹے احمد کے لئے خلافت کی وصیت کر گیا تھا مگر سلطان نے اس کی وصیت کی طرف التفات نہیں کیا اور ابراہیم کو واثق باللہ کا لقب دیکر خلیفہ بنا دیا۔ علماء اور قضاۃ نے بوجہ اس کے ناشائستہ افعال کے سخت مخالفت کی۔ سلطان نے اس کو معزول تو نہیں کیا لیکن خطبوں سے اسکا نام نکلوا دیا۔ اور انتقال کے وقت وصیت کر گیا کہ مستکفی کے بیٹے احمد کو خلیفہ بنا لینا۔

(۵) حاکم بامر اللہ ثانی

۷۴۱ھ سے ۷۵۳ھ تک

محمد بن قلاؤون کی وصیت کے مطابق اُس کے بیٹے سیف الدین ابوبکر نے تخت نشین ہونے کے بعد ذی حجہ ۷۴۱ھ میں قاضی القضاۃ کو بلا کر دربار عام میں واثق کو معزول کیا اور ابوالعباس احمد بن مستکفی کو ولیعہدی کا ثبوت لینے کے بعد خلیفہ بنایا۔ چونکہ یہ دوسرے خلیفہ حاکم بامر اللہ کا ہمنام اور ہم کنیت تھا اس لئے وہی لقب بھی اسکو دیا گیا۔ ۷۵۳ھ کے وسط میں طاعون سے ہلاک ہوا۔

(۶) معتضد باللہ اوّل

۷۵۳ھ سے ۷۶۳ھ تک

ابوالفتح معتضد حاکم بامر اللہ کا بھائی تھا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کے ہاتھ پر

Marfat.com

خلافت کی بیعت ہوئی۔ جمادی الاوّل ۷۶۳ھ میں گزر گیا۔ متواضع اور علم دوست تھا۔

(۷) متوکل علی اللہ اوّل

۷۶۳ھ سے ۸۰۸ھ تک

ابو عبد اللہ محمد بن معتضد اپنے باپ کی وصیت کے مطابق ۷۶۳ھ میں خلیفہ ہوا۔ اس نے زمانہ بہت پایا۔

۷۷۹ھ میں اشرف کے قتل کے معاملہ میں اتابک لاین اس سے کسی بات پر ناراض ہو گیا۔ اس وجہ سے قوص میں بھیجدیا۔ اور زکریا بن واثق کو مستعصم کا لقب دیکر خلافت کا خلعت عطا کیا۔ لیکن نہ بیعت ہوئی نہ اجماع۔ آخر کار پندرہ روز کے بعد پھر متوکل خلافت پر بلایا گیا۔

۷۸۵ھ میں متوکل نے برقوق کے خلع کا اعلان کیا مگر اُس نے خود متوکل کو خلافت سے برطرف کر کے عمر بن ابراہیم کو خلیفہ بنا لیا۔ ۷۸۸ھ میں جب عمر گزر گیا اُسوقت امراء نے اسکو متوکل کی بیعت کا مشورہ دیا مگر وہ راضی نہ ہوا اور زکریا بن واثق کو جو اتابک لاین کے عہد میں خلافت پر آیا تھا خلیفہ بنایا۔ اُس نے مخالفت شروع کی اسوجہ سے مجبوراً اُس کو نکالکر پھر متوکل کو بُلایا۔ اُس نے خلیفہ ہوتے ہی برقوق کی معزولی کی کوشش شروع کی اور کامیاب ہو گیا۔

رجب ۸۰۸ھ میں وفات پائی۔ کنیز کا عاشق تھا۔ نر و مادہ سو اولادیں چھوڑیں جن میں سے پانچ خلیفہ ہوئے۔

(۸) مستعین باللہ ۸۰۸ھ سے ۸۱۵ھ تک

ابوالفضل عباس بن متوکل، بائی خاتون نامی ترکی کنیز کے شکم سے تھا۔ رجب ۸۰۸ھ میں ملک ناصر بیبر برقوق کے عہد میں اپنے باپ کی جگہ خلیفہ ہوا جب شیخ محمودی نے ناصر کو گرفتار کیا تو مستعین نے اُس کو قتل کرا کے تخت سلطنت بھی حاصل کر لیا۔

چونکہ مدت کے بعد عباسی خلیفہ کو دنیاوی اقتدار ملا تھا اسوجہ سے مسلمانوں نے اس پر شادیانے بجائے۔ لیکن یہ خوشی زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہ سکی۔ کیونکہ شیخ محمودی نے بہت جلد اس کو خلافت اور سلطنت دونوں سے معزول کر کے قلعہ میں نظر بند کر دیا۔ اور خود سلطان ہو گیا اور خلافت کی بیعت داؤد بن متوکل کے ہاتھ پر کر لی۔ اس کے بعد مستعین کو اسکندریہ بھیجدیا۔ وہاں اُس نے بڑی ثروت پیدا کر لی اور ۸۳۳ھ میں انتقال کیا۔

(۹) معتضد باللہ ثانی

۸۱۵ھ سے ۸۴۵ھ تک

داؤد کا لقب معتضد باللہ رکھا گیا۔ اُس کی ماں کزل نامی ترکی کنیز تھی۔ اس کی بیعت ۸۱۵ھ میں ہوئی۔ ۶۳ سال کی عمر میں ۴ ربیع الاول ۸۴۵ھ میں مرگیا۔ باوقار، عالم اور فیاض تھا۔

(۱۰) مستکفی باللہ ثانی

۸۴۵ھ سے ۸۵۴ھ تک

ابوالربیع سلیمان بن متوکل، معتضد کے بعد اُس کی وصیت کے مطابق، خلیفہ بنایا

Marfat.com

گیا۔ نہایت متقی اور عبادت گزار تھا۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے اسی کے گھر میں پرورش پائی تھی کیونکہ ان کے والد اس کے اتالیق تھے۔ ملک ظاہر جقمق اس کے ساتھ عقیدت اور اس کے حق حرمت کا بہت خیال رکھتا تھا۔ ۶۳ سال کی عمر میں جمعہ کے دن ۲۹ ذی حجہ ۸۵۴ھ میں انتقال کر گیا۔ امراء وسادات جنازہ پر ٹوٹے پڑتے تھے۔ خود جقمق نے بھی کاندھا دیا۔

(۱۱) قائم بامر اللہ

۸۵۴ھ سے ۸۵۹ھ تک

ابو البقا حمزہ بن متوکل، بلا ولیعہدی کے خلافت کے منصب کا متولی بنایا گیا۔ اسی کی سازشوں کے ڈر سے جقمق نے سلطنت اپنے بیٹے عثمان کے حوالہ کر دی تھی۔ قائم نے اُس کے خلع کا اعلان کیا اور چاہا کہ مستعین کی طرح خود سلطنت پر قابض ہو جائے مگر کامیاب نہ ہو سکا اور ملک اشرف ینال تخت پر آگیا۔ اس کے خلاف بھی سازش شروع کی اس وجہ سے ۸۵۹ھ میں اسکندریہ بھیج دیا گیا۔ وہیں ۸۶۳ھ میں وفات پائی اور اپنے بھائی مستعین کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

(۱۲) مستنجد باللہ

۸۵۹ھ سے ۸۸۴ھ تک

ابو المحاسن یوسف بن متوکل، ۸۵۹ھ میں منصب خلافت پر آیا۔ اس کے زمانہ میں بڑی بادشاہ گردی رہی۔ آخر میں ملک اشرف قایت بائے پر آکر سلطنت نے قرار لیا۔

Marfat.com

ظاہر خوش قدم نے سازش کے خطرہ سے اس کو قلعہ میں نظر بند رکھا تھا۔ وہیں ۲۴ محرم ۸۸۴ھ میں گزر گیا۔

(۱۳) متوکل علی اللہ ثانی

۸۸۴ھ سے ۹۰۳ھ تک

عبدالعزیز بن یعقوب بن متوکل، ۱۶ محرم ۸۸۴ھ کو خلیفہ ہوا۔ دیندار اور خوش اخلاق تھا۔ ۲ صفر ۹۰۳ھ کو وفات پائی۔

(۱۴) مستمسک باللہ

۹۰۳ھ سے ۹۲۰ھ تک

یعقوب بن عبدالعزیز، باپ کے مرنے کے بعد اس کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ ۹۲۰ھ میں انتقال کر گیا۔

(۱۵) متوکل علی اللہ ثالث

۹۲۰ھ سے ۹۲۳ھ تک

اس کا نام محمد تھا۔ مستمسک کے بعد اس کی خلافت کی بیعت ہوئی۔ اس کے زمانہ میں ۹۲۳ھ میں سلطان سلیم اول عثمانی نے مصر کو فتح کیا۔

چونکہ اصولاً منصب خلافت منصب سلطنت سے بالاتر ہے اور خلیفہ کے احکام سلطان کے لئے واجب التعمیل ہوتے ہیں۔ اس لئے سلیم نے سلطنت کے ساتھ ہی خلافت بھی لیلی۔

Marfat.com

اور یہ اختیار دوسروں کے ہاتھ میں رکھنا پسند نہ کیا۔
اسوقت سے یہ نام کی خلافت بھی بنی عباس کے ہاتھ سے نکل گئی۔
سلیم متوکل کو اپنے ساتھ آستانہ لیتا گیا۔ وہاں وظیفہ مقرر کردیا۔ ۹۴۵ھ میں متوکل نے وہیں وفات پائی۔

خلافت عباسیہ

عباسی خلافت اگرچہ کل عالم اسلامی کی نمائندہ نہ تھی کیونکہ اس کا ایک حصہ اندلس روز اوّل سے اس کے قلمرو سے خارج رہا اور امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ رفتہ رفتہ اکثر اسلامی ممالک اس کے قبضہ سے نکلتے گئے۔ یہانتک کہ دیلم اور سلجوق نے خود اُس کے مرکز پر قبضہ کرلیا اور اُن کے زمانوں میں اس کا دنیاوی تسلط برائے نام رہگیا لیکن پھر بھی بوجہ خلافت راشدہ اور بنی امیہ کے وارث ہونیکے بالعموم امت میں مرکزی حیثیت اس کو حاصل رہی۔ مشرق سے مغرب تک اکثر سلاطین اور ملوک اسلام خلفاء عباسیہ ہی کو جانشین رسول اور دنیائے اسلام کا مرکزی فرمانروا مانتے۔ انہیں سے اپنی امارتوں کا فرمان لکھواتے اور اپنے آپ کو ان کا نائب قرار دیکر ان کے ناموں کے خطبے پڑھتے اور اس کو اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ اندلس اور مراقش کی خلافتوں نیز خلافت فاطمیہ کو بجز ان کے ماتحتوں اور ہم عقیدہ لوگوں کے اور کسی نے کبھی صحیح تسلیم نہیں کیا۔ اور عام طور پر امت کے نزدیک یہ خلافتیں نامقبول بلکہ ناجائز رہیں۔ اسوجہ سے ابتدا دسے خلافت عباسیہ کے زوال کو باوجود اس کے کہ اس کے پاس تین صوبوں سے زائد نہ تھے خوارزم شاہی طویل وعریض سلطنت اور دیگر اسلامی ریاستوں کے زوال کی بہ نسبت امت نے زیادہ محسوس کیا۔ کیونکہ اس سے دنیائے اسلام کی مرکزیت

Marfat.com

مٹ گئی تھی اور ایک عظیم الشان منصب جو روایات کے لحاظ سے دینی حیثیت اختیار کرچکا تھا امت کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ اس لئے اس کا دوبارہ قائم کرنا ضروری سمجھا گیا۔

یہ احساس عوام کی بہ نسبت علمار کو زیادہ تھا۔ اور خلافت کی تاریخ کی بنا پر ان کے دلوں میں یہ بات بھی جمی ہوئی تھی کہ اس منصب کی تولیت کے مستحق عباسی ہی خاندان کے افراد ہو سکتے ہیں۔ اسی بنیاد پر ابوالعباس احمد کو جو بغداد سے بھاگ کر حلب گیا تھا حاکم بامر اللہ کے لقب سے امام ابن تیمیہ کے والد بزرگوار عبدالحلیم بن تیمیہ نے خلیفہ بنایا اور سب لوگوں سے بیعت لیکر خلافت کا منصب قائم کیا۔ اور مصر میں جب ابوالقاسم احمد پہونچا تو وہاں علامہ عزالدین اور قاضی تاج الدین کی کوششوں سے اُس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی اور جو مرکزیت بغداد میں شکست ہوئی تھی قاہرہ میں نصب کی گئی۔

سلطان بیبرس بندقداری نے بھی عقیدت مندی اور نیز اس خیال سے کہ اس مرکزیت کی بدولت اس کی سلطنت کو قبولیت عامہ نصیب ہوگی اور اُس کا اقتدار بڑھجائیگا بیعت کرلی۔ چنانچہ بیعت کے بعد جمعہ کے دن خلیفہ نے خطبہ پڑھا اور سلطان مذکور کو قسیم امیرالمومنین کا لقب اور مصر و شام وغیرہ کی امارت کا فرمان عطا فرمایا۔ اُس نے خلیفہ کے لئے ایک محل مخصوص کردیا اور کاتب، حاجب، خزانچی وغیرہ متعین کردئے۔ غلام، کنیزیں، خدم و حشم اور سواری کے لئے سو گھوڑے دئے۔ نیز جملہ لوازمات اور اُن کے اخراجات کا بندوبست فرمایا۔ خطبوں میں بھی اس کا نام داخل کیا اور سکوں میں بھی اور خلافت کا پورا اعزاز مرعی رکھا۔

اس میں شک نہیں کہ علمار نے نیک نیتی اور مسلمانوں کی خیرخواہی کے خیال سے اس خلافت کا احیار کیا تھا اور انکا مقصد یہ تھا کہ امت کی وحدت اور مرکزیت قائم رہجائے لیکن اقوام مسلمہ کا تشتت و افتراق اس حد سے گزر چکا تھا کہ اس بوسیدہ رشتہ سے جو روحانی خلافت

Marfat.com

کی شکل میں قائم کیا گیا اُن کی شیرازہ بندی ہو سکتی۔ چنانچہ سیاسی حیثیت سے یہ مفید ہونے کے بجائے خود مصر کے لئے مضر ثابت ہوا۔ کیونکہ دو مستقل اختیارات ہر وقت متصادم ہو سکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سلاطین نے تھوڑے ہی دنوں کے بعد خلیفہ کو قلعہ میں اپنی نظر کے سامنے رکھنا شروع کیا اور ارکانِ دولت کا ملنا اس سے بند کر دیا۔ اس کے بعد سکوں اور خطبوں سے بھی اس کا نام نکال ڈالا۔ اور اس کو محض ایک تبرک کی حیثیت سے رہنے دیا جو مذہبی مجالس میں شرکت کے لئے بلا لیا جاتا تھا۔ اس کا لقب بھی بجائے خلیفہ کے امام کر دیا اور سیاسیات میں کسی قسم کا دخل دینے سے روک دیا۔ ان میں سے جو کسی قسم کی مخالفت کا اظہار کرتا وہ یا تو معزول ہوتا یا قید۔ مستعین باللہ نے جرأت کر کے ذرا قدم آگے بڑھایا تھا اور تخت سلطنت پر پہونچ گیا تھا جس پر علما نے حد سے زیادہ خوشی کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے جوش سرور میں ایک قصیدہ بھی لکھ ڈالا۔ لیکن چونکہ کوئی عصبیت اس کے پاس نہ تھی اور امرا اپنی اپنی غرض کے بندے تھے اسوجہ سے وہ چالیس دن بھی تخت پر نہ رہ سکا اور قید کر دیا گیا۔

جب خود مصر میں ان کا یہ حال تھا تو دیگر سلاطین و ملوک اسلام کی نظروں میں اُن کی کیا وقعت ہو سکتی تھی۔ بایزید عثمانی نے اگر سنتِ قدیم کے مطابق انسے اپنی امارت کا فرمان لکھوایا تو آخر میں اسی خاندان کے سلطان سلیم نے ان سے خلافت بھی چھین لی جس سے نہ صرف بنی عباس اور قریش بلکہ عرب کے ہاتھوں سے یہ منصب نکلکر عجم کے ہاتھوں میں چلا گیا۔

بے شک ایک دوسری حیثیت سے اس خلافت کی بدولت مصر کو فائدہ پہونچا یعنی اگرچہ فتح اسلامی کے بعد ہی سے علوم اسلامیہ وہاں رائج ہو گئے تھے اور ہر قرن میں اچھے اچھے علما اور مصنفین کی کثرت رہی۔ مگر اس خلافت کے قیام سے وہاں علم اور دین کو زیادہ

Marfat.com

ترقی ہوگئی۔ اور بجائے بغداد کے قاہرہ حضارۃ اسلامی کا مرکز ہوگیا۔
سلاطینِ عثمانیہ خلافتِ اسلامیہ کو تو روم میں لے گئے مگر علوم اسلامیہ کو مصر ہی میں چھوڑ گئے۔ چنانچہ آجتک اُس کی یہ مرکزیت باقی ہے اور اس کے علمی احسانات کا فیض دنیائے اسلام میں جاری ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

عربوں کا تمدن

مترجمہ سید نذیر نیازی صاحب بی اے (جامعہ)

چندسال ہوئے ڈاکٹر جوزیف ہیل پروفیسر میونک یونیورسٹی نے عربی تمدن پر ایک
مختصر مگر جامع کتاب شائع کی تھی جس کا انگریزی ترجمہ ہر جگہ مقبول ہوا۔ دنیا کی کسی زبان
میں تمدن اسلام پر ایسی مفید تصنیف موجود نہیں جس میں جدید ترین تحقیقات کی بناپر تمام
ضروری معلومات کو جمع کردیا گیا ہو۔ تمام وہ حضرات جو مسلمانوں کے قدیم علمی اور عملی
کارناموں کے مطالعہ کا شوق رکھتے ہیں اس کتاب کو اپنے لئے غیر معمولی طور سے مفید
پائینگے۔

قیمت صرف دو روپے

تاریخ فلسفہ اسلام

از ڈاکٹر سید عابد حسین ایم۔ اے پی ایچ۔ ڈی (برلین)

ہالینڈ کے مشہور فلسفی اور مستشرق ٹ۔ ج۔ دی بوئر کی گرانقدر تصنیف کا براہ راست
جرمن زبان سے سلیس و شگفتہ اردو ترجمہ۔ تاریخ فلسفہ اسلام پر اردو میں یہ پہلی قابل قدر
کتاب ہے۔ قیمت صرف دو روپے۔

مکتبہ جامعہ قرولباغ دہلی

تصنیف مولانا حافظ محمد اسلم صاحب جیراجپوری

تاریخ الامت۔ ابتدا سے اسلام کی مکمل، مستند، مسلسل اور مربوط تاریخ جو نہایت تحقیق کے ساتھ سلیس اور صاف اُردو زبان میں لکھی گئی ہے اور بوجہ اپنی خوبیوں کے قومی تعلیمی نصاب میں داخل اور ملک میں مقبول ہو چکی ہے۔ اب تک اس کے چھ حصے تیار ہوئے ہیں۔

حصہ اول۔ سیرۃ الرسول . . . . قیمت . . . . . . عہ/
حصہ دوم۔ خلافت راشدہ . . . . . . " . . . . . . عـ/
حصہ سوم۔ خلافت بنی امیہ . . . . . . " ۸عہ/
حصہ چہارم۔ خلافت عباسیہ . . . . . . " . . . . . . عـ/
حصہ پنجم۔ عباسیہ بغداد . . . . . . " . . . . . . عـ/
حصہ ششم۔ عباسیہ مصر . . . . . . " . . . . . . عـ/

تاریخ القرآن۔ قرآن مجید کے ابتدائے نزول سے آج تک کے تاریخی حالات اور مفید معلومات۔ عہر/
سیرۃ عمرو بن عاصؓ۔ نامور صحابی فاتح مصر و طرابلس کے حالات اور مجاہدانہ کارنامے۔ عـہ
تاریخ نجد۔ اردو زبان میں نجد، وہابیہ اور آل سعود کی سب سے پہلی مستند اور صحیح تاریخ۔ عـہ/
حیات حافظ۔ خواجہ حافظ شیرازی کی دلکش سوانح عمری۔ انکی شاعری پر بحث۔ اور تاریخی فالیں عہر/
حیات جامی۔ فارسی کے نامور شاعر مولانا عبدالرحمٰن جامی کے حالات اور انکی تصانیف پر تبصرہ۔ ۸/
الوراثۃ فی الاسلام۔ فن وراثت میں مولانا کا بے نظیر مجتہدانہ کارنامہ بزبان عربی۔ . . . ۸/
محجوب الارث۔ مسئلہ ہذا کی ناقابل انکار دلائل سے تردید۔ ۴/
جواہر ملیہ۔ مولانا کی دس بے نظیر تاریخی و ملی نظموں کا مجموعہ جو درس میں داخل ہے۔ . . ۲/

ملنے کا پتہ۔ مکتبہ جامعہ۔ قرولباغ۔ دہلی

Marfat.com

وذکر فان الذکری تنفع المؤمنین

تاریخ الامت

حصہ ہفتم

آل عثمان

مصنفہ

مولانا حافظ محمد اسلم صاحب جیراجپوری

استاذ تاریخ اسلام جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی

۱۹۳۶ء

مطبع محبوب المطابع دہلی میں طبع ہوئی

سلسلہ اشاعت اردو اکادمی نمبر ۱۶

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین تاریخ الامت حصہ ہفتم

دیباچہ	۳	معرکہ صلیبی	۲۰	بغاوت	۳۹	محمد اول	۵۱
آل عثمان	۵	تیمور لنگ	۲۲	فتوحات	۳۹	شاہ عباس	۵۱
ارطغرل	۶	نزاع تخت	۲۳	رودس	۳۹	یورپ	۵۲
غازی عثمان	۷	محمد اول	۲۳	کریمیا	۴۰	مصطفے اول	۵۲
مال خاتون	۸	پیر قلیچہ	۲۴	ہنگری	۴۰	عثمان ثانی	۵۳
قراچہ حصار	۹	مراد ثانی	۲۵	دیانا	۴۰	مراد رابع	۵۴
بیلہ چک	۹	فتوحات	۲۶	بغداد	۴۰	بغداد	۵۴
استقلال	۹	مونیاد	۲۷	الجزائر	۴۱	ابراہیم	۵۵
بروصہ	۱۰	محمد ثانی فاتح	۲۹	ہند	۴۱	محمد رابع	۵۶
وفات	۱۰	فتح قسطنطنیہ	۲۹	جزائر بحر روم	۴۲	کوپرلی	۵۶
اورخاں	۱۱	دیگر فتوحات	۳۱	فرانس	۴۲	مقدس عہد	۵۷
انکشاریہ	۱۲	وفات	۳۲	طہماسپ	۴۳	سلیمان ثانی	۵۸
فتوحات	۱۳	بایزید ثانی	۳۳	وفات	۴۳		۵۸
داخلہ یورپ	۱۴	فتوحات	۳۳	اولاد	۴۵	احمد ثانی	۵۸
وفات	۱۴	یورپ	۳۴	سلیم ثانی	۴۶	مصطفے ثانی	۵۹
مراد اول	۱۵	اندلس	۳۵	یمن	۴۷	محاربات	۵۹
فتح ادرنہ	۱۵	عزلت	۳۵	قبرص	۴۷	مسئلہ شرقیہ	۶۰
مغربی حملہ	۱۵	سلیم اول	۳۵	ترکی بیڑہ	۴۷	احمد ثالث	۶۱
نشان ہلال	۱۶	شاہ اسمٰعیل	۳۶	مراد ثالث	۴۸	پٹیر اعظم	۶۱
فتوحات	۱۷	فتح مصر	۳۶	مراقش	۴۹	ایران	۶۲
وفات	۱۸	خلافت	۳۷	دیگر فتوحات	۴۹	محمود اول	۶۳
بایزید ایلدرم	۱۸	یورپ	۳۸	یورپ	۴۹	نادر شاہ	۶۳
فتوحات	۱۹	سلیمان اعظم	۳۸	محمد ثالث	۵۰	روس و آسٹریا	۶۴

Marfat.com

فرانس	۶۴	روس	۷۴	داخلی خلل	۸۲	عربی بغاوت	۸۸
عثمان ثالث	۶۵	نجد	۷۴	عبدالحمید ثانی	۸۲	عبدالوحید	۸۹
مصطفےٰ ثالث	۶۵	علی پاشا	۷۶	دستور	۸۲	یونانی حملہ	۹۰
روس	۶۵	انکشاریہ	۷۶	جنگ پلونا	۸۲	وطنی تحریک	۹۰
مصر	۶۷	یونان	۷۷	معاہدہ برلن	۸۳	معاہدہ ماسکو	۹۱
عبدالحمید اول	۶۷	الجزائر	۷۷	قبرص	۸۳	ترکتاز	۹۲
روس	۶۷	سربیا	۷۷	تونس	۸۴	لوزان کانفرنس	۹۲
ایران	۶۸	مصر	۷۸	اعرابی پاشا	۸۴	جمہوریت	۹۳
کریمیا	۶۸	وفات	۷۸	مہدی سوڈانی	۸۴	عبدالمجید ثانی	۹۳
مصر	۶۸	عبدالمجید اول	۷۸	فشودہ	۸۵	غازی مصطفےٰ کمال	۹۳
روس و آسٹریا	۶۸	اصلاحات	۷۸	روم ایلی سرقی	۸۵	تاریخ عثمانیہ پر ایک نظر	۹۵
وفات	۶۹	روس	۷۸	آرمینیہ	۸۵	سلطنت	۹۵
سلیم ثالث	۶۹	دروز	۷۹	کریٹ	۸۵	خلافت	۹۶
روس و آسٹریا	۶۹	وفات	۷۹	اتحاد وترقی	۸۵	ولیعہدی	۹۷
اصلاحات	۶۹	عبدالعزیز	۷۹	معزولی	۸۶	نظام مملکت	۹۸
نپولین	۷۰	سفر یورپ	۸۰	محمد خامس	۸۷	ترک	۹۹
معزولی	۷۳	ابتری	۸۰	طرابلس	۸۷	اسلام	۹۹
مصطفےٰ رابع	۷۳	معزولی	۸۱	بلقان	۸۷	رواداری	۱۰۰
یاران ردسچق	۷۴	مراد خامس	۸۱	وفد انصاری	۸۷	ترکی ادب	۱۰۱
محمود ثانی	۷۴	حسن چرکس	۸۱	جنگ عمومی	۸۸	انقلاب	۱۰۲

اسباب زوال ۱۰۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حامداً و مصلیاً

دیباچہ

«تاریخ الامت کا ساتواں حصہ شائع کیا جاتا ہے اور اسی پر یہ سلسلہ ختم ہے، میرا خیال تھا کہ آٹھواں حصہ بھی لکھوں گا جس میں امت کی پوری تاریخ پر اسلامی نقطۂ نظر سے ایک تنقیدی نگاہ ڈالوں گا۔ لیکن سر دست اس خیال کو میں نے مختلف وجوہ سے ملتوی کرنا مناسب سمجھا

اس حصے میں سلاطین و خلفاء عثمانیہ کے ابتدا سے لے کر آج تک کے حالات لکھے گئے ہیں تاریخ الامت کے دوسرے حصوں کے تناسب سے اس حصے کو بھی میں نے نہایت اختصار کے ساتھ مرتب کیا ورنہ ان سلاطین میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کی سوانح عمریاں تفصیل سے لکھی جائیں تو اس کتاب سے بڑی ہو سکتی ہیں، اس کو آل عثمان کی محض تاریخ سمجھنا چاہیئے

ترکوں کے عالیشان اسلامی کارناموں اور نیز اس دلچسپی کے لحاظ سے جو مسلمانانِ ہند کو نصف صدی سے ان کے ساتھ رہی ہے، اردو زبان میں بہت کچھ ان کے متعلق لکھا جانا چاہیئے تھا، لیکن افسوس ہے کہ بجز دو ایک انگریزی کتابوں کے ترجموں کے ان کی تاریخ میں کوئی مستقل تصنیف اب تک شائع نہیں ہوئی۔ اس لئے یہ کتاب فی الجملہ اس کمی کو پورا کرے گی۔

اس حصے کی تالیف میں چھوٹی بڑی متعدد ترکی تاریخیں جو عربی زبان میں مجھ کو مل سکیں میں نے پیش نظر رکھیں۔ ان میں سے محمد فرید بک مصری کی تاریخ الدولۃ العلیۃ العثمانیہ جو سنہ ۱۳۱۱ھ میں مصر میں چھپی ہے مجھ کو زیادہ قابل اعتماد معلوم ہوئی کیونکہ وہ اہل بصیرت و رجال سیاست میں سے تھے، اور انھوں نے یہ تاریخ کوشش اور تحقیق کے ساتھ لکھی ہے جس میں جملہ معاہدات ترکی کے تراجم بھی حسب موقع درج کر دیئے ہیں۔

Marfat.com

دوسری کتاب تاریخ الاتراک العثمانین بھی پسند آئی جس کو حسین لبیب مصری نے انگریزی سے نہایت خوبی کے ساتھ عربی میں ترجمہ کرکے ۱۳۳۵ھ میں شائع کیا ہے اس میں علاوہ تفصیلی معلومات کے حسن ترتیب بھی ہے جس کی دوسری عثمانی تاریخوں میں کمی ہے۔

مختصرات میں سے شیخ شاکر حنبلی کی تلخیص التاریخ العثمانی میں نے منتخب کی جو ۱۳۲۳ھ میں دمشق سے شائع کی گئی ہے۔

ان کتابوں میں بالعموم سن عیسوی استعمال کیا گیا ہے اور میں شروع سے تاریخ الامت میں سن ہجری لکھتا چلا آتا ہوں۔ اس لئے ممکن ہے کہ مطابقت دینے میں کہیں کچھ فرق پڑ گیا ہو نیز یورپین اشخاص۔ مقامات اور ملکوں کے ناموں میں بھی بوجہ اس کے کہ میں نے عربی سے لئے ہیں مروجہ ناموں سے اختلافات پڑ گئے ہیں۔ چونکہ اُن سے تاریخی واقعات پر زیادہ اثر نہیں پڑتا اس وجہ سے میں نے اُن کی تصحیح کی طرف جو بالفعل میرے لئے مشکل تھی توجہ نہیں کی، مگر امید ہے کہ بشرط حیات آئندہ طباعت میں ان کو درست کرسکوں گا۔

(۳) میں کئی بار اس امر کو پہلے حصوں میں بھی ظاہر کرچکا ہوں کہ میری یہ کتاب تعلیمی ہے نہ کہ علمی، اس لئے صرف سیاسی تاریخ وہ بھی نہایت اختصار کے ساتھ لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں کیونکہ میرے نزدیک منازل تاریخ سے واقفیت سیاسی ہی حالات سے ہوتی ہے کہ وہی اصل ہے اور علمی اور تمدنی شعبے فروعات ہیں بعض لوگ جو اس مختصر میں سب کچھ دیکھنا چاہتے ہیں اور جب نہیں پاتے تو زبان طعن دراز کرتے ہیں وہ غالباً میرے اس معروضے کو پیش نظر رکھتے ہیں اگر اس کتاب میں ہر قسم کی تفاصیل میں لکھنے لگتا تو ایک تاریخی عہد سے بھی عہدہ برآ نہ ہوسکتا فقط

یکم رجب ۱۳۴۴ھ

محمد اسلم جیراجپوری
جامعہ ملیہ اسلامیہ - دہلی

Marfat.com

تاریخ الامّت حصہ ہفتم

آلِ عثمان

دولت عثمانیہ کی بنیاد ایک ترکی قبیلے کے ہاتھ سے پڑی جو وسط ایشیا کے مقام تائی کا باشندہ اور اوغوز کے لقب سے مشہور تھا۔ چنگیز خاں کے حملہ میں سواحل جیحوں کے قبائل جب خوف سے اپنے اپنے مسکن چھوڑ کر نکل بھاگے اس وقت یہ قبیلہ بھی ترکستان کے شہر ماہان میں آیا۔ پھر آرمینیہ کے شہر اخلاط سے ہوتا ہوا ارزنجان میں پہونچ کر قیام پذیر ہوا، وہاں سات سال گذار کر ۶۲۶ھ میں جب چنگیزی فتنہ فرو ہوگیا اپنے وطن کی طرف واپس چلا۔ راستہ میں فرات سے عبور کرتے ہوئے ان کا سردار سلیمان غرق ہوگیا۔ اس کی نعش دریا سے نکال کر ساحل پر اُس جگہ دفن کی گئی جو آج تک "ترک مزاری" کے نام سے مشہور ہے۔

سلیمان کے چار بیٹے تھے، ترکی دستور کے مطابق قبیلہ ان چاروں میں منقسم ہوگیا، ان میں سے دو باپ کی نیت کے مطابق وطن کو چلے آئے اور دو ارطغرل اور دوندار معہ اپنے ساتھیوں کے جو دو ہزار نفوس سے زائد نہ تھے ایشیائے کوچک میں سلجوقیوں کے سایہ میں پناہ گزیں ہونے کے ارادے سے چلے، صحرائے پاسین اور سورمہ لی سے گذر کر ارطغرل نے زمین کی درخواست کے لئے اپنے بیٹے کو سلجوقی بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا اور خود قافلے کے ساتھ رہا۔

اثنائے راہ میں ایک دن جب کہ ایک میدان سے گذر رہا تھا دیکھا کہ دو فوجیں آمادہ پیکار

Marfat.com

ہیں جن میں سے ایک زبردست ہے اور دوسری کم زور، ارطغرل کی حمیت شجاعت جوش میں آگئی وہ اپنے قبیلے کے جنگ آوروں کو لے کر جن کی تعداد تقریباً پانچ سو تھی کم زور کی حمایت کو بڑھا اور اس بہادری سے لڑا کہ فتح حاصل کی۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ جس فریق کی اس نے امداد کی ہے خوش قسمتی سے وہ علاء الدین کے قباد پسر ملک شاہ سلجوقی کی فوج ہے اور جن کو شکست دی ہے وہ تاتاری ہیں۔

ارطغرل

سلطان علاء الدین نے اس کارنامے کی وجہ سے ارطغرل پر شاہانہ نوازش فرمائی، قصبہ سکوداور طومانیج کا سرسبز اور زرخیز قطعہ اراضی جو دریائے سکاریہ کے کنارے رومی سرحد کے متصل واقع تھا اس کو جاگیر میں عطا کیا، اور اوج بک خطاب کے ساتھ ان حدود کا سپہ دار مقرر کر دیا۔

رومی سلطنت کا پایۂ تخت قسطنطنیہ تھا، ایشیائے کوچک اور اناطولیہ میں اس کے بہت سے قلعے تھے جن میں رومی قلعہ دار رہتے تھے اور تکفور بولے جاتے تھے ارطغرل کی ان کے ساتھ سلسلہ وار جنگ شروع ہوئی جن میں اس نے پے در پے فتوحات حاصل کیں اور اپنی شجاعت اور شہامت کا سکہ بٹھا دیا جس سے رومیوں پر اس کی ہیبت غالب ہوگئی، اس ناموری کی وجہ سے ترکی قبائل جو اس سے پہلے سلجوقیوں کے ساتھ اس علاقے میں آئے ہوئے تھے اس کے پاس آگئے اور اس کے لوا مظفر کے نیچے جنگ وجہاد میں جوش وخروش کے ساتھ شریک ہونے لگے۔

سلاجقہ کی یہ سلطنت جس کی بنیاد سلطان قطلمش کے ہاتھوں ۴۷۰ھ میں پڑی تھی چھٹی صدی ہجری میں ملک شاہ اور قلیج ارسلان کے زمانوں میں شوکت اور قوت میں نامور تھی اور ایشیائے کوچک، شام، جزیرہ، آرمینیہ نیز ایران کا بھی ایک حصہ اس کے زیر فرماں تھا لیکن اندرونی اختلال اور امرا کی بغاوتوں اور خود مختاریوں سے اس کی قوت روز بروز مضمحل ہوتی گئی۔ ایک طرف سے تاتاریوں نے پے در پے حملے کر کے اس کے شمالی اور مشرقی حصے پر قبضہ کر لیا تھا، دوسری طرف سے رومیوں نے ایشیائے کوچک اور اناطولیہ کے اکثر علاقے واپس لے لئے تھے جس کی وجہ سے یہ سلطنت نیم جان ہو رہی تھی۔

علاء الدین شاہ قونیہ نے ایسے وقت میں ارطغرل اور اس کے قبیلے کو جو قدیم سلاجقہ کی طرح دین کی مدد اور جہاد کے لئے ہر وقت کمربستہ رہتے تھے اپنے واسطے قوت اور شوکت کا ذریعہ سمجھا، ان کی فتوحات کی خبریں سن کر خوش ہوتا تھا اور ان کے ساتھ ہر قسم کی مراعات کرتا تھا یہاں تک کہ اپنی لڑائیوں میں بھی سب سے زیادہ انھیں پر اعتماد کرنے لگا۔ چنانچہ ینی شہر میں جو جنگ ہوئی جس میں تاتاری اور رومی متحد ہو کر علاء الدین پر حملہ آور ہوئے تھے اس میں اس کی بہترین فوج ارطغرل اور اس کے قبیلہ ہی کی تھی جنھوں نے اپنی بہادری اور جنگی مہارت سے دشمنوں کو شکست دے کر بھگا دیا۔ علاء الدین نے اس صلے میں اسکی شہر بھی ارطغرل کی جاگیر میں دے دیا۔ اس کے کل علاقے کا نام امارت سلطنونی رکھا اور اس کو مقدمۃ الجیش کا سپہ سالار مقرر کیا۔

یہ علاقہ ایک وسیع پرگنہ تھا جس میں کثرت سے سرسبز چراگاہیں اور ہری بھری وادیاں تھیں۔ بڑے حصے میں گیہوں کی کاشت ہوتی تھی اور جا بجا انگور کے باغات اور خوش نما مناظر تھے جن کو دیکھنے کے لئے لوگ دور دور سے آتے تھے۔ متعدد قلعے بھی تھے مثلاً کاروجا حصار بلدکوجک اور اینی وغیرہ، اور کئی شہر اور قصبے تھے جن میں سے اسکی شہر، سیدی غازی اور سکود مشہور تھے۔

اطراف و جوانب میں جو قلعہ نشیں امراء سلجوقیوں سے خود مختاری کا اعلان کر چکے تھے ان کے علاقوں پر بھی ارطغرل نے بحکم سلطان لڑ کر قبضہ کر لیا۔ اس طرح اس کے مقبوضات کا دائرہ وسیع تر اور امراء دولت میں اس کا رتبہ فائق ہو گیا۔

۶۸۷ھ میں ارطغرل نے ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور سکود کے متصل دفن ہوا۔

(۱) غازی عثمان خاں

۶۵۶ھ میں جس میں تاتاریوں نے حضارۃ اسلام کے مرکز بغداد کو تباہ اور خلافت عباسیہ کو غارت کیا۔ ارطغرل کا بڑا بیٹا عثمان پیدا ہوا تھا۔ اسی کے ہاتھوں عثمانی سلطنت کی بنیاد پڑی جس نے اسلام کی وہ خدمات کیں جس کی توقع خلافت عباسی سے بھی نہیں ہو سکتی تھی۔

Marfat.com

عثمان نے اپنے باپ کے ساتھ جنگ وجہاد میں تربیت پائی تھی۔ نوجوانی ہی میں جابجا معرکوں میں ناموری حاصل کرلی، باپ کے مرنے کے بعد سلطان غیاث الدین کے حکم سے قبیلہ کی ریاست اسی کو ملی، اسی کے نام سے ترک آج تک اپنے آپ کو عثمانی کہتے ہیں۔ اور اس کی بہادری اور شہسواری کی داستانیں اپنی محفلوں میں گاتے ہیں۔

مال خاتون اسکی شہر کے متصل مقام اتیرونی میں ایک صاحب علم روشن ضمیر بزرگ رہتے تھے جن کا نام ادب عالی تھا۔ دیار کے لوگ اُن کی ولایت کے معتقد تھے اور ان کا بڑا احترام کرتے تھے، عثمان بھی نوعمری میں انکی خدمت میں جایا کرتا تھا۔ اُن کی ایک ماہ پیکر بیٹی مال خاتون نامی تھی جس کے ساتھ عثمان کو دلی محبت پیدا ہوگئی۔ اس نے شیخ مذکور کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا مگر انھوں نے اپنی درویشانہ اور عثمان کی امیرانہ حالت کا فرق دیکھ کر قبول نہ کیا۔

عثمان کے قلب پر عشق کا غلبہ معمولی نہ تھا۔ اس نے طے کرلیا کہ سوائے مال خاتون کے اور کسی عورت سے وہ شادی نہ کرے گا۔ اتفاقاً اسی درمیان میں اس نے خواب دیکھا کہ شیخ کے سینے سے ایک ہلال نکل کر بلند ہوا اور بدر کامل بن کر میرے آغوش میں اُتر آیا۔ پھر اس سے ایک درخت نکلا جس کی شاخیں بر و بحر، دشت وجبل پر چھاگئیں۔ اور اس کی پتیاں لگی ہوئی تلوار دل کی طرح ہوا کے جھونکوں سے قسطنطنیہ کی طرف بڑھنے لگیں۔ اس کو شیخ سے بیان کیا۔ انھوں نے اس میں مبارک فالی کی تعبیر دیکھ کر مال خاتون کو اس کے نکاح میں دے دیا۔ اسکی شہر کے والی نے کہ وہ بھی عثمان کی طرح مال خاتون کا خواہاں تھا اور اس کے باپ کے پاس پیغام نکاح بھیج کر ناکام رہا تھا رشک رقابت میں عثمان کو ایک قصر میں محصور کرلیا۔ اور چاہا کہ قتل کرڈالے لیکن عثمان اپنے رفیقوں کے ساتھ بہادری سے حریفوں کے نرغے سے باہر نکل آیا اور کھلے میدان میں لڑکر ان کو شکست دی، والی مذکور بھاگا۔ مگر اس کے ساتھ ایک یونانی رئیس کوسہ میخائیل نامی گرفتار ہوگیا۔ وہ عثمان کی شجاعت پر اس قدر فریفتہ ہوا کہ مسلمان ہوکر زندگی بھر اس کے ساتھ

Marfat.com

رہا، عثمانی تاریخ میں اس کی اولاد میخائیل اوغلی کے نام سے مشہور ہے۔

مال خاتون کے ساتھ نکاح ہوجانے کی وجہ سے امارت کے ساتھ دینی اثر بھی شامل ہوگیا

قراچہ حصار تخت ریاست پر بیٹھنے کے ساتھ ہی ۶۸۸ھ میں قراچہ حصار کے امیر نکولس نے جو مسلمانوں کا سخت دشمن تھا چڑھائی کی، عثمان نے اس کو شکست دے کر اس کا حصار بھی اس سے چھین لیا۔ اس کامیابی پر سلطنت کی طرف سے توغ (طبل وعلم) اور "بک" کا خطاب ملا۔ نیز جمعہ کے خطبوں میں اس کا نام شامل کیا گیا۔ اور اپنے نام کے سکہ ڈھلنے کی اجازت اور علاقہ جات مفتوحہ کی امارت بھی عطا ہوئی۔ اس وقت سے عثمان کی حیثیت ایک مستقل رئیس کی ہوگئی۔ اسی سال مال خاتون کے شکم سے اس کا بیٹا اورخان پیدا ہوا۔

قرب وجوار کے متعدد رومی امیروں نے اس کے ساتھ لڑائیاں کیں۔ لیکن ہر ایک میں عثمان ہی کامیاب رہا اور اس کا مقبوضہ بڑھتا چلا گیا۔

بیلہ جک حصار بیلہ جک کے تکفور نے جو بظاہر عثمان سے دوستی رکھتا تھا ۶۹۰ھ میں اپنی بیٹی کی بزم عروسی میں اس کو شرکت کی دعوت دی۔ اور درپردہ یہ سامان کیا۔ کہ گرفتار کرے۔ کوسہ میخائیل نے جو خرمن قیا کی امارت پر تھا عثمان کو اس راز سے آگاہ کر دیا اس لئے وہ چالیس بہادروں کو جن کی قباؤں کے نیچے اسلحہ تھے، ساتھ لے کر محفل شادی میں گیا۔ وہاں جب غدر کا اندازہ دیکھا تو اسی وقت قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ عروس کو بھی جس کا نام نیلوفر تھا اپنے ساتھ لایا اور جب اورخان جوان ہوا تو اس کے ساتھ بیاہ دیا۔

استقلال ۷۰۰ھ میں جب تاتاریوں کے ہاتھوں قونیہ کی سلطنت مٹ گئی اور وہاں کا آخری سلجوقی تاجدار علاء الدین ثانی مارا گیا۔ اس وقت طوائف الملوکی پھیل گئی۔ اور ہر حصے کا امیر خود مختار ہوگیا عثمان نے بھی اپنے استقلال کا اعلان کیا اور ینی شہر کو پایۂ تخت بنایا۔

اس کے اردگرد متعدد مستقل امارتیں تھیں، قرہ سی، صاروخان، آیدین منتشا (ساحل بحر متوسط پر) تکہ، حمید، قرہ مان، اسفندیار (بحر اسود پر) اور کرمیان، ان میں سے امیر

قرہ ماں طاقت ور تھا۔ لیکن عثمان نے اس کو بھی شکستیں دیں۔

بیزنطینی سلطنت کو اپنے قرب میں یہ بڑھتی ہوئی طاقت کانٹے کی طرح کھٹکی تھی۔ چنانچہ اعلان استقلال کے ساتھ ہی قسطنطنیہ سے ایک فوج گراں اس کے استیصال کے لئے بھیجی گئی عثمان نے بڑھ کر قویوں کے حصار کے متصل صف آرائی کی سخت معرکہ ہوا جس میں رومیوں نے ہزیمت اٹھائی اور بھاگے۔ ترکوں نے تعاقب کرکے ان کو مارا اور مقام استاد روس تک قبضہ کر لیا۔

رومیوں نے تاتاریوں کو ساتھ لے کر دوبارہ فوج کشی کی اور قراجہ کے حصار کے سامنے پھر شکست کھائی۔

بروصہ عثمان نے ایشیائے کوچک کے جملہ رومی امراء کے پاس اعلان بھیج دیا کہ اسلام جزیہ، یا جنگ ان تینوں میں سے جو صورت چاہو اختیار کر لو بعض مسلمان ہوئے بعضوں نے جزیہ دینا منظور کر لیا لیکن اکثر تاتاریوں سے مدد لے کر جنگ کے لئے تیار ہو گئے عثمان نے اپنے بیٹے اورخاں کی قیادت میں ایک جرار لشکر ترتیب دیا جس میں کہ میخائیل بھی تھا۔ دشمنوں کو جا بجا شکست ہوئی۔ آخر میں ۷۱۷ھ میں بروصہ پر محاصرہ کیا۔ پورے دس سال کے بعد اہل قلعہ قیصر کے حکم سے ایک رات کو نکل بھاگے اور ۷۲۷ھ میں ترکی فوج اس میں داخل ہو گئی۔

وفات غازی عثمان نے فتح بروصہ کی خوش خبری موت کے بستر پر سنی اور جب اورخاں اس کو دیکھنے کے لئے پہنچا تو اس کو وصیت کی اور کہا۔

میں مرتا ہوں مگر مجھ کو اپنے مرنے کا غم نہیں ہے۔ کیوں کہ تم جیسے لائق بیٹے کو اپنی جگہ پر چھوڑتا ہوں جو میری قائم مقامی مجھ سے بہتر کر سکتا ہے۔

دیکھو ظاہر اور باطن میں اللہ کا خوف رکھنا اور عدل گستری کو اپنا شیوہ بنانا کہ اسی سے سلطنت کی بنیاد مضبوط رہتی ہے۔ رحم کرتے رہنا کیونکہ ہمارے رب کی صفت رحیم ہے۔ حقوق کے معاملے میں قوی اور ضعیف کو یکساں سمجھنا، شریعت کو رائج کرنا اور کتاب و سنت کے مطابق عمل رکھنا۔ اگر میری اس وصیت پر عمل کرو گے تو تم ان اولیاء

Marfat.com

میں سے ہو جاؤ گے جو رضاء الٰہی سے کامیاب ہوتے ہیں۔

اسی کے ساتھ یہ بھی کہا کہ بروصہ کو پایہ تخت بنانا اور وہیں مجھے دفن کرنا۔ ۱۲ رمضان ۷۲۶ھ میں عثمان نے وفات پائی، اور حسب وصیت بروصہ میں لے جاکر دفن کیا گیا۔

غازی عثمان شجاع، عاقل اور نرم خو تھا، دشمن کے لئے جس قدر سخت تھا رعایا کے لئے اسی قدر مہربان، اس کے عدل وانصاف سے ملک میں امن وامان تھا، اور مسلم، یہودی عیسائی سب اس کے ظل حمایت میں آرام وآسائش سے زندگی بسر کرتے تھے۔

اس میں وہ تمام اوصاف تھے جو بانیان دولت اور موسسین سلطنت میں ہوا کرتے ہیں رعایا اور بالخصوص عثمانیوں میں وہ حد سے زیادہ محبوب تھا۔ اس کا علم اور اس کی شمشیر ترکی سلطنت کے تحفہ خانے میں اب تک محفوظ ہے جو ہر عثمانی سلطنت کی تخت نشینی کے موقع پر تبرکاً اس کی کمر سے باندھی جاتی تھی، اور دعا کی جاتی تھی کہ اس کو بھی اللہ تعالیٰ عثمان جیسا اقبال مند بنائے۔

(۲) اورخاں

غازی عثمان کا بڑا بیٹا علاء الدین پاشا[۵] تھا لیکن اس کا میلان زہد اور عزلت گزینی کی طرف تھا۔ اسی وجہ سے عثمان خاں نے اورخاں کے لئے سلطنت کی وصیت کی جو محاربات میں اس کے ساتھ رہتا تھا۔ چنانچہ باپ کی وفات کے بعد وہی تخت نشین ہوا۔ علاء الدین نے بھی کسی قسم کی مخالفت نہیں کی، اورخاں نے اس کو صدارت عظمیٰ کے منصب پر مامور فرمایا جس میں وزارت کے ساتھ فوج کی سپہ سالاری بھی شامل تھی لیکن اس نے اپنی تمام تر توجہ اندرونی انتظامات کی طرف مصروف کی اور بیرونی جنگوں کے لئے اورخاں کو آزاد چھوڑ دیا۔

---

۵ پہلے پاشا سلاطین کی اولاد کے لئے مستعمل تھا۔ جب امراکو یہ خطاب ملنے لگا تو شہزادے چلپی کہے جانے لگے۔ آخر میں اُن کے لئے افندی کا لقب مخصوص کیا گیا۔

Marfat.com

علاء الدین عاقل اور منتظم تھا۔ سب سے پہلے اس نے عثمانی ٹکسال قائم کی جس میں سونے چاندی اور تانبے کے سکے ڈھالنے شروع کئے ورنہ اب تک قدیم سلجوقی سکے مستعمل تھے۔ اس کے بعد فوجی نظام کی طرف رُخ کیا۔ فوج کی حالت یہ تھی کہ عثمانی ترکوں، سلطان کے پروردوں نیز رضا کاروں کی جماعت، سوار اور پیادہ بروقتِ ضرورت جنگ کے لئے جمع ہو جاتی اور بیچ میں سلطان کو لئے ہوئے ایک بے قاعدہ جھنڈ کی طرح میدان میں پہنچ کر لڑتی اور لڑائی ختم ہونے کے بعد اپنے اپنے مقامات کو واپس چلی جاتی۔ علاء الدین نے تنخواہ دار فوج پیادہ اور سوار دونوں قسم کی ملازم رکھی تاکہ وہ ہر وقت جنگ کے لئے تیار رہے، دس، دس۔ سو، سو اور ہزار ہزار سپاہیوں پر چھوٹے بڑے امرار مقرر کئے جو اُن کو باقاعدہ فن سپہ گری اور اصولِ جنگ کی مشق کرائیں۔

اس نظامی فوج کی عظمت اس قدر بڑھ گئی کہ سلطنت کی اصلی طاقت یہی بن گئی اور ملک کی غیر نظامی جماعت حقیر ہوگئی۔ اس لئے اورخاں کو خطرہ پیدا ہوگیا کہ یہ اگر کسی کی حمایت کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی تو وہ کس طاقت سے اس کا مقابلہ کر سکے گا!

انکشاریہ اورخان نے علاء الدین پاشا نیز اپنے خاندان کے ایک تجربہ کار مدبر قرہ خلیل سے اس خیال کو ظاہر کیا۔ آخر الذکر نے یہ تجویز پیش کی کہ عیسائی اسیرانِ جنگ میں سے جو نوجوان مسلمان ہو جائیں۔ ان کا لشکر ترتیب دیا جائے۔ چوں کہ سلطان کے سوا کوئی ان کا مربی نہ ہوگا اس وجہ سے ان میں کسی خاندان یا قبیلہ کی عصبیت پیدا نہ ہوگی اور نہ اُن سے کسی قسم کا خطرہ ہوگا۔ سلطان کو یہ تجویز پسند آئی اور اس نے اس کے نفاذ کا حکم دیا۔ اس قسم کی پہلی فوج جو مرتب ہوئی برکت لینے کی غرض سے حاجی بکطاش کی خدمت میں بھیجی گئی جو اس زمانے میں طریقت کے محترم بزرگ سمجھے جاتے تھے۔ شیخ حاجی نے اس کے لئے دعا کی اور اس کا نام ینی شاری (فوج جدید) رکھا جو ترکی میں ینیچاری لکھا جاتا ہے اور عربی میں انکشاری شیخ مذکور کی تقلید میں انکشاریہ نے اپنی ٹوپی اونچی اور سفید رکھی اور اس کو اپنی خاص علامت قرار دیا

Marfat.com

سلطان نے اس فوج کی تربیت اور ترقی کا بہت خیال رکھا۔ تنخواہوں کے علاوہ زمینیں بھی ان کو جاگیروں میں دیں اور خطابات اور القاب سے ممتاز کیا۔ ہر سال ایک ہزار نوجوانوں کی بھرتی ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ اس کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ اور جنگ وجہاد کا مدار اسی پر ہو گیا چنانچہ عثمانی فتوحات اور مقبوضات کا دائرہ انھیں کے ہاتھوں بڑھا۔ زمانہ مابعد میں اس کا شمار پانچ لاکھ تک پہنچ گیا تھا اور عیسائی سلطنتوں کے لئے اس کی قوت ایک عظیم الشان خطرہ بن گئی تھی، لیکن آخر میں اس نے اپنے حدود سے آگے اپنے قدم بڑھا دئے اور سلطانی احکام سے تمرد اختیار کرنا شروع کیا جس کی وجہ سے سلطان محمود ثانی نے رمضان ۱۲۴۱ھ میں اس کے سرغنوں کو قتل کرکے اس فوج کو ہمیشہ کے لئے توڑ دیا۔

فتوحات اورخاں نے باپ کی وصیت کے مطابق دار الخلافہ بروصہ کو بنالیا۔ وہاں سے بقیہ ایشیائے کوچک کو فتح کرنے کے لئے متعدد لشکر روانہ کئے جنھوں نے ہر جگہ کامیابی حاصل کی۔ خود اس نے ازمید پر چڑھائی کی اور اس کو قبضے میں لایا۔ پھر ازنیک کا محاصرہ کیا۔ دو سال کے بعد اس میں داخل ہو گیا اور اپنے بیٹے سلیمان کو وہاں کا والی مقرر کیا

مفتوح قوموں کے ساتھ اس کا برتاؤ نرم اور عادلانہ تھا۔ وہ اُن کے کسی دینی یا مذہبی معاملے میں دخل نہیں دیتا تھا۔ اعلان کرا دیا تھا کہ جو رہنا چاہے امن کے ساتھ رہے۔ اور جو ہجرت کا خواہاں ہو اطمینان کے ساتھ اپنی ملکیت منقولہ وغیر منقولہ فروخت کرکے چلا جائے

۷۳۶ھ میں ریاست قرہ سی کے امیر کی وفات کے بعد اس کے دونوں بیٹوں میں تخت حکومت کے لئے نزاع واقع ہو گئی۔ سلطان نے اس موقع پر اس کو اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا۔

اورخاں نے بیس سال تک نہایت تندہی اور جانفشانی سے سلطنت کے ہر انتظامی شعبے کو درست کیا۔ نیز جا بجا مدارس، مساجد اور زوایا تعمیر کرائے اور علماء وشعراء کی قدردانی سے علم وادب کو فروغ دیا۔

Marfat.com

بخلاف دیگر مشرقی فاتحین کے سلاطین عثمانیہ کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ وہ محض فتح ممالک کے حریص نہ تھے ۔ بلکہ جس قدر ان کے قبضے میں آتا تھا اس میں امن و امان اور پورا انتظام قائم کر لینے کے بعد دوسرے ملک پر ہاتھ ڈالتے تھے ۔ غالباً یہی وجہ ہوئی کہ دیگر شاہی خاندانوں کی بہ نسبت اس خاندان میں مدت دراز تک سلطنت رہ گئی ۔

ملکی اور فوجی انتظامات کی درستی سے اورخاں کی طاقت اس قدر بڑھ گئی کہ قیصر قسطنطنیہ اندرونیکولس نے اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا اس کے بعد قیصر کانتا کوزینی نے ۱۳۴۶ء میں اپنی نوجوان دختر اس شصت سالہ سلطان کے ساتھ بیاہ دی ۔ تاکہ دشمنوں کے مقابلے میں اس سے مدد حاصل کر سکے ۔

داخلہ یورپ ۱۳۵۶ء میں شاہ سربیا اسٹفن دوشان نے قبائل صقالیہ کو اپنے ساتھ ملا کر بلغاریا کو فتح کر لیا ۔ اور قسطنطنیہ پر چڑھائی کی قیصر یوحنا پالیولاج نے سلطان سے مدد مانگی اس نے ایک جرار لشکر بھیج دیا ۔ مگر اسی دوران میں دوشان مر گیا جس کی وجہ سے اس کی جمعیت متفرق ہو گئی اور ترکی فوج بلا جنگ واپس چلی آئی ۔ اس موقع پر ترکوں کو رومی سلطنت کی کمزوری اچھی طرح معلوم ہو گئی ۔ اس وجہ سے سلطان نے چاہا کہ چند فوجی دستے خفیہ طور پر سمندر سے پار اُتار کر مغربی ساحل کے کسی مقام پر قابض ہو جائے تاکہ یورپ میں گھسنے کا راستہ ملے ۔ اس کی تجویز کے مطابق اس کا بڑا بیٹا سلیمان جو علاء الدین کے انتقال کے بعد صدر اعظم تھا ۔ رات کو چالیس بہادر ترکوں کو لے کر درۂ دانیال سے پار اُتر گیا ۔ پھر وہاں سے کشتیاں پکڑ کر چند گھنٹوں میں تیس ہزار فوج بندرگاہ ترنب پر اتار دی اور اپسالا اور رڈستو پر قبضہ کر لیا اس وقت سے ترکوں کا قدم یورپ میں جم گیا ۔ اس حملے کے قائد عشی بابا اور غازی فاضل بابا تھے جن کی قبریں گیلی پلی میں زیارت گاہ ہیں ۔

وفات ۱۳۵۷ء میں سلیمان پاشا صدر اعظم جو ولی عہد تھا شکار میں گھوڑے سے گر کر ہلاک ہو گیا ۔ اس حادثے کا اورخاں کے اوپر جس کی عمر ۷۰ سال ہو چکی تھی سخت اثر پڑا

Marfat.com

چنانچہ دو ماہ کے بعد وہ بھی انتقال کر گیا۔ اور بروصہ میں دفن ہوا۔

اورخاں ۳۴ سال حکمراں رہا اس نے ایک طرف اپنی فتوحات سے سلطنت کا دائرہ وسیع کیا یہاں تک کہ یورپ میں بھی قدم جما دیا اور دوسری طرف اندرونی انتظامات سے سلطنت کی حالت ایسی درست کر لی کہ ہمسایہ ممالک پر اس کی ہیبت چھا گئی۔ شجاعت اور فرزانگی کے ساتھ شریعت کا تابع اور رفاہِ عام کا شیدائی تھا، مساجد، مدارس، خانقاہیں، پل، سرائیں، لنگر خانے اور حمام وغیرہ جو اس نے اپنے عہد میں تعمیر کرائے اُن کی تعداد چار ہزار سے زیادہ تھی۔

(۳) مراد اول

اورخاں کے بعد اس کا سب سے چھوٹا بیٹا مراد جس کی ولادت ۷۲۶ھ میں ہوئی تھی اور جس کا لقب خداوندگار تھا۔ سریر سلطنت پر آیا۔ ریاست قرہ مان جس کا پایہ تخت انگورہ تھا اس کے رئیس علاء الدین نے موقع دیکھ کر اردگرد کے مستقل امراء کو عثمانیوں کی قوت توڑنے کے لیے متفق کر لیا۔ اور ان کو ساتھ لے کر چڑھائی کی سلطان مراد نے سب کو شکست دی اور انگورہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ آخر میں علاء الدین نے اس کے ساتھ صلح کی اور اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دی۔

فتح ادرنہ بلقان میں بکلر بک لالہ شاہین نے سلطان کے حکم سے ادرنہ کو فتح کر لیا موقع کی اہمیت کے لحاظ سے سلطان نے بروصہ کو چھوڑ کر اسی کو اپنا مرکز قرار دیا۔ چنانچہ فتح قسطنطنیہ تک عثمانی پایۂ تخت وہی رہا۔

مغربی حملہ آفرینوس بیہ وار نے عثمانیوں کے نام سے وردار اور گلچین پر قبضہ کر لیا جس کی وجہ سے ایک طرف قسطنطنیہ جملہ مسیحی حکومتوں سے الگ اور ہر طرف سے عثمانی املاک سے محصور ہو گیا۔ اور دوسری طرف سربیا، بلغاریہ اور البانیہ کے ساتھ ترکی سلطنت کے حدود مل گئے۔ اس وجہ سے ان دولتوں کے فرمانرواؤں نے پاپا اور یانوس خامس کے پاس فریاد کی کہ وہ یورپین حکومتوں کو آمادہ کرے کہ ترکوں کے مقابلے میں ہماری امداد کریں۔ ورنہ اگر اُن کی فتوحات کا سیلاب کوہستان بلغار سے آگے بڑھا تو کوئی مغربی طاقت

Marfat.com

اس کی روکو روک نہ سکے گی۔ اور سب کے لئے یہ خطرہ یکساں ہوگا

پاپائے مذکور نے جملہ یوروپین بادشاہوں کے پاس خطوط بھیجے اور ان کو صلیب کے نام سے اس جنگ کے لئے برانگیختہ کیا۔ سلطان مراد اس زمانے میں شہر بیجا کا محاصرہ کئے ہوئے ایشیائے کوچک میں پڑا تھا، شاہ سربیا اور وک جو دوشان کے بعد تخت نشیں ہوا تھا اس موقع کو مناسب سمجھ کر پاپائے روم کی امداد کا انتظار کئے بغیر بوسینیا اور ہنگری سے ایک بڑا لشکر جمع کرکے ۷۶۶ھ میں ادرنہ کی طرف بڑھا، ترکوں نے دریائے مرتضیٰ کے کنارے پہونچ کر ان پر ایسا شبخون مارا کہ میدان میں کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ جو باقی بچے وہ ابتری اور بدحواسی کے ساتھ بھاگ نکلے۔

مراد ایشیائے کوچک میں فتوحات حاصل کرکے اس کے نظم ونسق کو مکمل کر لینے کے بعد ادرنہ پہنچا۔ قرہ خلیل کو جو فوج میں قاضی تھا۔ خیرالدین پاشا کا لقب دے کر صدر اعظم بنایا اور اس کی مدد سے ملکی معاملات اور سلطنت کے مہمات کے انصرام میں مشغول رہا۔ ۷۷۰ھ میں شاہ سربیا لازار جو اوروک کے قتل کے بعد اس کا جانشین ہوا تھا۔ فرمانروائے بلغاریہ سیسمین کو اپنے ساتھ متحد کرکے پھر عثمانیوں کے مقابلے کے لئے آیا۔ لیکن چند معرکوں کے بعد جب ان کو اپنی کمزوری کا یقین ہوگیا تو دونوں نے سالانہ ایک معین خراج منظور کرکے مصالحت کرلی۔ والی بلغاریا نے اپنی بہن بھی سلطان کے نکاح میں دے دی۔

نشان ہلال

اس جنگ کے بعد مشہور عثمانی سپہ سالار لالہ شاہین انتقال کرگیا جس کی جگہ تیمورطاش مقرر ہوا۔ اس نے ترکی سواروں کو جدید نظام کے ساتھ ترتیب دیا اور ان کے مراتب میں بھی اضافہ کیا۔ رومی سلاجقہ کے پرچم پر ہلال تارہ کا نشان ہوتا تھا۔ چوں کہ ابتدا میں عثمانیوں نے انھیں کے سایہ میں پناہ لی تھی۔ اور پھر انھیں کے جانشین بھی ہوئے اس وجہ سے انھوں نے بھی اپنے سرخ علَم پر ہلال تارہ کا نشان رکھا جو آج تک چلا جاتا ہے۔

فتوحات ایشیائے کوچک میں ریاست حمید ۷۸۳ھ میں مقبوضات عثمانی میں داخل کرلی گئی۔ امیر کرمیان نے بھی اپنی بیٹی سلطان کے بڑے بیٹے بایزید کے ساتھ بیاہ دی۔ اور شہر کوتاہیہ کو جہیز میں پیش کیا۔

اسی سال شاہ سربیا اور بلغاریا پر جنھوں نے خراج ادا نہیں کیا تھا تیمور طاش نے لشکر کشی کی اور مناستر اور استپ وغیرہ مقامات لے لیے پھر بڑھ کر صوفیا کا محاصرہ کیا اور تین سال کے بعد اس میں داخل ہوگیا۔ صدر اعظم خیر الدین پاشا نے سلانیک فتح کیا ہر چند کہ بیزنطینی شاہی خاندان کے تعلقات سلطان کے ساتھ اچھے تھے اور قیصر کے محل کی متعدد خواتین اس کے نکاح میں تھیں لیکن قیصر یوحنا پالیولاج در پردہ اس کوشش میں تھا کہ جس طرح ہو سکے اس کو بلقان سے نکال دے۔ چنانچہ ۷۸۱ھ میں خفیہ روما پہنچا۔ اور پوپ سے امداد کی درخواست کی۔ لیکن وہاں سے ناکام پلٹا۔ سلطان اس کی اس منافقانہ حرکت سے سخت ناراض ہوا۔ اس وجہ سے قیصر نے سلطان کو راضی کرنے کے لئے اپنے تیسرے بیٹے تھیوڈر کو اس کی خدمت میں بھیج دیا کہ فوج میں داخل کرلیا جائے۔ اس سے مراد کا نائرہ غضب کسی قدر فرو ہوا۔

اس درمیان میں ایشیائے کوچک سے اضطراب کی خبریں پہنچیں۔ مراد نے اپنے بیٹے صاروجی کو اپنا قائم مقام بنا کر اس طرف کوچ کیا۔ قیصر کے بیٹے اندرنکولس نے جو صاروجی کا مصاحب تھا، ترغیب و تحریص دلا کر اس سے استقلال کا اعلان کرا دیا مراد سنتے ہی پلٹا، درہ دانیال کو عبور کر کے قیصر کو بھی ساتھ لیا اور اورنہ کی طرف بڑھا ترکی فوجیں صاروجی کو چھوڑ کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوگئیں۔ اور وہ دونوں نافرمان بیٹے پکڑ لئے گئے۔ مراد نے صاروجی کی آنکھوں میں نیل کی سلائی پھیر دی اور چوں کہ اس کو شبہ تھا کہ در پردہ اس سازش میں قیصر بھی شریک ہے اس لئے قیصر نے بھی اس بدگمانی کو رفع کرنے کے واسطے اپنے بیٹے کے ساتھ وہی سلوک کیا۔

Marfat.com

۸۰۶ھ میں جب خیر الدین پاشا مر گیا۔ اس وقت امیر قرہ مان نے یہ خیال کر کے کہ اب مجھے روکنے والا کون ہے انگورہ پر چڑھائی کر دی۔ تیمور طاش نے پہنچ کر اس کو مغلوب کیا لیکن اس کی بیٹی کی سفارش سے جو سلطان کے نکاح میں تھی اس کا قصور معاف کر دیا گیا۔ اور اس کی ریاست پھر اس کو دیدی گئی۔ مگر سالانہ خراج لگا دیا گیا۔

اسی سال شاہ سربیا اور سیسمین والی بلغاریا نے پھر مل کر حملہ کیا علی پاشا تیس ہزار فوج لے کر مقابلے کے لئے گیا اور قرطوہ اور شوملہ کو فتح کر لیا سیسمین نے بھاگ کر نیکوپلی میں پناہ لی۔ اور وہاں سے پھر لشکر جمع کر کے لایا مگر شکست کھا کر گرفتار ہو گیا۔ سلطان نے اس کی لجاجت دیکھ کر قصور کو معاف کر دیا۔ اور اس کی نصف سلطنت بھی چھوڑ دی۔

شاہ سربیا نے اب امیر البانیا کو اپنے ساتھ ملا لیا اور ۷۹۰ھ میں قوصوہ میں ترکوں کا مقابلہ کیا۔ نہایت ہولناک جنگ پیش آئی جو کئی دن تک جاری رہی۔ آخر میں وہ شکست کھا کر گرفتار اور قتل ہوا۔

اس معرکہ میں سلطان کے بڑے بیٹے بایزید نے ایسی شجاعت اور بسالت کا اظہار کیا کہ اس کا لقب ایلدرم (صاعقہ) رکھا گیا۔

وفات میدان جنگ میں مراد جس وقت زخمیوں کو دیکھ رہا تھا اس وقت ایک نیم زخمی سربی سپاہی نے اس کو ایسا خنجر مارا جس سے وہ جانبر نہ ہو سکا ۶۵ سال کی عمر میں ۷۹۱ھ میں وفات پائی نعش بروصہ میں لا کر آبائی مقبرہ میں دفن کی گئی۔

(۴) بایزید اول (ایلدرم)

میدان قوصوہ ہی میں ۷۹۱ھ میں باتفاق ارکان دولت بایزید کی سلطنت کا جس کی ولادت ۷۶۱ھ میں ہوئی تھی اعلان کیا گیا۔ چونکہ اس کا بھائی یعقوب چلپی جو اس سے عمر میں چھوٹا لیکن جرأت اور شہامت میں ممتاز تھا۔ اپنے دادا اورخاں کی سنت کے مطابق کہ وہ اپنے بڑے بھائی علاء الدین کے ہوتے ہوئے سلطان بنا دیا گیا تھا داعیہ سلطنت رکھتا

Marfat.com

تھا اس وجہ سے امراء سے مشورہ اور علماء سے فتویٰ لے کر بایزید نے اس کو قتل کرا دیا تاکہ کسی قسم کی نزاع نہ برپا ہو سکے۔

سربیا کے جنگ جو باشندوں کی طرف سے مطمئن رہنے کے لئے ان کے مقتول بادشاہ کے بیٹے اسٹفن کو وہاں کا والی بنا دیا اس شرط پر کہ سالانہ جزیہ دیتا رہے اور بروقت ضرورت فوجیں لاکر سلطانی سپاہ میں شریک ہو۔ اسٹفن نے بھی سلطان کی رضامندی اور مزید تقرب حاصل کرنے کے لئے اپنی بہن اس کے نکاح میں دیدی۔

فتوحات

چوں کہ جنگ قوصوہ میں در پردہ قیصر عمانوئل پالیولاج کی شرکت ثابت ہوئی اس وجہ سے بایزید نے مقام الاشہر کو جو فلاڈلفیا کے نام سے رومیوں کا آخری مقبوضہ ایشیائے کوچک میں رہ گیا تھا ضبط کر لیا اور قسطنطنیہ پر بھی چڑھائی کی، دوران محاصرہ میں خبر آئی کہ والی فلاخ (رومانیہ کا ایک صوبہ) ڈیوک مانیس نے ادرنہ کے ارادے سے بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے۔ اس لئے قسطنطنیہ پر ایک فوج چھوڑ کر خود اس طرف گیا۔ ڈیوک مذکور نے شکست کھا کر دولت علیہ کی سیادت کو تسلیم کیا اور سالانہ جزیہ دینے کا عہد لکھا۔ سلطان نے بدستور اس کا ملک اس کے قبضے میں رہنے دیا تاکہ اپنے قوانین اور رسوم کے مطابق حکومت کرتا رہے۔

ایشیائے کوچک میں امیر قرہ مان علاء الدین نے پھر قرب و جوار کے امراء کو متحد کر کے سرکشی اختیار کی اور سپہ سالار تیمور طاش کو گرفتار کر لیا۔ بایزید یہ سن کر خود مقابلہ کے لئے پہنچا۔ مقام آق چائے میں جنگ ہوئی جس میں علاء الدین معہ اپنے دونوں بیٹوں محمد و علی کے گرفتار ہو گیا۔ سلطان نے اس کی ریاست کو ضبط کر لیا اس کے بعد سیواس توقات اور اس کے اطراف کی ریاستیں بھی رقبہ عثمانی میں داخل کر لی گئیں ان مقامات کے امراء نے بھاگ کر ریاست قسطمونی کے امیر کے پاس پناہ لی۔ سلطان نے سفیر بھیجا کہ ان کو ہمارے حوالے کر دو اس نے انکار کیا اس وجہ سے لشکر کشی کر کے اس کا بھی خاتمہ کر دیا

Marfat.com

معرکہ صلیبی

۷۹۳ھ میں سلطان بایزید نے بلغاریا کو فتح کر کے سلطنت میں شامل کر لیا۔ اور اس کے مقتول بادشاہ سیسمین کے بیٹے کو جو مسلمان ہو گیا تھا وہاں کا والی بنا دیا۔ اس سے شاہ ہنگری سجسموند کو اپنے ملک کے لیے خطرہ پیدا ہو گیا جس کی سرحدیں کئی مقامات پر ترکی سلطنت سے مل گئی تھیں۔ اس لئے اس نے یورپ کے بادشاہوں کو اکسایا اور یورپ نے بھی اس کی درخواست پر صلیبی جنگ کا اعلان کرایا۔

سب سے پہلے کلیسا کی آواز پر ڈیوک برگنڈیا نے لبیک کہی اور اپنے بیٹے کاونٹ ڈی نیفر کو چھ ہزار منتخب بہادروں کے ساتھ جن میں اکثر شرفاء فرانس اور خود شاہی خاندان کے اراکین شامل تھے روانہ کیا۔ راستے میں بویریا اور آسٹریا سے اُمرا اپنی اپنی فوجیں لئے کر ان کے ساتھ شامل ہوتے گئے۔ جرمنی سے فریڈرک کاونٹ ہوہنزلون اور اس کا لشکر نیز فدلیس یوحنا اور شلیمی کی جماعت کے بہت سے نامور شہسوار جو روڈس سے آئے تھے ساتھ ہو گئے۔ ان صلیبی فدائیوں کے منصوبے یہ تھے کہ ترکوں کو شکست دیتے ہوئے درہ دانیال سے عبور کر کے ارض مقدس پر جہاں سے سلطان صلاح الدین اور ملک ظاہر بیبرس نے ان کو نکال دیا تھا پھر قبضہ کریں۔

یہ لوگ ہنگری پہنچے اور وہاں کے بادشاہ کو معہ ان فوجوں کے جو اس نے جمع کر رکھی تھیں لے کر دریائے ڈینیوب سے عبور کر کے نیکوپلی کا محاصرہ کیا، شاہ ہنگری نے والی فلاخ کو بھی جو ترکوں سے عہد کر کے گیا تھا اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔

ہر چند کہ محاصرہ بہت سخت تھا لیکن وہاں کے بہادر امیر اد علان بک نے نہایت پامردی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اسے یقین تھا کہ سلطان اس شہر سے دست بردار نہیں ہو سکتا اس لئے جلد آ جائے گا۔ چنانچہ یہی ہوا۔ بایزید اس حملے کی خبر سنتے ہی دو لاکھ سپاہ لے کر صاعقہ کی طرح پہنچ گیا۔ والی سربیا اسٹفن بھی جو باوجود صلیبیوں کے دباؤ کے اپنے پیمان سے نہیں پھرا تھا۔ ایک جرار لشکر لئے ہوئے ترکوں کے ساتھ تھا۔

Marfat.com

۲۷ ستمبر ۱۳۹۶ء مطابق ۷۹۶ھ کو مقابلہ ہوا۔ بایزید نے پہلے غیر نظامی جماعت کو بڑھایا۔ جس کے بعد انکشاریہ تھے پھر سواروں کے دستے، اور منتخب نظامی فوجوں کو لے کر خود ٹیلوں کے پیچھے کھڑا رہا

کاونٹ ڈی نیفر جو سارے صلیبی لشکر کا سپہ سالار تھا فوراً مقابلے کے لئے چلا۔ شاہ ہنگری نے اس کو روکنے کی کوشش کی اور کہا کہ ترکوں کے انداز جنگ سے میں کچھ واقف ہوں اصلی قوت ابھی اس کے پیچھے ہوگی۔ مگر کاؤنٹ جوش تہور میں رک نہیں سکا اور کل فوج کو لے کر حملہ آور ہوا۔ ترکی فوجیں خفیف مقابلہ کے بعد پسپا ہو گئیں۔ وہ اپنے خیال میں فتح کرتا ہوا آگے بڑھا۔ جب ٹیلے کے پاس پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ جہاں تک نظر جاتی ہے چمکتے ہوئے نیزوں کا ایک بے پایاں نیستاں ہے۔

اب ترکی نظامی فوج نے سلطانی حکم کے مطابق جو قلب میں تھا میمنہ اور میسرہ دونوں جانب سے باقاعدہ پیش قدمی کی اور غنیم پر دباؤ ڈالا۔ وہ پیچھے مڑا لیکن ادھر غیر نظامی اور انکشاری صفوں نے واپسی کی راہ مسدود کر رکھی تھی بیچ میں پڑ کر ان کا بڑا حصہ مقتول ہوا اور بقیہ گرفتار۔ کاؤنٹ ڈی نیفر بھی پکڑ لیا گیا۔

اس کے بعد نظامی دستہ نیز سربی لشکر ہنگری فوج کی طرف بڑھا اور اس کے خون سے میدان کو لالہ زار بنا دیا، شاہ ہنگری نے چند ساتھیوں کے ساتھ بحال زار بھاگ کر اپنی جان بچائی۔

سلطان کو معلوم ہوا تھا کہ ان صلیبیوں نے اپنے تمام مسلم قیدیوں کو جن کو انھوں نے سربیا اور اس کے نواح سے گرفتار کیا تھا قتل کر ڈالا ہے اس وجہ سے ان کے اسیروں کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا۔ بعض بعض امراء و روساء جنھوں نے گراں بہا فدئے اپنے گھروں سے منگا کر دئے چھوڑے گئے۔ انھیں میں سے کاؤنٹ ڈی نیفر بھی تھا بایزید نے اس سے عہد لیا تھا کہ پھر مقابلے کے لئے نہ آئے گا لیکن جب وہ رہائی پاکر رخصت ہونے کے لئے

Marfat.com

آیا تو بایزید نے کہا کہ میں نے جو عہد تم سے لیا تھا اس سے بری کرتا ہوں کیوں کہ میرے لئے اس سے بڑی کوئی خوشی نہیں ہے کہ یوروپین فوجیں لڑنے کے لئے آئیں اور میں ان پر فتح حاصل کروں۔

اس عظیم الشان فتح کی بشارت تمام اسلامی ممالک میں بھیجی گئی اور ہر جگہ اس پر خوشی منائی گئی، قاہرہ کے خلیفہ عباسی متوکل علی اللہ اول نے بایزید کے نام جملہ علاقہ جات مفتوحہ کا فرمان لکھا۔

اس کے بعد سلطان نے آسٹریا اور جنوبی ہنگری پر فوجیں بھیجیں جنھوں نے ان کے بعض حصوں پر قبضہ کیا۔ اور خود ایک فوج لے کر یونان پر حملہ آور ہوا اور تسالیا وغیرہ کو فتح کرتا ہوا ایتھنس تک پہنچ گیا۔

واپسی پر قسطنطنیہ کے مسلمانوں کی شکایت پہنچی کہ قیصر اُن کے مذہبی امور میں دست اندازی کرتا ہے اس لئے پھر اس کا محاصرہ کیا۔ قریب تھا کہ فتح کرے لیکن اسی درمیان میں ایشیائے کوچک کی طرف تیمور کے حملے کی خبریں پہنچیں۔ اس وجہ سے قیصر کے محض اس عہدنامے پر اکتفا کرلی کہ وہ دس ہزار سکہ طلا سالانہ جزیہ میں دیا کرے گا اور جو مسلمان یہاں رہتے ہیں اُن کے لئے ایک جداگانہ محکمہ شرعیہ قائم کرے گا نیز ان کو ایک جامع مسجد بنانے کا بھی حق دے گا

تیمور لنگ

ایشیائے کوچک کے اکثر امرا جن کی ریاستیں سلطنت عثمانی میں شامل کرلی گئی تھیں امیر تیمور سے جو ایران فتح کرتا ہوا ۸۰۳ھ میں اس طرف پہنچا تھا جاکر مل گئے اور اس کو بایزید کے مقابلے کے لئے ابھارنے لگے چنانچہ اس نے آرمینیہ کے شہر سیواس کو فتح کرلیا اور وہاں کے امیر ارطغرل کو جو بایزید کا بیٹا تھا قتل کرڈالا۔ اس پر بایزید کو نہایت طیش آگیا وہ فوجیں لے کر پہنچا۔ انگورہ کے متصل فریقین کا مقابلہ ہوا۔ بایزید نے بے مثل شجاعت کا اظہار کیا لیکن اس کی فوج کے بعض دستے جن کے سابق امرا تیمور کے پاس تھے اپنے اپنے مالکوں سے جاکر مل گئے اس وجہ سے اس نے شکست کھائی اور معہ اپنے بیٹے موسیٰ کے گرفتار

Marfat.com

ہوگیا۔ تیمور بایزید کو تخت رواں پر جس کے اوپر ہر طرف سے لوہے کے جنگلے لگے ہوئے تھے اپنے ساتھ کوتاہیہ میں لایا اور ایک سال تک وہاں رکھا اس اثنا میں ایشیائے کوچک کی اکثر ریاستوں پر ان کے امرا قابض ہوگئے۔ ادھر مغرب میں بلغاریا۔ سربیا اور فلاخ نے بھی اپنی اپنی آزادی کا اعلان کر دیا۔

بایزید دوسرے سال قید کی تکالیف سے ۸۰۵ھ میں مرگیا تیمور کی اجازت سے اس کے بیٹے موسیٰ نے جو امیر کرمیاں کی حراست میں تھا اس کے جسد کو لاکر بروصہ میں دفن کیا۔

نزاعِ تخت بایزید کے کئی بیٹے تھے جن میں سے سلیمان اس کی موت کے بعد ادرنہ میں تخت نشین ہوگیا۔ ادھر تیمور لنگ نے موسیٰ کو بروصہ میں بھیج دیا۔ اس نے وہاں اپنی سلطنت کا اعلان کیا۔ تیسرے بیٹے عیسیٰ نے تیمور طاش کی مدد سے موسیٰ کو شکست دے دی اور بروصہ کے تخت پر آگیا۔ محمد بن بایزید نے بھی جو تیمور کے مقابلے میں برسر جنگ تھا اور توقات اور اماسیہ کو فتح کر چکا تھا سلطنت کا دعویٰ کیا۔ اور بروصہ میں پہنچ کر عیسیٰ کو قتل کر ڈالا پھر موسیٰ کو جو امیر کرمیان کے پاس تھا بلا کر اپنے ساتھ ملایا اور ایک فوج دے کر سلیمان کے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ سلیمان ادرنہ کی فصیل کے متصل مارا گیا موسیٰ نے سربیا کو بھی فتح کر لیا اور خود سلطان ہونے کا ارادہ کیا۔ محمد نے قیصر سے مدد لے کر اس پر چڑھائی کی اور متعدد جنگوں کے بعد آخر میں غلبہ حاصل کر کے ۸۱۶ھ میں اکیلا دولت علیہ کا مالک ہوگیا۔

(۵) محمد اول (چلپی)

سلطان محمد کی ساری زندگی داخلی جنگوں میں ان ریاستوں پر قبضہ کرنے میں جو تیموری حملے کے بعد دوبارہ قائم ہوگئی تھیں صرف ہوئی۔ چونکہ وہ شجاعت کے ساتھ حلم کی بھی صفت رکھتا تھا اس وجہ سے کامیاب ہوا۔ جن روسا کی ریاستیں لیں ان کے ساتھ نرم برتاؤ کئے قرہ مان کو جب فتح کیا تو اس کے امیر سے قرآن پر ہاتھ رکھوا کر اطاعت کا حلف لینے کے بعد اسی کو وہاں کا والی بنا دیا۔ اس نے عہد شکنی کی۔ مگر پھر اس کی خطا معاف کر دی۔ اسی طرح سے قرہ جنید،

Marfat.com

جو بایزید کی طرف سے ازمیر کا والی تھا لیکن استقلال کا دعویدار ہوگیا تھا جب گرفتار ہوا تو اس کی خطا سے بھی درگذرا اور اس کو نیکوپلی کا امیر بنا کر بھیجدیا۔

پیر قلیچہ ازنیک میں ایک شخص بدرالدین نامی نے جو پہلے موسیٰ کے لشکر میں قاضی تھا ایک جدید مذہب نکالا جس میں کل انسان خواہ وہ کسی فرقے یا کسی نسل کے ہوں بھائی بھائی تسلیم کئے گئے اور جملہ مال و متاع میں سب کا حصہ برابر رکھا گیا۔ یہ مذہب مزوکی ایرانی اور نیز موجودہ اشتراکی مذہب سے ملتا جلتا تھا۔ ایک مسلمان پیر قلیچہ مصطفےٰ اور ایک یہودی طورلاق کمال نے اس کی اشاعت اور تبلیغ شروع کی۔ اس کے پیرووں کی تعداد اس قدر بڑھ گئی کہ سلطنت کے لئے خطرہ پیدا ہو گیا۔ پھر قلیچہ کے گرد ہزاروں مریدوں کا ہر وقت اجتماع رہتا تھا جو اس کو دادا سلطان کہتے تھے، سلطان محمد نے سیسمین والی بلغاریا کو جو مسلمان ہو گیا تھا ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ مگر پیر قلیچہ نے اس کو شکست دی اور قتل کر ڈالا اس وجہ سے صدر اعظم بایزید پاشا فوج لے کر گیا۔ پیر قلیچہ پکڑا گیا اور وہ اور اس کے متبعین قتل کر دئے گئے۔ بدرالدین بھی سخت مقابلہ کے بعد مقدونیہ میں گرفتار ہوا اور مولینا سعید کے فتوے کے مطابق جو علامہ تفتازانی کے شاگرد تھے ۸۲۰ھ میں سولی پر چڑھایا گیا۔ جس کے بعد اس فتنے کا خاتمہ ہو گیا۔

اس طرف سے ابھی کلی اطمینان حاصل نہیں ہوا تھا کہ ایک شخص مصطفےٰ نامی اس بنیاد پر سلطنت کا دعویٰ لے کر کھڑا ہو گیا کہ وہ سلطان بایزید کا بیٹا ہے۔ قرہ جنید والی نیکوپلی نے جس کی خطا سلطان معاف کر چکا تھا اس کا ساتھ دیا اور والی فلاخ کی مدد سے اس کے لئے فوج فراہم کی۔ وہ اس کو لئے ہوئے یونان میں تسالیا کی طرف بڑھا مگر سلطانی فوج کی تاب مقاومت نہ لا کر سلانیک میں چلا گیا۔ جس پر اس زمانے میں رومی قابض ہو گئے تھے قیصر نے اس کو حمایت میں لے لیا۔ اور سلطان کو لکھا کہ میں ضامن ہوں کہ اس کی طرف سے آئندہ کوئی فتنہ نہ ہو گا۔ سلطان نے اس کے گذارے کے لئے ایک لاکھ دوک سالانہ مقرر

Marfat.com

کردیا اور قرہ جنید کی بھی خطا معاف کر دی جو اس فتنہ کا اصلی محرک تھا۔

ان مصائب کے رفع ہونے کے بعد سلطان نے اپنی توجہ داخلی انتظامات کی طرف مصروف کی، نیز ہمسایہ سلطنتوں سے عہدنامے کئے تاکہ ملک خطرات سے محفوظ رہے اسی حالت میں ۸۲۴ھ میں وفات پائی۔

اس نے اپنے بیٹے مراد کے لئے سلطنت کی وصیت کی تھی جو اس وقت اماسیہ میں تھا۔ اس وجہ سے صدر اعظم نے اس کی موت کو مخفی رکھا اور اکتالیسویں دن جب مراد آگیا تو اس کی وفات کا اعلان کیا۔ نعش بروصہ میں دفن کے لئے بھیجی گئی۔

سلطان محمد چلپی علم و فن کا مربی اور شرع کا پابند تھا۔ اسی کے عہد سے سلطنت ترکی کی طرف سے سالانہ ایک معین رقم جس کا نام "صرۂ ہمایونی" ہے حرمین شریفین کے خدام کے لئے بھیجنے کا دستور مقرر ہوا۔

(۶) مراد ثانی

سلطان مراد ۸۲۴ھ میں جبکہ اس کی عمر ۱۸ سال کی تھی تخت نشین ہوا۔ سب سے پہلے اس نے امیر قرہ مان کے ساتھ پانچ سال کے لئے مصالحت کی تاکہ اس عرصے میں سلطنت کے اندرونی انتظامات کو درست کرسکے۔ لیکن اسی درمیان میں قیصر نے مطالبہ کیا کہ میرے ساتھ ہمیشہ کے لئے جنگ سے دست برداری کا عہد لکھو۔ اور اپنے دو بھائیوں کو ضمانتاً بھیج دو۔ نیز اپنے چچا مصطفےٰ کا سالانہ وظیفہ جاری رکھو۔ ورنہ میں اس کا ذمہ دار نہیں۔

مراد نے یہ مطالبات نامنظور کردیئے۔ اس وجہ سے قیصر نے مصطفےٰ کو دس جنگی جہازوں کے ساتھ جس کا امیر دمتریوس لاسکارلیس تھا روانہ کیا۔ اس نے گیلی پلی کا محاصرہ کیا لیکن فتح کئے بغیر ایک فوج وہاں چھوڑ کر ادرنہ کی طرف بڑھا۔ وزیر بایزید پاشا مقابلہ میں شکست کھا کر مارا گیا۔ اب مصطفےٰ نے خود سلطان پر چڑھائی کی۔ مگر اس کے بعض امیروں نے

Marfat.com

اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اس لئے ہزیمت اُٹھا کر گیلی پلی کی طرف بھاگا۔ راستے میں اس کی فوج کے ایک سپاہی نے اس کو پکڑ لیا اور لاکر سلطان کے حوالے کر دیا سلطان نے سولی پر چڑھا دیا

فتوحات

اب مراد نے انتقام کے لئے پوری قوت کے ساتھ قیصر پر چڑھائی کی لیکن اسی اثنا میں خبر آگئی کہ ایشیائے کوچک میں اس کے بھائی مصطفےٰ اچلپی نے چند رئیسوں کی سازش سے سلطنت کا دعویٰ کر دیا۔ اس لئے ادھر گیا اور مصطفےٰ کو گرفتار اور قتل کیا اس کے مددگاروں کو بھی سزائیں دیں۔ جس سے اس دیار میں رعب چھا گیا۔ امیر قسطمونی نے خوف زدہ ہو کر اپنی نصف ریاست سے دست برداری لکھ دی۔ اور اپنی بیٹی بھی اس کے نکاح میں دی۔

دوسرے سال قرہ جنید نے بغاوت کی اور ریاست آیدین پر متغلب ہو گیا سلطان نے گرفتار کرکے اب کے بار اس خائن کو جو کئی مرتبہ عہد شکنی کر چکا تھا۔ سولی دے دی۔ آیدین کے بعد منتشا، صاروخان، کرمیان اور حمید وغیرہ ریاستوں کو جو تیمور کی بدولت نکل گئی تھیں پھر قبضے میں کیا۔ اور قرہ مان کے امیر محمد کو قتل کرکے اس کے بیٹے ابراہیم کو وہاں کا رئیس بنا دیا۔

ان مہمات سے فارغ ہو کر یورپ کا رخ کیا۔ شاہ ہنگری نے ڈر کر دریائے ڈینیوب کے سارے شمالی علاقے حوالہ کر دیتے اور وہی دریا دونوں ملکوں میں حد فاصل قرار پایا سرویا جارج برنکو فتش نے بھی پچاس ہزار ددک سالانہ جزیہ دینے کا عہد کیا نیز یہ کہ بروقت ضرورت فوج لے کر حاضر ہوا کرے گا۔ اور وسط سربیا میں مقام کروشیغانس کو خالی کر دیا کہ اس میں سلطانی فوج رہے۔

وہاں سے واپس آکر رومیوں سے سلانیک واپس لیا اور بلاد ارناؤط و البانیا پر بھی قبضہ کیا تاکہ قسطنطنیہ کا تعلق ہر طرف سے منقطع ہو جائے اور اس کو کہیں سے امداد نہ مل سکے۔ والی فلاخ نے بھی جس کا لقب ڈراگون (شیطان) تھا۔ باب عالی کی سیادت تسلیم کی

لیکن تھوڑے ہی عرصے کے بعد شاہ ہنگری کے اشارے سے امیر البانیا اسکندر بک کو ساتھ ملا کر بغاوت کر دی۔ مراد نے فوراً پہنچ کر اُن کو مغلوب کیا۔ پھر ہنگری تاخت و تاراج کر کے وہاں سے ہزاروں قیدیوں کو پکڑ لایا۔

۸۴۳ھ میں والی سربیا نے پھر سرکشی اختیار کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مراد نے سمندریہ کو جو سربیا کے پایۂ تخت بلغراد کے قریب ہے فتح کر لیا۔ والی سربیا نے بھاگ کر ہنگری میں پناہ لی۔

ہونیاد

مراد نے ٹرانسلوانیا کی طرف لشکر بھیجا جس نے مقام ہرمان ساد کا محاصرہ کیا امیر ہونیاد نے جو ہنگری فوجوں کا سپہ سالار تھا پہنچ کر مدافعت کی۔ ایسی سخت جنگ ہوئی کہ جس میں بیس ہزار ترک شہید ہو گئے۔ اور باقی ہزیمت اٹھا کر واپس آئے مراد نے پھر اسّی ہزار فوج بھیجی۔ مگر ہونیاد نے اس کو شکست دے دی اور اس کے سپہ سالار شہاب الدین کو گرفتار کر لیا۔

ہونیاد کی شجاعت کی شہرت سن کر پوپ نے یورپ میں جنگ صلیبی کا اعلان عام کیا جس کی وجہ سے ہنگری کے علاوہ پرشیا، پولینڈ اور سربیا وغیرہ کے جنگ جوق جوق جمع ہو گئے، ہونیاد نے ان سب کو ساتھ لے کر چڑھائی کی اور نیش میں پہنچ کر سلطان کو شکست دے دی۔ ایشیائے کوچک میں امیر قرہ مان نے موقع دیکھ کر بغاوت کر دی اور بروصہ کا محاصرہ کر لیا۔ مراد نے مجبوراً ہونیاد کے ساتھ مصالحت کی جس میں فلاخ کی آزادی کو بحال کیا۔ اور اس پر سے اپنی سیادت اُٹھا لی۔ سربیا کے مفتوحہ مقامات واپس کئے اور ہنگری سے دس سال تک جنگ نہ کرنے کا عہد لکھا۔

اسی زمانے میں اس کا بڑا بیٹا علاء الدین انتقال کر گیا۔ ان پے در پے حادثوں کا اس کے اوپر ایسا اثر ہوا کہ اس نے اپنے بیٹے محمد کو جس کی عمر ۱۲ سال کی تھی تخت پر بٹھا دیا اور خود ولایت آیدین میں جا کر گوشہ نشین ہو گیا۔ لیکن چند مہینے بھی گذرنے نہیں پائے تھے کہ ۸۴۸ھ میں شاہ ہنگری نے پوپ کے ایک فرستادہ کاردینال نامی کے اغوا

ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ بدعہدی کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے بلا لحاظ پیمان کے بلغاریا پر جو عثمانی قبضے میں تھی حملہ کر دیا۔ مراد کو وزرا کے اصرار سے ناچار گوشۂ خلوت سے نکلنا پڑا اس نے فوج لے جا کر مقام ورنہ میں جو بحر اسود کے کنارے پر ہے بدعہدوں کو شکست دی شاہ ہنگری مقتول ہوا۔ اور کارڈینال بھی جو اس فتنے کا اصل بانی تھا۔ ہونیاد کی شجاعت اس روز کچھ کام نہ آئی۔ ہزیمت خوردہ فوج کے ساتھ بھاگا اور ترکوں نے بے شمار مال غنیمت پایا۔

اس فتح کے بعد سلطان نے پھر محمد کو تخت پر بٹھا دیا۔ اور خود گوشہ نشین ہو گیا مگر انکشاریہ کی بغاوت کی وجہ سے دوبارہ بلایا گیا۔ ان کو قابو میں لانے کے بعد یونان میں مورہ کی طرف رُخ کیا۔ اسی جنگ میں قلعہ کورنتہ کے محاصرے میں جو رومیوں نے مدافعت کے لئے بنایا تھا ترکوں نے پہلی بار توپ کا استعمال کیا۔

البانیا میں اسکندر بک کی سرکشی بڑھتی جاتی تھی اور گو اس نے خاص سلطانی محل میں تربیت پائی تھی مگر ہونیاد کے بعد دولت علیہ کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ مراد نے چڑھائی کی۔ دو شہر بھی فتح کر لئے مگر اسی درمیان میں ہونیاد بہت بڑا صلیبی لشکر جو یورپ کے مختلف ملکوں سے جمع ہوا تھا لے کر قوصوہ کی طرف آیا۔ مراد نے پلٹ کر مقابلے میں صف آرائی کی اور ۸۵۲ھ میں اس پر اسی طرح فتح حاصل کی جس طرح ۷۹۱ھ میں بایزید نے۔ اسی میدان میں شاہ سربیا پر حاصل کی تھی۔

اس جنگ میں صلیبیوں کی ناکامی کا بڑا سبب اُن کا تعصب تھا، اہل ہنگری و پولینڈ رومی کلیسا کے تابع تھے اور سربیا والے یونانی چرچ کے۔ شاہ سربیا نے ہونیاد سے پوچھا کہ اگر تم کو فتح حاصل ہو گئی تو کیا کرو گے؟ اس نے جواب دیا کہ سب کو کیتھولک بنا کر چھوڑوں گا۔ پھر اس نے یہی سوال مراد کے پاس بھیجا۔ مراد نے لکھا کہ میں ہر مسجد کے پہلو میں ایک کنیسہ بنوا دوں گا کہ جس کا جی چاہے مسجد میں آئے اور جس کا جی چاہے کنیسہ میں

جائے۔ اس وجہ سے شاہ سربیا نے متعصب کیتھولکوں پر مسلمانوں کو ترجیح دی۔ اور اس کا ساتھ چھوڑ دیا جس کی وجہ سے ہزیمت ہوئی۔

اس فتح کے بعد مراد نے پھر البانیا پر فوج کشی کی اور اسکندر بک کو محصور کر لیا۔ اس نے مجبور ہو کر سالانہ خراج دینا منظور کیا اور عہد نامہ لکھ دیا۔ مراد ادرنہ واپس آیا اور ۸۵۵ھ میں انتقال کر گیا

(۷) محمد ثانی فاتح

سلطان محمد کی ولادت ۲۶ رجب ۸۳۳ھ میں ہوئی تھی۔ اس کے باپ نے دو بار اس کو تخت نشین کرا کے گوشہ نشینی اختیار کی۔ مگر دشمنوں کے مقابلے کے لئے پھر اس کو واپس آنا پڑا۔ اس کے انتقال کے بعد ۸۵۵ھ میں تیسری بار تخت پر بیٹھا۔ ہمسایہ سلطنتوں کی طرف سے سفراء مبارک باد کے لئے آئے۔ ایشیائے کوچک میں طربزون اور قرہ مان کی ریاستیں دل کو خلفشار کے موجب تھے، اس وجہ سے قرہ مان کو سلطنت عثمانی میں داخل کر لیا اور طربزون پر سالانہ خراج لگایا۔

فتح قسطنطنیہ باپ کی وصیت کے مطابق چونکہ قسطنطنیہ کو فتح کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اس لئے پہلے باسفورس کے یورپی ساحل پر ایک حصار اس حصار کے مقابلے میں جو ایشیائی کنارے پر سلطان بایزید نے بنایا تھا تعمیر کرایا۔ پھر محاصرہ کا کل سامان تیار کیا۔ ہنگری کے ایک صناع سے بڑی توپیں بنوائیں جن کے کھینچنے کے لئے ساٹھ، ساٹھ جوڑ بیل لگتے تھے۔ دوسرے سال ادرنہ سے خود لاکھ ہزار فوج لے کر چلا اور امیر بالطہ اوغلی کی قیادت میں جنگی کشتیاں روانہ کیں کہ سمندر کی طرف سے محاصرہ رکھے لیکن وہاں قیصر کی امداد کے لئے جینوا کے جہاز آ گئے تھے نیز رومیوں نے غلطہ سے استانبول تک حفاظت کے لئے سمندر میں زنجیریں باندھ دی تھیں۔ ترکی بیڑے نے مقابلہ کیا مگر شکست کھا گیا۔ اس وجہ سے سلطان محمد نے خشکی میں چھ میل تک لکڑی کے تختے ڈال کر روغن اور چربی سے ان کو چکنا کیا اور راتوں رات ۸۰ کشتیاں تختے قاسم سے گذار کر قسطنطنیہ کی فصیل کے

Marfat.com

نیچے پہنچا دیں۔ بری فوج نے مناسب فاصلے پر توپیں نصب کیں۔

سلطان ۲۹ مئی ۱۴۹۳ء کی صبح کو عام حملے کا وقت مقرر کیا تھا۔ اس رات تمام معسکر میں چراغاں رہا۔ اور ساری فوج دعا اور عبادت میں مصروف رہی صبح ہوتے ہی فصیل کی طرف بڑھی۔ رومیوں نے نہایت ہمت اور پامردی سے مدافعت کی۔ یہاں تک کہ قیصر قسطنطین اسی جنگ میں مارا گیا۔ لیکن اس ناقابل تسخیر شہر کے فتح ہونے کا وقت آچکا تھا۔ فصیل توپ کے گولوں سے ٹوٹی اور کشتیوں سے سپاہی نکل کر اندر داخل ہو گئے، سلطان انکشاری فوج کے ساتھ تھا، جس وقت مشہور کنیسہ ایاصوفیا کے دروازے پر پہنچا اس میں اذان دلوائی اور ظہر کی نماز پڑھی اس وجہ سے یہ کنیسہ جامع مسجد ہو گیا۔

سلطان نے رومیوں کے ساتھ نہایت نرم برتاؤ کیا۔ ان کے دینی معاملات میں مطلق دخل نہیں دیا اور پوری مذہبی آزادی بخشی۔ ایک بطریرک کی کرسی نصب کر کے ان کے معاملات اس کے متعلق کر دیئے اور بجز چند کنیسوں کے جو مسجدوں میں تبدیل ہو چکے تھے سب ان کو دے دیئے نیز راہبوں اور کشیشوں کو ہر قسم کی خدمات اور محصولات سے مستثنیٰ کر دیا یہ خبریں سن کر جو رومی خوف کی وجہ سے وہاں سے بھاگ گئے تھے واپس آکر پھر آباد ہو گئے اور امن و آسائش سے رہنے لگے۔

اس فتح[۵] عظیم کی خوشی میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق ہوئی

---

[۵] وان کریمر نے لکھا ہے کہ ابتدا سے محمد فاتح کے عہد تک قسطنطنیہ پر ۲۹ حملے ہوئے جن کی تفصیلات بھی اس نے درج کی ہیں۔ ہمارے مورخوں کے بیان کے مطابق مسلمانوں کے حملے نو بار ہوئے۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جیسا کہ صحیح بخاری و دیگر کتب و حدیث میں مروی ہے کہ "میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر حملہ آور ہوگا اسکو اللہ نے بخشدیا ہے" نیز یہ بھی کہدیا تھا کہ "تم ضرور قسطنطنیہ فتح کر لوگے اور وہ فاتح فوج بھی خوب ہے اور اسکا امیر بھی خوب ہے"۔ یہ روایت امام حاکم اور امام احمد بن حنبل کی مسند اور ابن عبد البر کی استیعاب میں ہے

Marfat.com

تھی تمام عالم اسلامی میں جشن منایا گیا اور ہر طرف سے ملوک وسلاطین وعلما وشعرا نے سلطان کو مبارکباد بھیجی "بلدۃ طیبۃ" جو قرآنی آیت کا ٹکڑا ہے اس فتح کی تاریخ ہوئی، سلطان نے اس وقت سے اسی کو دارالخلافہ قرار دیا اور حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مزار پر ایک جامع مسجد تعمیر کرائی جس میں سلاطین عثمانیہ کی تاج پوشی کی رسم ادا کی جانے لگی۔

سلطان محمد کی عمر اس وقت ۲۶ سال کی تھی یعنی سکندر اعظم سے جب اس نے گرانیکوس کی مہم سر کی ہے تین سال زیادہ اور نپولین اول سے جب اس نے معرکہ لودی میں کامیابی حاصل کی ہے تین سال کم۔

دیگر فتوحات

۸۶۱ھ میں سربیا کے بادشاہ کے مرجانے پر اس کے بیٹوں میں نزاع پیدا ہوئی۔ سلطان نے اس کو اپنی سیادت میں لے لیا۔ وہاں سے بلغراد کی طرف بڑھا۔ ہونیاد نے سخت مقابلہ کیا، جس میں ۲۴ ہزار ترک شہید ہو گئے۔ خود سلطان بھی مجروح ہوا۔ اور بے نیل مرام واپس آیا مگر ہونیاد اس قدر زخمی ہوا تھا کہ جان بر نہ ہو سکا اور بیس روز کے بعد مرگیا۔ اس کی موت سے عثمانیوں کے سب سے بڑے دشمن کا خاتمہ ہو گیا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۸) چنانچہ پہلا لشکر امیر معاویہ نے ۴۸ھ میں بحر و بر دونوں راستوں سے سفیان بن عوف اور یزید بن معاویہ کی قیادت میں بھیجا بعض صحابہ کرام مثلاً حضرت ابوایوب انصاری میزبان رسولؐ عبادہ بن صامت، ابوالدرداء، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم جو اسوقت زندہ تھے موعودہ مغفرت حاصل کرنے کے لئے مدینہ سے آکر اس میں شریک ہو گئے تھے حضرت ابوایوب انصاری دوران محاصرہ ہی میں وفات پا گئے اور قسطنطنیہ کی فصیل کے متصل دفن کئے گئے۔

دوسرا حملہ ۹۸ھ میں سلیمان بن عبدالملک کے عہد میں ہوا، تیسرا ہشام کے عہد ۱۲۱ھ میں۔ چوتھا مہدی عباسی کے زمانہ ۱۶۵ھ میں بقیادت ہارون الرشید، پانچواں ملک شاہ سلجوقی کا، چھٹا اور ساتواں بایزید ایلدرم کا، آٹھواں مراد ثانی کا ۸۲۵ھ میں۔ اور نواں یہی آخری حملہ محمد ثانی کا تھا جس میں یہ شہر فتح ہو گیا۔

Marfat.com

۸۶۳ھ میں موره اور پھر لوسینیا کو فتح کیا۔ ایشیا میں طربزوں اور اسفند یار دونوں ریاستیں سلطنت میں شامل کرلی گئیں۔

سلطان نے بیڑہ کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کی اور اس کو اس قدر قوی بنایا کہ جینوا اور وینس کے بیڑوں سے جو اس وقت نامور تھے ترکی بیڑہ فائق تر ہو گیا۔

۸۷۸ھ میں حسن اوزون نے جو فرات سے آمودریا تک قابض تھا عثمانی حدود میں تاخت وتاراج شروع کی۔ سلطان نے خود پہنچ کر آذربیجان کے متصل اس کو ایسی شکست دی کہ پھر وہ کبھی مقابلہ میں نہ آیا۔

۸۸۳ھ میں البانیہ کے قلعہ جات کر دیا اور اشقودرہ کو لیا پھر ہنگری کیطرف فوج بھیجی جس نے ٹرانسلوانیا کو فتح کیا۔ وہاں کاونٹ کنیٹس نے پہنچ کر ترکوں کو شکست دی جس میں وہ کثرت سے قتل اور گرفتار ہو گئے، ہنگریوں نے عداوت کے وحشیانہ جوش میں اسیروں کو قتل کرکے ان کی نعشوں پر فرش بچھا کر کھانے کھائے پوپ نے "بطل ابیض" ہونیادی کی جگہ پر کاونٹ مذکور کو "حامی دین" کا خطاب دیا۔

۸۸۵ھ میں جزائر بحر روم فتح کرتے ہوئے سلطانی ارادے کے مطابق صدر اعظم کدک احمد پاشا رومہ پر قبضہ کرنے کے لئے بڑھا۔ لیکن صرف اوترانت کو فتح کرکے رک گیا۔

ارض مقدس سے نکالی ہوئی جماعت قدیس یوحنا اور شلیبی کے رہبانوں کا مرکز رودس میں تھا۔ یہ ہمیشہ یورپ کو صلیبی جنگ کے لئے بھڑکاتے رہتے تھے ترکی بیڑہ نے تین مہینے تک اس جزیرہ کا محاصرہ رکھا لیکن فتح نہ ہوسکا۔

وفات ۴ ربیع الاول ۸۸۶ھ میں سلطان محمد نے وفات پائی قسطنطنیہ میں شاہی مقبرہ کے لئے جو زمین اس نے متعین کی تھی اس میں دفن ہوا۔

سلطان محمد سلاطین عثمانیہ میں نہ صرف فتح قسطنطنیہ بلکہ انتظامات کے لحاظ سے بھی ممتاز ہے۔ اس کے عہد میں سارے ملکی اور فوجی دفاتر نئے سر سے مرتب کئے گئے اور

Marfat.com

جدید قوانین وضع ہوئے لیکن تعزیرات میں بجائے شرعی حدود کے جرمانے رکھے گئے مکاتب ومدارس کثرت سے قائم ہوئے اور متعدد جوامع تعمیر ہوئیں۔

(۸) بایزید ثانی

سلطان محمد ثانی کے بعد اس کا بڑا بیٹا بایزید ۸۸۶ھ میں سریر سلطنت پر آیا۔ اس کے بھائی امیر جم نے بروصہ پر قبضہ کر کے اپنی سلطنت کا اعلان کر دیا۔ اختیاری فوج مقابلہ کے لئے بھیجی گئی۔ جم شکست کھا کر بھاگا اور مصر میں پہنچا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد روڈس کی صلیبی جماعت کے پاس چلا گیا۔ ان لوگوں نے سلطان کو لکھا کہ اگر چالیس ہزار دوک سالانہ اس کے گذارہ کیلئے مقرر کر دیا جائے تو ہم اس کو اپنی حفاظت میں رکھیں گے۔ سلطان نے منظور کیا۔

اہل روڈس نے اس قول کو وفاداری کے ساتھ نباہا اور باوجود شاہ ہنگری وجرمنی کی کوششوں کے بھی جو امیر جم کو مانگتے تھے تاکہ اس کے ذریعے سے ترکی سلطنت میں فتنے برپا کریں اس کو نہیں دیا۔ اور جب زیادہ دباؤ پڑا تو پوپ نوسان ہشتم کے پاس امانتاً روما میں بھیج دیا پوپ بھی اس کا سالانہ وظیفہ سلطان سے منگاتا رہا۔ ایک بار یہ بھی لکھا کہ اگر سلطان تین لاکھ دوک دیدے تو اس حریف سے اس کو ہمیشہ کے لئے نجات مل سکتی ہے جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہوئے کہ اس قدر رشوت لے کر وہ اس کو ہلاک کرنے کے لئے تیار ہے

اسی دوران میں شارل ہشتم شاہ فرانس نے قسطنطنیہ واپس لینے کے لئے لشکر کشی کی اس کا خیال تھا کہ اطالیہ اور سواحل ایڈریاٹک پر وینس سے گذرتا ہوا وہاں تک پہنچ کر فتح کرے گا۔ لیکن یہ سلطنتیں مختلف وجوہ سے اس کے راستے میں حائل ہوگئیں اس لئے پہلے اس نے روما کا محاصرہ کیا اور امیر جم کو لے لیا۔ مگر پوپ نے حوالگی سے پہلے اس کو ایک بطیئی الاثر زہر پلا دیا تھا جس کے اثر سے چند دنوں کے بعد وہ مر گیا۔ شارل نے اس کی نعش آستانہ میں بھیج دی جو بروصہ میں دفن کرائی گئی۔

فتوحات | بایزید امن پسند اور صلح جو تھا۔ اس وجہ سے اس کے زمانے میں قابل ذکر

Marfat.com

فتوحات نہ ہوسکیں سلطان محمد کے عہد میں پورا بلقان فتح ہو چکا تھا ۔صرف بلغراد رہ گیا تھا جس پہ ہنگری قابض تھی ، بایزید نے ہر چند کوشش کی مگر اس کو نہ لے سکا ۔

مصریوں نے ادنہ اور ترسوس دو عثمانی شہروں پر جوان کے حدود کے متصل تھے قبضہ کرلیا تھا ۹۱ھ میں بایزید نے فوجیں جمع کرکے مصر پر چڑھائی کا ارادہ کیا مگر بائے تونس نے بیچ میں پڑکر اسلامی ہمدردی کے باعث باہم صلح کرادی ۔

حسن اوزدن کے انتقال کے بعد شاہ اسماعیل صفوی نے ایران میں شیعی حکومت قائم کرلی تھی اور نہایت زور شور کے ساتھ اس مذہب کی ترویج کر رہا تھا ۔ اس کے اعوان میں سے ایک شخص شاہ قول نامی اناطولیہ میں آیا اور باشندوں میں تشیع پھیلا کر بغاوت پر آمادہ کرنے لگا اناطولیہ کے امیر نے اس کو وہاں سے نکال دیا اس نے کوتاہیہ میں پہنچ کر اپنا جتھا قائم کیا ۔ صدر اعظم نے علی پاشا کو ایک فوج دے کر مقابلے کے لئے بھیجا ، جنگ میں شاہ قول اور علی پاشا دونوں مارے گئے ۔

یورپ بایزید ہی کے عہد میں دولت علیہ کے تعلقات یورپین سلطنتوں کے ساتھ شروع ہوئے ۹۰ھ میں پہلا روسی سفیر ماسکو سے تحفے اور ہدیے لے کر آیا اور اپنے ملک کے تاجروں کے لئے عثمانی قلمرو میں چند امتیازات حاصل کئے ۔

سلطنت پولونیا سے بھی اسی سال بغدان (رومانیہ کا ایک حصہ) کے متعلق عہد نامہ ہوا ۔ اہل بغدان نے دولت علیہ کی سیادت قبول کی اور ہنگری کا قبضہ وہاں سے اٹھا دیا ۔

ڈیوک میلانو ، جمہوریہ فلارنسا نیز پوپ اسکندر سادس نے بھی دوستی کا ہاتھ عثمانی سلطان کی طرف بڑھایا تاکہ اس کی بری اور بحری قوتوں سے اپنے مخالفوں کے مقابلے میں امداد حاصل کرسکیں ۔

جمہوریہ وینس ترکوں کے مخالف تھی اس وجہ سے بایزید نے اس پر فوج کشی کی ۔ ترکی بیڑہ نے بعض یونانی جزائر جو وینس کے قبضہ میں تھے فتح کرلئے ۔ اور بری فوجیں بوسنہ میں داخل ہوگئیں

Marfat.com

اہل وینس نے شاہان یورپ اور پوپ کی مدد سے جزیرہ مدللی کا محاصرہ کیا لیکن ترکوں نے شکست دی۔ اور روڈسٹو پر بھی قابض ہوگئے۔ اسی درمیان میں سلطان کے بیٹوں کی بغاوت کی وجہ سے اندرونی اضطراب پیدا ہوگیا جس کی وجہ سے صلح کرلینی پڑی ورنہ وینس کے بقیہ حصے بھی فتح ہوجاتے۔

اندلس بایزید ہی کے عہد میں اندلس کے مسلمان اپنی شامت اعمال سے عیسائیوں کے ہاتھوں تباہ ہوئے۔ آخری دولت غرناطہ بنی احمر نے اس مصیبت میں بایزید سے مدد مانگی لیکن اس نے کچھ زیادہ توجہ نہ کی صرف ایک معمولی بیڑہ امیر البحر کمال کی قیادت میں بھیج دیا۔

عزلت بایزید کے تین بیٹے تھے جن میں سے بڑے بیٹے احمد کو وہ تخت نشین کرنا چاہتا تھا لیکن انکشاریہ اس سے رضی نہیں تھے۔ اس لئے انھوں نے شاہزادہ سلیم کو جو جنگ جو، بہادر اور ان میں ہر دل عزیز تھا ۹۱۸ھ میں سلطان بنا دیا بایزید مجبوراً تخت چھوڑ کر گوشہ نشینی کے ارادے سے روانہ ہوا۔ مگر راستہ ہی میں انتقال کرگیا

بعض مورخوں کا خیال ہے کہ اس خوف سے کہ کہیں یہ بھی سلطان مراد کی طرح پھر تخت پر واپس نہ آجائے اس کو زہر دے دیا گیا تھا

سلطان بایزید نیک مزاج، علم دوست اور صوفی منش تھا۔ بعض لوگ اس کو بایزید ولی کہتے تھے، اس کا وزیر داؤد پاشا بھی اسی قسم کا نیک نہاد شخص تھا۔

(۹) سلیم اول

بایزید کے انتقال کے بعد سلیم ادرنہ میں گیا۔ وہاں سفراء دول نے اس کو سلطنت کی مبارک باد دی احمد اور کرکود اس کے دونوں بھائی بڑی بڑی جمعیتوں کے ساتھ تخت حاصل کرنے کے لئے اٹھے۔ مگر سلیم نے شکست دے کر دونوں کو گرفتار کرلیا اور قتل کرڈالا۔

Marfat.com

شاہ اسماعیل ایران میں شاہ اسماعیل صفوی کا نفوذ اور اثر بڑھ رہا تھا۔ اس نے شروان کو فتح کر کے تبریز کو مرکز بنایا تھا، نیز خراسان، دیار بکر، اور عراق عرب پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ عثمانیوں کی طاقت توڑنے کے لئے سلیم کے مقابلے میں اس نے احمد کو مدد دی، نیز مصریوں کے ساتھ ترکوں سے لڑنے کے لئے معاہدہ کیا اور خود اناطولیہ میں اپنے گماشتے بھیجے کہ لوگوں کو تلقین کر کے سنی ترکوں سے منحرف کر دیں۔

سلیم ان حالات سے بے خبر نہ تھا۔ اس نے سب سے پہلے سرحدی علاقے میں ان لوگوں کو جو شیعہ ہو گئے تھے اور جن کی تعداد چالیس ہزار بیان کی جاتی ہے اچانک قتل کرا دیا[۵۱] اور پھر ایران پر لشکر کشی کی، شاہ اسماعیل نے مقام چالدیران میں ترکی توپوں کے سامنے شکست کھائی اور ۹۲۰ھ میں ترک تبریز میں داخل ہو گئے۔ سلیم تین مہینے وہاں رہا۔ اپنے دربار کے مشہور عالم ملا ادریس کو دیار بکر میں بھیجا جن کے سمجھانے سے اکثر کرد قبیلوں نے اطاعت اختیار کر لی۔

ریاست ذوالقدریہ کے امیر نے جو مصریوں کے ماتحت تھا ترکی افواج کے راستہ میں رکاوٹیں ڈالی تھیں۔ اس لئے اس کو گرفتار کرایا اور اس کا سر کاٹ کر سلطان مصر قانصوہ غوری کے پاس بھیج دیا۔ غوری نے سفیر بھیج کر مطالبہ کیا کہ حسب دستور سابق ذوالقدریہ میں خطبہ اس کے نام کا پڑھا جائے۔ سلیم نے جواب دیا کہ میں آتا ہوں اگر چہ کسی میں ہمت ہی تو وہ مصر میں اپنے نام کے خطبے کی حفاظت کرے۔

فتح مصر سلیم نے ساز و سامان درست کر کے پوری قوت کے ساتھ مصر پر چڑھائی کی مقام مرج دابق میں مصریوں نے ہزیمت اٹھائی اور غوری گھوڑے سے

---

۵۱ مذہبی تعصب کی یہ مثال یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سلیم باوجود اس قدر خون ناحق بہانے کے بھی ترکوں کے نزدیک عادل ہی رہا۔

Marfat.com

گرکر ہلاک ہوا۔ سلیم شام اور فلسطین پر قبضہ کرتا ہوا صحرا کی راہ سے مصر پہنچا۔ سلطان طومان بائے نے جو غوری کے بعد تخت پر بیٹھا تھا مدافعت کی لیکن ترک قاہرہ میں داخل ہو گئے۔ طومان بائے گرفتار ہوا۔ اور چند روز کے بعد سولی پر چڑھا دیا گیا۔ اس وقت سے مملکت مصر عثمانی قلمرو میں داخل ہو گئی۔

سلیم نے قاہرہ میں ایک مہینے رہ کر وہاں کے امرا، علما اور اعیان کو انعام و اکرام سے خوش کیا اور آثار و مقابر کی زیارتیں کیں۔

خانۂ کعبہ کے محمل کے جلوس میں بھی شریک ہوا۔ اور خدام حرم کے لئے صرۂ ہمایونی بھیجا شریف مکہ ابوالبرکات نے فتح مصر کی تہنیت اور خانہ کعبہ کی کنجی بھیجی۔ اس وقت سے سلیم نے "خادم الحرمین الشریفین" کا لقب اختیار کیا۔ جو اس کے جانشینوں میں متوارث چلا آیا۔

ملک مصر کا سارا انتظام مکمل کر کے خیر بک کو جو غوری کے امراء میں سے تھا وہاں کا والی بنایا اور ۷ رجب ۹۲۳ھ کو واپس چلا۔ راستے میں صحرائے عریش میں صدر اعظم یونس پاشا سے جو حملہ مصر کا مخالف تھا فرمایا کہ دیکھا! اللہ تعالیٰ نے کیسی کامیابی عطا فرمائی اس نے کہا بیشک لیکن اس نقصان سے بچنے کی کیا صورت ہے کہ نصف ترکی آج آپ نے اس خیانت کار خیر بک کے ہاتھ میں چھوڑ دی ہے جو نہ معلوم کس وقت اس کو ذبح کر کے مصر پر متغلب ہو جائے سلیم کو یہ سننے کی تاب کہاں تھی۔ برافروختہ ہو کر فوراً اس کو قتل کرا دیا اور پیر محمد پاشا کو جس کی رائے سے مصر پر چڑھائی کی تھی۔ صدر اعظم مقرر کر دیا۔

رمضان کے مہینے بھر دمشق میں قیام کیا۔ وہاں شیخ محی الدین ابن عربی کی قبر پر جامع مسجد تعمیر کرائی اور بڑی شان کے ساتھ اس میں پہلا جمعہ ادا کیا۔

خلافت ۲۴ رجب ۹۲۴ھ کو آستانہ پہنچا۔ متوکل علی اللہ ثالث آخری خلیفہ عباسی کو مصر سے اپنے ساتھ لیتا گیا تھا۔ خلیفہ مذکور نے جامع ایا صوفیا میں خلافت اور اس کے تبرکات یعنی سیف، علم اور ردا، نبوی سلطان سلیم کے حوالہ کر دئے۔ اس وقت

Marfat.com

سے خلافتِ اسلامی آلِ عثمان کے ہاتھوں میں آگئی۔

یورپ سلطنت اسپین کی طرف سے سفیر نے آکر درخواست کی کہ قدس شریف میں حسب دستور اسپین کے عیسائیوں کو زیارت کی آزادی رہے۔ اس کے مقابلے میں جو رقم سالانہ ہم مصری حکومت کو دیتے تھے دولت علیہ کے خزانے میں بھیجتے رہیں گے۔ سلطان نے اس کو منظور فرمایا۔ جمہوریہ وینس کی طرف سے بھی جزیرہ قبرص کا دو سال کا خراج جو باقی تھا وصول ہوا

اس فرصت میں سلیم جزیرہ روڈس کو فتح کرنے کے لئے بحری اور ایران پر لشکرکشی کرنے کے لئے بری فوجیں تیار کر رہا تھا۔ مگر زندگی نے وفا نہ کی اور ۸ شوال ۹۲۶ھ کو انتقال کر گیا۔ عمر ۵۴ سال تھی۔

سلطان سلیم خونریز اور سفاک تھا۔ لڑائیوں میں اس کی شجاعت اور دلاوری ضرب المثل تھی اور انصرام مہمات میں نظیر نہیں رکھتا تھا۔ اس کے انتظام اور رعب کی وجہ سے اس کے عہد میں کوئی بغاوت نہیں ہوسکی۔ صرف ایک بادشاہ اسمٰعیل کے مریدوں میں سے ایک شخص جلال نامی نے اناطولیہ میں آکر مہدویت کے ادعا سے کچھ لوگوں کو گمراہ کرکے فتنہ برپا کیا تھا۔ سلیم نے علی بک شہسوار کو ایک دستے کے ساتھ بھیج دیا۔ جس نے جلال کو قتل کرکے اس کی جماعت کو منتشر کر دیا۔

افسوس یہ ہے کہ شاہ اسمٰعیل کو تشیع بلکہ رفض میں غلو تھا۔ اور سلیم کو تسنن بلکہ حنفیت میں انہماک، اس مذہبی تعصب کی وجہ سے دونوں میں عداوت پیدا ہوگئی جس سے باہمی جنگوں کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہوا جو نسلاً بعد نسل چلا آیا، کاش اگر یہ دونوں اسلامی اخوت کی حقیقت سمجھ کر اس وقت متحد ہو جاتے تو آج دنیا کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا

سلیم کو فارسی ادبیات سے ذوق تھا اور ترکی زبان میں اچھے شعر لکھتا تھا۔

(۱۰) سلیمان اعظم قانونی

سلیمان کی ولادت ۹۰۰ھ میں ہوئی تھی۔ سلیم کی وفات کے وقت یہ صاروخان میں

Marfat.com

تھا۔ ۷ار شوال ۹۲۶ھ کو قسطنطنیہ میں پہنچ کر تخت نشین ہوا۔

بغاوت شام غزالی ذی جو قانصوہ غوری کے امرا میں سے تھا اور جس کو سلطان سلیم نے شام کا والی مقرر کر دیا تھا اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ اور خیر بک والی مصر کو لکھا کہ ہم قسطنطنیہ سے بہت دور ہیں۔ یہاں تک سلطان کی دسترس مشکل سے ہو سکتی ہے۔ اس لئے تم بھی میرا ساتھ دو۔ اس نے جواب دیا کہ اگر تم حلب فتح کر لوگے تو میں بھی شریک ہو جاؤں گا۔

سلیمان نے فرہاد پاشا کو نظامی فوج کے ساتھ بھیجا، غزالی اس وقت حلب کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ فرہاد پاشا نے ، صفر ۹۲۷ھ میں اس کا سر کاٹ کر قسطنطنیہ بھیج دیا۔

فتوحات سلیمان نے شاہ ہنگری کے پاس جزیہ کے مطالبہ کے لئے سفیر بھیجا اس نے سفیر کو قتل کر ڈالا۔ اس وجہ سے اس پر چڑھائی کی، ۲۵ر رمضان ۹۲۷ھ میں بلغراد کو فتح کر لیا۔ چونکہ سارے بلقان میں یہی ایک ایسا قلعہ تھا جو عثمانیوں کے قبضے سے باہر تھا۔ اور جنگی اہمیت کے لحاظ سے نہایت وقیع۔ اس لئے اس کی فتح کی خوش خبری ملکوں ملکوں بھیجی گئی۔ شہنشاہ روس اور رئیس جمہوریہ وینس نے اس کامیابی پر تہنیت کے پیام بھیجے

روڈس یوحنا اور شلیبی کی جماعت جو ارض مقدس سے بزور تیغ نکالی گئی تھی روڈس میں آکر مقیم ہو گئی تھی۔ اور مسلمانوں کے خلاف جنگ و غارت گری کرتی تھی سلاطین عثمانیہ عرصے سے خواہش رکھتے تھے کہ اس پر قبضہ کر لیں تاکہ ان کا خطرہ جاتا رہے اور غنیم کے جہازوں کو وہاں پناہ نہ مل سکے۔ فتح مصر کے بعد سے اس کی ضرورت مصر کے ساتھ بحری مواصلات کی غرض سے اور بڑھ گئی تھی۔ سلیمان نے وہاں کے امراء کو لکھا کہ جزیرہ خالی کر کے چلے جاؤ۔ تمھاری جان و مال سے کچھ تعرض نہیں کیا جائے گا۔ لیکن وہ لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس لئے سلیمان خود بڑھ لے کر گیا۔ محاصرہ سے مجبور ہو کر انھوں نے نکلنا منظور کیا۔ سلیمان نے اپنی فوج وہاں سے ایک میل دور ہٹالی اور بارہ دن کی مہلت دی جس میں وہ اپنا مال و اسباب لے کر جزیرہ مالٹہ میں چلے گئے

کریمیا ۹۲۹ھ میں کریمیا کے فرمانروا محمد گرائی خاں کے دونوں بیٹوں غازی اور بابا نے مل کر اس کو قتل کر ڈالا جس کی وجہ سے وہاں فتنہ برپا ہو گیا۔ دولت علیہ نے جس کی سیادت اس پر برائے نام تھی اس موقع پر اس کو عثمانی ولایت بنا لیا۔

ہنگری اس زمانے میں شارلکان یورپ میں سب سے بڑا بادشاہ تھا۔ جو اسپین کے ساتھ جرمنی اور ہالینڈ کا بھی مالک تھا اور جنوبی اطالیہ کے بڑے حصے پر قبضہ رکھتا تھا جمہوریہ فلارنس اور جینوا اس کی تابع تھیں۔ اور جزائر منارکا اور سسلی بھی۔ فرانس کے بادشاہ فرانسیس اول نے اطالیہ کے صوبہ میلان کے لئے اس کے ساتھ جنگ کی جس میں شکست کھائی۔ باوجود اس کے کہ پوپ کے دربار میں فرانس سب سے اہم کیتھولک سلطنت تھی جس نے یورپ میں اسلامی پیش قدمی کو روکنے کا حلف اٹھایا تھا۔ لیکن مجبوراً فرانسیس کو دولت علیہ سے مدد مانگنی پڑی۔

چونکہ شارلکان ترکوں کا سخت دشمن تھا اس وجہ سے سلیمان نے فرانسیس کی امداد مناسب سمجھی اور ایک لاکھ فوج اور تین سو توپیں لے کر شارلکان کی طرف بڑھا۔ اسی حملے میں ہنگری کو فتح کر کے سلطنت عثمانی میں شامل کیا۔

ویانا شارلکان نے اپنے بھائی فرڈیننڈ کو آسٹریا کا بادشاہ بنا دیا تھا۔ اس نے ہنگری پر فوج کشی کر کے جابولائے کو جو سلطان کی طرف سے وہاں کا والی تھا شکست دیدی اور وہاں کے پایۂ تخت بودین (بوداپست) پر قابض ہو گیا۔ سلیمان نے ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر چڑھائی کی، بودین کو واپس لے کر پھر جابولائے کو وہاں کا والی بنایا اور آسٹریا میں بڑھکر ویانا کا محاصرہ کیا لیکن شدت سرما کی وجہ سے فتح نہ کر سکا۔ اور واپس چلا آیا۔ یہی یورپ میں سب سے آخری نقطہ تھا جس پر ترک پہنچے۔

بغداد شاہ طہماسپ پسر اسماعیل صفوی نے سلیمان کو یورپ کی جنگ میں مشغول پاکر عثمانی حدود میں دست درازی شروع کی اور تبریز پر قبضہ کر لیا۔ سلیمان نے سنہ ۹۴۰ھ میں لشکر کشی کی۔ وان اور ارجیش کے قلعے لیتا ہوا تبریز میں آیا۔ پھر وہاں سے عراق

Marfat.com

عرب میں پہنچ کر بغداد کو فتح کیا۔ چند روز اس میں قیام کر کے کربلا وغیرہ کی زیارتیں کیں اور امام ابو حنیفہ اور شیخ عبد القادر جیلانی کے مزارات تعمیر کرائے۔

الجزائر آستانہ واپس آنے پر باربروسہ[۵] خیر الدین پاشا نے جو جزائر کے ایک حصے پر قابض تھا۔ حاضر ہو کر اپنے مقبوضہ کو سلطنت عثمانی میں شامل کر لینے کی درخواست کی، سلیمان نے منظور کیا اور اس کو قبودان دریا کے نام سے عثمانی بیڑہ کا امیر بنا دیا شارلکان مشہور امیر البحر آندرہ دوریا نے اپنے بیڑہ کو لے کر تونس کو تاخت و تاراج کیا تھا، اور وہاں کے مساجد و معابد منہدم کر دیئے تھے، اس لئے سلیمان نے باربروسہ کی قیادت میں عثمانی اسطول روانہ کیا جس نے سواحل اطالیہ پر پہنچ کر آندہ دوریا کے بیڑہ کو شکست دی اور اترانت اور اس کے حوالی سے بے شمار مال غنیمت لیکر واپس آیا

ہند ۹۴۲ھ میں دہلی کے بادشاہ نے مغلوں کے مقابلے کے لئے اعانت چاہی نیز بہادر شاہ گجراتی کی طرف سے سفیر گئے۔ اور پرتگالیوں کے مقابلے میں جن کی غارت گری سے سواحل ہند کے اسلامی علاقے ویران ہو رہے تھے امداد کے طالب ہوئے۔ سلطان کے حکم سے سلیمان پاشا والی مصر ۷۰ جنگی کشتیاں جن میں بیس ہزار سپاہی اور بڑی بڑی توپیں تھیں لے کر روانہ ہوا۔ بحر احمر سے نکل کر پہلے اس نے عدن پر قبضہ جمایا۔ پھر سواحل گجرات پر آکر پرتگالیوں کے قلعے منہدم کئے۔ آخر میں اُن

---

[۵] باربروسہ ترکوں کا نامور امیر البحر روم کے جزیرہ مدللی کا باشندہ تھا جس کا پیشہ بحری قزاقی تھا۔ ایک بار یہ اور اس کا بھائی اور دج دونوں کچھ دنوں تک تونس میں رہ گئے اور وہاں مسلمان ہو گئے۔ اب بجائے مسلمانوں کے انھوں نے رومی کشتیوں کو لوٹنا شروع کیا۔ سلطان سلیم نے اُن کو دس کشتیاں عطا فرمائی تھیں۔ انھوں نے اپنی قوت بڑھا کر الجزائر کے ایک حصے پر قبضہ کر لیا۔ باربروسہ نے اپنی جرأت سے اندلس کے لاکھوں مصیبت زدہ مسلمانوں کو الجزائر میں لا کر بسا دیا۔

Marfat.com

کے سب سے بڑے مرکز دیو کا محاصرہ کیا لیکن اس کو فتح کئے بغیر اموال غنیمت لے کر واپس چلا گیا۔ اور عدن سے آگے بڑھ کر یمن کو فتح کر کے عثمانی ولایت بنا لیا۔

جزائر بحر روم

فرانس اور دولت علیہ میں فتح اطالیہ کے لئے باہم یہ معاہدہ ہوا۔ کہ عثمانی بیڑہ نیپل، سسلی اور سپین کی طرف سے حملہ آور ہو اور فرانس شمالی سمت سے۔ اس کے مطابق سلیمان نے اپنے بیڑہ کو روانہ کیا اور خود ایک لاکھ فوج لے کر البانیہ کی طرف بڑھا۔ لیکن چونکہ عام مسیحی رائے فرانسیس اول کے خلاف ہو گئی کہ اس نے اپنے ہم مذہبوں سے لڑنے کے لئے مسلمانوں کو حلیف بنایا ہے اس وجہ سے وہ نہیں آیا۔ اور جو منصوبہ تھا وہ پورا نہ ہو سکا ورنہ سارا اطالیہ دولت علیہ کے قبضے میں آجاتا۔

باربروسہ نے جزیرہ کارفور کا محاصرہ کیا مگر سفیر فرانس نے جس کو سلطانی دربار میں بہت در خور حاصل تھا بیچ میں پڑ کر ان کی طرف سے حربی ضمانت دلا دی اس لئے محاصرہ اٹھا لیا گیا۔ واپسی میں باربروسہ نے کریٹ وغیرہ اکثر جزائر فتح کر لئے۔ آندرہ دوریا ۱۶۷ جہاز لے کر مقابلے میں آیا۔ مگر شکست اٹھا کر واپس گیا۔

ان فتوحات سے اسپینی بیڑہ کا اقتدار جاتا رہا اور بحری سیادت ترکی بیڑہ نے لی۔ جس کی شہرت اقطار عالم میں پھیل گئی۔

۹۴۲ھ میں فرانس کے ساتھ ایک تجارتی عہد نامہ ہوا جس میں بوجہ حلیف ہونے کے فرنچ تجار کے لئے قلمرو عثمانیہ میں خاص مراعات منظور کی گئیں۔

ٹھیک اسی زمانے میں شاہ ایران طہماسپ شارلکان کے ساتھ معاہدے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن نہ ہو سکا۔

فرانس

۹۵۲ھ میں فرانسیس اول اور شارلکان میں پھر جنگ شروع ہوئی۔ اس وقت فرانس کی طرف سے موسیو لولان نامی سفیر آستانہ میں آ کر امداد کا طالب ہوا۔ سلیمان نے باربروسہ کو ایک بیڑہ کے ساتھ بھیج دیا۔ جس نے پہنچ کر نیس کا محاصرہ کیا

Marfat.com

اور فتح کرلیا۔ لیکن ترکی اور فرنچ افواج میں اختلاف ہو جانے کے باعث فتح کی تکمیل نہ ہوسکی۔ باربروسہ نے فرانس کی بندرگاہ طولون میں موسم سرما بسر کیا جس کا صرفہ ۸ لاکھ ریال فرانسیسی حکومت نے ادا کیا۔ اس کے بعد واپس چلا آیا قسطنطنیہ میں پہنچ کر ۹۵۳ھ میں باربروسہ نے انتقال کیا۔ اس کی جگہ پر طورغود پاشا۔ امیر البحر مقرر ہوا۔

اسی سال شارلکان نے بھی تحفے اور ہدیے بھیج کر مصالحت کی درخواست کی سلطان نے منظور کیا۔ پانچ سال تک جنگ نہ کرنے کا فریقین میں معاہدہ ہوا۔ بشرطیکہ تیس ہزار اشرفی خراج آسٹریا کی طرف سے سالانہ ادا ہوتا رہے۔

طہماسپ شاہ ایران نے ۹۶۰ھ میں حدود عثمانی میں پیش قدمی شروع کی سلیمان نے جاکر قرہ باغ کے متصل اس کو شکست دی۔ آخر میں شاہ مذکور نے قلعہ قرص دولت عثمانیہ کے حوالے کرکے صلح کرلی۔

طورغود پاشا نے اسی اثنا میں جزیرہ مالطہ کا محاصرہ کیا۔ اسی میں اس نے شہادت پائی جس کے بعد عثمانی بیڑہ بے نیل مرام واپس آگیا۔

وفات ۹۷۳ھ میں میکسیلین پسر فرڈیننڈ شاہ آسٹریا نے ہنگری کے مقام توکائے پر قبضہ کرلیا۔ سلیمان نے باوجود درد نقرس کے خود فوج کشی کی اور آسٹریا کے قلعہ سکتوار کا محاصرہ کیا۔ فتح سے چند روز پیشتر اس کا مرض بڑھ گیا اور ۳۰ صفر ۹۷۴ھ میں اس نے وفات پائی۔ عمر ۷۴ سال تھی

سلطان سلیمان ۴۸ سال تک تخت سلطنت پر متمکن رہا۔ چونکہ اس کے زمانے میں حکومت کے قوانین نئے سرے وضع کئے گئے اور فوج کی تقسیم اور اس کے مناصب کی ترتیب عمل میں آئی۔ اس وجہ سے وہ "قانونی" کے لقب سے مشہور ہوا۔ اس کا عہد دولت عثمانیہ کی تاریخ میں منتہائے کمال و اقبال کا عہد تھا جس میں مشرق اور مغرب میں فتوحات ہوئیں اور سلطنت کا دائرہ نفوذ اور اس کے اقتدار کا غلبہ دور دور تک پہنچ گیا۔ یہاں تک

Marfat.com

کہ وہ اس زمانے کی سب سے بڑی بری اور بحری طاقت ہوگئی۔ تین لاکھ جنگ آور فوجیں تھیں جن میں سے پچاس ہزار نظامی تھی۔ اور تین سو جنگی کشتیاں جو اس وقت کے بڑے سے بڑے بیڑہ کو شکست دے چکی تھیں۔

اس کے بعد سے عثمانی سلطنت کا زوال شروع ہوگیا جو سلسلہ وار چلا آرہا ہے جس کے مختلف اسباب ہوئے۔

(۱) رقبہ سلطنت اور فتوحات کی وسعت کے ساتھ دولت اور ثروت کی زیادتی ہوئی جس کی وجہ سے سادگی اور سپہ گری کے بجائے عیش پرستی اور آرام طلبی آگئی جس کا لازمی نتیجہ زوال ہوتا ہے۔

(۲) اکثر اس کا سپہ سالار خود سلطان ہوتا تھا اس لئے وہ بلا اس کو لئے ہوئے جنگ کے لئے نہیں نکلتے تھے۔ سلیمان کے وقت سے یہ دستور مقرر ہوا کہ وہ اپنے امراء کے ماتحت لڑائی میں جایا کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمانہ مابعد میں اکثر سلاطین نے راحت طلبی کی وجہ سے جنگ وجہاد میں شریک ہونا چھوڑ دیا جس کی وجہ سے فوج کی ہمتوں میں فتور پڑ گیا۔

(۳) بیشتر سلطنت کے تمام مہمات دیوان و وزرا میں بریاست وارادہ سلطانی انجام پاتے تھے لیکن سلطان نے اس دستور کو توڑ کر جملہ امور صدر اعظم کے متعلق کردئے جس کی وجہ سے اکثر معاملات کی حقیقت سے ناواقف رہنے لگا۔ اور وزرا اپنے اغراض کی تکمیل کے لئے حرم کی بیگمات سے بھی امداد لینے لگے۔ اس طرح پر سلطان کے گرد دسیسہ کاریوں کا ایک جال بچھا رہتا تھا جس میں وہ اکثر شکار رہتا تھا۔ اور سلطنت کے کام بگڑتے تھے۔ خاص کر اس وجہ سے اور بھی کہ یہ وزرا جنسیت میں مغائر ہوتے تھے کیونکہ بیشتر نومسلم نصاریٰ جو سلطان کے خدام میں سے مقرب ہوجاتے تھے وہی صدارت کے منصب پر آجاتے تھے اور بالطبع ان میں خلوص کم ہوتا تھا۔

(۴) سب سے بڑا سبب یہ ہوا کہ ترکوں کا حریف یورپ دورِ جہالت اور وحشت

Marfat.com

سے نکل کر علم اور تمدن کی طرف آ رہا تھا۔ بجائے تشتت کے وحدت اور ملکی و قومی مقاصد کے لئے بڑی بڑی قربانیاں اور مصائب کے برداشت کی ہمت اُن کے دلوں میں پیدا ہو رہی تھی اندلس کے مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد ان کے شجاعانہ اور فاتحانہ حوصلے بڑھ گئے تھے مطابع کے ایجاد سے نشر علوم و فنون شروع ہو گیا تھا اور آتشیں اسلحہ کی ساخت اور ان کے استعمال کو روز افزوں ترقی دے رہے تھے، بخلاف اس کے ترک اپنے حال پر تھا بلکہ جملہ اوصاف میں رو بہ تنزل۔

اولاد سلیمان اعظم اپنی بے مثل شجاعت اور عالی حوصلگی اور بے نظیر تدبر و فرزانگی کی بدولت دنیا کا نہایت ممتاز سلطان ہوتا اگر اس کے دامن پر قتل اولاد کا بدنما دھبہ نہ ہوتا۔ صورت یہ ہوئی کہ اس کی ایک روسی بیوی فرحانہ نامی تھی جو بوجہ اپنے حسن و جمال کے اس کے دل پر شروع سے آخر تک قابض رہی۔ وہ چاہتی تھی کہ شاہزادہ سلیم جو اس کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔ ولی عہد ہو۔ اس نے رستم پاشا صدر اعظم کو جو اس کا داماد تھا متفق کر لیا اور دونوں نے شاہزادہ مصطفےٰ کی طرف سے جو ولی عہد تھا سلطان کو بدظن کرنا شروع کیا ایران کے آخری حملے کے موقع پر مقام ارکلی میں رستم پاشا نے سلطان سے کہا کہ مصطفےٰ نے انکشاریہ کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے جو چاہتے ہیں کہ اس کو آپ کی زندگی ہی میں سلیم اول کی طرح تخت پر بٹھا دیں، چونکہ مصطفےٰ بوجہ اپنی دلاوری کے انکشاریہ میں ہر دلعزیز تھا اس وجہ سے سلطان کو یقین آ گیا۔ اس نے کوئی تفتیش نہیں کی اور مصطفےٰ کو بلا کر حاجیوں سے قتل کرا دیا۔ انکشاریہ بگڑ بیٹھے اور صدر اعظم کے قتل کے درپے ہوئے۔ سلطان نے مصلحتاً اسکو معزول کر دیا مصطفےٰ کے بھائی جہانگیر نے باپ کو اس قتل ناحق پر ملامت کی۔ سلیمان نے اس کو دھمکایا جس کی وجہ سے غصہ میں اس نے خودکشی کر لی۔ فرحانہ نے اپنے ایک خاص آدمی کو بھیج کر مصطفےٰ کے شیرخوار بچہ کو بھی مروا ڈالا اور اس فکر میں پڑی کہ شاہزادہ بایزید کا بھی جو باقی رہ گیا ہے۔ خاتمہ کرا دے تاکہ اس کے بیٹے سلیم کے سوا سلطنت کا کوئی حقدار رہ نہ جائے

Marfat.com

مگر اسی اثنا میں وہ خود مرگئی۔ لالہ مصطفےٰ نے جس کو وہ سلیم کا اتالیق مقرر کی گئی تھی اپنی پرفریب درا ندازیوں سے سلطان کو بایزید کا بھی مخالف بنا دیا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے بایزید کی گرفتاری کے لئے فوج بھیجی۔ بایزید نے معہ اپنے چاروں بیٹوں کے بھاگ کر ایران میں شاہ طہماسپ کے یہاں پناہ لی۔ اس نے گرم جوشی سے لیا اور حمایت کا وعدہ کیا مگر مخفی طور پر سلطان کو اطلاع دیدی۔ اور جب اس کے آدمی آگئے تو اُن کے حوالہ کردیا۔ انھوں نے قزوین میں پہنچ کر بایزید کو معہ اس کے چاروں بیٹوں کے سلطانی حکم سے قتل کر ڈالا۔ بروصہ میں اس کا شیرخوار بچہ رہ گیا تھا۔ اس کا بھی گلا گھونٹ دیا گیا۔ اس طرح پر بجبر سلیم کے سلیمان نے خود اپنی ساری اولاد کا خاتمہ کرا دیا۔

(۱۱) سلیم ثانی

سلیم کی ولادت ۲۸ رجب ۹۳۰ھ کو ہوئی تھی۔ باپ کی وفات کے وقت کوتاہیہ میں ولایت پر تھا، اطلاع پاکر بچاس روز کے بعد قسطنطنیہ پہنچا، اس وقت سلیمان کی موت جو فتنہ کے ڈر سے مخفی رکھی گئی تھی۔ ظاہر کی گئی، اور اس کی تخت نشینی کا اعلان کیا گیا۔

سلیم میں مزید فتوحات تو کیا خود مفتوحہ علاقوں کی حفاظت کی بھی لیاقت نہ تھی لیکن صدر اعظم محمد پاشا عاقل تجربہ کار وزیر تھا جس سے سلطنت کی عظمت قائم رہی۔

سب سے پہلے آسٹریا کے ساتھ معاہدہ ہوا جس میں اس نے ٹرانسلوانیا اور رومانیہ پر باب عالی کی سیادت تسلیم کی۔ آسٹریا کو اس بات کا حق دیا گیا کہ وہ ہنگری میں اپنے املاک پر قابض رہے اور دولت علیہ کو حسب سابق سالانہ جزیہ دیا کرے۔

فرانس کے ساتھ عہد سابق کی تجدید کی گئی۔ اور اس کے سفیر کو حق دیا گیا کہ فرانسیسی قیدیوں کو جو ترکی کی غلامی میں ہوں آزاد کرا سکتا ہے۔ نیز جملہ فرانسیسیوں سے جو عثمانی قلمرو میں تھے شخصی خراج اٹھا دیا گیا۔ اور فرنچ کشتیاں محفوظ قرار دی گئیں جن کے نقصان کی تلافی دولت علیہ نے اپنے ذمہ لی۔

ان مراعات سے سواحل بحر روم پر فرانسیسی تجارت کو آزادی مل گئی جس کی وجہ سے ترکی مسیحی رعایا پر فرانسیسی سفیر نے اپنا اثر بڑھالیا۔ جو زمانہ مابعد میں دولت علیہ کے لئے مصائب کا ذریعہ بن گیا۔

یمن امام زیدیہ مطہر بن شرف الدین یحییٰ نے ۹۷۰ھ میں بغاوت کی اور یمن کے قلعوں سے ترکی فوجوں کو نکال دیا۔ صدر اعظم نے عثمان پاشا کو یمن کی ولایت کا فرمان دے کر ایک فوج گراں کے ساتھ روانہ کیا۔ سنان پاشا والی مصر نے بھی بحکم باب عالی اس کی مساعدت کی جس کے اثر سے امرار یمن نے امام کا ساتھ چھوڑ دیا اور ترکی فوجیں قلعوں کو فتح کرتی ہوئی صنعا تک پہنچ گئیں، امام نے مجبور ہو کر دولت علیہ کی سیادت تسلیم کی اور معاہدہ لکھ دیا۔

قبرص جزیرہ قبرص جو جمہوریہ وینس کے ماتحت تھا اس کی فتح کے لئے لالہ مصطفےٰ کی ماتحتی میں جس نے سلطان کے بھائی بایزید کو قتل کرایا تھا ایک لاکھ بحری فوج ۹۷۸ھ میں بھیجی گئی جس نے اس کو فتح کرلیا۔ اس وقت سے برابر دولت علیہ کے قبضے میں رہا یہاں تک کہ ۱۸۷۸ء میں اس کو انگریزوں نے لے لیا۔

ترکی بیڑہ لالہ مصطفےٰ نے کریٹ اور سواحل بحر اڈریاٹک پر حملے شروع کئے۔ جمہوریہ وینس نے اسپین اور پاپائے روم کے ساتھ مدافعت کے لئے معاہدہ کیا۔ ان سب کا بیڑہ ایک ساتھ امیر دون جوان کی قیادت میں جس نے اندلس سے مسلمانوں کو طرح طرح کی سختیوں سے نکالا تھا مقابلے کے لئے آیا۔ ۷۰ کشتیان اسپین کی تھیں۔ ۱۴۰ وینس کی، ۱۲ پوپ کی اور ۹ مالطہ کے راہبوں کی، تین گھنٹے کی لڑائی میں ۲۰۰ ترکی کشتیوں میں سے ۱۳۰ غرق ہوگئیں بقیہ گرفتار اور بیس ہزار ترک شہید ہوگئے اور تیس ہزار اسیر۔

ترکوں کی اس شکست پر سارے یورپ میں خوشی منائی گئی لیکن محمد پاشا صدر اعظم نے چھ مہینے کے اندر جب کہ اہل یورپ اس کامیابی کے جشن میں مصروف تھے نہایت کوشش اور

ہمت کے ساتھ ڈھائی سو جدید جہاز تعمیر کرالئے۔ چنانچہ جاڑا گذرنے کے بعد نو بہار کے موسم میں یورپ نے دیکھا کہ بحیرۂ روم میں ترکوں کا وہی اقتدار پھر قائم ہے جو فتح سے پہلے تھا۔ اس لئے جمہوریہ وینس کو مجبوراً قبرص ترکوں کے ہاتھ میں چھوڑنا پڑا۔ مزید برآں اس نے تاوان جنگ بھی ادا کیا

دول جوان نے اسپنی بیڑہ سے جاکر تونس پر قبضہ کرلیا تھا مگر ترکی بڑہ نے قلیج علی پاشا کی قیادت میں پہنچ کر اس کو وہاں سے نکال دیا۔

آٹھ سال سلطنت کرنے کے بعد، ۲ر رمضان ۹۸۲ھ میں سلیم نے انتقال کیا۔

(۱۲) مراد خان ثالث

سلیم نے چھ بیٹے چھوڑے تھے، مراد، محمد، سلیمان، مصطفےٰ، جہانگیر اور عبداللہ اس کے مرنے کے بعد مراد جو بڑا تھا، اور جس کی ولادت ۹۵۳ھ میں ہوئی تھی تخت نشین ہوا۔ اس نے سب سے پہلے اپنے پانچوں بھائیوں کو قتل کرادیا۔

سلیم کے زمانے میں ترکوں میں شراب خواری کثرت سے پھیل گئی تھی خاص کر انکشاریہ میں، مراد نے اس کی بابت امتناعی احکام جاری کئے۔ انکشاریہ نے سورش کی اور اس کو مجبور کردیا کہ ان کے لئے اس مقدار میں جس سے نشہ نہ پیدا ہو مباح کردے۔

۹۸۳ھ میں شاہ بولونیا کے فرانس چلے جانے پر وہاں کے باشندوں نے فرانسیسی سفیر متعینہ باب عالی کے مشورہ سے ٹرانسلوانیا کے فرمانروا کو جو دولت علیہ کا تابع تھا اپنا حکمران تسلیم کرلیا۔ اس طرح پر بولونیا خود بخود ترکی حمایت میں آگیا۔

محمد پاشا صدر اعظم نے جملہ معاہدات کی جو سلطنتوں کے ساتھ تھے تجدید کی۔ فرانس کے ساتھ تعلقات اچھے تھے اس کے سفیر کو دول یورپ کے جملہ سفراء پر باب عالی میں تفوق حاصل تھا اور بجز جمہوریہ وینس کے دیگر یورپین سلطنتوں کے تمام تجارتی جہاز ترکی سمندروں میں صرف فرانسیسی جھنڈا لگا کر داخل ہوسکتے تھے، انگلینڈ کی ملکہ ایلزبیتھ نے اپنے تجارتی معاہدے میں یہ حق خاص طور پر حاصل کیا کہ اس کے ملک کے جہاز انگریزی علم کے

Marfat.com

ساتھ آسکیں گے۔

مراقش ۹۸۶ھ میں مراقش کا سلطان شریف عبد اللہ فوت ہو گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد مستنصر تخت پر بیٹھا۔ اس کی بدلیاقتی کو دیکھ کر چچا شریف عبد الملک سلطنت کا دعویٰ لے کر اٹھا اور حکومت عثمانیہ سے امداد طلب کی مستنصر نے پرتگالیوں سے اعانت چاہی چنانچہ وہ ایک زبردست بیڑہ تین سو توپوں کے ساتھ لے کر آ گئے۔ باب عالی نے رمضان پاشا والی الجزائر کو مقابلہ کا حکم دیا۔ اس نے وادی سبیل میں پرتگالیوں کو شکست دی جس میں شاہ پرتگال اور مستنصر دونوں معہ بیس ہزار فوج کے مارے گئے۔ عبد الملک ثانی سیادت میں تخت سلطنت پر آ گیا۔

دیگر فتوحات ایرانیوں کی دراز دستی کی وجہ سے پھر ان کے ساتھ جنگ شروع ہوئی اور ترکی فوجوں نے تفلس اور شماخی فتح کرتے ہوئے قفقاز تک قبضہ کر لیا۔ اس اثنا میں ایران میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ شاہ طہماسپ کو زہر دیا گیا اور اس کی جگہ اسماعیل مرزا تخت پر آیا جس نے اپنے آٹھوں بھائیوں کو قتل کرا دیا ڈیڑھ سال کے بعد وہ بھی مر گیا۔ اس فرصت میں لالہ مصطفیٰ کی تحریک سے عثمان پاشا نے جا کر گرجستان کو فتح کر لیا اور فرہاد پاشا نے ایرانی فوجوں سے تبریز اور شروان لے لیا

یورپ انکشاریہ کا نظام اس قدر ابتر ہو گیا کہ انھوں نے تمرد اور سرکشی اختیار کر لی اور جا بجا قتل و غارت کرنے لگے بعض بعض حکام اور عمال کو بھی مار ڈالا۔ صدر اعظم نے ہنگری کے ساتھ اعلان جنگ کر کے ان کو اس لڑائی میں لگا دیا۔ لیکن وہاں وہ کوئی نمایاں کامیابی حاصل نہ کر سکے۔ اسی اثنا میں رومانیہ اور ٹرانسلوانیا نے روڈلف شاہ اسٹریا اور قیصر جرمنی کی مدد سے اپنے استقلال کا دعویٰ کر دیا۔ صدر اعظم سنان پاشا خود مقابلے کے لئے گیا اور ان کو شکست دے کر بخارسٹ پر قبضہ کر لیا۔ لیکن پھر انھوں نے مجتمع ہو کر اس کو وہاں سے نکال دیا۔ اور دریائے ڈینوب سے ڈھکیلتے ہوئے نکوپلی تک آ گئے

سنہ۱۰۰۳ھ میں مراد نے وفات پائی، شاعری میں مشہور تھا، ترکی، فارسی اور عربی تینوں زبانوں میں کہتا تھا۔ اور نہایت عیاش جس کی وجہ سے اس کے عہد میں حرم سرا کی بیگمات امور حکومت میں دخل دینے لگی تھیں۔ ۱۰۳ اولاد میں سے مرتے وقت ۴۷ بیٹیاں اور ۲۰ بیٹے چھوڑے۔

(۱۳) محمد ثالث

مراد کے بعد اس کا بڑا بیٹا محمد سلطان ہوا، اس نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنے ۱۹ بھائیوں کو قتل کرادیا۔ جو سب کے سب باپ کے ساتھ ہی دفن کئے گئے۔

مراد کی فضول خرچیوں سے قرضے کا بار بہت ہوگیا تھا۔ محمد نے ان سب کو ادا کیا ان قرضوں کا اندازہ کچھ اس سے ہوسکتا ہے کہ سلطانی مطبخ کے لئے جو سبزی آتی تھی اس کی قیمت میں سے ۸۰ ہزار اشرفیاں باقی تھیں۔

محمد نے دیکھا کہ وزرا علی الاعلان مناصب فروخت کر رہے ہیں جس سے نالائقوں کے ہاتھ میں ولایات کی حکومتیں چلی جا رہی ہیں۔ اور جابجا بدانتظامی کی وجہ سے فتنہ اور فساد برپا ہو رہے ہیں اس پر مزید یہ کہ ترکی فوج آزمودہ کار امرار کے نہ ہونے سے مسلسل شکستیں کھا رہی ہے اس لئے خود مہمات سلطنت کی طرف توجہ کی، سب سے پہلے میدان جنگ میں پہنچا جس سے فوج میں حمیت اور جرأت پیدا ہوگئی اور اس نے غنیم کا تختہ الٹ دیا۔ یہاں تک کہ قلعہ ارلو بھی فتح کرلیا۔ جس کے لینے سے سلطان سلیمان بھی عاجز رہا تھا۔ دشمنوں کو مغلوب کرنے کے بعد ظفر مندی کے ساتھ آستانہ واپس آیا۔ پھر اناطولیہ میں جو بغاوت پھیلی ہوئی تھی ایک عرصے کی جنگ و جدال کے بعد اس کو فرو کیا۔ اس داخلی شورش میں شاہ عباس نے موقع پاکر تبریز پر قبضہ کرلیا تھا اور وہاں کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا۔ اس کے مقابلے کے لئے امیر طربزون حسن پاشا متعین ہوا۔

اسی حالت میں سنہ۱۰۱۲ھ میں محمد ۳۸ سال کی عمر میں انتقال کرگیا۔

Marfat.com

(۱۴) احمد اوّل

محمد کے بعد اس کا بڑا بیٹا احمد جس کی ولادت ۹۹۸ھ میں ہوئی تھی ۱۴ سال کی عمر میں سلطان بنایا گیا۔ ملک کی حالت اس وقت نہایت سقیم تھی۔ کیوں کہ حدود عجم پر شاہ عباس اپنی پوری قوت کے ساتھ بڑھتا چلا آرہا تھا اور تبریز کے بعد شماخی، شروان، آقچہ قلعہ اور قارس لے چکا تھا اور مغربی سرحد پر آسٹریا کی فوجیں مصروف پیکار تھیں، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ولایات شرقی میں جا بجا بغاوتیں پھیلی ہوئی تھیں۔ جن کے سرغنہ جان پولاد اور امیر فخر الدین درزی وغیرہ تھے۔

خوش قسمتی سے اس وقت دولت علیہ کی صدارت پر مراد شاہ آگیا تھا جو نہایت تجربہ کار امیر تھا اور جس کی عمر ۹۰ سال سے متجاوز ہو چکی تھی، سب سے پہلے اس نے اندرونی بغاوت کی طرف توجہ کی اور اس کے ایک بڑے سرگروہ قلندر اوغلی کو اپنے ساتھ ملا کر انگورہ کا والی مقرر کر دیا جس کی وجہ سے باغیوں کا جتھا ٹوٹ گیا۔ فخر الدین بھاگ کر بادیۂ شام میں روپوش ہو گیا اور جان پولاد نے آستانہ میں حاضر ہو کر معافی مانگ لی سلطان نے اس کی جان بخشی کی اور تمسوار کی ولایت عطا فرمائی۔ آخر میں یوسف پاشا نے جو اقلیم صاروں خاں۔ منتشا اور آیدین میں علَم بغاوت بلند کئے ہوئے تھا شکست کھائی اور مارا گیا جس سے امن و امان ہو گیا

شاہ عباس سنان پاشا حدود عجم کی طرف بھیجا گیا۔ شاہ عباس نے مقابلے کی تاب نہ لا کر صلح کا پیغام بھیجا بشرطیکہ حدود وہی رکھے جائیں جو سلیمان اعظم کے زمانے میں تھے۔ مراد پاشا نے منظور نہیں کیا لیکن اسی درمیان میں وہ انتقال کر گیا اور نصوح پاشا صدارت پر آیا جس نے شاہ عباس کی شرطوں پر سنان پاشا کو مصالحت کی ہدایت کی صرف یہ اضافہ کیا کہ دو صد خروار حریر سالانہ ایران بھیجا کرے۔

یہ پہلا معاہدہ تھا جس میں دولت علیہ نے خسارہ اٹھایا اور اس کو اپنے بعض مفتوحہ قلعے اور علاقے چھوڑ دینے پڑے۔

Marfat.com

یورپ آسٹریا کے مقابلے کے لئے یاوز علی پاشا متعین ہوا تھا۔ وہ بلغراد میں پہنچ کر انتقال کر گیا۔ اس کی جگہ لالہ محمد پاشا بھیجا گیا۔ متعدد معرکوں کے بعد آخر میں حکومت آسٹریا نے ہنگری سے دست برداری لکھی اور کانیشا پر عثمانی قبضہ تسلیم کیا اور دولت علیہ نے تیس ہزار دوک سالانہ جزیے کی رقم جو آسٹریا سے اس کو وصول ہوتی تھی چھوڑ دی ۱۰۱۵ھ میں دیانامیں اس عہد نامہ کی تکمیل ہوئی۔ تاریخ میں یہ معاہدہ ستواتوروک کے نام سے مشہور ہے۔

اب اگرچہ ہر طرف سے امن ہوگیا تھا لیکن مالطہ، اسپین اور اطالیہ کی جنگی کشتیاں بحیرۂ روم میں دولت علیہ کی کشتیوں پر حملے کرتی رہتی تھیں۔ صدر اعظم نے جملہ ترکی کشتیوں کو بحیرۂ روم میں لا کر جمع کر دیا، جس کی وجہ سے بحیرۂ اسود میں روسیوں نے غارت گری شروع کر دی اس جرم پر سلطان نے صدر اعظم کو ۱۰۲۱ھ میں قتل کرا دیا۔

۱۰۱۹ھ میں ہالینڈ کے ساتھ تجارتی معاہدہ ہوا۔ اور جو مراعات فرنچ اور انگلش تجار کو دی گئی تھیں اس کے تاجروں کو بھی دی گئیں۔ نیز دیگر مغربی سلطنتوں کے ساتھ جو عہد نامے تھے ان کی تجدید ہوئی۔ فرانس کے حقوق میں کچھ اور بھی اضافہ کیا گیا۔

ولندیزی تاجروں کے ذریعے سے اسی زمانے میں ترکی میں تمباکو آیا اور اس کو لوگ استعمال کرنے لگے مفتی اعظم نے اس کی حرمت کا فتویٰ شائع کیا۔ لیکن فوج اور خود سلطانی کوشک کے خدام کی مخالفت کی وجہ سے مباح کرنا پڑا۔

۲۳ ذیقعد ۱۰۲۶ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۶۱۷ء کو سلطان احمد نے وفات پائی۔ اس کا بیٹا عثمان اس وقت ۱۳ سال کا تھا اس لئے وہ اپنے بھائی مصطفےٰ کے لئے سلطنت کی وصیت کر گیا۔

(۱۵) مصطفےٰ اوّل

مصطفےٰ نے اپنی ساری زندگی حرم میں گنوائی تھی اس وجہ سے ضعیف العقل اور امور سلطنت سے بے خبر تھا۔ امرا نے جب یہ حالت دیکھی تو تین مہینے کے بعد تخت سے

Marfat.com

اُتار دیا اور سلطان احمد کے بڑے بیٹے عثمان کو بٹھایا اس میں انکشاریہ نے خاص طور پر حصہ لیا۔ کیوں کہ جب کوئی نیا سلطان تخت نشیں ہوتا تھا تو وہ انعام لیتے تھے۔

(۱۶) عثمان ثانی

عثمان کے تخت نشیں ہوتے ہی بولونیا (لہستان) کے امیر نے بغدان کے معاملے میں دست اندازی شروع کی۔ عثمان نے لشکرکشی کی لیکن اس سے پہلے اپنے بھائی محمد کو قتل کرا دیا۔ تاکہ تخت کی طرف سے اطمینان رہے۔ نیز مفتی کے بھی اختیارات محدود کر دئے تاکہ وہ اس کی معزولی کا فتویٰ نہ دے سکے۔

بولونیا کی فوج سے پہلا مقابلہ شوک زم میں ہوا۔ عثمانیوں نے شکست کھائی اور تیس ہزار ترک شہید ہوگئے۔ انکشاریہ نے لڑنے سے انکار کر دیا۔ اس وجہ سے عثمان مجبوراً صلح کرکے چلا آیا۔ اور دل میں یہ ٹھان لیا کہ انکشاری فوج کو توڑ کر رہے گا۔ چنانچہ ایشیائی ولایت میں جدید فوجیں بھرتی کرائیں اور جب وہ منظم ہوگئیں تو انکشاریہ کو نکالنا شروع کیا انھوں نے بغاوت کردی اور ۹ رجب ۱۰۳۱ھ میں سلطان مصطفےٰ کو دوبارہ تخت پر بٹھا دیا اور عثمان کو پکڑ کر گھسیٹتے اور گالیاں دیتے ہوئے یدی قلعے کے سامنے لے جاکر قتل کر ڈالا۔ اب انکشاریہ کی قوت اس قدر بڑھ گئی کہ جس کو چاہتے معزول کرتے اور جس کو چاہتے منصب دیتے داؤد پاشا صدر اعظم کو بھی جس نے بغاوت میں اُن کا ساتھ دیا تھا خفیف سی مخالفت پر قتل کر ڈالا۔ امراء ولایت نے یہ دیکھ کر جابجا اپنے استقلال کے اعلان کر دئے یوسف پاشا والی طرابلس شام خودمختار ہوگیا اور اباظا پاشا والی ارضروم بھی۔ بلکہ اس نے بڑھ کر سیواس اور انگورہ پر بھی قبضہ کرلیا۔

خود دار الخلافہ میں اٹھارہ مہینے تک فتنہ اور فساد کا بازار گرم رہا اور لوٹ مار اور غارت گری جاری رہی۔ آخر میں کمانکش پاشا صدر اعظم ہوا جس نے امن و امان قائم کیا اور مصطفےٰ کو تخت سے اتار کر سلطان احمد کے تیسرے بیٹے مراد کو بٹھایا۔

Marfat.com

(۱۷) مراد رابع

مراد ۲۲ر جمادی الاول ۱۰۱۸ھ میں پیدا ہوا تھا۔ ۱۱ر ذیقعدہ ۱۰۳۲ھ میں ۱۴ سال کی عمر میں تخت پر بیٹھا۔ اس کی کمسنی کی وجہ سے سررشتۂ مہمات وزرار کے ہاتھ میں تھا

بغداد بکیر آغا شحنۂ بغداد نے ازراہ تمرد وہاں کے والی کو قتل کرکے اپنی حکومت قائم کرلی حافظ پاشا اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا۔ بکیر آغا نے شاہ عباس کو مدد کیلئے بلایا اور وعدہ کیا کہ میں شہر کو آپ کے حوالے کردوں گا بشرطیکہ یہاں کا والی مجھکو بنادیں بشاہ موصوف فوج لے کر ایران سے روانہ ہوا۔ ادھر حافظ پاشا کے پہنچنے پر اس کو بھی لکھا کہ اگر تم مجھکو یہاں کا والی تسلیم کرو تو میں دروازہ کھولدوں۔ اس نے منظور کرلیا۔ اور ترکی شہر میں داخل ہوگیا اس کے بعد شاہ عباس نے پہنچ کر محاصرہ کیا۔ بکیر آغا نے ترکوں سے بے وفائی کرکے ایرانی لشکر کو اندر بلالیا۔ جس کی وجہ سے عثمانی فوج شہر چھوڑنے پر مجبور ہوگئی لیکن شاہ موصوف نے اس جاہل غدار کو اس کی خیانت کی وجہ سے مجمع عام میں قتل کرادیا۔

۱۰۳۸ھ میں جب عباس نے وفات پائی اور اس کا نوعمر بیٹا شاہ مرزا تخت نشین ہوا خسرو پاشا ترکی سپہ دار نے فوج کشی کی اور ہمدان میں داخل ہوگیا جابجا ایرانی مقابلہ کیلئے آئے مگر ہزیمت اٹھاکر بھاگے خسرو پاشا نے موسم زمستان حلب میں گذار کر اوائل بہار میں بغداد کا محاصرہ کیا۔ لیکن تھوڑے دنوں کے بعد انکشاریہ نے جنگ سے انکار کردیا۔ اس لئے بلا فتح کئے واپس چلا گیا۔

انکشاریہ کا تمرد یہاں تک بڑھ گیا کہ انھوں نے سلطان کے سامنے صدر اعظم کو قتل کرڈالا اس پر مراد کے دل میں ان کی طرف سے غیظ وغضب پیدا ہوگیا اس نے مہمات سلطنت اپنے ہاتھ میں لئے اور رفتہ رفتہ توڑ کر ان کو قابو میں لایا۔ ۱۰۴۴ھ میں ان کو خود لے جاکر اریوان اور تبریز کو فتح کیا اور دوسرے سال بغداد واپس لیا۔ ایرانیوں نے درخواست کی کہ اریوان ہم کو واپس دیدیا جائے بغداد ہم دولت علیہ کے لئے چھوڑتے ہیں۔ سفراء کی

آمد و رفت کے بعد اسی پر باہم مصالحت ہوگئی اور مدتہائے دراز سے جو عداوت فریقین میں چلی آتی تھی اس کا خاتمہ ہوگیا۔

بوسنیا میں بھی بغاوت رونما ہوئی۔ اس لئے اس طرف فوجیں بھیجے گیا اور اسکو فرو کیا ۱۰۴۹ھ میں مراد نے وفات پائی۔ اگر زندگی نے وفا کی ہوتی تو تدبیر اور فتوحات میں یہ دوسرا سلیمان قانونی ہوتا۔ مگر صرف ۳۰ سال کی عمر میں گذر گیا۔

(۱۸) ابراہیم خاں

یہ بھی سلطان احمد کا بیٹا ہے۔ پچیس سال کی عمر میں ۱۰۴۹ھ میں تخت پر آیا۔ نہایت بے عقل تھا بلکہ لوگ دیوانہ لکھتے ہیں۔ اس کے ساتھ جنجی خوجہ نامی ایک شخص تھا جس نے اس کے مزاج پر غلبہ پالیا تھا۔ حکومت کا سارا اختیار اس کے ہاتھ میں تھا اور اس نے بے شمار دولت بھی جمع کرلی تھی۔

قرہ مصطفےٰ جو ایک نامی مدبر وزیر تھا۔ صدر اعظم مقرر ہوا۔ لیکن جنجی خوجہ کی دراندازیوں سے قتل کر دیا گیا۔

۱۰۵۵ھ میں یوسف پاشا نے جزیرہ کریٹ کو فتح کیا اسی زمانے میں بوسنیا میں سخت بغاوت ہوئی اور جمہوریہ وینس نے جزیرہ مدللی پر حملہ کیا۔ ابراہیم ایسا برہم ہوا کہ اس نے سفراء دول کو قید کر دیا اور حکم دیا کہ ممالک محروسہ میں جس قدر نصارا ہیں قتل کر دئے جائیں مگر مفتی اسعد زادہ نے روکا اور کہا کہ یہ امر شرع مبیں کے بالکل خلاف ہے۔

ابراہیم دن رات بہیمی شہوات اور لہو و لعب میں مشغول رہتا تھا کبھی قسم قسم کے لباس تیار کراتا۔ کبھی عنبر جمع کرتا۔ اور کبھی مشعل لے کر سڑکوں پر غلاموں کے ساتھ دوڑتا انکشاریہ نے اس کے عہد میں پھر قوت پیدا کرلی تھی اس نے چاہا کہ ان کے رؤسا کو قتل کرا دے۔ مگر انھوں نے علما کو اپنے ساتھ ملا کر اس کی معزولی کا فتویٰ لکھا لیا اور ۱۸ رجب ۱۰۵۳ھ میں اس کے بیٹے محمد کو جس کی عمر ۷ سال تھی تخت پر بٹھا دیا۔ لوگوں نے یہ دیکھ کر

Marfat.com

کہ یہ بچہ حکومت کے قابل نہیں ہے ابراہیم کو واپس لانا چاہا انکشاریہ نے اس خوف سے کہ کہ وہ تخت پر آجائے گا تو ہم سے انتقام لے گا کوشک میں جا کر اس کو قتل کر دیا۔

(۱۹) محمد رابع

محمد کی تخت نشینی کے بعد جنجی خوجہ کے اموال ضبط کر لئے گئے اور پھر وہ قتل کر دیا گیا۔

سلطان کی کم سنی کی وجہ سے انکشاریہ کا تمرد بڑھ گیا۔ انھوں نے رعایا کو لوٹنا شروع کر دیا۔ ملک کی ابتری کی وجہ سے بری اور بحری فوجوں میں بدنظمی پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے عثمانی بیڑہ نے دشمنوں سے شکست اٹھائی۔ ادھر ایشیائے کوچک میں ایک رئیس قاطرجی اوغلی نے سرکشی اختیار کی اور وہاں کے ایک نامی سردار کورجی بنی کو اپنے ساتھ ملا کر احمد پاشا والی اناطولیہ کو شکست دے دی۔ پھر قسطنطنیہ کی طرف بڑھے۔ ان کی جمعیت اس قدر تھی کہ آستانہ پر ان کا قبضہ ہو جانا کچھ مشکل نہ تھا مگر ان دونوں میں آپس میں ناچاقی ہو گئی جس کی وجہ سے قاطرجی اوغلی نے کورجی بنی کا سر کاٹ کر سلطان کی خدمت میں بھیج دیا اور اپنے قصور کی معافی چاہی۔ سلطان نے اس کو قرہ مان کا والی مقرر کر دیا۔ جس سے اس بغاوت کا خاتمہ ہو گیا

کوپریلی جمہوریہ وینس کے جنگی جہاز درہ دانیال کے دہانے پر آ گئے۔ انھوں نے جملہ تجارتی جہازوں کو اندر جانے سے روک دیا جس کی وجہ سے آستانہ میں ہر چیز گراں ہو گئی اور لوٹ مار ہونے لگی۔ اس وقت محمد پاشا جو ترکی تاریخ میں کوپریلی کے لقب سے مشہور ہے صدارت پر بلایا گیا۔ ہر چند کہ اس کی عمر ۹۰ سال کی ہو چکی تھی لیکن اس نے اس ذمہ داری کو قبول کر لیا۔ سب سے پہلے انکشاریہ کو جو فساد کا سرچشمہ تھے۔ بہت سے سرغنوں کو ذبح کر کے قابو میں کیا۔ پھر رومی بطریرک کو جس کے اغوا سے وینس کا بیڑہ حملہ آور ہوا تھا پھانسی دی۔ اس کے بعد جنگی کشتیاں ساز و سامان سے درست کر کے مقابلے کے لئے بھیجیں جنھوں نے ایک سال کی کوشش کے بعد وینس کے جہازوں کو شکست دے کر بھگایا اور وہ جزائر اور مقامات واپس لئے جن پر انھوں نے قبضہ کر لیا تھا۔

Marfat.com

ٹرانسلوانیا اور رومانیہ میں بھی اضطرابات تھے۔ ان کو اطاعت پر مجبور کر کے عہد نامے لکھوائے اور اندرون ملک میں جو جو فتنے تھے سب فرو کیے۔ کوپریلی ۱۰۷۲ھ میں انتقال کرگیا۔ سلطان محمد نے اس کی جگہ اس کے بیٹے احمد پاشا کوپریلی کو صدارت کا منصب عطا کیا۔ یہ بھی اپنے باپ کی طرح۔ شجاع، صائب الرائے اور عالی ہمت تھا۔ اسی کے زمانے میں جنوبی روس کے باشندے قوزاق دولت علیہ کی حمایت میں آئے نیز لولونیا نے یوکرین پر حملہ کر دیا تھا، وہاں کے والی نے سلطان سے مدد طلب کی ۱۰۸۲ھ میں احمد پاشا فوج لے کر گیا۔ سلطان بھی ساتھ تھا۔ لولونیا والوں نے شکست کھائی اور یوکرین نے دولت علیہ کی سیادت قبول کی۔

یہ ہوشمند وزیر ۱۵ سال دیانت کے ساتھ سلطنت کی خدمت کرنے کے بعد ۱۰۸۸ھ میں انتقال کر گیا۔ اس کے بعد کوپریلی کا داماد قرہ مصطفےٰ پاشا صدارت پر آیا۔ اس نے آسٹریا میں جا کر ویانا کا محاصرہ کیا۔ قریب تھا کہ اس کو فتح کرے لیکن اہل لولونیا نے اچانک حملہ کر دیا جس کی وجہ سے شکست کھا گیا۔ سلطان نے اس کو معزول کر کے ابراہیم پاشا کو صدر بنایا۔

مقدس عہد

ویانا پر ترکوں کی شکست سے یورپ بھر میں خوشی منائی گئی اور آسٹریا، لولونیا جمہوریہ وینس رہبان مالٹا، پاپائے روم اور سلطنت روس سب نے مل کر باہم "مقدس عہد" باندھا کہ عثمانیوں کو یورپ سے نکال دیں۔ متعدد مقامات پر انھوں نے فتوحات بھی حاصل کیں۔ آسٹریلیا نے ہنگری واپس لے لیا اور وینس نے جزیرہ نمائے مورہ پر قبضہ کر لیا۔ سلطان نے ابراہیم پاشا کو برطرف کر کے سلیمان پاشا کو صدارت پر بلایا اس نے لووایست پر لشکرکشی کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اس لئے اس کی جگہ سیاوش پاشا مقرر ہوا۔ مگر فوج اس سے خوش نہ تھی چنانچہ مخالفت کا جھنڈا کھڑا کر کے آستانہ کی طرف آئی۔ انکشاریہ نے اپنی دیگیں میدان میں لا کر ڈال دیں۔ جوان کی بغاوت

Marfat.com

کی علامت تھی، محمد اپنے تفریحی مشاغل اور شکار میں مصروف تھا سلطنت کے معاملات سے کچھ سروکار نہ رکھتا تھا اس وجہ سے ارکان دولت نے مفتی سے اس کی معزولی کا فتویٰ لے کر تخت سے اتار دیا اور اس کے بھائی سلیمان کو سلطان بنا دیا۔

(۲۰) سلیمان ثانی

سلیمان کی ولادت ۱۰۵۲ھ میں ہوئی تھی اپنے بھائی محمد رابع کی معزولی کے بعد ۱۰۹۹ھ میں ۴۷ سال کی عمر میں تخت سلطنت پر آیا۔ انکشاریہ نے سیاوش پاشا کو قتل کر کے اس کا گھر لوٹ لیا اور بہت سے امیروں اور وزیروں کو مار اور نکال دیا۔ نیز شہر کے تاجروں اور دولت مندوں کو لوٹنے لگے۔ ایک دوکان دار نے جھنڈا کھڑا کیا جس کے نیچے ہزاروں آدمی آکر جمع ہوگئے۔ ان سب لوگوں نے جاکر سلطان سے فوج کے مظالم پر فریاد کی اس نے بڑی مشکلوں سے ان کی دست درازیوں کو روکا۔

آسٹریا

دار الخلافہ کے اس خلفشار کی وجہ سے مخالفین کو موقع مل گیا چنانچہ آسٹریا کی فوجوں نے بلغراد کو فتح کر لیا اور نیش تک آ گئیں۔ سلطان نے مشہور وزیر کوپریلی کے پوتے مصطفیٰ کو صدارت پر طلب کیا اس نے سب سے پہلے فوج کو قابو میں کیا اور اس کو لے کر دشمنوں کے مقابلہ کے لئے بڑھا۔ جا بجا فتوحات حاصل کیں۔ روم ایلی کے جو مقامات نکل گئے تھے واپس لئے اور دولت علیہ کا گیا ہوا رعب و اقتدار پھر قائم کیا۔

۱۱۰۲ھ میں سلیمان نے مرض استسقا میں وفات پائی۔ عابد و زاہد و علم دوست تھا جس وقت سلطنت کے لئے بلایا گیا تھا انکار کر دیا تھا۔ بڑے اصرار سے لوگ تخت پر لائے تھے

(۲۱) احمد ثانی

سلیمان ثانی کے کوئی اولاد نہ تھی اس وجہ سے اس کا بھائی احمد خان جس کی ولادت ۱۰۵۳ھ میں ہوئی تھی تخت نشین ہوا۔ اس نے جملہ مہمات کو وزیر کوپریلی کے ہاتھ میں چھوڑ دیا۔ مگر اس کی عمر نے وفا نہ کی اور عین جوانی میں اسی سال انتقال کر گیا۔ اس کے بعد

عربہ جی علی پاشا اس کی جگہ پر آیا۔ لیکن اس میں وہ لیاقت نہ تھی
احمد کے زمانے میں کوئی اہم واقعہ نہیں ہوا بجز اس کے کہ جمہوریہ وینس نے جزیرہ ساقز پر قبضہ کر لیا۔ ۱۲ ر ذیقعد ۱۱۰۶ھ میں احمد انتقال کر گیا۔

(۲۲) مصطفےٰ ثانی

مصطفےٰ ثانی سلطان محمد رابع کا بیٹا ہے۔ اس کی ولادت ۸ ر ذیقعد ۱۰۷۴ھ میں ہوئی تھی۔ شجاعت میں نامور تھا۔ تخت نشینی کے تیسرے دن بولونیا پر فوج کشی کی اور کئی مقامات پر فتوحات حاصل کیں۔

محاربات

پیٹر اعظم زار روس نے ازاق کا محاصرہ کر رکھا تھا اور چاہتا تھا کہ اس کو فتح کر کے بحیرہ اسود پر روسی بندرگاہ بنالے۔ سلطان نے پہنچ کر اس کو وہاں سے ہٹا دیا۔ پھر ہنگری پر حملہ کیا اور قلعہ لیا فتح کرتے ہوئے مقام لوگوس میں جنرل فترانی ہنگری کے سپہ سالار کو سخت شکست دے کر معہ چھ ہزار سپاہیوں کے تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔

۱۱۰۸ھ میں اولاش میں آسٹریوں پر فتح حاصل کی جس کے بعد وہاں کا مشہور سپہ سالار اوجین دی سافوا مقابلہ کے لئے آیا اس نے ترکوں پر اس وقت اچانک حملہ کر دیا۔ جب کہ وہ دریائے تینس کو عبور کر رہے تھے۔ نہایت ابتری پھیلی۔ بہت سے ترک مقتول اور بہت سے غرق ہو گئے۔ صدر اعظم الماس پاشا بھی مارا گیا۔ اور اگر سلطان دریا کے اس پار نہ ہوتا تو وہ بھی نہ بچتا۔ اس کے بعد اوجین نے بوسینیا پر قبضہ کر لیا

سلطان کو اس طرف مشغول دیکھ کر پیٹر اعظم نے ازاق پر قبضہ کر لیا جس کی وجہ سے سلطنت عثمانی دو طرف سے خطرہ میں پڑ گئی۔ ادھر آسٹریا۔ ادھر روس۔ لیکن حسین پاشا کوپرلی صدر اعظم نے آسٹریا کی پیش قدمی کو روک دیا۔ یہاں تک کہ بوسینیا بھی خالی کرا لیا۔ نیز امیر البحر ترکی نے جزیرہ رودس جمہوریہ وینس سے واپس لیا۔ آخر میں ۱۱۱۰ھ میں دولت علیہ کا روس، آسٹریا وینس اور بولونیا کے ساتھ معاہدہ ہوا جو عہد نامہ رو فلنش کے نام سے مشہور ہے۔ آر ہیں

Marfat.com

ترکوں کو ہنگری اور ٹرانسلوانیا آسٹریا کے لئے۔ یوکرین پولونیا کے لئے۔ ازاق روس کیلئے اور جزیرہ نمائے مورہ اور اقلیم ڈلماسیا وینس کے لئے چھوڑنا پڑا نیز یہ کہ آسٹریا آئندہ اس کو کوئی رقم بطور جزیہ کے بلکہ ہدیہ کے بھی نہیں دے گا۔

مسئلہ شرقیہ اس مسئلے کا آغاز اگرچہ پہلے سے ہو چکا تھا لیکن اس معاہدے کے بعد دول یورپ کے مطامع ترکی املاک کی طرف بڑھ گئے۔ اور دریائے وینس کی شکست کے بعد ترکی فوجوں کا اہل مغرب پر جو رعب تھا جاتا رہا۔ اس لئے ان دولتوں نے یہ طے کر لیا کہ نہ صرف یہ کہ ترکوں کو آگے بڑھنے سے روکیں بلکہ رفتہ رفتہ یورپ سے خارج کر دیں تاکہ اسلام مسیحیت کا حریف نہ ہو سکے۔

یہی وہ مسئلہ ہے جو مسئلہ شرقیہ کے نام سے موسوم ہے اور جو حقیقتاً بالکل مذہبی ہے مگر کمزور مسیحی اقوام کی حمایت کے نام سے اس پر سیاسی پردہ ڈالا گیا ہے۔

صدر اعظم حسین پاشا نے ملک کو خطرات سے گھرا ہوا دیکھ کر نہایت ہمت اور فرزانگی کیساتھ داخلی اصلاح کی طرف توجہ کی تاکہ اقتصادی حالت کی درستی سے فوجی قوت میں اضافہ ہو اس نے خصوصیت کے ساتھ مسیحی رعایا کو راضی رکھنے کی کوشش کی اور ان کے ساتھ مراعات برتی تاکہ دشمنان دولت کو اپنے وسائس سے ان میں بغاوت پھیلانے کا موقع نہ مل سکے۔

حسین پاشا نے ملک کی انتظامی حالت بہت کچھ ٹھیک کر لی تھی اور سب کو امیدیں ہو گئی تھیں۔ کہ وہ دولت علیہ کی قوت اور شوکت کو پھر تازہ کر دے گا لیکن شیخ الاسلام فیض اللہ آفندی کی دراندازیوں سے جو سلطان کا استاد تھا حسین پاشا کو صدارت چھوڑنی پڑی۔ اسکی جگہ مصطفےٰ پاشا آیا جو چاہتا تھا کہ معاہدۂ کارلوفتش کو توڑ کر آسٹریا پر فوج کشی کرے شیخ الاسلام نے اس کو بھی برطرف کرا دیا اور اپنے ایک خاص دوست رامی پاشا کو صدارت دلوائی جس نے شیخ الاسلام کے چاروں بیٹوں کو بڑے بڑے مناصب پر مقرر کر دیا۔ انکشاریہ اور دیگر امراء نے رامی پاشا کی مخالفت کی اور سلطان سے اس کی معزولی کے خواہاں ہوئے

Marfat.com

اس نے شیخ الاسلام کے دباؤ سے انکار کر دیا جس پر انھوں نے ۱۱۱۵ھ مطابق ۱۷۰۳ء میں سلطان کو معزول کر کے اس کے بھائی احمد کو تخت پر بٹھا دیا۔

(۲۳) احمد ثالث

احمد پسر سلطان محمد رابع کی ولادت ۳۰ رمضان ۱۰۸۳ھ میں ہوئی تھی اس کے تخت پر بیٹھتے ہی انکشاریہ نے شیخ الاسلام فیض اللہ کو قتل کر ڈالا۔ سلطان نے اپنے داماد حسن پاشا کو صدر اعظم مقرر کیا۔ اس نے امن و امان قائم کیا۔ نیز بہت سے مدرسے کھولے۔ اور ترسانہ یعنی کارخانہ جہاز سازی کو ترقی دی۔

پیٹر اعظم زار روس پیٹر اعظم نے جو لائحہ عمل اپنے ملک کے سامنے رکھا تھا۔ اس میں یہ بھی تھا کہ جس قدر ممکن ہو ہم ایک طرف ہندوستان اور دوسری طرف قسطنطنیہ سے قریب تر ہوتے جائیں کیوں کہ ہندوستان کی دولت جس قوم کے پاس ہو۔ وہ ساری دنیا سے بے نیاز ہے۔ اور قسطنطنیہ پر جس کا قبضہ ہو وہ سارے عالم پر حکومت کر سکتا ہے چنانچہ اس نے اپنے اس مقصد کی تکمیل کے لئے سوید کے بادشاہ شارل دوازدہم کے ساتھ جنگ شروع کی تاکہ درمیانی سلطنتوں کو کمزور کر کے قسطنطنیہ کے لئے اپنا راستہ صاف کرے۔

افسوس یہ ہے کہ اس وقت ترکوں نے پیٹر کی سیاست کو مطلق نہیں سمجھا ورنہ ان کمزور سلطنتوں کی حمایت کرتے۔ شارل نے ہر چند اعانت طلب کی۔ لیکن باب عالی نے کوئی توجہ نہیں کی حالانکہ وہ اس قدر بہادر تھا کہ روسیوں کو اس نے متعدد شکستیں دی تھیں۔ اور دولت علیّہ نے اس کی مدد کی ہوتی تو غالباً ماسکو پر قابض ہو جاتا آخر میں پولٹاوا میں شکست کھانے کے بعد باامید امداد وہ عرصہ تک ترکی علاقے میں پڑا رہا۔ مگر جب کوئی صورت نہ دیکھی تو چلا گیا۔

اس کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد جب بلطہ جی محمد پاشا صدارت پر آیا تو روس کے ساتھ جنگ چھڑ گئی۔ محمد پاشا نے دو لاکھ فوج کے ساتھ پیٹر اعظم اور اس کی ملکہ کیتھرائن کو دریائے پروت کے متصل ایک قلعہ میں محصور کر لیا۔ لیکن ملکہ مذکورہ نے اپنے زیورات

اور جواہر اس کی خدمت میں بھیج دیے جس کی وجہ سے اس نے ۹ جمادی الثانی ۱۱۲۳ھ کو پیٹر سے صرف یہ معاہدہ لکھوا کر کہ وہ قزاق کے معاملے میں دخل نہ دے گا۔ محاصرہ اٹھا لیا۔ سلطان نے اس خیانت پر اس کو معزول کر دیا اور یوسف پاشا کو صدر بنایا جو صلح پسند تھا۔ اس نے روس کے ساتھ معاہدہ کیا کہ فریقین میں ۲۵ سال تک جنگ نہ ہوگی۔ مگر چند ہی مہینوں کے بعد بوجہ اس کے کہ پیٹر نے معاہدہ مذکور کی بعض شرطیں پوری نہیں کیں جنگ چھڑ گئی، ہالینڈ اور انگلینڈ نے اپنے تجارتی نقصانات کے خطرے سے بیچ میں پڑ کر صلح کرا دی، اور نہ میں معاہدہ لکھا گیا جس میں روس کو بحیرۂ اسود پر کوئی بندرگاہ نہیں دی گئی۔

۱۱۲۷ھ میں جمہوریہ وینس کی حمایت سے مانٹی نیگرو نے بغاوت کی۔ صدر اعظم علی پاشا نے فوجیں لے جا کر جزیرۂ مورہ اور اس سارے عثمانی علاقے پر قبضہ کر لیا جو اس نے دبا رکھا تھا۔ وینس نے فرانس اور آسٹریا سے امداد چاہی، پرنس اوجین فوج لے کر آیا، علی پاشا مقابلے میں مارا گیا۔ اور ترک شکست کھا گئے۔ پرنس مذکور تمسوار اور بلغراد لیتا ہوا نیس تک آ گیا اس وقت انگلینڈ اور فلمنگ نے باہم مصالحت کرا دی جس میں بلغراد اور سربیا کے ایک بڑے حصے سے دولت علیہ کو دست بردار ہونا پڑا۔

علی پاشا کی جگہ ابراہیم پاشا صدر ہوا جو سلطان کا رشتہ دار تھا اس نے باسفورس کے ساحل پر عالی شان محلات تعمیر کرائے۔ اور ان میں باغات لگائے۔ روزانہ طرب و نشاط کی محفلیں کرتا تھا۔ جن میں خود سلطان بھی شریک ہوتا تھا۔ اس وجہ سے اکثر ارکان سلطنت میں عیش پرستی کا مرض پھیل گیا۔

ایران اس زمانے میں میر اشرف کے تغلب سے شاہ ایران طہماسپ خراسان کی طرف بھاگ گیا تھا۔ ترکی فوجوں نے یورپ کے نقصان کی تلافی کے لئے آرمینیہ اور گرجستان پر قبضہ کر لیا۔

شاہ طہماسپ نادر خاں کو ساتھ لے کر اصفہان کی طرف آیا اور میر اشرف کو

Marfat.com

شکست دے کر اپنے آبائی تخت پر قابض ہوگیا۔ پھر باب عالی میں سفیر بھیجا کہ جو حصے ایران کے
لے لئے گئے ہیں چھوڑ دئے جائیں۔ صدر اعظم اور سلطان دونوں اپنے عیش میں مصروف تھے
کسی نے کوئی توجہ نہ کی، طہماسپ نے بڑھ کر تبریز پر قبضہ کرلیا۔ اور ترکی فوجوں کو مار کر نکال
دیا۔ اس وجہ سے امراء انکشاریہ نے صدر اعظم کو قتل کرکے اس کے اموال لوٹ لئے اور سلطان
کو مخلوع کرکے اس کے بھتیجے محمود کو تخت نشین کر دیا۔

سلطان احمد کے زمانے میں ترکی سلطنت میں پہلا مطبع قائم کیا گیا۔ اس کے کھولنے
کی اجازت مفتی اعظم نے اس وقت دی جب یہ شرط لے لی کہ اس میں قرآن نہ چھاپا جائے
کیوں کہ موصوف کو تحریف کا خطرہ تھا۔

(۲۴) محمود اول

محمود اول سلطان مصطفےٰ ثانی کا بیٹا ہے۔ اس کی ولادت ۳ محرم ۱۱۰۸ھ میں ہوئی
تھی ۱۱۴۳ھ میں سریر سلطنت پر آیا۔ اس وقت ایک حجام بطرونہ خلیل جو اس جماعت کا سرغنہ
تھا جس نے احمد کو مخلوع کیا تھا مہمات سلطنت پر قابض تھا محمود نے اس کے استبداد
سے تنگ آکر اس کو قتل کرادیا اور طوبال عثمان پاشا کو صدارت پر بلایا۔

نادر شاہ اس زمانے میں ایران میں نادر شاہ افشار تخت پر آگیا تھا۔ اس نے بغداد
پر چڑھائی کی، طوبال پاشا نے جاکر مقابلہ کیا مگر مارا گیا۔ نادر نے پھر موصل پر
حملہ کیا اور وہاں بھی ترکوں کو شکست دے دی۔ آخر میں ۱۸ جمادی الاول ۱۱۵۹ھ مطابق
۴ ستمبر ۱۷۴۶ء میں تفلیس میں باہمی عہد مصالحت ہوا جس میں دو سلطنتوں کے حدود وہ رکھے
گئے تھے جو مراد رابع کے زمانے میں ۱۶۳۹ء کے معاہدے میں طے ہوئے تھے۔

روس و آسٹریا محاربات عجم کی مصروفیت کے زمانے میں روسیوں نے فوج کشی کی
دولت علیہ نے بھی فوجیں بھیجیں۔ روس نے آسٹریا کو بھی اپنے ساتھ
متحد کرلیا لیکن علی پاشا والی بوسنیا اور کوپریلی پاشا نے نیس میں اس کو سخت شکست دی

اور بلغراد بھی لے لیا۔ صدر اعظم یکن پاشا نے اس سے بھی آگے بڑھ کر اس کو سمندرہ میں ہزیمت دی۔ ادھر خان کریمیا اور سر عسکر عثمان پاشا نے روسیوں کو شکست دے کر ہٹایا۔ اس وجہ سے ان دونوں سلطنتوں نے فرانسیسی سفیر کے توسط سے صلح چاہی۔ ۱۴ جمادی الثانی ۱۱۵۳ھ کو عہد مصالحت لکھا گیا جس میں آسٹریا نے بلغراد اور روس نے ازاق سے دست برداری لکھی نیز یہ کہ روس کو بحیرۂ اسود میں کسی جنگی کشتی رکھنے کا حق نہ ہوگا۔

۱۱۵۶ھ میں نادر شاہ نے پھر بغداد پر حملہ کیا۔ قریب تھا یکن پاشا اس کو شکست دے دے لیکن تپ محرقہ میں مبتلا ہو کر وفات پا گیا جس کی وجہ سے ترکوں نے ہزیمت اٹھائی اور دولت علیہ کو مصالحت کرنی پڑی۔

نادر شاہ نے سلطان محمود کے پاس بوجہ خلیفۃ المسلمین ہونے کے بار بار درخواست بھیجی کہ مذہب جعفری پانچواں مذہب تسلیم کیا جائے اور خانہ کعبہ میں جہاں چار مصلے ہیں ایک مصلے جعفری بھی بڑھایا جائے لیکن ترکی کے شیخ الاسلام نے اس کو منظور نہیں کیا۔

ان محاربات کے بعد سلطان محمود نے اپنی تمام تر توجہ ملک کے اندرونی انتظامات کی طرف مصروف کی اور ۹ سال تک لگاتار علمی اور اقتصادی ترقی دینے میں مشغول رہا ایا صوفیہ اور جامع محمد فاتح میں کتب خانے قائم کیے۔ اور نور عثمانیہ نامی ایک جامع بھی تعمیر کرائی

فرانس

۱۷۴۰ء مطابق ۱۱۵۴ھ میں آسٹریا کے بادشاہ کی وفات پر اس کی بیٹی تخت پر بیٹھی۔ شاہ فرانس نے اپنی پرانی عداوت کی وجہ سے بعض دول کے ساتھ مل کر تقسیم کے ارادے سے آسٹریا پر حملہ کیا۔ سلطان محمود کو بھی لکھا کہ اس موقع پر اگر دولت علیہ بھی فوج کشی کر دے تو ہنگری یقیناً اس کو واپس مل جائے گا جس سے روسی پیش قدمی کا سدباب ہو سکے گا۔ ورنہ رفتہ رفتہ روس ان حدود میں اتنی طاقت حاصل کرے گا کہ سلطنت عثمانیہ خطرہ میں پڑ جائے گی۔

ہر چند کہ شاہ فرانس کا یہ مشورہ اپنی غرض کی بنیاد پر تھا لیکن دولت علیہ کے بھی فائدہ

Marfat.com

سے خالی نہ تھا مگر سلطان نے کچھ توجہ نہ کی اور آخر کار اس موقع کو کھو کر وہ نتائج دیکھنے پڑے جو دوسری صورت میں شاید نہ دیکھنے پڑتے۔

۱۱۶۸ھ میں جمعہ کی نماز سے واپس آتے ہوئے راہ میں گھوڑے کی پشت ہی پر سلطان محمود کا انتقال ہو گیا۔

(۲۵) عثمان ثالث

عثمان پسر سلطان مصطفےٰ ثانی کی ولادت ۱۱۱۰ھ میں ہوئی تھی۔ محمود کے انتقال کے بعد ۱۱۶۸ھ میں سریر سلطنت پر آیا۔ اس کے عہد میں کوئی اہم بیرونی واقعہ نہیں ہوا صرف آستانہ میں آتشزدگی کئی بار ہوئی جن میں سخت نقصانات ہوئے۔

عثمان بدخلق اور وہمی تھا خفیف باتوں پر امراء سے بدگمان ہو جاتا تھا۔ اکثر راتوں کو بھیس بدل کر دریافت حالات کے لئے نکلتا تھا، شطرنج کا شیدائی تھا اور جانوروں کا عاشق۔ ایک بار اس کا گھوڑا مر گیا۔ اس کے لئے اسکدار میں نہایت مکلف قبر بنوائی اور دفن کیا

اس کے سہ سالہ عہد میں سات وزیر بدلے گئے۔ آخری محمد راغب پاشا تھا۔ جو علم دوست اور مدبر تھا۔

سلطان عثمان نے ۱۶ صفر ۱۱۷۱ھ مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۷۵۷ء میں وفات پائی۔

(۲۶) مصطفےٰ ثالث

عثمان کی وفات کے بعد مصطفےٰ ثالث پسر سلطان احمد ثالث جس کی عمر ۴۲ سال کی تھی تخت نشین کرایا گیا۔ اس کے زمانے میں راغب پاشا صدر اعظم نے ملک کے اندرونی انتظامات بہت کچھ ٹھیک کر لئے۔ نیز مدرسے اور کتب خانے کھولے۔ لیکن چند ہی سال کے بعد ۱۱۷۶ھ میں انتقال کر گیا۔

روس | اس زمانے میں روس نے اپنے ہر شعبے میں ترقی کی تھی خاص کر اس کی فوجی قوت بہت بڑھ گئی تھی ۱۱۸۳ھ میں اس نے آسٹریا اور پرشیا کو متحد کر کے

دولت علیہ کے ساتھ جنگ شروع کی اور فتوحات حاصل کرتا ہوا رومانیہ تک آگیا دوسری طرف اس کے فرستادوں نے جزیرہ مورہ میں پہنچ کر وہاں کے باشندوں کو بغاوت پر آمادہ کیا۔ روسی بیڑے نے بحیرہ بالٹک سے مغربی سواحل کو قطع کرتے ہوئے یونان کے بندرگاہ کورون پر پہنچ کر لنگر ڈالا۔ اس کے بھروسے پر مورہ والوں نے بغاوت کردی لیکن عثمانی فوج نے فوراً ہی اس کو فرد کردیا۔ روسی بیڑہ نے آگے بڑھ کر ترکی بیڑے کا مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اس کے بعد اس کی دو تار پیڈو کشتیاں خلیج چشمہ میں آگئیں جنھوں نے ازمیر کے متصل عثمانی بیڑہ کو ایک طرف سے غرق کردیا۔ روسی امیر البحر الفنسٹن نے ارادہ کیا کہ قسطنطنیہ پر حملہ کرے اس لئے جزیرہ لمنوس پر قبضہ کرکے اس کو اپنا مستقر بنایا۔

اس فرصت میں ہنگری کے ایک سپہ سالار بیرن دی توت نے جو دولت علیہ کی ملازمت میں تھا درہ دانیال کے قلعوں کو درست کرکے اُن کے اوپر بھاری بھاری توپیں چڑھادیں۔ نیز متعدد تجارتی جہازوں کو توپوں سے مسلح کرکے جنگی بنالیا۔ ایک کارخانہ توپ ڈھالنے کے لئے اور دوسرا جہاز سازی کے لئے قائم کردیا۔ اس کے ساتھ توپ کے استعمال اور جدید بحری فنون حرب کے لئے ایک مدرسہ بھی کھولا جس میں سے تھوڑے عرصے میں بہت سے بحری جنگ کے واقف امرار تیار ہوگئے۔ انھیں میں سے قبودان حسن بک تھا جس نے دوسرے سال روسیوں کو جزیرہ لمنوس سے شکست دے کر نکال دیا۔

دوسری طرف روسی فوجیں کریمیا میں داخل ہوگئیں اور وہاں کے امیر سلیم کرائی خاں سے جو دولت علیہ کا ماتحت تھا وعدہ کیا کہ ہم تم کو مستقل امیر تسلیم کرلیں گے چنانچہ اس نے اس فریب میں آکر اُن کا مقابلہ نہیں کیا بلکہ اپنے دو نمائندوں کو سینٹ پیٹرسبرگ میں ملکہ کیتھرائن کے پاس بھیج کر اطاعت کا اظہار کیا۔ مگر روسیوں نے کریمیا میں داخل ہوجانے کے بعد اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ اس لئے مجبور ہوکر سلیم کرائی نے دولت علیہ کے پاس پناہ لی۔

روسی فوجیں بڑھتی ہوئی بلقان تک آگئیں۔ اس وقت انھوں نے شرائط صلح پیش کیں لیکن وہ نہایت سخت تھیں اس لئے قبول نہیں کی گئیں اور ترکی فوجوں نے جم کر مقابلہ شروع کیا

مصر علی بک مصر کا والی تھا۔ روسیوں نے اس کو بھی آزادی کا سبز باغ دکھا کر دولت علیہ کے خلاف بغاوت پر آمادہ کر دیا۔ اس نے شام کے شہروں غزہ، نابلس، بیت المقدس، یافا اور دمشق وغیرہ فتح کر لئے۔ چاہتا تھا کہ اناطولیہ پر حملہ آور ہو لیکن مصر کے ممالک میں سے ایک امیر محمد بیگ ابو ذہب نے سر اٹھایا تھا جس کے مقابلے کے لئے واپس گیا ابو ذہب نے علی بک اور اس کے ساتھ روسی مددگار امرا کے سر کاٹ کر ۱۱۸۷ھ میں قسطنطنیہ بھیج دئے

اسی سال سلطان مصطفےٰ پیہم شکستوں اور بغاوتوں کے تردوات سے متاثر ہو کر ۹ شوال کو انتقال کر گیا۔

یہ نجوم کا بہت قائل تھا ہر کام کے لئے منجموں سے ساعت پوچھتا تھا اور دولت کا سخت حریص اور نہایت خسیس لیکن جنگ روس میں اپنا سارا جمع کردہ سرمایہ صرف کر دیا۔ ایک جامع اس کی یادگار ہے جو اس نے اپنی والدہ کی قبر پر بنوائی تھی۔ نیز جامع فاتح کی بھی مرمت کرائی جو زلزلہ سے شکستہ ہو گئی تھی۔

(۲۷) عبد الحمید اوّل

عبد الحمید اول پسر سلطان احمد ثالث کی ولادت ۱۱۳۷ھ میں ہوئی تھی سلطان مصطفےٰ کے گذر جانے پر ۱۱۸۷ھ میں تخت پر بیٹھا۔ امور سلطنت اور سیاست سے بے خبر تھا۔ اس لئے عثمانیوں کو اس کے جلوس سے کوئی امید بھی نہ تھی

اس وقت اندرونی بغاوتوں اور بیرونی جنگوں کی وجہ سے سلطنت کی حالت نہایت سقیم ہو رہی تھی خزانہ بالکل خالی تھا جس کی وجہ سے وہ اپنے جلوس کے موقع پر فوج کو حسب دستور کوئی انعام بھی نہیں دے سکا

روس روس پوری طاقت سے جنگ میں مشغول تھا۔ صدر اعظم نے روسی فیلڈ مارشل

Marfat.com

ردمانزوف سے مجبوراً بخارسٹ کی شرائط رحن کو مصطفےٰ ثالث نے نامنظور کر دیا تھا صلح کرلی۔ ۱۸ جولائی ۱۷۷۴ء میں اس عہد نامے کی تکمیل ہوئی اس کی رو سے گرجستان وچرکس معہ قلعہ ازاق کے روس کو مل گئے اور کریمیا دولت علیہ کی سیادت سے نکل کر ایک مستقل سلطنت ہوگئی۔

ایران ملک کی اندرونی حالت اس وقت نہایت ابتر تھی صدر اعظم نے اس کے انتظام کیطرف پوری توجہ مبذول کی۔ لیکن اسی اثنار میں کریم خاں زند نے جو تخت پر عاضبانہ قابض ہوگیا تھا عراق پر لشکر کشی کر دی اور بصرہ پر قبضہ بھی کرلیا۔ سلیمان پاشا والی بغداد نے متعدد معرکوں کے بعد اس کو وہاں سے نکالا۔

کریمیا کریمیا میں استقلال کے بعد ہی روس نے ۱۱۹۸ھ میں اندرونی وسائل سے شورش برپا کرکے فوجیں بھیج دیں جنھوں نے اس پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد روس اور آسٹریا نے ترکی سلطنت کو آپس میں تقسیم کرلینے کا منصوبہ باندھا اور اس کی کمزوری کو دیکھتے ہوئے انگلستان میں بھی یہ خواہش پیدا ہوئی۔

صدر اعظم خلیل پاشا تجربہ کار اور دانشمند تھا اور روس اور آسٹریا کی نیتوں سے اچھی طرح واقف۔ اس نے فرح علی پاشا کو بھیج کر قفقاز کے مسلمانوں کی ایک عظیم الشان جمعیت تیار کی تھی چاہتا تھا کہ کریمیا کو فتح کرکے روسی مطامع کا سدباب کردے لیکن خود غرض امرا کے حسد کی وجہ سے وہ اپنے منصب سے معزول کر دیا گیا جس کی وجہ سے یہ مقصد پورا نہ ہوسکا۔

مصر ۱۲۰۰ھ میں مصر میں فتنے برپا ہوئے حسن پاشا قبودان جنگی کشتیاں لے کر گیا۔ اور ان کو فرو کرکے واپس آیا۔

روس و آسٹریا ۱۲۰۱ھ میں روس نے پھر جنگ شروع کی۔ دوسری طرف آسٹریا نے بھی چڑھائی کردی دولت علیہ کو دونوں کا ایک ساتھ مقابلہ کرنا پڑا۔ آسٹریا کے محاذ پر صدر اعظم خواجہ یوسف پاشا خود گیا اور شکست پر شکست دے کر پچاس ہزار آسٹریوں کو گرفتار کرلیا لیکن روس کے مقابلے میں ترکوں نے ہزیمت اٹھائی مگر اسی درمیان میں سویڈ کے

Marfat.com

ساتھ روسیوں کی جنگ چھڑ گئی۔

وفات ۱۲۰۳ھ میں عبد الحمید اول نے انتقال کیا۔ نیک دل۔ خوش عقیدہ اور متقی تھا لیکن سیاست اور اصول حکومت سے بے خبر۔ اس کے عہد میں دولت علیہ بہت کمزور ہوگئی جس کی وجہ سے روس و آسٹریا وغیرہ مغربی دول نے اس کو اپنی مطامع کی جولانگاہ بنالیا۔

سلیم ثالث

سلیم پسر مصطفےٰ ثالث کی ولادت ۱۱۷۵ھ میں ہوئی تھی۔ ۲۸ سال کی عمر میں ۱۲۰۳ھ میں تخت نشین ہوا، اس وقت ہر طرف سے جنگ اور یورش کی گھٹائیں ملک پر چھائی ہوئی تھیں اور لشکر مسلسل لڑائیوں سے تباہ اور خزانہ خالی تھا۔

روس و آسٹریا روسی فوجیں فلاخ، بغدان کو فتح کرتی ہوئی بسری بیا تک پہنچ گئیں دوسری طرف آسٹریا نے بھی تازہ دم فوجوں سے فتوحات شروع کیں صدر اعظم شریف حسین پاشا نے ان کو لے کر آسٹریا کو بر کوئی پر سخت شکست دی۔ اسی زمانے میں آسٹریا کا بادشاہ یوسف ثانی مرگیا اور اس کی جگہ لیوپولڈ دوم تخت نشین ہوا، چونکہ اس وقت لوئیس شانزدھم شاہ فرانس کے خلاف اس کے ملک میں سخت بغاوت تھی اس وجہ سے لیوپولڈ نے اس خوف سے کہ کہیں اس کے شعلے آسٹریا تک نہ پہنچ جائیں مناسب سمجھا کہ دولت علیہ سے صلح کرکے اپنی ساری قوت ملک میں جمع رکھے۔ چنانچہ مقام استوا میں ۲۲ ذی الحجہ ۱۲۰۵ھ کو عہد مصالحت لکھا گیا جس میں آسٹریا نے وہ سارا حصہ جو فتح کرلیا تھا معہ بلغراد اور سربیا کے واپس کر دیا۔ اور سابقہ حدود برقرار رہے۔ اس کے بعد انگلستان اور پرشیا کے توسط سے روس کے ساتھ بھی صلح ہوگئی اور ۱۵ جمادی الاول ۱۲۰۶ھ کو معاہدہ لکھا گیا جس میں دولت علیہ نے کریمیا، بسر بیبیا اور وہ سارا علاقہ جو دریائے بوج اور دنیسٹر کے درمیان ہے روس کے لئے چھوڑ دیا۔

اصلاحات۔ ان لڑائیوں میں سلطان نے یہ بات اچھی طرح سمجھ لی کہ عثمانی فوج خاص کر

Marfat.com

انکشاریہ کی بدنظمی، نافرمانی اور ابتری کی وجہ سے پے در پے شکستیں اُٹھانی پڑتی ہیں اس لئے ان معاہدات کے بعد اس نے اپنی تمام تر توجہ فوج کی اصلاح کی طرف مبذول کی، کوچک حسین کو جو ایک ذہین اور یورپ کی افواج اور سیاسیات سے باخبر شخص تھا ناظم افواج مقرر کیا اس نے بری اور بحری فوجوں کی تنظیم شروع کی۔ متعدد جنگی جہازات جدید اصول کے مطابق تیار کرائے۔ سرحدوں پر مدافعت کے لئے قلعے بنوائے۔ سویڈن اور انگلستان سے بہت سے ماہرین کو بلاکر توپ ڈھالنے کے کارخانے میں لگایا۔ اور مدرسہ بحریہ و توپخانہ کو جس کو ہنگری امیر بیرون دی توت نے قائم کیا تھا ترقی دی۔ فن حرب اور استحکامات جنگی پر جو کتابیں فرنچ میں لکھی گئی تھیں اُن کے ترجمے کرائے تاکہ ترکی فوجی طلبہ مغربی فنون جنگ سے واقف ہوں۔

جدید اصول پر پہلا فوجی دستہ جس کی تعداد ۱۲ ہزار تھی ۱۲۱۰ھ میں تیار ہوا، اس کی قیادت ایک نومسلم انگریز انگلنر مصطفےٰ نامی کے سپرد کی گئی۔

نپولین

جمہوریہ فرانس نے ۱۲۱۳ھ میں نپولین بونا پارٹ کو ۳۶ ہزار بحری فوج کے ساتھ فتح مصر کے لئے بھیجا تاکہ ہندوستان کے ساتھ انگریزی تجارت روک دی جائے اس نے بلا اعلان جنگ پہلے مالٹہ پر قبضہ کیا پھر اسکندریہ میں لاکر فوجیں اتاردیں ابراہیم بک اور مراد بک امراء ممالیک جو دولت علیہ سے باغی ہوکر مصر پر بالاستقلال قابض ہوگئے تھے مقابلہ میں شکست کھاگئے اور نپولین نے قاہرہ پر تسلط حاصل کرلیا۔ وہاں اس نے یہ بیان کیا کہ میں مصر کو فتح کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں بلکہ دولت علیہ کی امداد کے لئے بھیجا گیا ہوں تاکہ اس کے باغیوں کی سرکوبی کروں

دولت علیہ کو جب اطلاع موصول ہوئی تو اس نے نپولین سے لڑنے کی تیاری شروع کردی اس وقت روس اور آسٹریا کی طرف سے اطمینان تھا کیونکہ وہ دونوں جمہوریہ فرانس کے ساتھ برسرِ پیکار تھیں۔ انگریزوں نے بھی مصر سے نپولین کو نکالنے میں ترکوں سے مدد کا وعدہ کیا کیونکہ اس سے ہندوستان کے ساتھ اُن کی تجارت خطرہ میں پڑگئی تھی اور روس نے بھی بحیرہ اسود کے جنگی جہازوں سے ترکوں کے دوش بدوش لڑنے کی درخواست کی۔

Marfat.com

باب عالی نے ۲۱ ربیع الاول ۱۲۱۳ھ میں فرانس کے ساتھ جنگ کا اعلان کیا اور دمشق میں فوجیں جمع کیں۔ بحری حملے کے لئے ترکی جہازوں کے ساتھ روسی اور انگریزی آہن پوش بحیرۂ روم میں آ گئے۔

نپولین ترکوں کے مقابلہ کے لئے تیرہ ہزار فوج لے کر عریش سے شام کی طرف چلا۔ غزہ۔ رملہ اور یافا فتح کرتا ہوا عکا کا محاصرہ کیا۔ لیکن بحری سمت سے وہاں امداد اور رسد پہنچتی تھی اور محاصرہ کے لئے جو توپیں مصر سے روانہ ہوئی تھیں ان کو سڈنی اسمتھ انگریزی امیر البحر نے چھین لیا تھا علاوہ بریں والی عکا احمد پاشا جزار نہایت بیدار مغز اور شجاع تھا اس لئے نپولین اس کو فتح نہ کر سکا جب ترکی فوجیں دمشق سے بڑھیں تو وہ محاصرہ اٹھا کر قاہرہ میں آ گیا یہاں ترکی جہازوں نے رودس سے ۱۸ ہزار فوجیں لا کر اتار دی تھیں جو ابو قیر میں تھیں۔ نپولین نے جا کر اُن کو شکست دے دی اور ان کے سپہ سالار مصطفےٰ پاشا اور فوج کے بڑے حصے کو گرفتار کر لیا۔

اسی درمیان میں اس کو خبر ملی کہ فرانس میں آسٹریا سے پے در پے شکست کھانے کے بعد طوائف الملوکی پھیل گئی ہے۔ اس لئے انگریزی جہازوں کے خوف سے رات کو خفیہ اسکندریہ سے نکل بھاگا۔ اس کی فوج بھی چند مقابلوں کے بعد ۲۰ صفر ۱۲۱۶ھ میں مجبوراً مصالحت کر کے معہ اپنے ساز و سامان کے مصر چھوڑ کر چلی گئی۔

فرانس پہنچکر نپولین رئیس جمہوریہ منتخب ہو گیا۔ اس نے دولت علیہ کے قنصل سعد افندی کے توسط سے باب عالی کو لکھا کہ روس جزائر یونان پر قابض ہو چکا ہے اور انگریز مصر میں قدم جمائے ہوئے ہیں۔ اُن کی دوستی میں ترکی سلطنت کے لئے خطرات ہیں۔ لہذا فرانس کے ساتھ قدیمی دوستانہ تعلقات پھر قائم ہونا چاہئیں۔

دولت علیہ اس حقیقت سے بے خبر تھی چنانچہ جمادی الثانی ۱۲۱۶ھ میں دونوں سلطنتوں میں جدید عہد نامہ لکھا گیا جس میں فرانس نے مصر اور جزائر یونان پر دولت علیہ کے مکمل حقوق تسلیم کئے اور دولت علیہ نے اس کے سابقہ امتیازات عطا فرمائے۔

Marfat.com

اس کے دوسرے سال انگریزوں نے مصر خالی کر دیا۔ جزائر یونان کی ایک مستقل جمہوریہ قائم کر کے باتفاق روس دولت علیہ کے تابع کر دی گئی۔

اس کے بعد نپولین نے اپنا سفیر قسطنطنیہ میں بھیجا تاکہ تعلقات زیادہ مستحکم ہو جائیں اس کی کوشش سے فلاخ اور بغدان کے امرار جو روس کے طرفدار تھے موقوف کر دیئے گئے اور ان کی جگہ دوسرے والی بھیجے گ اس پر روس نے بلا اعلان جنگ وہاں اپنی فوجیں بھیج دیں جس کی وجہ سے ترک لڑائی پر مجبور ہوئے انگریزوں نے روس کا ساتھ دیا اُن کا بڑا درہ دانیال کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور انگریزی سفیر ارتھناٹ نے باب عالی میں یہ مطالبات پیش کئے کہ انگلستان کے ساتھ حلیف ہونے کا عہد کیا جائے اور ترکی بیڑہ اور درۂ دانیال کے قلعے اس کے حوالے کر دیئے جائیں۔ اور فلاخ و بغدان روس کے ورنہ انگریزی بیڑہ مجبور ہو گا کہ آبنائے سے گذر کر آستانہ پر گولہ باری کرے

فرانسیسی سفیر کی کوشش سے یہ مطالبات نامنظور کر دیئے گئے جس پر انگریزی بیڑہ نے گیلی پن تک بڑھ کر عثمانی جہازوں پر گولہ باری کی لیکن آگے نہیں جا سکا۔ مقابلے کی تیاریاں دیکھ کر واپس ہوا۔ اور مصر کے سواحل میں جا کر اسکندریہ کو محصور کیا لیکن وہاں کے والی محمد علی پاشا کی بیدار مغزی سے کچھ نہ کر سکا اور بے نیل و مرام واپس گیا۔

ل٥ مصر کے موجودہ حکمران خاندان خدیوی کا بانی محمد علی پاشا مقام قولہ کا باشندہ تھا جو سلانیک سے ۱۲۸ کیلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے اس کی ولادت اپنے وطن میں ۱۷۶۹ء میں ہوئی تھی۔ نپولین کے اختلال مصر پر جو ترکی فوج مقابلے کے لئے آئی تھی اس میں یہ بھی ابوقیر کی جنگ میں شریک تھا۔ فرانسیسیوں کے چلے جانے کے بعد خسرو پاشا نے جس کو باب عالی نے مصر کا والی مقرر کیا تھا محمد علی کو چار ہزار سپاہیوں کا امیر بنا دیا یہ اپنی شجاعت اور شہامت کی بدولت تمام فوج میں اس قدر ہر دل عزیز ہو گیا کہ رفتہ رفتہ مصر کی ولایت اور پھر اس کی مستقل حکومت حاصل کر کے رہا۔

Marfat.com

معزولی

سلیم نے جو جدید فوج تیار کی تھی اس کی وجہ سے انکشاریہ اور غیر منتظم فوج کی وقعت گھٹ گئی اس لئے انھوں نے فوجی اصلاح کی مخالفت شروع کی علماء اور بعض اُمرا نے بھی اُن کا ساتھ دیا۔ ان لوگوں نے ایک فتنہ پرداز شخص قباپچی مصطفےٰ نامی کی قیادت میں بغاوت کا اعلان کر دیا اور سلطان سے ان وزراء کے قتل کا مطالبہ کیا جو ان اصلاحات کے حامی تھے۔ سلطان کو تسکین فتنہ کے لئے ان کا مطالبہ منظور کرنا پڑا لیکن انھوں نے اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ شیخ الاسلام عطاء اللہ افندی سے سلطان کے خلع کا فتویٰ لے کر اس کو تخت سے اتار دیا اور مصطفےٰ کو سلطان بنا دیا۔

سلطان سلیم نیک دل، بہادر اور علم دوست تھا لیکن اسی کے ساتھ طبیعت میں نرمی اور مہربانی بہت تھی جس کی وجہ سے باغیوں سے دب گیا۔ اور اس کی ساری اصلاحی کوششیں اکارت گئیں۔

(۲۹) مصطفےٰ رابع

مصطفےٰ رابع پسر سلطان عبدالحمید کی ولادت ۱۱۹۳ھ میں ہوئی تھی ۲۹ سال کی عمر میں ۱۲۲۲ھ میں تخت پر بٹھایا گیا اس نے ان تمام اصلاحات کو جو سلیم کے وقت میں نافذ کی گئیں تھیں یک قلم منسوخ کر دیا۔

اس وقت دولت علیہ اور روس میں دریائے طونہ کے کنارے جنگ ہو رہی تھی، وہاں جب یہ خبر پہنچی تو انکشاریہ نے خوشی منائی لیکن صدر اعظم حلمی ابراہیم پاشا نے افسوس کا اظہار کیا انکشاریہ نے اس کو قتل کر ڈالا جس کی وجہ سے فوج میں ابتری پھیل گئی خوش قسمتی سے اس وقت روس نپولین کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو گیا تھا ورنہ اس کا نتیجہ ترکوں کے حق میں نہایت برا ہوتا

روس نے نپولین سے شکست کھائی اس لئے اس کو ترکوں سے بھی صلح کرنی پڑی۔

اس کے بعد، جون ۱۸۰۷ء میں ایک خفیہ معاہدہ زار روس اسکندر اول اور دولت علیہ کے دوست نپولین کے درمیان ہوا جس کی ایک دفعہ یہ تھی کہ فرانس کے توسط سے اگر روس کے مطالبات باب عالی نے منظور نہ کئے تو دونوں متحد ہو کر بجز آستانہ اور اس کے حوالی کے جملہ عثمانی مغربی مقبوضات آپس میں تقسیم کر لیں گے، بوسنیا، البانیا، یونان اور مقدونیا فرانس لے گا اور رومانیا اور بلغاریہ

Marfat.com

روس، سربیا، آسٹریا کے ساتھ ملحق کر دیا جائے گا۔

یاران روسچق آستانہ میں سلطان مصطفےٰ نے جب اصلاحات کو منسوخ کیا اس وقت رجال اصلاح میں سے پانچ شخص تحسین افندی، بہیج افندی، رامز آفندی، رفیق افندی اور غالب افندی جو یاران روسچق کے نام سے تاریخ میں مشہور ہیں بھاگ کر علمدار مصطفےٰ پاشا والی روسچق کے پاس پہنچے، وہ بھی اصلاحات کا حامی تھا اس لئے سب نے مل کر یہ طے کیا کہ دوبارہ سلیم کو سلطان بنائیں۔

علمدار مصطفےٰ عاقل اور باحمیت امیر تھا۔ اس نے امراء آستانہ کے نام خطوط بھیجے جن میں سے اکثر اس کے ساتھ متحد ہو گئے۔ اب وہ اپنی فوج لے کر آستانہ کی طرف بڑھا اور پہنچ کر سلطانی کوشک کا محاصرہ کر لیا جب اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ اہل قصر نے سلیم کو قتل کر ڈالا ہے اس وجہ سے سلطان مصطفےٰ کے بھائی محمود کو تخت پر بٹھایا۔ اور قباکچی اور اس کے ساتھیوں کو جنہوں نے بغاوت کی تھی۔ قتل کر ڈالا۔

(۳۰) محمود ثانی

محمود پسر سلطان عبدالحمید کی ولادت سنہ ۱۲۰۱ھ میں ہوئی تھی سنہ ۱۲۲۳ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس نے علمدار مصطفےٰ کو صدر اعظم مقرر کر کے سلطان سلیم کی فوجی اصلاحات کو جو منسوخ کر دی گئی تھیں، از سر نو جاری کیا۔ انکشاریہ نے پھر بغاوت کی۔ صدر اعظم کو قتل کر دیا اور چاہا کہ محمود کو بھی معزول کر کے پھر مصطفےٰ کو تخت پر لائیں لیکن سلطان محمود نے مصطفےٰ کو قتل کرا دیا جب اُن کو اس کا علم ہوا تو اس شرط پر محمود کو باقی رکھا کہ اصلاحات نافذ نہ کرے۔

روس روس نے عہدنامے کی تجدید کرنی چاہی لیکن چند ایسی شرطیں پیش کیں جن کو باب عالی نے منظور نہیں کیا اس لئے لشکر کشی کی اور اس کی فوجیں حدود عثمانیہ میں بلغاریہ تک آ گئیں۔ ترکوں نے مجبوراً قلعہائے بندر، کیلی، خوتین، اور آق کرمان وغیرہ دے کر اس کے ساتھ مصالحت کی دریائے پروت دونوں سلطنتوں کے درمیان حد فاصل قرار پایا۔

نجد دیارِ عرب میں بے علمی کی وجہ سے دورِ جاہلیت پھر تازہ ہو گیا تھا اور وہاں کے

Marfat.com

لوگ بالعموم شرک و بدعت اور دین کے نام سے خرافات رسوم میں مبتلا تھے شیخ محمد عبدالوہاب نے بارھویں صدی ہجری کے نصف آخر میں نجد میں دینی اصلاح کی کوشش کی اور باشندوں کو قرآن و سنت کا تابع اور سلف صالح کا پیرو بنایا۔ اور ان میں علوم دینیہ کی اشاعت کی جس کی بدولت اہل نجد نے اپنی حالت درست کر کے ترقی شروع کی اور امراء نجد نے بجز حضرموت اور یمن کے ایک قلیل حصے کے سارے عرب پر قبضہ کر لیا۔ یہاں تک کہ حجاز کو بھی شریف غالب کے ہاتھ سے جو ترکی سلطنت کی طرف سے مامور تھا نکال لیا۔ اُن کی اس بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر باب عالی کے حکم سے سلیمان پاشا والی عراق نے ۱۲۱۳ھ میں لشکر کشی کی۔ لیکن احسا سے پہلے ہی معرکہ میں اس کو واپس آنا پڑا۔ اس کے بعد سعود بن عبدالعزیز امیر نجد نے کربلا سے حلب تک فتح کر لیا۔ پھر ۱۲۲۴ھ میں چھ ہزار فوج لے کر شام پر حملہ کیا اور حوران وغیرہ پر قبضہ کرتا ہوا دمشق تک پہنچ گیا۔ وہاں کے والی یوسف پاشا گنج نے وعدہ کر لیا کہ میں وہابی عورت کو قبول کروں گا اس لئے سعود اس کو چھوڑ کر واپس چلا آیا۔

سلطان محمود علی پاشا والی عراق عبداللہ پاشا والی شام اور شریف پاشا سپہ سالار جدہ تینوں کو حکم دیا کہ عربوں اور کردوں کا لشکر لے کر نجد پر حملہ کریں۔ لیکن اسی درمیان میں کردستان میں بغاوت ہو گئی جس کی وجہ سے یہ منصوبہ پورا نہ ہو سکا۔ اب باب عالی نے محمد علی پاشا کو جس نے اپنی قوت سے مصر کی ولایت حاصل کر لی تھی۔ حرمین شریفین کی بھی ولایت کا فرمان دے کر نجدیوں کے استیصال کے لئے نامور فرمایا۔

۱۲۲۶ھ میں محمد علی پاشا نے پہلے اپنے بیٹے طوسون پاشا کو نجد کی مہم پر بھیجا پھر خود بھی فوجیں لے کر آیا مگر جب تک سعود زندہ رہا اس وقت تک کوئی کامیابی نہ ہو سکی ۱۲۲۹ھ میں جب سعود مر گیا اور اس کا بیٹا عبداللہ اس کی جگہ امیر ہوا۔ اس وقت بعض امراء نجد محمد علی پاشا کی زرپاشیوں کی بدولت مصریوں سے مل گئے محمد علی پاشا نے اپنے دوسرے بیٹے ابراہیم پاشا کو پوری قوت کے ساتھ نجد کی طرف بھیجا۔ مقام ماویہ میں نجدیوں نے مصری توپوں کے

Marfat.com

مقابلے میں شکست کھائی اور عبد اللہ اپنے مرکز درعیہ میں آکر قلعہ گیر ہو گیا۔ ابراہیم پاشا نے محاصرہ کیا۔ سخت مقابلوں کے بعد آخرکار نجدیوں کو شہر کا دروازہ کھولنا پڑا۔

ابراہیم پاشا نے عبد اللہ اور اس کے کاتب و خزینہ دار کو مصر بھیج دیا جہاں سے وہ قسطنطنیہ روانہ کئے گئے تھے۔ سلطان محمود نے ان کو ایا صوفیا کے میدان میں ۱۲۳۴ھ میں قتل کرا دیا۔ اسی سال ابراہیم پاشا نے اپنے باپ کے حکم سے درعیہ شہر کو جو وہابیہ کا مرکز تھا کھود کر پھینک دیا اور اس آباد مقام کو ویرانہ بنا دیا۔

علی پاشا یونان میں یانیا کا والی علی پاشا پرسطوت اور با اثر حاکم تھا جس سے سارا یونان لرزتا تھا ہر چند کہ وہاں کے باشندوں میں اپنے استقلال کی خواہش سے بغاوت کا خیال موجود تھا مگر اس کے خوف سے کوئی پتہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتا تھا۔ روسیوں کے لئے جو یونان کے پشت و پناہ بنے ہوئے تھے اور دولت علیہ کے خلاف ان کو ابھارنا چاہتے تھے۔ علی پاشا کا وجود بہت ناگوار تھا۔

سلطان کے مقربین میں سے ایک شخص حالت افندی نے علی پاشا کے خلاف سازش شروع کی اور رفتہ رفتہ سلطان کو اس کی طرف سے بدظن کر دیا۔ سلطان نے چاہا کہ علی پاشا کو معزول کر دے۔ اس نے بغاوت کر دی اس لئے اس کے استیصال کے واسطے خورشید پاشا بھیجا گیا جس نے پورے دو سال کی جنگ کے بعد اس کو قتل کیا۔

علی پاشا کے مارے جانے کے بعد یونانی اپنے استقلال کا دعوی لے کر کھڑے ہوئے اور چند قلعوں پر انھوں نے قبضہ کر لیا۔ باب عالی نے ابراہیم پاشا مصری پسر محمد علی پاشا کو فوج دے کر بھیجا۔ اس نے جا کر بغاوت فرو کی۔

انکشاریہ نجد و یونان کی مہموں سے فراغت کے بعد سلطان محمود نے جدید اصطلاحات کرنی چاہیں۔ انکشاریہ نے پھر بغاوت کی اور باب عالی اور وزراء کے دولتکدوں کو لوٹ لیا۔ سلطان محمود نے مجبور ہو کر لوائے نبوی نکالا۔ جوق جوق مخلوق اس کے گرد آکر جمع ہو گئی

Marfat.com

چونکہ لوگ بالعموم انکشاریہ سے تنگ آ گئے تھے اس لئے اُن کے اوپر ٹوٹ پڑے اور محمد پاشا اور آغا حسین کی قیادت میں انکشاریہ کو جو آتی میدان میں جمع تھے۔ قتل کر کے فنا کر دیا اس کے بعد جملہ صوبہ جات عثمانی میں ان کے الغار کے فرمان بھیج دیئے گئے۔

یونان انقلاب فرانس کے اثر سے یورپ کے ہر حصے میں آزادی کے خیالات پیدا ہو گئے تھے۔ یونانیوں نے بھی جو دولت علیہ کے تابع تھے اپنی آزادی کے لئے انجمنیں قائم کیں۔ جن کے مرکز روس اور آسٹریا میں تھے۔ سلطان محمود نے انکشاریہ کو مٹانے کے بعد جب اصلاحات شروع کیں اس وقت یونانیوں نے انگلستان، فرانس اور روس کی امداد سے اپنی آزادی کا مطالبہ کیا۔ باب عالی نے قطعی انکار کر دیا جس پر یونانی اور اُن کے مددگاروں نے جزیرہ ساقز کے متصل سارے ترکی جہازوں کو غرق کر دیا جس میں تین ہزار ترک شہید ہو گئے پھر روس نے یونان کے استقلال کی تصدیق کے لئے حدودِ عثمانی میں لشکر کشی کی دوسری طرف سے فرانس کی فوجیں مورہ میں آکر قلعوں میں آکر داخل ہو گئیں۔ اس لئے دولت علیہ کو یونان کا استقلال قبول کرنا پڑا۔ اس شرط پر کہ وہ پانچ لاکھ قرش سالانہ خراج ادا کرتا رہے

الجزائر ۱۲۴۶ھ میں فرانس نے محض اس بہانہ سے کہ الجزائر کے ایک متغلب نے فرنچ کنسلیٹو پر حملہ کیا تھا وہاں فوجیں اتار دیں اور اس پر اپنے قبضے کا اعلان کر دیا۔ اس وقت سے یہ خطہ دولت علیہ کے قبضے سے نکل گیا۔ لیکن حزب وطنی سید عبد القادر کی قیادت میں ۱۷ سال تک فرانس سے لڑتی رہی۔

سربیا ۱۸۲۹ء میں روس نے دولت علیہ کے ساتھ پھر جنگ چھیڑی اور اس کی فوجیں بخارسٹ سے گذرتی ہوئی ادرنہ تک گئیں جس کے بعد قسطنطنیہ پر قبضہ کر لینا زیادہ مشکل نہ تھا۔ اس وجہ سے دول یورپ نے بیچ میں پڑ کر مصالحت کرا دی، سربیا کی حکومت کے لئے ۱۲ مندوبین کی ایک جماعت منتخب کر دی گئی۔ اور بلاد چرکس معہ اِسس، یار کے قلعوں کے روس کو مل گئے۔

مصر محمد علی پاشا کی نیت یہ تھی کہ وہ مصر کا مستقل حکمراں ہوجائے چنانچہ اس نے نظامی فوج اور جنگی جہازات بنا کر بہت قوت پیدا کرلی۔ اس کے بعد اپنے بیٹے ابراہیم پاشا کو فتح شام کے لئے روانہ کیا۔ اس نے عکا تک قبضہ کرلیا۔ سلطان محمود نے آغا حسین کی قیادت میں تیس ہزار فوج بھیجی۔ ابراہیم پاشا نے اس کو شکست دیدی اور قوقانیہ تک پہنچ گیا۔ وہاں رشید پاشا مقابلے کے لئے آیا مگر اس نے بھی ہزیمت اٹھائی۔ اب ابراہیم پاشا نے کوتاہیہ پر پہنچ کر قبضہ کیا۔ دولت علیہ نے روس سے امداد طلب کی جس کے عوض میں بر وقت ضرورت اس کے جہازوں کو درۂ دانیال سے گذرنے کا حق دیا۔ چنانچہ روسی فوجیں مدد کے لئے آئیں اور ابراہیم پاشا کو شکست دے کر پیچھے ہٹا دیا۔ آخر میں اس بات پر صلح ہوئی کہ مصر، صیدا، شام اور حلب پر محمد علی والی رہے اور جزیرۂ کریٹ کی ولایت ابراہیم پاشا کو دی جائے۔

وفات ۱۲۵۵ھ میں سلطان محمود نے آستانہ میں وفات پائی۔ آل عثمان میں یہ ترقی کا نہایت دلدادہ تھا۔ سب سے پہلے طربوش اور مغربی لباس اسی نے شروع کیا۔ عدل و انصاف کی وجہ سے اس کا لقب عدلی تھا۔

(۳۱) عبد المجید اوّل

سلطان محمود کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا عبد المجید ۱۲۵۵ھ میں تخت پر بیٹھا۔ سب سے پہلے اس کے سامنے مصر کا مسئلہ آیا۔ کیونکہ محمد علی پاشا باوجود مصالحت کے بھی برابر اپنی فوجی قوت بڑھا رہا تھا۔ سلطان محمود نے حافظ پاشا کی قیادت میں ایک فوج بھیجی تھی کہ اس کی جنگی تیاریوں کو روکے لیکن ابراہیم پاشا نے اس کو شکست دے کر واپس کر دیا۔

سلطان عبد المجید نے اپنے سفیر انگلستان رشید پاشا کے ذریعے انگلستان، پرشیا اور روس کے ساتھ مل کر محمد علی پاشا کی ولایت مصر پر محدود کر دی۔ لیکن یہ سند لکھ دی کہ وہ خدیو کے لقب سے اس کی اولاد میں نسلاً بعد نسل رہے گی۔

اصلاحات سلطان نے تمام قلمرو عثمانی میں اعلان کرا دیا کہ جملہ رعایا کے خواہ وہ کسی

Marfat.com

مذہب اور کسی قوم کے ہوں ہر قسم کے قانونی حقوق محفوظ ہیں اور پوری قوت کے ساتھ اس کی تنفیذ کی۔ اور زبردستوں اور جابروں کے ظلم و تعدی کو کمزوروں پر روک دیا۔ اس کے ساتھ بری اور بحری فوجوں کی تنظیم شروع کی۔

روس سلطنت روس نے جس کا وتیرہ ہمیشہ یہ رہا کہ دولت علیہ کو اصلاح کی مہلت نہ لینے دے اور اس کے راستے میں ہر قسم کی مشکلات پیدا کرے بلا اعلان جنگ رومانیا میں فوجیں بھیج دیں۔ اور سنیوب میں عثمانی جہازوں کو غرق کردیا۔ دولت علیہ نے فرانس اور اطالیہ کی مدد سے اس کا مقابلہ کیا اور اس کے جنگی جہازوں کو جلا دیا۔ پھر سیاسٹوپول میں اس کو شکست دی جس کے بعد پیرس میں مجلس معاہدہ منعقد ہوئی۔ سپاسٹول روس کو اور اناطولیہ میں قلعہ قرص روس سے لے کر دولت علیہ کو دیا گیا۔ اور باتفاق دول اربعہ درۂ دانیال جملہ اقوام کے جنگی جہازوں کے لئے بند کردیا گیا۔

اس معاہدہ میں دولت علیہ ایک متمدن سلطنت تسلیم کی گئی۔

دروز جبل لبنان میں بعض واقعات کی بنا پر دروزوں اور عیسائیوں میں فتنہ برپا ہوگیا جس کی وجہ سے فرانس نے نصاریٰ کی حمایت کے لئے وہاں فوجیں اتار دیں دولت علیہ نے فواد پاشا کو بھیج کر اس فتنہ کو فرو کردیا۔ آخر میں یہ طے پایا کہ والی لبنان کے ساتھ ایک دروزی اور ایک مارونی اپنی اپنی جماعتوں کی وکالت اور نمائندگی کے لئے نامزد کئے جائیں۔

وفات ۱۲۷۷ھ میں سلطان عبدالمجید نے ۴۰ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ دیندار اور باحمیت تھا مدینہ منورہ میں اس کی یادگاریں ہیں۔

(۳۲) عبدالعزیز

سلطان عبدالمجید کے انتقال پر اس کا بھائی عبدالعزیز جس کی عمر ۳۲ سال تھی تخت نشین ہوا۔ اس نے داخلی اصلاحات کی طرف بہت زیادہ توجہ کی ملک کو جدید صوبوں میں تقسیم کیا۔ ایک مجلس شوریٰ مرتب کی۔ فوج کو باقاعدہ بنایا اور بیڑہ کو اس قدر ترقی دی

Marfat.com

کہ وہ دنیا میں دوسرے درجہ کی بحری طاقت سمجھا جانے لگا۔

کریٹ اور قرہ طاغ میں اجانب کی تحریک سے بغاوتیں رونما ہوئیں۔ لیکن صدر اعظم عالی پاشا کی تدابیر سے بہت جلد دبا دی گئیں۔

سفر یورپ ۱۲۸۳ھ میں سلطان عبدالعزیز سیاحت کے لئے روانہ ہوا۔ پہلے مصر آیا۔ پھر پیرس کی نمائش میں جا کر شرکت کی۔ اس کے بعد لندن گیا۔ وہاں سے ویانا ہوتا ہوا آستانہ کو واپس آیا۔ بہت سے امراء اور شاہزادے بھی معیت میں تھے۔

ابتری عالی پاشا صدر اعظم کے زمانے تک دولت علیہ کے بیرونی سیاسی تعلقات اور اندرونی انتظامات اچھے تھے۔ اس کی وفات کے بعد محمود ندیم پاشا صدر اعظم ہوا۔ ایک طرف دول مغربی کے قرضوں سے جو سلطان نے جدید اصلاحات کے لئے لئے تھے سلطنت زیر بار تھی۔ دوسری طرف بدنظمی سے رشوت اور غبن کی گرم بازاری ہوئی اور عہدے اور مناصب قیمتاً فروخت ہونے لگے۔ ان وجوہات سے ملک کی حالت نہایت ابتر ہوگئی اور جا بجا فتنے اور ہنگامے برپا ہونے لگے۔ چنانچہ البوسینیا اور ہرزی گوئنا میں عیسائیوں نے بہت سے مسلمانوں کو قتل کر ڈالا۔

سلطان اس درمیان میں روسی سفیر اگناتیف کے ساتھ ایک معاہدہ کی فکر میں تھا کیوں کہ اس کا خیال تھا کہ روس کا اتحاد بہ نسبت دیگر دول مغربی کے دولت علیہ کے لئے زیادہ مفید ہے اس لئے سفیر مذکور کی باتوں میں آکر اس نے بغاوت کی طرف زیادہ توجہ نہ کی۔ یہاں تک کہ وہ جبل اسود سربیا اور بلغاریا تک پھیل گئی اور لاکھوں مسلمان بے گناہ مارے گئے۔

ادھر سلانیک میں ایک بلغاری لڑکی مسلمان ہوگئی تھی جس کو جرمن سفیر نے بھگا دیا تھا۔ وہاں کے مسلمانوں نے سفیر مذکور کو قتل کر ڈالا۔ اس پر جرمنی اور فرانس کے جنگی جہاز پہنچ گئے۔ اور قاتلوں کی سزا اور ذمہ دار حکام کی معزولی کے طالب ہوئے۔ سلطان کو ان کے مطا

پورے کرنے پڑے۔

آستانے میں اس خبر سے ہیجان پیدا ہو گیا۔ اور علماء اور طلباء نے میدان فاتح میں مجتمع ہو کر اجنبی حکومتوں کی مداخلت کے خلاف آواز بلند کی اور محمود ندیم پاشا کی برطرفی کے طالب ہوئے۔ سلطان نے رفع فساد کی خاطر اس کو منظور کر لیا۔

معزولی سلطان عبد العزیز باوجود سلطنت کی مالی ابتری کے بھی نہایت اسراف اور فضول خرچی سے کام لیتا تھا جس سے روز بروز قرضے کی زیر باری بڑھتی جاتی تھی اور اس کا مزاج جادۂ اعتدال سے اس قدر منحرف تھا کہ کوئی شخص یہاں تک کہ اس کی والدہ بھی اس سے ایک لفظ نہیں کہہ سکتی تھی اس وجہ سے اس کی اصلاح سے مایوس ہو کر صدر اعظم رشدی پاشا۔ سرعسکر حسین عونی پاشا اور شیخ الاسلام حسن خیر اللہ آفندی نے باہمی مشورہ سے یہ طے کیا کہ اس کو معزول کر کے مراد کو سلطان بنائیں۔ چنانچہ سلیمان پاشا ناظر مکتب حربی نے اپنے طلباء کو لے جا کر قصر کا احاطہ کر لیا اس کے بعد جلوس کی توپیں سر کرنی شروع کیں۔ اس وقت عبد العزیز کو صورت حال کا علم ہوا، اب سوائے تسلیم کے کوئی چارہ نہ تھا۔ صدر اعظم نے اس کو قصر چراغاں میں بھیج دیا وہاں اس نے محل کی ایک لونڈی سے قینچی لے کر اپنی رگ اکحل کاٹ لی جس سے اس قدر خون نکلا کہ مر گیا۔

(۳۴) مراد خامس

مراد پسر سلطان عبد المجید کی ولادت ۲۵ رجب ۱۲۵۶ھ میں ہوئی تھی۔ سلطان عبد العزیز کی معزولی کے بعد ۷ جمادی الاول ۱۲۹۳ھ کو تخت سلطنت پر آیا۔

بلقان میں جو فتنے برپا ہوئے تھے ان کے استیصال کے لئے ایک فوج بھیجی گئی جس نے پہنچ کر سرکشوں کی گوشمالی کی اور سرویا کے حکمراں پرنس میلان کو شکست دے کر اس کے سب سے محفوظ مقام کسناج کو لے لیا جس پر اس نے دول یورپ کو بیچ میں ڈال کر مصالحت کی کوشش کی

حسن چرکس مراد کی تخت نشینی کے دوسرے دن سلطان عبد العزیز کے حاجب خاص حسن بک چرکس نے اپنے آقا کے انتقام کے لئے مجلس وکلاء میں آ کر تپنچہ سے سرعسکر حسین پاشا

اور صدر اعظم رشدی پاشا کو مار ڈالا اور احمد پاشا وزیر کو زخمی کیا۔

دماغی خلل سلطان مراد علم دوست اور مساوات پسند تھا مگر جلوس کے ایک ہی ہفتہ بعد جنون میں مبتلا ہو گیا۔ کبھی اٹھ کر خدام سے معانقہ کرتا۔ کبھی کپڑے پہنے حوض میں کود پڑتا۔ اور کبھی کھڑکی سے نکل بھاگتا۔ وزراء نے تین مہینے تک اس کی حالت کو مخفی رکھا اور علاج کراتے رہے لیکن جب صحت کی صورت نہ دیکھی تو شیخ الاسلام کی منظوری سے اس کو تخت سے اتار کر عبد الحمید کو بٹھایا۔

معزولی کے بعد مراد قصر چراغاں میں رکھا گیا۔ وہاں ۱۳۲۲ھ میں اس نے وفات پائی بیان کیا جاتا ہے کہ آخر عمر میں اس کی حالت ٹھیک ہو گئی تھی۔

(۳۴) عبد الحمید ثانی

سلطان مراد کے خلع کے بعد اس کے بھائی عبد الحمید پسر سلطان عبد المجید نے ۱۲۹۳ھ میں سریر سلطنت پر جلوس فرمایا۔ ملک کی حالت اس وقت نہایت مضطرب تھی اور دول یورپ نصاریٰ کی حمایت کے بہانے سے مداخلت کر رہی تھیں۔ انگلستان کا طرفدار تھا اور روس سربیا اور جبل اسود کا۔ ان معاملات کے سلجھانے کے لئے آستانے میں سفراء دول کی ایک موتمر ہو رہی تھی۔

دستور وزیر مدحت پاشا نے اس موقع پر سلطان کو راضی کر کے دستوری حکومت کا اعلان کیا تاکہ مساوات اور حریت عام عطا کرنے سے اجنبی مداخلتوں سے نجات مل سکے

جنگ پلونا دول یورپ کا منشاء ان مداخلتوں سے اپنے اغراض کا حصول تھا نہ کہ عثمانی مسیحی رعایا کی اصلاح حال۔ چنانچہ انھوں نے آستانہ کی موتمر میں ایسی سخت شرطیں پیش کیں جن کا قبول کرنا دولت علیہ کے لئے ممکن نہ تھا۔ اس لئے انہوں نے انکار کر دیا۔ روس نے لشکر کشی کی اور اس کی فوجیں دریائے طونہ سے گذر کر پلونا تک آگئیں اور غازی عثمان پاشا کو چاروں طرف سے محصور کر لیا۔ جب سامان رسد

نہ پہنچ سکا اس وقت بجائے ہتھیار ڈال دینے کے۔ غازی موصوف اپنی فوجیں لے کر نکلے اور اس بے جگری کے ساتھ لڑتے ہوئے چلے کہ قریب تھا کہ روسی فوجوں کو چیرتے ہوئے باہر آجائیں۔ لیکن اسی حالت میں بولونیا کی ایک لاکھ تازہ دم فوجیں آگئیں اور غازی موصوف کے پاؤں میں گولی لگی۔ گھوڑا بھی زخمی ہوکر گر گیا جس کی وجہ سے وہ گرفتار ہو گئے

روسی فوجیں ایا استفانو تک جو آستانے کے متصل ایک مقام ہے آگئیں۔ اس وقت دول یورپ نے روس کو روک دیا اور وہاں ایک معاہدہ فریقین میں لکھوادیا جو معاہدہ سینٹ اسٹفانو کے نام سے مشہور ہے۔

معاہدہ برلن عہد نامہ سینٹ اسٹفانو میں دریائے ڈونہ سے بحیرۂ مرمرہ تک کا علاقہ بلغاریا کو دیا گیا تھا جس پر انگلستان اور آسٹریا کو اعتراض ہوا۔ اس لئے برلن میں پرنس بسمارک کی صدارت میں سفراء دول کی ایک موتمر منعقد ہوئی جس میں بحث ومباحثہ کے بعد اردہان، باطوم اور قلعہ قرص روس کے حوالے کئے گئے۔ بلغاریا ایک جداگانہ امارت بناکر باب عالی کے تابع کر دی گئی، رومانیا، سربیا اور قراطاغ مستقل ریاستیں قرار دی گئیں اور تسالیا یونان کو دیا گیا۔

سلطان عبدالحمید نے اس معاہدہ کے بعد دستوری حکومت کو توڑ دیا اور اصلاح پسندوں کو جو دستور کے حامی تھے ملک بدر کرنا شروع کیا۔

قبرص انگلستان نے یہ دیکھ کر کہ روس روز بروز ایک طرف آستانہ سے اور دوسری طرف دریائے دجلہ وفرات کے منبعوں پر قبضہ کرکے بغداد اور بصرہ سے قریب ہوتا جاتا ہے جس سے ہندوستان کے لئے خطرہ ہے باب عالی میں اپنے سفیر مسٹر لیرڈ کے توسط سے ایک دفاعی معاہدہ کی خواہش کی تاکہ روس کے مشرقی مطامع کو روک دیا جائے اور اس کے عوض میں جزیرۂ قبرص کی درخواست کی تاکہ وہاں انگریزی فوجیں ہیں جو وقت ضرورت روس کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے پہنچ سکیں۔

Marfat.com

یہ سلسلہ گفتگو جاری تھا کہ اسی درمیان میں **صفوت پاشا** صدارت عظمیٰ کے منصب پہ آگیا۔ اس نے ۴ جون ۱۸۷۸ء میں اس معاہدہ کی تکمیل کر دی۔ اور انگریزوں نے جزیرہ قبرص کو غنیمت باردہ کی طرح مفت لے لیا۔

تونس تونس کے کسی قبیلے نے الجزائر کے حدود میں جو فرانسیسی قبضہ میں ہے دست درازی کی۔ اس جرم پر فرانس نے پورے تونس پر قبضہ کر کے الجزائر کیساتھ اس خطہ کو بھی شامل کر لیا۔

اعرابی پاشا محمد علی خدیو مصر کے جانشینوں نے مصر میں نہر سویز کھدوائی اور بہت سی اصلاحات کیں جن کی بدولت یہ ملک ایک اہم تجارتی مرکز بن گیا لیکن ان اصلاحات کے مصارف میں دول اجنبیہ کے قرضے کا بار اس قدر بڑھ گیا کہ ضیغۂ مال ان کی نگرانی میں چلا گیا۔ وطنی جماعت اعرابی پاشا مشہور مصری زعیم کی قیادت میں مخالفت کے لئے کھڑی ہوئی تاکہ اجنبی مداخلت سے ملک کو محفوظ رکھے۔ انگلستان اور فرانس دونوں نے اپنے اپنے بیڑے بھیج دئے۔ اس وجہ سے سوزش بڑھ گئی اور مصریوں نے اجنبیوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ انگریزوں نے اسکندریہ پر قبضہ کر لیا اور ایک فوج نہر سویز کے متصل اتار دی جو تل کبیر کے نیچے اعرابی پاشا کی جمعیت کو شکست دیتی ہوئی۔ آکر قاہرہ میں داخل ہو گئی۔ اس وقت سے مصر انگریزوں کا محکوم ہو گیا۔

مہدی سودانی احتلال مصر سے نہ صرف مصریوں بلکہ سودانیوں کے دلوں میں بھی انگریزوں کی طرف سے بغض پیدا ہو گیا۔ اور وہاں ایک شخص احمد نامی کی قیادت میں جس کو لوگ مہدی سمجھتے تھے ایک جماعت انگریزوں کے ساتھ جہاد کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی جس نے انگریزی فوج کو شکست دی۔ پھر خرطوم میں پہنچکر گارڈن پاشا اور اس کے سارے لشکر کو قتل کر ڈالا۔ انگریزوں نے دوسری فوج **لارڈ کچنر** کی سرکردگی میں بھیجی۔ جس نے تین سال کی متواتر جنگ کے بعد مہدی سودانی کی جماعت کو شکست دی اور خرطوم پر قبضہ کر لیا۔

Marfat.com

فشودہ فرانس کی ایک فوج بحر اطلانطک کے ارادے سے وادی نیل کے ایک مقام فشودہ میں آکر داخل ہوگئی۔ انگریزوں نے دعویٰ کیا کہ وہ مقام سوڈانی حدود میں ہے اس پر جھگڑا اس قدر بڑھا کہ قریب تھا کہ دونوں سلطنتوں میں جنگ ہوجائے لیکن آخر میں فرانسیسی فوج فشودہ چھوڑ کر چلی گئی۔

روم ایلی شرقی شرقی روم ایلی کے متعلق برلن کانفرنس میں یہ طے پایا کہ وہاں کا والی عیسائی ہوا کرے گا ۱۸۸۵ء میں اس کے باشندوں میں یہ تحریک پھیلی کہ یہ علاقہ بلغاریہ کے ساتھ ملحق کردیا جائے چنانچہ انھوں نے **غاوریل پاشا** والی کو پکڑ کر آستانہ میں بھیج دیا۔ اور پرنس **باٹمبرگ** کو اپنا حکمران بناکر الحاق کا اعلان کردیا۔

آرمینیہ منجملہ شرائط عہدنامہ برلن کے ایک شرط یہ بھی تھی کہ دولت علیہ آرمینیہ میں اصلاحات کرے لیکن سلطان عبدالحمید نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی ارمنوں نے دول یورپ کے پاس شکایتیں بھیجیں اور پھر بغاوتیں کیں جنمیں سخت خونریزیاں ہوئیں۔ یہاں تک کہ ۱۸۹۵ء میں خود آستانہ میں انھوں نے شورش برپا کی جسمیں سینکڑوں کی تعداد میں سڑکوں پر مقتول ہوئے اہل یورپ نے ان کی حمایت کے لئے آواز اٹھائی لیکن سلطان عبدالحمید کی سیاست کے مقابلے میں کچھ نہ کرسکے

کریٹ ۱۳۱۳ھ میں کریٹ والوں کی طلب پر دول یورپ نے اپنے جنگی جہاز اس جزیرہ پر بھیجدیئے اور باب عالی سے مطالبہ کیا کہ اس کا والی مقرر کیا جائے اسی زمانہ میں یانیہ پر یونان کے ولیعہد **قسطنطین** نے لشکرکشی کی **ادھم پاشا** نے اس پر نمایاں فتح حاصل کی۔ مگر دول مغربیہ نے ترکوں کو اسکے ثمرہ سے متمتع نہ ہونے دیا بلکہ کریٹ سے بھی عثمانی فوجوں کو نکال دیا اور دول اربعہ روس، انگلستان، فرانس اور اطالیہ نے اسکو اپنی حمایت میں لے لیا جو آج تک قائم ہے۔

اتحاد و ترقی سلطان عبدالحمید ہرچند عاقل اور سیاسیات میں کامل تھا مگر نہایت مستبد جملہ مہمات امور خود سرانجام دیتا تھا۔ اس کے عہد میں حکومت کی ساری قوت خود اس کی ذات میں جذب ہوگئی اور باب عالی بالکل بے دست و پا ہوگیا اس لئے اندرونی اور

Marfat.com

میں سخت ابتری پھیل گئی اور رشوت اور جاسوسی کی کثرت سے سلطنت کا سارا نظام مختل ہوگیا دوسری طرف دول یورپ جن کی طاقتیں عظیم الشان تھیں اس کے نگلنے کے لئے اپنے اپنے منہ کھولے تھیں۔ یہ دیکھ کر حامیان اصلاح اور بہی خواہان ملک نے ایک مخفی انجمن "جوان ترک" کے نام سے قائم کی جو بعد میں اتحاد و ترقی کے نام سے مشہور ہوئی۔ اسکی شاخیں پیرس سے سلانیک تک پھیلی ہوئی تھیں۔

اس کے ارکان نے جب روال میں شاہ انگلستان **اڈورڈ ہفتم** اور زار روس کی ملاقات کا حال سنا جس میں ان دونوں نے دولت علیہ کی تقسیم کی تجویز پختہ کی تھی۔ اس وقت مناستر میں **نیازی بک** اور **انور بک** ترکی فوج کو لے کر دستور کے مطالبہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے سلطان نے اس بغاوت کے انجام کے خطرے سے جو خاص اس کی ذات کے خلاف تھی ۱۳۲۶ھ میں پھر دستور کا اعلان کیا۔

اس اعلان کے ہوتے ہی آسٹریا نے بوسینیا اور ہرزگوینا دونوں صوبوں کو اپنی سلطنت میں شامل کرلیا۔ اور اس کے تیسرے دن بلغاریہ نے بھی اپنی خود مختاری کا اعلان کردیا دولت علیہ چونکہ اسوقت جنگ کی طاقت نہیں رکھتی تھی اسوجہ سے ان ممالک سے کچھ زر نقد لے کر انکے دعاوی کو تسلیم کرلیا

معزولی مجلس مبعوثان قائم کرنے کے بعد عبدالحمید نے پھر اس کو توڑنے کے لئے مخفی تدبیریں شروع کیں۔ چنانچہ اس کے اشارے سے فوج کے بعض حصے ۱۳۲۷ھ میں شریعت کے نام سے دستور کی مخالفت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور آستانہ میں انجمن اتحاد ترقی کے چند ارکان کو قتل کر ڈالا۔ اس وقت **محمود شوکت پاشا** جس نے دستور کی حمایت کا حلف اٹھایا تھا۔ سلانیک سے ایک فوج لے کر آستانہ کی طرف آیا پہلے باغیوں کو شکست دے کر ان کے سرغنوں کو پھانسی پر لٹکایا۔ پھر شیخ الاسلام سے سلطان کی معزولی کا فتویٰ لے کر مجلس مبعوثان کی تصدیق کے بعد اس کو تخت سے اتارا اور قصر ملدز سے لے جاکر سلانیک کے قصر الجنیش میں نظر بند کردیا اسی میں ۱۱ فروری ۱۹۱۸ء کو اس نے انتقال کیا۔

Marfat.com

(۳۵) محمد خامس

سلطان عبد الحمید کی معزولی کے بعد اس کا بھائی محمد رشاد سلطان محمد خامس کے لقب سے ۲۰ اپریل ۱۹۰۹ء مطابق ۱۳۲۷ھ میں تخت پر بٹھلایا گیا۔ خزانہ خالی تھا۔ ملکی نظام ابتر اور فوج بے سروسامان۔

طرابلس ترکوں کی زبوں حالی دیکھ کر اطالیہ نے بلا کسی وجہ کے ۱۳۲۹ھ میں طرابلس غرب پر حملہ کر دیا۔ ترکی بیڑہ اس قابل نہ تھا کہ کھلے سمندر میں اطالیہ کے جہازوں کا مقابلہ کر سکتا۔ ادھر انگریزوں نے مصر سے عثمانی فوجوں کو راستہ دینے سے بھی انکار کیا اس وجہ سے وہی فوج جو طرابلس میں تھی وطنی جماعت کے ساتھ مل کر مقابلہ کرتی رہی۔ اس وقت اطالیہ کا قبضہ صرف سواحل پر تھا۔ لیکن مسلسل جنگوں اور حملوں کی وجہ سے اب رفتہ رفتہ اس نے اندرون ملک میں دخل حاصل کرنا شروع کیا ہے۔

بلقان طرابلس کی لڑائی ہو رہی تھی کہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۱۲ء مطابق ۱۳۳۱ھ میں بلقان میں جنگ شروع ہو گئی۔ پہلے بلغاریہ اور سربیا نے ترکوں کے خلاف اعلان جنگ کیا پھر اس کے ساتھ ہی جبل اسود اور یونان نے بھی ان کا مقصد یہ تھا کہ ترکوں کو یورپ سے بالکل خارج کر دیں۔ چنانچہ اس جنگ میں بلقانی عیسائیوں نے وہاں کی مسلم آبادی کو نکالنے، لٹانے جلانے اور ذبح کرنے میں ایسی قساوت قلبی سے کام لیا جس کے ذکر سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ سیلاب بلاشتالجہ تک آ کر رک گیا اور آگے نہیں بڑھ سکا۔

وفد انصاری مسلمانان ہند کے دلوں میں اگرچہ ترکوں کی عظمت اور محبت ایک عرصہ سے تھی لیکن اس کا عملی اظہار جنگ بلقان ہی میں ہوا جب کہ نامور ڈاکٹر مختار احمد انصاری کی قیادت میں ۱۳۲۲ھ میں یہاں سے وفد ہلال احمر گیا جس میں شعیب قریشی۔ عبد الرحمن صدیقی اور چودھری خلیق الزماں وغیرہ ۲۵ ارکان تھے مولانا محمد علی نے اس کے لئے رقم فراہم کی تھی آٹھ مہینہ تک زخمی اور مجروح ترک مجاہدین کی طبی خدمت بجا لا کر ستمبر ۱۹۱۳ء میں یہ وفد واپس آیا۔

Marfat.com

جنگ عمومی

بلقان کی لڑائی کو ختم ہوئے ابھی ایک سال بھی نہیں گذرا تھا کہ جولائی ۱۹۱۴ء مطابق ۱۳۳۲ھ میں یورپ میں جنگ عظیم شروع ہو گئی جس میں ایک طرف اتحادی یعنی انگلستان، فرانس اور اٹلی وغیرہ تھے اور دوسری طرف جرمنی اور آسٹریا۔

ہر چند کہ یہ جنگ جرمنی کی عسکریت کے برخلاف تھی جو چاہتا تھا کہ عالم کی ثالثی کا علم اپنے ہاتھ میں لے لیکن ترکوں کو بھی جو طرابلس غرب اور بلقان کی مسلسل لڑائیوں سے خستہ حال تھے اور تہیدست ہو رہے تھے مجبوراً اس میں شریک ہونا پڑا کیونکہ اتحادیوں نے روس کو قسطنطنیہ اور درۂ دانیال جو اس کی پرانی آرزو تھی دینے کا وعدہ کر کے اپنے ساتھ شامل کیا تھا جس کی مدافعت لازمی تھی۔

ترکوں نے اتحادیوں کے ساتھ اس معاملے میں گفت و شنید بھی کی لیکن انھوں نے کوئی اطمینان نہیں دلایا۔ بلکہ انگریزوں نے دو جنگی جہاز جو غریب ترک کے چندے سے انگلستان کے کارخانوں میں تیار ہوئے تھے۔ ضبط کر لئے اور اُن کی قیمت کی واپسی سے بھی انکار کر دیا۔ اس وجہ سے پرنس سعید حلیم صدر اعظم نے ۲؍ اگست ۱۹۱۴ء کو جرمنی کے ساتھ ایک خفیہ معاہدہ کر کے جنگ میں شرکت اختیار کر لی۔

انگریزی جنگی جہازوں نے درۂ دانیال پر سخت سے سخت حملے کئے مگر نقصان اُٹھا کر واپس ہوتے رہے۔ ادھر بصرہ میں فوجیں اتار کر عراق عرب میں پیش قدمی کی۔ ترکوں نے یہاں بھی ہزیمت دی اور جنرل ٹاونشینڈ اور اس کی فوج کو قط العمارہ میں محصور کر کے گرفتار کر لیا۔

عربی بغاوت

۱۹۱۶ء میں انور پاشا کی رائے سے جو اس وقت وزیر جنگ تھے جمال پاشا کی قیادت میں ترکی فوج نے نہر سویز پر حملے شروع کئے مکہ کے شریف حسین نے جمال پاشا سے لاکھوں روپے اور اسلحہ اس غرض سے منگائے کہ ۱۵ ہزار عربوں کا لشکر تیار کر کے مصر کی مہم کے لئے دے گا۔ مگر در پردہ اس نے انگریزوں سے ساز باز کر کے ترکی سپاہ کو جو حجاز میں تھی مار کر نکال دیا اور ۱۶؍ نومبر ۱۹۱۶ء کو اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔

Marfat.com

اسی زمانے میں روسی محاذ پر ترکوں نے ہزیمت اُٹھائی جس کے باعث عراق عرب سے فوجیں وہاں بھیجنی پڑیں۔ اس وجہ سے انگریزی سپاہ نے ایک طرف بغداد اور دوسری طرف شام، لبنان اور فلسطین سے موصل تک سارا علاقہ ترکوں سے چھین لیا جس کے بعد اگست ۱۹۱۶ء میں اتحادی نمائندوں نے پیرس میں باہم یہ سمجھوتہ کیا کہ آرمینیہ، شرقی اناطولیہ آستانہ اور درہ دانیال روس کو دیا جائے۔ حیفہ اور بغداد انگلستان کو۔ اسکندرونہ اور موصل فرانس کو۔ مغربی اناطولیہ اطالیہ کو اور فلسطین حلفار کی مشترکہ حمایت میں رہے۔

اسی زمانہ میں ۱۳۳۶ھ میں سلطان محمد خامس نے وفات پائی۔

(۳۶) عبدالوحید

سلطان محمد خامس کے بعد ۱۳۳۶ھ میں عبدالوحید کی تخت نشینی عمل میں آئی جبکہ اتحادی ترکی سلطنت کو نقشے میں باہم تقسیم کر چکے تھے۔ لیکن اسی دوران میں روس جس کو ترکی کا بڑا حصہ خاص کر اس کا مرکز قسطنطنیہ ملنے والا تھا اندرونی، انقلابی بغاوت کی وجہ سے جنگ سے الگ اور اتحادیوں سے خارج ہو گیا۔ اتحادیوں نے کوشش کر کے امریکہ کو اپنے ساتھ ملا لیا جس کی شرکت جنگ کی وجہ سے فتحیاب ہو گئے۔ اور ۱۰ اگست ۱۹۱۸ء کو لڑائی ختم ہو گئی۔

اس وقت زعما جمعیۃ اتحاد ترقی طلعت پاشا، انور پاشا اور جمال پاشا جنکی رائے سے ترکی نے اس جنگ میں شرکت کی تھی۔ روپوش ہو کر برلن چلے گئے۔ اکتوبر ۱۹۱۸ء میں عزت پاشا صدر اعظم نے جدید وزارت مرتب کر کے اپنی افتتاحی تقریر میں سیاسی مجرموں کو معافی دی اور اس بات کا اظہار کیا کہ ہم امریکہ کے پریسیڈنٹ ولسن کے ۱۴ شرائط کے مطابق اتحادیوں کے ساتھ مصالحت کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اتحادیوں نے معاہدہ سیورے میں جو اسی مہینے میں ہوا۔ ترکی کی مجوزہ تقسیم ہی کو بحال رکھا۔

روس کے نکل جانے کے بعد قسطنطنیہ اور آبنائے کا مسئلہ حل طلب ہو گیا تھا جس کی نسبت غالب خیال یہ تھا کہ دول فاتحہ کی مشترکہ ملکیت قرار دیا جائے۔ چنانچہ نومبر ۱۹۱۸ء

Marfat.com

اتحادی فوجیں قسطنطنیہ میں آگئیں اور انھوں نے رفتہ رفتہ حکومت کے انتظامی صیغے اپنے ہاتھ میں لینے شروع کیے۔

ترکوں نے جنرل ٹاؤنشینڈ کے توسط سے جو اُن کے یہاں گرفتار تھا انگریزوں کے ساتھ صلح کی سلسلہ جنبانی کی۔ اور پیرس کانفرنس میں بھی جو جون ۱۹۱۹ء میں ہوئی اپنا ایک وفد بھیجا مگر کوئی کامیابی نہیں ہوئی اور اس کانفرنس نے بھی جس میں دس سلطنتوں کے نمائندے شریک تھے ترکی سلطنت کے لئے موت ہی کا فتویٰ صادر کیا۔

مارچ ۱۹۲۰ء میں قسطنطنیہ کے جملہ شعبہائے حکومت اتحادیوں نے اپنے ہاتھ میں لے لئے ترکی مجلس مبعوثین بھی ٹوٹ گئی۔ انگریزوں نے ۶۰ زعمار احرار کو مالٹہ میں لے جاکر نظر بند کیا اور داماد فرید پاشا کی صدارت میں ایک نام نہاد ترکی وزارت مرتب کرادی جو اتحادی نمائندوں کے ہاتھ میں تھی۔

یونانی حملہ اتحادیوں اور بالخصوص انگریزوں کو اس بات کا یقین ہو چکا تھا کہ ترک مر چکے ہیں ہم جس طرح چاہیں ان کی ملکیت تقسیم کر سکتے ہیں اس لئے انھوں نے یونان کی پشت پناہی شروع کی اور وہاں کے وزیر مسٹر وینیزیلوس کے دعادی کے مطابق جنوبی البانیا تھریس قسطنطنیہ اور مغربی اناطولیہ پر یونان کے حقوق تسلیم کرلئے چنانچہ ۱۵ جون ۱۹۱۸ء کو انگریزوں کی مدد سے یونانی فوجوں نے بندرگاہ سمرنا پہنچ کر قبضہ کرلیا اور اندرون ملک میں بڑھنا شروع کیا۔

وطنی تحریک ترکوں نے جب دیکھا کہ اتحادی ان کو فنا کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان اقوام کا محکوم بنادیں جو صدیوں اُن کے زیر حکومت رہی ہیں۔ تو ان کی رگوں میں قومی حمیت کا جوش تازہ ہوگیا اور اطالیہ میں وطنی تحریک کی ابتدا ہوئی جس کا آغاز مصطفیٰ کمال پاشا نے کیا۔ اس نے کوشش شروع کی کہ قوم کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو ایک نظام میں لاکر ملک کے دشمنوں سے بچالے۔ ۲۹ اپریل ۱۹۲۰ء کو ارضروم اسمبلی میں جمعیتہ وطنی نے اسی کو اپنا صدر بنایا قسطنطنیہ میں جس قدر احرار گرفتاری سے

Marfat.com

بچ گئے تھے بھاگ کر اس جماعت میں آکر شامل ہو گئے۔

ترک اس وقت گیارہ سال کی مسلسل جنگوں سے بالکل بے مایہ تھے۔ ان کے اسلحہ و ذخائر بھی جو زیادہ تر قسطنطنیہ میں تھے اتحادیوں کے قبضہ میں جا چکے تھے اور ساری مادی قوتیں مفقود تھیں مگر غیرت ملی اور حمیت قومی باقی تھی جس کے اوپر وہ جان دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ ایک طرف انھوں نے یونانیوں کا مقابلہ شروع کیا جو باشندوں کو قتل و ذبح کرتے ہوئے بڑھتے چلے آتے تھے دوسری طرف فرانسیسیوں کا جو اناطولیہ کے جنوب مشرق اور شام کے شمال میں سلیشیا پر قابض ہو گئے تھے چنانچہ فرانسیسیوں کو شکست ہوئی جس کی وجہ سے انھوں نے صلح کر کے سلیشیا کو خالی کر دیا۔

یونانی فوجیں انگریزوں کی امداد سے اپنے سامان اور تعداد کے لحاظ سے زبردست تھیں ترکوں سے لڑتی ہوئی ایشیائے کوچک تک آ گئیں۔ جہاں فریقین ایک دوسرے کے مقابلہ میں جم گئے اور جنگی کارروائیاں رک گئیں۔

اس حزب وطنی کے نہ صرف آستانہ کے ترک حامی تھے بلکہ جملہ عالم اسلامی کی نگاہیں بھی انھیں کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ مگر خلیفہ عبدالوحید اور اس کا وزیر داماد فرید پاشا جنھوں نے انگریزوں سے ترکی سلطنت پر ان کے انتداب قبول کر لینے کا عہد کیا تھا اس کے مخالف تھے چنانچہ انھوں نے ۱۱ جون ۱۹۲۰ء کو شیخ الاسلام دری زادہ **عبداللہ آفندی** سے فتویٰ لیکر ان حامیان وطن و ملت کو باغی قرار دیا۔ پھر انگریزوں سے قرضہ لے کر مصطفےٰ پاشا کرد کی ماتحتی میں ان کے استیصال کے لئے ایک فوج بھیجی۔ اس کے بعد مصطفےٰ کمال پاشا، فواد پاشا، ڈاکٹر عدنان بک اور رؤف پاشا وغیرہ پر جو اس تحریک وطنی کے علمبردار تھے۔ غائبانہ موت کا حکم صادر کیا اور ان کے اموال اور ہر قسم کے فوجی امتیازات و شہری حقوق ضبط کر لئے اس وجہ سے مصطفےٰ کمال پاشا نے اعلان کر دیا کہ میں آستانہ کی ترکی حکومت کو تسلیم نہیں کرتا کیونکہ وہ اجنبی احتلال کے زیر اثر ہے۔

معاہدہ ماسکو

روس میں انقلاب کے بعد سے بالشویک حکومت قائم ہو گئی تھی جو مشرق میں انگریزوں کے خلاف اپنا نفوذ بڑھانا چاہتی تھی۔ ترکوں کو اگرچہ

Marfat.com

بالشویت سے کوئی تعلق نہ تھا لیکن ہر طرف سے مایوس ہوجانے کی وجہ سے انھوں نے روس کے ساتھ دوستی کرنی چاہی۔ اور ڈاکٹر بکر سامی بک کو ماسکو بھیجا۔ جمال پاشا بھی برلن سے وہاں پہنچ گئے جن کی کوشش سے ترکوں اور بالشویک حکومت میں ۲۱ مارچ ۱۹۲۱ء کو معاہدۂ اتحاد لکھا گیا۔

ترکتازا مصطفےٰ کمال پاشا نے نہایت تندہی کے ساتھ اپنی جاں نثار قوم سے دو لاکھ فوج مرتب کرکے یونانیوں پر جو ملک کے بڑے حصے پر قبضہ کئے بیٹھے تھے۔ ۲۹ اگست ۱۹۲۲ء کو حملہ شروع کیا اور اسکی شہر بروصہ اور ازمیر سے انکو نکالتے ہوئے ۹ ستمبر کو سمرنا پر قبضہ کرلیا یہ حملہ اس پختگی عزم، قوت اور مہارت کے ساتھ کیا گیا تھا کہ یونانی فوجیں جن کی تعداد تین لاکھ سے زائد تھی۔ بیشتر فنا ہوگئیں یا گرفتار۔ بہت کم بھاگ کر جان بچا سکیں۔ مال غنیمت اس قدر ملا جس کا شمار مشکل تھا۔ تمام عالم اسلامی میں اس عظیم الشان فتح پر جشن منائے گئے۔

اتحادیوں نے بھی جو قسطنطنیہ پر قابض تھے اس زبردست قوت کو دیکھ کر ترکی امرا ر فوج کے ساتھ مدانیہ میں گفتگو کی اور قسطنطنیہ کو خالی کردینے کا وعدہ کیا۔

لوزان کانفرنس اس فتح سے ترکی اقتدار پھر قائم ہوگیا اور اتحادی جنھوں نے سیورے اور پیرس کی مجلسوں میں ترکی سلطنت پر موت کا فتویٰ صادر کردیا تھا۔ مجبور ہوئے کہ وطنی جماعت کے ساتھ مساویانہ مصالحت کریں۔ چنانچہ سوئٹزرلینڈ کے مقام لوزان میں ۲۰ نومبر ۱۹۲۲ء کو کانفرنس شروع ہوئی جس میں ترکی نمائندہ **عصمت پاشا** تھا۔ اور ۲۴ جون ۱۹۲۳ء کو ختم ہوتی۔ قسطنطنیہ، تھریس، اناطولیہ اور ایشیائے کوچک کا کل علاقہ ترکوں کا تسلیم کرلیا گیا۔ اور وہ جملہ مراعات جو دول یورپ کو ترکی میں حاصل تھیں جن کے بوجھ سے ترک سر نہیں اٹھا سکتے تھے یک قلم منسوخ کی گئیں۔ اور ترک ایسے آزاد ہوگئے جیسے اپنے عروج کے زمانے میں تھے۔

۲ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو اتحادیوں نے قسطنطنیہ کو بھی خالی کردیا۔ سلطان عبدالوحید جو

اپنی خیانت کاری سے خوف زدہ تھا انگریزی جہاز پر سوار ہو کر مالٹہ کو چلا گیا۔

جمہوریت ۱۳ر اکتوبر ۱۹۲۳ء کو جمعیتہ وطنی نے ترکی سلطنت کو جو دستوری تھی جمہوری کر کے مصطفٰے کمال پاشا کو صدر منتخب کیا اور انگورہ بجائے قسطنطنیہ کے دارالسلطنت قرار دیا

(۳۷) عبدالمجید ثانی

عبدالوحید کے چلے جانے سے منصب خلافت خالی تھا اس وقت بلا غور کئے ہوئے عبدالمجید ثانی کو جو ولی عہد تھا ترکوں نے خلیفہ بنالیا۔ لیکن جب اس مسئلہ پر قانونی حیثیت سے نظر ڈالی گئی اور معلوم ہوا کہ اصولاً دو متصادم اختیارات ایک ملک میں نہیں رہ سکتے تو دوسرے سال اس کو معزول کر دیا۔ جسکے بعد عبدالمجید فرانس میں جاکر شہر نیس میں قیام پذیر ہو گیا۔ نظام حیدر آباد نے ازراہِ ہمدردی اسلامی اس آخری معزول خلیفہ کے گزارہ کے واسطے ایک گرانقدر رقم سالانہ مقرر کر دی ہے۔

ترکی جمہوریہ نے خلیفہ کے ساتھ خلافت کا منصب بھی توڑ دیا۔ اور امت کی اس مرکزیت کو جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام نے قائم کیا تھا اور جس کو چارسو سال سے خود ترک سنبھالے ہوئے تھے فنا کر دیا۔

غازی مصطفٰے کمال پاشا

صدر اول جمہوریہ ترکیہ

مصطفٰے کمال کی ولادت ۱۲۹۸ھ مطابق ۱۸۸۰ء میں سلانیک میں ہوئی اس کا باپ یونان کے شہر لاریسا کے ایک خاندان سے تھا جو تجارت کا پیشہ کرتا تھا

مصطفٰے کمال نے ابتدائی تعلیم اپنے محلہ کے مدرسے میں حاصل کی اسی زمانہ میں اس کا باپ انتقال کر گیا جسکے بعد یہ اپنے ماموں کے پاس جو کسان تھا جاکر رہنے لگا اور کھیتی کے کاموں میں اسکی مدد کرنے لگا کچھ دنوں کے بعد اپنے فطری شوق سے مدرسہ رشدیہ عسکری میں نام لکھوایا اور وہاں سے کامیابی حاصل کر کے ۱۹۰۱ء میں آستانہ میں آکر مدرسہ حربیہ میں داخل ہو گیا۔ اس کے نصاب سے فراغت

Marfat.com

کے بعد مدرسہ ارکان حرب میں بھیج دیا گیا جس میں ۱۹۰۴ء میں یوزباشی کی سند حاصل کی
چونکہ آزاد مزاج تھا اور سلطان عبدالحمید کے استبداد کی شدت سے مخالفت کرتا تھا اس
وجہ سے ایکبار چند مہینے قید میں بھی رہنا پڑا۔ رہائی کے بعد دمشق کی فوج میں یوزباشی کے عہدہ پر متعین
کیا گیا۔ ۱۳۲۷ھ میں جب محمود شوکت پاشا نے عبدالحمید کو تخت سے اتارا اس وقت یہ بھی اپنی
فوج لے کر دستور کی حمایت کے لئے ادرنہ سے آستانہ میں آیا تھا۔
۱۳۳۰ھ میں جنگ طرابلس میں بھیس بدل کر مصر کی راہ سے بنی غازی پہنچا اور وہاں اطالیہ
کے مقابلہ کے لئے عربوں کی فوج مرتب کی۔ اور ایک مدت تک جہاد کرتا رہا۔
جنگ عمومی میں درہ دانیال کی مدافعت اس کے سپرد کی گئی جو سب سے اہم جنگی نقطہ تھا۔ اس
نے اتحادی بیڑوں کے حملوں کا نہایت خوبی سے مقابلہ کیا اور ہمیشہ ان کو نقصان کے ساتھ واپس
کرتا رہا جس کے صلہ میں امیر لواء کے رتبہ اور پاشا کے لقب سے ممتاز کیا گیا۔
نومبر ۱۹۱۸ء میں جب اتحادی نمائندوں نے قسطنطنیہ میں آکر حکومت کے صیغوں پر قبضہ کرنا شروع
کیا اسوقت اپنی قومی سلطنت کو فنا ہوتے ہوئے دیکھ کر مصطفٰے کمال پاشا کے دل پر سخت چوٹ لگی۔ اس لئے
فوراً اناطولیہ میں پہنچ کر اس نے ترکوں کی قومی عصبیت کو ابھارا اور جون ۱۹۱۹ء میں ایک موتمر منعقد
کی جس میں ارضروم اور اناطولیہ کے اسی نمائندے شریک ہوئے اور حزب وطنی قائم کی گئی۔ اس کی مدد
سے مصطفٰے کمال پاشا نے فوجیں تیار کر کے ستمبر ۱۹۲۲ء میں یونانیوں کو جو اتحادیوں کی امداد سے ترکی
کے بڑے حصہ پر قابض ہو چکے تھے ایسی زبردست شکست دی جو تاریخ میں قیامت تک یاد رہی گی۔
اس عظیم الشان فتح کے بعد جس سے ترکوں کا گیا ہوا ملک اور مٹا ہوا وقار پھر واپس مل گیا اس نے حکومت
کو دستوری کے بجائے جمہوری کر دیا تاکہ قوم کے لئے ہر قسم کی ترقیوں کے راستے کھل جائیں۔

آج قیام جمہوریت کو چھ سال ہو چکے ہیں جس میں ترک برابر علمی، اقتصادی اور مادی،
خاص کر فوجی ترقی کر رہے ہیں اور کچھ بعید نہیں کہ یہ دور جس میں شخصی استبداد اور دول یورپ کی
مراعات سے وہ کلیتہً آزاد ہو گئے ہیں۔ ایک جدید عروج کا آغاز ثابت ہو۔

Marfat.com

تاریخ عثمانیہ پر ایک نظر

آل عثمان کی حکومت غازی **عثمان** کے عہد سے جس نے سلطان **علاء الدین** آخری تاجدار سلاجقۂ روم کے تاتاریوں کے ہاتھ سے مارے جانے کے بعد سنہ ۷۰۰ھ میں بالاستقلال سلطنت حاصل کی تھی۔ اس خاندان کے آخری فرمانروا **عبدالمجید** ثانی کے عہد تک جو ۱۳۴۲ھ میں معزول کیا گیا چھ سو سینتالیس سال رہی۔ یہ ایسی طویل مدت ہے جو کسی اسلامی حکمران خاندان کو نصیب نہیں ہوئی اس میں ۳۷ فرماں روا ہوئے جنمیں سے پہلے ۹ بایزید ثانی تک سلطان تھے اور بقیہ سلیم اول سے لے کر عبدالمجید ثانی تک سلطنت کے ساتھ خلافت کے منصب سے بھی ممتاز تھے۔

آل عثمان کا یہ کل زمانہ دو دور میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ دورِ ترقی اور دورِ زوال۔ غازی عثمان کے استقلال یعنی سنہ ۷۰۰ھ سے لے کر سلیمان اعظم کی وفات یعنی سنہ ۹۷۴ھ تک دورِ ترقی رہا جس میں یہ سلطنت قوت، شوکت اور مقبوضات کی وسعت کے لحاظ سے برابر بڑھتی رہی اس کے بعد سے آج تک دورِ زوال ہے جس میں سلسلہ وار اس کے حصے نکلتے جا رہے ہیں۔

عین عروج کے زمانے میں بایزید ایلدرم کے عہد میں جبکہ وہ فتوحات کر رہا تھا ۸۰۳ھ میں تیمور لنگ کے ناگہانی حملہ سے اس سلطنت کو ایک کاری زخم لگا تھا مگر چونکہ اس وقت اقبال کا دور تھا اور ترکوں کے فاتحانہ جذبات جوش پر تھے اس لئے بہت جلد مندمل ہو گیا

سلطنت

جس وقت آل عثمان نے اپنی سلطنت قائم کی اس وقت تاتاریوں کے حملہ سے بغداد کی عباسی خلافت کا چراغ گل ہو چکا تھا اور جملہ اسلامی مشرقی ریاستیں انکی تاخت و تاراج سے نیم جاں ہو گئی تھیں۔ خود ایشیائے کوچک میں سلجوقی سلطنت کو بھی انھوں نے فنا کر ڈالا تھا جس کے کھنڈر پر طوائف الملوکی کی حالت میں چند چھوٹی چھوٹی امارتیں رہ گئی تھیں جو باہمی جنگ و جدال میں فنا کے ساحل سے آ لگی تھیں۔ آل عثمان نے

Marfat.com

اپنی شجاعت اور فرزانگی سے الجھی منفرق ریاستوں سے ایک زبردست سلطنت تعمیر کی جس سے اسلام کا گیا ہوا جلال پھر جلوہ گر ہوا۔ انھوں نے عالی حوصلگی سے مقبوضات کا دائرہ یہاں تک وسیع کیا کہ یورپ میں داخل ہو گئے اور رفتہ رفتہ بلقان کے اکثر حصہ پر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمد ثانی نے قسطنطنیہ کو بھی فتح کیا جو اسلام کی ایک پرانی آرزو تھی اور سلطان سلیم نے شام اور مصر کو جس سے حرمین شریفین بلکہ سارا عرب عثمانی قلمرو میں آگیا۔ اس کے بعد سلیمان اعظم وسط یورپ میں ویانا کی فصیل تک پہنچ گیا۔ دوسری طرف افریقہ میں الجزائر بلکہ مراکش بھی ہلالی پرچم کے نیچے آگیا۔ اور عثمانی سلطنت نہ صرف اپنی بری اور بحری قوت بلکہ وسعت کے لحاظ سے بھی اپنے زمانے کی سب سے بڑی سلطنت ہوگئی جس کے حدود لو دالیست سے دریائے نیل تک اور فرات سے جبل الطارق تک پھیلے ہوئے تھے۔ شاہان یورپ اس زمانے میں بجائے سلطان کے اس کے صدر اعظم کو مخاطب کرتے تھے اور اپنی مشکلات میں امداد کے طالب ہوتے تھے ۱۵۸۳ء مطابق ۹۹۰ھ میں جب ہسپانیہ کا گریٹ آرمیڈا انگلستان پر حملہ کی تیاری کر رہا تھا ملکہ ایلزبیتھ نے مسٹر ہیرلون کو سفارت پر قسطنطنیہ بھیجا اور مراد ثالث کے وزیر محمد پاشا صقلی سے ان "کیتھولک کفار" کے مقابلے میں مدد چاہی۔ مگر اس وقت جنگ ایران کی مصروفیت کے باعث امداد نہ دی جا سکی۔ سلیمان اعظم کے عہد میں شاہ فرانس فرنسیس اول نے شارلکان شہنشاہ جرمنی و آسٹریلیا کے مقابلے میں دو بار امداد کی درخواست کی اور دونوں مرتبہ بری اور بحری فوجوں سے اس کی مدد کی گئی۔

خلافت ۹۲۳ھ میں اسلامی خلافت عباسیوں سے آل عثمان کو ملی۔ ترک چونکہ حنفی المذہب تھے اس وجہ سے حنفیہ نے بالعموم ان کی خلافت کو تسلیم کر لیا اور جا بجا ملکوں میں ان کے ناموں کے خطبے پڑھے جانے لگے لیکن مالکیہ بوجہ عدم قرشیت کے ایک مدت تک ان کی خلافت کے قائل نہ ہوئے۔

آل عثمان کو خلافت چونکہ فتح مصر سے ملی تھی اس لئے بالطبع وہ اپنے اس رتبہ سلطنت کو

Marfat.com

جس کی بدولت انھوں نے مصر کی سلطنت اور خلافت دونوں کو حاصل کیا تھا ہمیشہ اہم سمجھتے رہے۔ لیکن خلافت کی مذہبی وقعت اُن کی نگاہ میں تھی۔ چنانچہ سلطان محمود نے ۱۲۱۱ھ میں انکشاریہ کی بغاوت کے موقع پر علم نبوی نکال کر اس کی روحانی قوت سے بھی کام لیا۔ مگر انھوں نے شروع سے آخر تک بجز حرمین شریفین کے خادم اور جزیرۂ عرب کے محافظ ہونے کے جو ان کی سلطنت کا ایک جزو تھا۔ فرائض خلافت کا خیال نہ رکھا۔ نہ عالم اسلامی کی کوئی دینی یا ذہنی رہبری کی۔ نہ ان کی وحدت کا کوئی ذریعہ تلاش کیا۔ یہاں تک کہ حج جس میں اقصائے عالم کے مسلمان آکر شریک ہوتے ہیں۔ اس میں بھی وہ کبھی نہیں آئے۔ آخری زمانہ میں سید جمال الدین افغانی کے اثر سے عبدالحمید ثانی نے اتحاد ملت کی طرف توجہ کی تھی اور حجاز ریلوے کو اُمت کی مشترکہ ملکیت قرار دے کر عالم اسلامی میں ترکی خلیفہ اور خلافت کا احساس پھیلایا تھا کہ اس کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد انقلابات رونما ہوئے اور ۱۳۴۲ھ میں جمہوریۂ ترکیہ نے خلافت ہی کا الغا کر دیا جس سے یہ منصب مع اپنے عظیم الشان فوائد کے نہ صرف ترکوں بلکہ جملہ مسلمانوں کے ہاتھ سے جاتا رہا۔

ولیعہدی

آل عثمان میں اگرچہ شروع سے یہ دستور تھا کہ خاندان کا بڑا شخص سلطنت کا متولی ہو۔ لیکن پھر بھی اکثر تخت نشینی کے وقت دوسرے بھائیوں کی طرف سے نزاعیں برپا ہوتی رہیں۔ اس وجہ سے ایک بھائی جب تخت نشین ہوتا تو اپنے دوسرے بھائیوں کو قتل کرا دیتا۔ چنانچہ بایزید اول نے اپنے بھائی یعقوب کو علماء سے فتویٰ لے کر اور سلیم اول نے اپنے دونوں بھائیوں احمد اور کرکود کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ مراد ثالث نے اپنے پانچوں بھائیوں کو قتل کیا اور اس کے بیٹے محمد ثالث نے ۱۹ بھائیوں کو جو سب کے سب مراد کے ساتھ ہی دفن کیے گئے۔

آخر میں یہ صورت اختیار کی گئی کہ محروم شہزادے محلات میں نظر بند رکھے جانے لگے تاکہ کوئی خطرہ بھی نہ رہے اور خون ناحق بھی نہ بہے۔

Marfat.com

نظامِ مملکت مہمات سلطنت میں سلطان فرمانروائے مطلق تھا جس کی اطاعت لازمی تھی اور بشرط رعایت نصوص قرآن اس کو رعایا کے جان و مال اور ملک کے سیاہ و سفید پر کلی اختیارات حاصل تھے۔

حکومت کے سب سے بڑے دو عہدے دار تھے ایک صدر اعظم جو امور ملکی و فوجی کا کفیل ہوتا تھا۔ دوسرا شیخ الاسلام جو شرع شریف کا نمائندہ سمجھا جاتا تھا۔ صدر اعظم کے ماتحت جملہ وزرا اور ملکی دفاتر تھے اور شیخ الاسلام کی نگرانی میں جملہ قضاۃ اور محکمہ جات شرع، علاوہ مذہبی امور کے مہمات سلطنت مثلاً اعلان جنگ، معاہدۂ صلح، عزل و نصب سلاطین وغیرہ میں بھی شیخ الاسلام کو دخل تھا۔

فرقِ علماء یعنی رجال شرع میں سے دو شخص خاص امتیاز رکھتے تھے ایک قاضی عسکر رومیلی، دوسرا قاضی عسکر اناطولیہ۔ یہ دونوں جنگ و سفر میں سلطان کے ہمراہ رہتے تھے تاکہ فوج میں کوئی اختلاف پیدا ہو تو رفع کریں۔ انھیں میں سے کوئی شیخ الاسلامی کے منصب پر آیا کرتا تھا۔

سلطان اگرچہ شیخ الاسلام کو برطرف کر سکتا تھا لیکن حرمتِ شرع کی وجہ سے اس کو سزا دینے کا مجاز نہ تھا۔ نہ اس کے فتوے کی مخالفت کا اختیار رکھتا تھا۔ چنانچہ سلیم اول نے جو اپنے عقیدہ اور عزم دونوں میں بہت سخت تھا، عثمانی قلمرو میں شیعوں کے استیصال کے بعد یہ ارادہ کیا کہ مشرکوں، کافروں یہودیوں اور عیسائیوں کو بھی قتل کر کے انکے معبدوں اور کنیسوں کو مسجد بنائے تاکہ ملک میں صرف ایک ہی مذہب رہ جائے۔ مشورۃً ایک دن شیخ جمالی مفتی اعظم سے پوچھا کہ دنیا کو فتح کرنا بہتر ہے یا قوموں کو مسلمان بنانا؟ شیخ مذکور نے جواب دیا کہ مسلمان بنانے میں زیادہ ثواب ہے۔ سلیم نے اس کے بعد صدر اعظم کو حکم بھیج دیا کہ سلطنت کے ہر گوشے میں اعلان کرا دیا جائے کہ جو اسلام نہ لائے گا قتل کر دیا جائے گا۔

اس سخت فرمان سے صدر اعظم کو تردد ہوا۔ اس نے شیخ جمالی سے کہا کہ سلطان نے اس میں تمہارے قول سے سند لی ہے۔ شیخ مذکور آستانہ کے بطریک کو لے کر سلطان کے پاس

Marfat.com

جو اس وقت ادرنہ میں تھا پہنچے۔ اور وہ عہد نامے پیش کرائے جو قسطنطنیہ کی فتح کے بعد سلطان محمد نے نصاریٰ کے ساتھ کئے تھے۔ پھر قرآن کا حکم سنایا کہ اہل کتاب سے جزیہ لے کر مذہب میں آزاد چھوڑ دینا چاہیے۔ سلیم کو مجبور ہو کر اپنا حکم واپس لینا پڑا۔

داخلی نظم و نسق کے دفتر کو دیوان دولت کہتے تھے۔ اس میں پہلے تین وزیر ہوتے تھے لیکن احمد ثالث نے ان میں منافست دیکھ کر جس کی وجہ سے اکثر کاموں میں ابتری واقع ہو جاتی تھی ان کی تعداد آٹھ کر دی اور ان کا رئیس صدر اعظم کو بنا دیا۔ انھیں کی مشاورت سے مہمات سلطنت طے پاتے تھے اور ماتحت دفاتر نیز سلطنت کے صوبوں اور ایالتوں کے حکام و عمال کی نگرانی بھی انھیں کے ذمہ تھی۔

بحری فوجیں قپودان دریا کے ماتحت ہوتی تھیں اور بری صدر اعظم کے۔ ان افواج کی تربیت اور تنظیم میں ترک اپنے دور ترقی میں دیگر اقوام عالم سے فائق تھے۔

یہ ارکان دفاتر، حکام ولایات۔ جاگیرداران و امراء فوج بلکہ بالعموم متوسلین سلطنت دولت کی فراوانی سے رئیسانہ بلکہ شاہانہ عیش و آرام کے ساتھ زندگیاں گذارتے تھے چونکہ غلامی کا بھی رواج تھا اس وجہ سے اُنکے گھروں میں غلاموں اور کنیزوں کی بھی اچھی خاصی تعداد تھی

ترک اصلی اوغوز ترک جو ارطغرل اور دو ہزار کے ساتھ ارض روم میں آئے تھے۔ اُن کی تعداد دو ہزار نفوس سے زیادہ نہ تھی لیکن رفتہ رفتہ دیگر قبائل جو سلجوقی عہد میں وسط ایشیا سے گئے تھے ان کے ساتھ شامل ہوتے گئے اور پھر ان کی سلطنت کے عروج کے ساتھ ساتھ دیگر مفتوحہ قومیں رومی وصقلابی وغیرہ کثیر تعداد میں اسلام لاتی گئیں۔ جو سب کے سب ترک بولے جانے لگے۔ اور یہ لفظ مسلمانان سلطنت ترکی کے مرادف ہو گیا جن میں مختلف قومیں شامل تھیں۔

اسلام ترکوں نے اسلام اور اس کے شعائر کا ہمیشہ احترام رکھا یہ ان کے بے ریا اور مخلصانہ اسلام کا اثر ہوا کہ مفتوحہ قومیں جن کو پوری مذہبی آزادی تھی اپنے دلی شوق

Marfat.com

سے اسلام قبول کرنے لگیں۔ سربیا، بلغاریا، رومانیا اور یونان، خاص کر البانیا میں۔ بلا جبر و اکراہ بے شمار عیسائی اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے۔ انکشاری فوج جس میں وہ نصرانی نوجوان لئے جاتے تھے جو مسلمان ہو جاتے تھے ان کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی تھی اور بلقان کے عیسائی رؤسا اپنے بیٹوں کو خوشی سے لاکر خود اس میں بھرتی کراتے تھے۔

ترک بالعموم مجاہد اور سرفروش ہونے کے ساتھ دینی عقائد کے پکے اور عبادات کے پابند تھے اور اپنی خانگی زندگی۔ روزمرہ کے معاملات اور اخلاق میں خالص مسلمان انہیں بخلاف دیگر اقوام کے باہمی محبت اور اخوت بھی زیادہ ہے۔

ترک سلطان اور رعایا ہمیشہ سے ایک مذہب حنفی کے پابند رہے اس وجہ سے ان میں اختلافی جھگڑے بہت کم پیدا ہوئے۔ ان کو بھی شیخ الاسلام طے کر دیتا تھا لیکن ان کو تصوف کے ساتھ بھی عقیدت تھی اور پیری و مریدی کا سلسلہ بھی رائج تھا جس کے باعث فتنوں کا ظہور رہوتا رہا۔ یہی وجہ ہوئی کہ جمہوریہ ترکیہ نے تمام زوایا اور تکیے بند کر دیے۔

سلاطین آل عثمان میں سے سلیم اول مذہب حنفی کا سب سے بڑا علم بردار تھا جس کی خواہش یہ تھی کہ اس کے قلم رو میں بجز اس کے کوئی دوسرا مذہب نہ رہنے پائے۔

رواداری ترکوں کے اوصاف میں جہاں شجاعت سب سے نمایاں وصف ہے جس کو ان کے دوست دشمن سب تسلیم کرتے ہیں وہاں ان کی رواداری کی صفت بھی اقوام عالم میں بےنظیر ہے۔ انھوں نے ہمیشہ غیر جنس اور کمزوروں کے ساتھ عدل و رحم کا برتاؤ کیا اور کبھی ان کے مذہب میں دست اندازی نہیں کی۔ یورپ کی عیسائی سلطنتوں میں یہودی مقہور و مظلوم رہتے تھے لیکن ترکوں کے سائے میں ان کو امن اور آرام نصیب ہوتا تھا۔ سلطان محمد نے قسطنطنیہ کے بطریرک کے عہدہ اور عیسائیوں کے حقوق کو محفوظ کر دیا جس کی وجہ سے رومی جو وہاں سے بھاگ گئے تھے پھر واپس آکر آسائش سے رہنے لگے۔

مراد ثانی کے مقابلے میں جب صلیبی لشکر ہونیاد کی قیادت میں جو کیتھولک تھا میدان

قوسوہ میں صف آرا تھا اس وقت اس کے ساتھی شاہ سربیا نے اس سے پوچھا کہ اگر تم کو فتح حاصل ہوگئی تو کیا کرو گے ؟ اس نے کہا کہ سب کو کیتھولک بنا کر چھوڑوں گا۔ لیکن جب یہی سوال سربیا نے مراد کے پاس بھیجا تو اس نے جواب میں لکھا کہ میں اگر کامیاب ہوا تو ہر مسجد کے پہلو میں ایک کنیسہ بنوا دوں گا تاکہ جس کا جی چاہے مسجد میں آئے اور جس کا جی چاہے کنیسہ میں جائے اس پر شاہ موصوف نے جو یونانی چرچ کا تابع تھا متعصب کیتھولک ہونیاد کا ساتھ چھوڑ دیا جس کی وجہ سے صلیبیوں کو شکست اٹھانی پڑی۔

ایک بار عثمانی مفتی سے کسی نے سوال کیا کہ دس مسلمان ایک یہودی یا عیسائی ذمی کے قتل میں شریک ہوں تو کیا وہ سب کے سب قصاص میں مارے جائیں گے ؟ مفتی نے جواب دیا کہ بیشک دس نہیں ایک ہزار بھی۔

ان رواداریوں کی وجہ سے باوجود بیرونی سلطنتوں کی ریشہ دوانیوں کے بھی غیر مسلم خاص کر ان عیسائیوں کے دلوں میں جن کو ترکوں سے واسطہ پڑا تھا ترکوں کی عظمت اور وقعت تھی۔ چنانچہ عبد الحمید ثانی کے آغاز جلوس ۱۸۷۷ء میں جب روسیوں نے دولت علیہ کے خلاف جنگ شروع کی اس وقت ہنگری کے عیسائیوں نے جو ایک مدت سے عثمانی سلطنت سے مطلقاً آزاد تھے۔ اپنے اخلاص کا اس طرح اظہار کیا کہ ایک وفد بھیج کر مرصع تلوار عبد الکریم پاشا کی خدمت میں پیش کی جو روس کے مقابلہ کے لئے مامور ہوا تھا۔

ترکی ادب

عثمانی ترکی جغتائی ترکی کی ایک شاخ ہے۔ سلطنت عثمانی کے قیام سے پیشتر اس میں کوئی تصنیف و تالیف نہ تھی۔ چونکہ ترک سلجوقی سلطنت کے وارث ہوئے جن کا علم ادب فارسی تھا اس لئے ترکی ادب کی بھی بنیاد فارسی ہی ادب پر پڑی اور مذہبی علوم براہ راست عربی سے اخذ کئے گئے۔ اس وجہ سے عثمانی ترکی میں فارسی اور فارسی سے زیادہ عربی کے الفاظ کی کثرت ہوگئی۔

نویں صدی ہجری کے وسط میں جب **سلطان حسین** والی ہرات کے وزیر **امیر علی**

Marfat.com

نیز نوائی کا ترکی دیوان قسطنطنیہ میں پہنچا اس وقت سلطان محمد فاتح کے وزیر احمد پاشا نے جو ادب سے ذوق رکھتا تھا ترکی میں شعر گوئی شروع کی جس کی وجہ سے نہ صرف عوام بلکہ خود سلطان کو بھی اس سے دلچسپی ہو گئی۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ ترکوں میں شعر کا رواج بڑھتا گیا اور بڑے بڑے شعرا مثلاً **ابن کمال، فضولی، نابی، ندیم** اور **غالب** وغیرہ پیدا ہوئے جنھوں نے غزل، قصیدہ اور مثنوی میں نام پایا۔ خود بعض سلاطین آل عثمان بھی شعر کہتے تھے۔ جن میں سے **سلیم اول** اور **مراد ثالث** خاص طور پر مشہور ہوئے۔

لیکن ترکوں کی یہ شاعری نہ صرف وزن و بحر بلکہ معنی اور روح کے لحاظ سے بھی قدیم فارسی شاعری کے مشابہ تھی جس کے تمام رشتے حیات اور عمل سے منقطع ہو چکے تھے۔ آخری دور میں جب مغربی خیالات کے اثر سے ترکی میں نئی ذہنیت پیدا ہوئی تو انکی شاعری نے بھی نیا رنگ بدلا جس کے علمبردار **نامق کمال، حامد، توفیق فکرت** اور **محمد عاکف** وغیرہ ہیں۔ ان لوگوں نے حسن و عشق اور ہجر و وصل کے افسانے چھوڑ کر اثبات زندگی اور ذوق عمل کے نغمے گائے اور عقل و تدبیر کی تحقیر اور توکل و تقدیر کی غلط تعبیر جو گوشہ گیر اور زاویہ نشین متصوفین کے اثر سے دلوں میں جاگزیں ہو گئی تھی دور کر کے ارتقائے فکر اور سعی پیہم کے جذبات ابھارے۔

ترکی میں بھی فارسی کی طرح نظم نے نثر کی بہ نسبت زیادہ ترقی پائی۔ نثر کی پہلی کتاب انوار سہیلی کا ترجمہ ہے جو محمد فاتح کے عہد میں کیا گیا۔ اس کے بعد دینیات، تاریخ اور ادب میں زیادہ کتابیں لکھی گئیں اور دیگر علوم و فنون میں کم۔

ترکی میں پہلا مطبع وزیر اعظم ابراہیم پاشا نے جو ندیم شاعر کا ممدوح تھا قائم کیا جس میں ترکی کی پہلی مطبوعہ کتاب ترجمۂ قاموس ۱۷۲۸ء میں شائع کی گئی۔

عثمانی ترکی جب سے کتابت میں آئی اسی وقت سے عربی حروف میں لکھی جاتی تھی، سال گذشتہ سے جمہوریہ ترکیہ نے اس کو لاطینی حروف میں کر دیا ہے۔

انقلاب ترکوں میں بھی دوسری مسلمان قوموں کی طرح بجز ذات شاہانی کے کوئی ادارہ

سپاہی نہیں تھا۔ یورپ میں انقلاب فرانس کے بعد چپہ چپہ میں آزادی کے خیالات پھیل گئے تھے جن سے عثمانی عیسائی رعایا بھی متاثر ہوئی اور اپنی آزادی کے لئے مختلف طریقوں سے جدوجہد کرنے لگی اور آخر کار کامیاب ہو کر رہی۔ مگر ترکی طبائع پر اس انقلاب کا بہت کم اثر پڑا تھا۔

سب سے پہلا شخص جس نے ترکوں میں حریت کا احساس پیدا کیا۔ مدحت پاشا تھا جس کی کوششوں سے عبد الحمید ثانی نے ابتدائے جلوس میں دستوری حکومت کا اعلان کیا تھا۔ مگر یہ احساس اس قدر کمزور تھا کہ سلطان نے دستور کو توڑ کر مدحت پاشا کو طائف میں نظر بند کر دیا اور احرار ترکوں کو ملک بدر کرنے لگا۔ اور کوئی بغاوت رونما ہوئی۔ لیکن اس کے بعد رفتہ رفتہ حریت کے شعلے بھڑکے اور عبد الحمید کی سختیوں نے جو اس نے دستور کے حامیوں پر کیں اس آگ پر تیل کا کام دیا۔ چنانچہ جمعیۃ اتحاد و ترقی نے جس کے سرگرم ارکان نیازی بک، انور بک اور محمود شوکت پاشا جیسے لوگ تھے ۱۳۲۶ھ میں قوت کے ساتھ دستوری حکومت حاصل کر لی اور پھر سلطان نے ذرا سی مخالفت کی تو اس کو تخت سے اتار کر سلانیک میں نظر بند کر دیا۔ اور اب تو جنگ عمومی کے بعد سے مصطفیٰ کمال پاشا نے اس کو کامل جمہوری کر دیا ہے۔

اسبابِ زوال

ترکوں کی جس طرح ترقی بتدریج ہوئی اسی طرح ان کا تنزل بھی رفتہ رفتہ ہوا۔ اور یہ "تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ" کا فطرتی قانون ہے جو اٹل ہے۔ خاص کر شخصی اور استبدادی حکومتوں کا زوال جن میں لازمی طور پر نقائص موجود رہتے ہیں۔ ہم اس جگہ مختصراً ترکوں کے اسباب زوال لکھتے ہیں۔

(۱) ترکی قوم ایک سپاہی اور شجاع قوم ہے اس نے ملک داری میں ہمیشہ

Marfat.com

دماغی تدبر اور انتظامی ادارہ کی بہ نسبت اپنی بہادری اور سپہگری پر زیادہ اعتماد رکھا اس وجہ سے اپنی مفتوحہ اقوام سے نہ خود زیادہ نفع اٹھا سکے نہ ان کو زیادہ نفع پہنچا سکے غیر مسلم اقوام کے علاوہ خود مسلمان قومیں جو اُن کے قبضہ میں آئیں اُن کی بھی جنسیت اور عصبیت کو یہ اپنے ساتھ متحد یا موافق نہ کر سکے۔

حضرت عمرؓ نے باوجود صحابہ کی کوششوں کے عراق اور مصر کی سرزمینوں کی فوج میں نہیں تقسیم ہونے دیا۔ بلکہ براہِ راست خلافت کا محکوم رکھا جس کی وجہ سے زیادہ عرصہ نہ گذرنے پایا کہ ان مقامات کے باشندوں کی قومی عصبیت فنا ہوگئی اور وہ اسلامی قوت کا جزو بن گئے۔ مگر ترکوں نے اپنی مفتوحہ قوموں کے علاقے سپاہیوں میں بانٹ دیے ان جاہل آقاؤں کے مظالم سے ان اقوام میں حکومت کی ہمدردی نہ پیدا ہوسکی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت میں جس قدر ضعف آتا گیا اسی قدر ان میں اپنی جنسیت کا احساس اور آزادی کا خیال بڑھتا گیا۔ چنانچہ عبدالحمید اول کے عہد ۱۲۰۱ھ میں جب روس اور آسٹریا نے دولت علیہ پر چڑھائی کی اس وقت بلقان کے بہت سے اصلی باشندے جاکر ترکوں کے خلاف جنگ میں شامل ہوگئے۔ اور لڑائی ہونے پر واپس چلے آئے۔ جاگیرداروں نے بوجہ باغی ہونے کے ان پر سختیاں شروع کیں۔ جس کی وجہ سے ایک فتنہ برپا ہوگیا۔ آخر میں بابِ عالی نے عفوِ عام کا اعلان کیا اور سپاہیوں کے ہاتھ سے ان کی زمینیں نکال لیں اس پر انکشاریہ نے بغاوت کردی۔ بازندار علی نے کوشش کرکے پھر وہ علاقے ان کو دلا دیئے۔ انھوں نے پھر وہی مظالم شروع کئے۔ اب اصلی باشندے جو جنگ و پیکار سے واقف ہو چکے تھے۔ مقابلے کیلئے کھڑے ہوگئے۔ انھوں نے سربیا کے ایک رئیس پیتر و فلتش کی قیادت میں حزب وطنی قائم کی اور سلسلہ وار جد و جہد کرنے لگے۔ یہاں تک کہ آخر میں استقلال حاصل کرکے رہے۔

(۲)، ترکی وزراء اور امراء کی خیانت جنھوں نے نازک سے نازک موقعوں پر دشمنوں سے رشوتیں لے کر فتوحات کو شکستوں میں تبدیل کردیا اور ملک او رقوم کو عظیم الشان نقصانات پہنچائے

Marfat.com

دولت علیہ کا سب سے بڑا اور خطرناک دشمن روس تھا خاص کر جن کا شہنشاہ پیٹر اعظم جس نے قسطنطنیہ پر قبضہ کرنا روس کے لائحہ عمل میں داخل کر لیا تھا سلطان احمد ثالث کے عہد میں جب اس نے عثمانی علاقے پر لشکر کشی کی اس وقت محمد پاشا صدر اعظم نے جو دو لاکھ فوج لے کر مقابلے کے لئے گیا تھا دریائے بروت کے متصل اس کو مع اس کی محبوبہ ملکہ کیتھرائن کے ایک قلعہ میں محصور کر لیا۔ اس موقع پر اگر دیانت اور صبر سے کام لے کر اس نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا ہوتا۔ تو ترکوں کی بہت سی مصیبتوں کا خاتمہ ہو جاتا لیکن ملکہ مذکورہ نے اپنے زیورات اور جواہر اس کے پاس بھیج دئے جس کی وجہ سے اس نے محاصرہ اٹھا لیا اور یہ معاہدہ لے کر کہ روس قوزاق کے معاملے میں دست اندازی نہ کرے گا واپس چلا آیا۔

سلطان عبد المجید کے عہد میں جب محمد علی پاشا خدیو مصر کے بیٹے ابراہیم پاشا نے ترکوں کو نصیبین میں زبردست شکست دے دی جس سے یہ خطرہ ہو گیا کہ وہ نہ صرف اناطولیہ بلکہ قسطنطنیہ پر بھی قبضہ کر لے گا اس وقت احمد پاشا قپودان نے سارا ترکی بیڑہ اسکندریہ میں لا کر خدیو مذکور کے حوالے کر دیا۔ اگر انگلستان بیچ میں نہ آ پڑتے تو محمد علی قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیتا اور ترکی سلطنت صفحۂ وجود سے مٹ جاتی۔

عبد الحمید ثانی کے عہد میں انگریز کوشش میں تھے کہ جزیرہ قبرص لے لیں سلطان کسی طرح اس کے لئے تیار نہ تھا ۱۸۷۸ء میں صفوت پاشا نے صدارت پر آتے ہی جزیرہ مذکورہ انگریزوں کے سپرد کر دیا اور سلطان سے کہہ دیا کہ یہ برلن کانفرنس میں ہماری مدد کریں گے یہ اور اسی قسم کے واقعات ترکی تاریخ میں اور بھی ہیں بعض مورخین نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ روس کی اکثر فتوحات دولت علیہ پر زر کی بدولت ہوئیں نہ کہ زور کی۔

(۳) دور انحطاط میں بجز چند سلاطین مراد رابع، سلیم ثالث محمود ثانی یا عبد الحمید ثانی اور بجز چند وزرا جیسے خاندان کوپرلی وغیرہ کے عام طور پر عثمانی سلاطین، انکے وزراء، امراء اور ارکانِ دولت سیاست اور ملک داری میں نا اہل تھے جو نہ خارجی تعلقات کو ٹھیک رکھ سکے

Marfat.com

نہ داخلی انتظام کو جس کے باعث روز بروز فوجی اور اقتصادی حالت بد سے بدتر ہوتی گئی یہاں تک کہ سلطنت عثمانیہ کو "مرد بیمار" کا خطاب دیا گیا۔ جس کی ہلاکت میں بہت کم مدبرین کو شبہ تھا۔

دوسری طرف اس کے حریف یورپ نے دور جہالت و تشتت سے نکل کر علم اور وحدت قومی کی طرف قدم بڑھایا۔ اور زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کرکے ترکوں کو پیہم شکستیں دینے لگا۔ یہاں تک کہ ترکی سلطنت کے حصے بخرے کرنے کے منصوبے باندھ لئے اور رفتہ رفتہ یکے بعد دیگرے عثمانی مقبوضات کو نکالنا شروع کیا۔ جس کے باعث بجائے اس کے کہ ترکی سلیمان اعظم کے عہد میں سب سے بڑی طاقت تھی۔ اب گھٹتے گھٹتے ایک معمولی سلطنت رہ گئی۔ ع

"وہ بڑھ کے بدر ہوئے گھٹ کے ہم ہلال ہوئے"

(۸) ترکوں اور بالخصوص ان کے علماء میں تقلید اور قدامت پرستی زیادہ تھی اور حریت اور وسعت نظر کم تر، اسوجہ سے اکثر انھوں نے جدید اصلاحات کی مخالفت کی اور مذہب کے نام سے مفید دنیاوی علوم وفنون کو روکتے رہے۔ سلیم ثالث نے ۱۲۰۲ھ میں جب جدید مغربی طرز کی فوجیں تیار کرنی شروع کیں اور خاصکوئی اور جزیرہ بکیہ لی میں اُن کی تعلیم کے لئے حربی مدارس کھولے تو رجعت پسندوں نے قیامت برپا کردی اور یہی نہیں کہ ان اصلاحات کے حامی وزرا کو قتل کرڈالا۔ بلکہ خود سلیم کو تخت سے اتار دیا کیونکہ طوبال عطار اللہ آفندی شیخ الاسلام نے جدید فوجی لباس کو شریعت کے خلاف قرار دیا۔

دوبارہ سلطان محمود نے جب پھر اصلاحات شروع کیں تو پھر انکشاریہ مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے مجبور ہو کر سلطان نے انکشاری فوج کے توڑ دینے کا فیصلہ کرلیا مگر اس میں کامیابی اس وقت ہو سکی جب آتی میدان میں ان کی چالیس ہزار لاشوں کے پشتے لگا دئے گئے۔

Marfat.com

یورپ میں جا بجا مطابع قائم ہو چکے تھے اور علوم و فنون کا سیلاب رواں تھا لیکن ترکی میں ایک مدت کے بعد احمد ثالث کے عہد ۱۱۳۹ھ میں پہلا مطبع قائم ہوا اس پر بھی تحریف کے خطرے سے مفتی اعظم نے قرآن نہ چھاپنے کی قید لگا دی۔

اسی جمود کا یہ ردِ عمل ہے کہ جمہوریہ ترکیہ نے اب ہر بات میں مغرب کی تقلید شروع کی ہے۔ یہاں تک کہ جملہ باشندوں کے لئے مغربی لباس کو بھی لازم کر دیا ہے۔ ترکی زبان بھی حکماً لاطینی حروف میں منتقل کر دی ہے اور مشرقیت سے اپنے سارے رشتے توڑ رہے ہیں۔ تاکہ وہ قدیمی ذہنیت بالکل بدل جائے۔ لیکن اصل چیز جس نے یورپ کو یورپ بنایا ہے سائنس ہے جب تک اس کو قابو میں نہ لائیں گے ان تبدیلیوں سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

بعض پرانے خیال کے مسلمان ترکوں کے مغربی تہذیب اختیار کر لینے کی وجہ سے یہ کہنے لگے ہیں کہ وہ اسلام سے بیزار ہو گئے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اسلام مشرقی اور یا مغربی کسی تہذیب میں مقید نہیں اور وہ جملہ قومی یا مقامی خصوصیات اور اوضاع سے بالاتر ہے۔ اس کا تعلق قلب و عمل کے ساتھ ہے۔ اگر نوجوان ترکوں کا یہ بیان صحیح ہے کہ وہ قرآن کریم کو مضبوط پکڑے ہوئے ہیں تو پھر مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔ بلکہ ممکن ہے کہ ان کا یہ زوال جس میں جمہوریت پیدا ہوئی ہے ایک نئے دورِ اقبال کا دیباچہ ہو۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

Marfat.com

یاد رکھنے کی بات

مکتبہ جامعہ اردو کا سب سے بڑا تجارتی کتب خانہ ہے ، مشہور مصنفین اردو مرزا غالب ، خواجہ حالی ، علامہ شبلی ، مولانا آزاد ، مولانا شرر ، علامہ اقبال ، منشی پریم چند ، اور اردو کے جملہ مصنفین کی بلند پایہ تصانیف و تراجم اور لاہور ، لکھنؤ ، الہ آباد ، حیدر آباد ، اورنگ آباد اعظم گڈھ وغیرہ مقامات کی سب کتابیں ہر وقت ہمارے یہاں موجود رہتی ہیں ۔ شائقین فہرست طلب فرماکر اپنی پسندیدہ کتابیں منتخب فرمائیں ۔

رعایت ۔ مطبوعات جامعہ پر محصول ڈاک اور پیکنگ بالکل معاف ہو سکتا ہے بشرطیکہ

(الف) فرمائش مبلغ دو روپے سے کم نہ ہو ۔

(ب) رقم بذریعہ منی آرڈر پیشگی ارسال کی جائے ۔

نوٹ: درسی کتابیں اس اعلان سے مستثنیٰ ہیں ۔

مطبوعات جامعہ کے علاوہ دوسری کتابوں پر اس شرط کے ساتھ فرمائش مبلغ صہ سے کم نہ ہو ۔ اور رقم پیشگی پہنچ جائے ۔ محصول ڈاک معاف کیا جائے گا ۔ البتہ ان کتابوں پر جو ہمیں بھی کسی خاص رعایت سے نہیں ملتیں یہ ممکن نہ ہوگا ۔ ایسی صورت میں رقم واپس کر دی جائے گی اور اس سلسلے میں کوئی خط کتابت نہ کی جائے گی ۔

جن تاجروں ، کتب خانوں یا مدرسوں کو کتابوں پر کوئی کمیشن دیا جاتا ہے ۔ انھیں محصول ڈاک معاف نہیں ہو سکتا ۔ کمیشن کا معاملہ خط کتابت سے طے کر لیجئے ۔

مکتبہ جامعہ کے مندرجہ ذیل رسائل کے نمونے مفت طلب کیجیے

رسالہ "جامعہ" ماہوار	بالتصویر "پیام تعلیم" ماہوار	"کتاب نما" ماہوار
چندہ سالانہ صہ	چندہ سالانہ عہ	چندہ سالانہ ۸ر

مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

یٹوبلٹ کاونٹ دی شمپانیا جو شاہ فرانس کا بھتیجا تھا اپنے ساتھ بہت سے امیروں اور فوجوں کو لے کر چلا۔ راستے میں ان لوگوں نے زارا اور قسطنطنیہ کو فتح کر لیا اور رومیوں سے لڑتے رہے۔ مسلمانوں کے مقابلہ میں نہیں پہونچ سکے۔ جس پر کلیسا کی طرف سے موردِ لعن و طعن ہوئے۔

(۶) سنہ ۶۰۶ھ میں جب شام میں صلیبیوں کا بادشاہ اِمّوری مر گیا تو انھوں نے شاہ فرانس فلپ آگسٹس سے امداد کی درخواست کی اس نے یوحنا بریانا کو وہاں کا بادشاہ بنا کر بھیجا۔ ادھر کلیسا کے ذریعہ سے تمام یورپ میں اعلان کر کے ایک موتمر منعقد کرائی جس میں ارضِ مقدس کے صلیبیوں کی امداد کی ترغیب و تحریک لائی گئی۔ نوجوانوں کی ایک جماعت آمادہ ہوئی۔ مگر جس وقت پاپائے روم کی برکتیں لے کر اور سینوں پر صلیبیں لگا کر جہاز پر سوار ہوئی تو ایک ہوائی طوفان آ گیا جس سے اکثر غرق ہو گئے۔ بقیہ کچھ اپنے گھروں کو واپس گئے اور کچھ اطالیہ میں رہ گئے اور وہیں کھیتی کرنے لگے۔

سنہ ۶۱۳ھ میں پھر کلیسا کی طرف سے پکار ہوئی۔ اُس وقت ایک بڑی جمعیت شاہ ہنگری اندراؤس ثانی کی معیت میں ارضِ مقدس کی طرف چلی۔ ان کے ساتھ ہوگز اول شاہ سسلی بھی فوجیں لے کر روانہ ہوا۔

ملک عادل نے ان کے مقابلہ کے لیے نابلس پر مورچہ بندی کی تھی مگر ان کی تعداد اور قوت اس قدر زیادہ تھی کہ وہ مدافعت نہ کر سکا۔ انھوں نے بہت سے شہروں کو فتح کر لیا۔ پھر مصر کی طرف بڑھے اور دمیاط کا محاصرہ کیا۔ ستر ہزار سوار تھے اور چار لاکھ پیدل۔ چھ ماہ ۲۲ دن کے بعد اس میں داخل ہو گئے۔

اسی دوران میں ملک عادل نے وفات پائی اور اس کا بیٹا ملک کامل تخت